भारत सरकार
GOVERNMENT OF INDIA
राष्ट्रीय पुस्तकालय, कलकत्ता ।
NATIONAL LIBRARY, CALCUTTA.

U

वर्ग संख्या
Class No. 720·954

पुस्तक संख्या
Book No. Sa 296a

रा० पु०/ N. L. 38.

MGIPC—S4—9 LNL/66—13-12-66—1,50,000.

OUT OF PRINT
IMPERIAL LIBRARY
No. 1446
Date 3.8.33
CALCUTTA
SHELF LISTED

نقش و نگار در و دیوار شکستہ ❀ آثار پدید است صنادید عجم را

کتاب

آثار الصنادید

جواد الدولہ عارف جنگ ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر (غفر لہ ۱۳۱۵ھ) کی

ابتدائی تصنیف

جسکے

پہلے اور دوسرے ایڈیشن کی جدا جدا خوبیوں کو ایک مین مجتمع کرکے

محمد رحمت اللہ رعد نے

نامی پریس کانپور مین چھاپا

سنہ ۱۹۰۴ء

~~184. Bk. 90020.~~
N
720.954
Sa296a

پہلا باب

مع تمہید و دیباچہ

٧٨٦

حامدًا و مصلیًا

سنہ ١٩٠١ع مین جبکہ سرسید کی لائف یعنی کتاب حیات جاوید نامی پریس کانپور مین چھپ رہی تھی تو مین نے اُسمین سرسید مرحوم کی پہلی تصنیف یعنی کتاب آثار الصنادید کا بیان (جسمین شہر دہلی کی عمارت کے نقشے اور اُنکے حالات درج ہین) پڑھا۔ اور ساتھ ہی اشتیاق ہوا کہ اس کتاب کو دیکھون اور اگر ممکن ہو تو اپنے پریس مین چھاپون۔ کچھ تلاش کے بعد مجکو اپنے بعض مہربانون کی عنایت سے اُسکا طبع اول جو سنہ ١٢٦٣ھ مطابق سنہ ١٨٤٧ع مین چھپا تھا۔ اور طبع ثانی جو سنہ ١٢٧٠ھ مطابق سنہ ١٨٥٤ مین چھپا تھا دستیاب ہو گیا۔ مگر جب دونون کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ موجودہ حیثیت مین دونون ایڈیشن ناقص ہین۔ یعنی طبع اول مین اگرچہ عمارات کے نقشے اصول نقاشی کے ساتھ درج ہین لیکن اُنپر جو کتبے دکھلائے گئے وہ اصلی شان سے گرے ہوئے ہین۔ مضمون متروک زبان اور مبالغہ آمیز عبارت مین ہی جو کسی کسی جگہ واقعات کے بھی خلاف ہی۔ طبع ثانی کی عبارت اگرچہ صاف اور مورخانہ ہی۔ جسمین ہر ایک عمارت کا کتبہ اپنے اصلی خط اور اصلی شان سے دکھلایا

گیا ہے لیکن جن عمارات کے کتبے اس انتظام اور اہتمام سے طیار کیے گئے ہین، سرے سے اُن عمارات کے نقشے ہی ندارد ہین بقول ناسخ ؎

ماہ نو ہے صورتِ ابرو، پر اُسکے رو نہین
ماہِ کامل صورتِ رو ہے، مگر ابرو نہین

اب خواہ مخواہ طبیعت نے چاہا کہ آثار الصنادید کے طبع اول اور طبع ثانی کی جدا جدا خوبیون کو ایک مین مجتمع کر کے طبع ثالث کیلیے مکمل حیثیت مین ایک نسخہ ترتیب دیا جاے چنانچہ طبع اول سے ۱۳۰ عمارات کے نقشے اصل کے مطابق بنوانے، اور طبع ثانی سے اُنکے صحیح حالات جو مع تاریخی حوالون کے درج تھے نقل کرانے شروع کر دیے۔ اور جب کتاب اس حد تک طیار ہو گئی تو آخر مین تمام عمارات کے کتبے جو بدھسٹ یا جینی یا ناگری حروف مین تھے۔ یا بہت پرانی شان کے خطِ نسخ یا خطِ طغرا یا خطِ نستعلیق مین تھے، عام اس سے کہ وہ ٹوٹے تھے یا مسلم تھے النقل کالاصل چربہ کرا کے شامل کیے گئے۔ اور اس لحاظ سے کہ ہر کتبے کی اصلی صنعت ضائع ہونے نہ پائے، طبع ثانی کی طرح طبع ثالث مین بھی التزام رکھا گیا کہ جو کتبہ کسی عمارت پر کندہ ہو وہ اِس کتاب مین سیاہ حروف سے دکھلایا جائے اور جو کتبہ اپنی سطح سے اُبھرا ہوا ہے اُسکے حروف دوہرے خطون سے بنا کر بیچ مین سفیدی چھوڑ دیجائے، بہر حال ہر ایک احتیاط جو اپنے امکان مین تھی عمل مین لائی گئی اور اس سلسلۂ انتظامی سے ایک مدت مین کتاب باختتام کیجاے

پر بھو نچا لی گئی۔

نام آور ان ملک اور قوم جو دنیا سے رحلت کرنیکے بعد، دہلی اور نواح دہلی مین اپنی یادگارین چھوڑ گئے تھے، غالبًا سر سید کو اندیشہ تھا کہ اب اُنکے مٹنے کا وقت قریب آگیا ہی۔ قبل اسکے کہ وہ نشانات صفحہ ہستی سے مفقود ہون اُنکے نقشے اور نقشون کے کتبے صفحہ قرطاس پر قائم کر کے ایک مُدّت دراز کیلیے محفوظ کر لیے جائین، مگر غدر ۱۸۵۷ء مین ان نقشون اور کتابون کے تلف ہو جانے پر وہ اپنے ارادہ مین پورے کامیاب نہو سکے اور بمجبوری اُنکو اپنے دوسرے ایڈیشن کے بقیہ نسخے جو تلف ہونیسے بچ رہے تھے بغیر نقشون کے شائع کر دینے پڑے۔ لیکن اب ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء مین اُسکا تیسرا ایڈیشن جمیع خوبیون سے آراستہ و پیراستہ ہو کر پورے پچاس برس کے بعد پھر شائع ہوا، اور اسطرح سر سید مرحوم کی جانکاہ محنت جو اُنکو نو برس تک مسلسل برداشت کرنی پڑی تھی (اور جسکا ذکر آیندہ صفحات پر درج ہے۔) خدا کی عنایت اور مہربانی سے ٹھکانے لگی۔

للہ الحمد ہر ان چیز کہ خاطر میخواست۔
آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

محمد رحمت اللہ رعد

آثارُ الصنادید

کا ذکر، حیاتِ جاوید میں

اُس زمانہ میں جبکہ وہ (یعنی سرسید) دلّی مین منصف تھے اُنکو عماراتِ شہر اور نواحِ شہر کی تحقیقات کا خیال ہوا..... سید الاخبار جو اُنکے بھائی کا جاری کیا ہوا اخبار تھا کچھ تو اسکو ترقی دینی چاہی اور کچھ عماراتِ دہلی کے حالات ایک کتاب کی صورت مین جمع کرکی شائع کرنیکا ارادہ کیا سرسید ہمیشہ تعطیلون مین عماراتِ بیرون شہر کی تحقیقات کے لیے شہر کے باہر جاتے تھے، اور جب کئی دن کی تعطیل ہوتی تھی تو رات کو بھی باہر رہتے تھے اُنکے ساتھ اکثر اُنکے دوست اور ہمدم مولانا امام بخش صہبائی مرحوم ہوتے تھے۔

باہر کی عمارتونکی تحقیقات کرنی ایک نہایت مشکل کام تھا بیسون عمارتین ٹوٹ پھوٹکر کھنڈر ہو گئی تھین۔ اکثر عمارتونکے کتبے پڑھے نجاتے تھے۔ بہت سے کتبون سے ضروری حالات معلوم نہو سکتے تھے۔ اکثر کتبے ایسے خطو مین تھے جلسے کوئی واقف نتھا۔ بعض قدیم عمارتونکے ضروری حصے معدوم ہو گئے تھے۔ اور جو متفرق و پراگندہ اجزا باقی رہگئے تھے اُنسے کچھ پتا نہ چلتا تھا کہ یہ عمارت کیون بنائی گئی تھی اور اُس سے کیا مقصود تھا۔ کتبون مین جن بانیونکے نام لکھے تھے اُنکا مفصل حال دریافت کرنیکے لیے تاریخونکی طرف رجوع کرنیکی ضرورت تھی۔ بعض علمی عمارتون

کی حالت ایسی متغیر ہوگئی تھی کہ اُنکی ماہیت معلوم ہونی مشکل تھی۔ پھر اکثر عمارتونکے عرض و طول و ارتفاع کی پیمایش کرنی، ہر ایک عمارت کی صورتِ حال قلمبند کرنی، کتبونکے چربے اُتارنے اور ہر ایک کتبے کو بعینہ اُسکے اصلی خط مین دکھانا، ہر ٹوٹی پھوٹی عمارت کا نقشہ جون کا تون مصور سے کھچوانا، اور اسطرح کچھ اوپر سوا سو عمارتونکی تحقیقات سے عہدہ برآ ہونا، فی الحقیقۃ نہایت دشوار کام تھا۔ سرسید کہتے تھے کہ "قطب صاحب کی لاٹھ کے بعضے کتبے جو زیادہ بلند ہونیکے سبب پڑھے نہ جا سکتے تھے اُنکے پڑھنے کو ایک چھینکا دو بلیونکے بیچ مین ہر ایک کتبے کے محاذی بندھوا لیا جاتا تھا۔ اور مین خود اوپر چڑھکر اور چھینکے مین بیٹھکر ہر کتبے کا چربا اُتارتا تھا۔ جس وقت مین چھینکے مین بیٹھتا تھا تو مولانا صہبائی فرطِ محبت کے سبب بہت گھبراتے تھے اور خوف کے مارے اُنکا رنگ متغیر ہو جاتا تھا" سرسید کی آیندہ ترقیات کی گویا یہ پہلی سیڑھی تھی اور اُنکی حالت بالکل ابو تمام کے اس شعر کی مصداق تھی

وَیَصعَدُ حَتّیٰ یَظُنَّ الوَرَیٰ   بِاَنَّ لَہٗ حَاجَۃً فِی السَّمَاءِ

(یعنی وہ ایسے شوق سے اوپر چڑھ رہا ہے کہ لوگ سمجھتے ہین اُسکو آسمان پر کچھ کام ہے)

باوجود اسقدر مشکلات کے آثار الصنادید کا پہلا اڈیشن ڈیڑھ برس کے اندر اندر چھپکر طیار ہو گیا۔۔ اگرچہ اس اڈیشن کی عبارت قدیم طرز کی رنگینی اور مبالغہ اور تکلفات بارِدہ کے سبب آجکل کے مذاق کے موافق بہت پھیکی اور بے مزہ ہو گئی تھی اور اسکے سوا اُسمین اور بھی بہت سی کسرین اور فروگذاشتین رہ گئی تھین مگر مضمون کے لحاظ سے نہایت عبرت خیز تھی۔ اول کے تین باب دیکھکر سرزمین دہلی کی قدیم شان وشوکت اور عظمت کی تصویر آنکھون کے آگے پھر جاتی ہے۔ اور تھوڑی دیر کو دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے۔ اور پچھلے باب سے دلی کا آخیر جھمکڑا آنکھونکے روبرو آجاتا ہے اور تعجب ہوتا ہے کہ جس شہر مین پچاس ساٹھ برس پہلے قوم کے اسقدر اہل اللہ، اہل علم، اور اہل ہنر موجود تھے آج وہان چارون طرف سناٹا نظر آتا ہے۔۔۔۔

الغرض یہ ایڈیشن ۱۸۴۷ء مین چھپکر شائع ہوا، اسی زمانہ مین مسٹر رابرٹس کلکٹر و مجسٹریٹ شہر شاہجہان آباد ولایت جاتے تھے۔ وہ ایک نسخہ آثار الصنادید کا ساتھ لیگئے۔ اور وہان جاکر اسکو رائل ایشیاٹک سوسائٹی مین پیش کیا۔ ممبران سوسائٹی نے اسکو بہت پسند کیا اور کورٹ آف ڈائرکٹرز کے بعض ممبرون نے مسٹر رابرٹس سے کہا کہ اگر اس کتاب کا ترجمہ انگریزی مین ہوجائے تو بہتر ہو۔ جب مسٹر رابرٹس ولایت سے واپس آئے تو انھون نے سرسید کی شرکت سے اس کا انگریزی مین ترجمہ کرنا چاہا۔ اسوقت سرسید کو یہ خیال ہوا کہ جو کسرین پہلے ایڈیشن مین رہگئی ہین انکی درستی اور اصلاح کیجائے۔ چنانچہ انھون نے کتاب پر نظر ثانی کرکے اسکو از سر نو مرتب کیا۔ جو کچھ ترمیم یا اصلاح یا اضافہ انھون نے پہلے ایڈیشن مین کیا ہی اسکا مفصل ذکر طبع ثانی کے دیباچہ مین مندرج ہی۔ بڑی خوبی اس نئے ایڈیشن مین یہ ہی کہ اسکی عبارت مین بہ نسبت پہلے ایڈیشن کے نہایت سادگی ہی۔ اور اسکا بیان ایشیائی مبالغون اور تکلفات باردہ سے بالکل پاک ہی۔ اس ایڈیشن کیلیے سرسید نے نقشے بھی از سر نو کمال اہتمام سے نہایت عمدہ تیار کرائے تھے۔ مگر ابھی چھپنے نہ پائے تھے کہ غدر ہوگیا اور وہ سب نقشے تلف ہوگئے۔ کچھ نقشے جواب ملے ہین وہ محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کی لائبریری مین محفوظ ہین۔ البتہ چوتھا باب جسمین دلی کے مشاہیر کا حال لکھا گیا تھا وہ اس ایڈیشن مین نہین ہی۔ اس ترمیم و اصلاح کے باعث دراصل مسٹر اڈورڈ طامس ہوئے تھے جو اسوقت دلی مین سشن جج تھے۔ انکو پرانی چیزون کی تحقیقات کا نہایت شوق تھا انھین کے کہنے سے سرسید نے آثار الصنادید کو از سر نو مرتب کیا تھا۔ یہ ایڈیشن ۱۸۵۴ء مین چھپکر تیار ہوگیا تھا مگر تقریباً تمام نسخے غدر مین تلف ہوگئے ....

مسٹر رابرٹس کلکٹر و مجسٹریٹ دہلی نے سرسید کی شرکت سے اسکا ترجمہ کرنا شروع کیا تھا۔ مگر ابھی بہت کچھ ترجمہ کرنا باقی تھا کہ مسٹر رابرٹس کی دلی سے تبدیلی ہوگئی۔ پھر معلوم نہین کہ وہ ترجمہ پورا ہوا یا نہین۔ اور کسی نے اُسکا ترجمہ انگریزی مین کیا یا نہین۔ لیکن فرانس کے مشہور عالم مسٹر موسیو گارسن دتاسی نے ۱۸۶۱ء مین اُسکا ترجمہ فرانسیسی زبان مین کرکے مشتہر کیا جسکی ایک جلد سرسید کو بھی بھیجی تھی۔ اسی ترجمہ کو دیکھکر لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے سرسید کو سوسائٹی مذکور کا آنریری فیلو مقرر کیا تھا چنانچہ ۱۸۶۴ء مین اول مسٹر رین ہولڈ راسٹ سکرٹری سوسائٹی موصوف کی چٹھی مورخہ ۲۰۔ جون ۱۸۶۴ء سرسید کے نام اس مضمون کی پہونچی کہ یورپ مین آپکی کتاب کی بہت قدر کی گئی ہے۔ اور باتفاق رائے چند ممبران سوسائٹی آپ اس سوسائٹی کے آنریری ممبر مقرر ہوگئے ہین۔ اسکے بعد جو ڈپلوما سوسائٹی نے سرسید کو بھیجا اسکا ترجمہ ذیل مین لکھا جاتا ہے۔

لندن ۴۔ جولائی ۱۸۶۴ء

گریٹ برٹن اور آئرلینڈ کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے زیر سرپرستی ہر موسٹ اکسلنٹ مجسٹی وکٹوریا آجکی تاریخ سید احمد خان کو اس سوسائٹی کی آنریری ممبری کے ساتھ نامزد کیا جسکی سند مین یہ ڈپلوما انکو ارسال کیا جاتا ہے۔

دستخط اڈورڈ کول بروک پریسیڈنٹ۔

دستخط اِچ رالنسن دائرکٹر۔

دستخط رین ہولڈ راسٹ سکرٹری



JANWADUDDAULA ARIF JANG, DOCTOR SIR SYED AHMED KHAN.

184.Mb.90.1
5
184.Mb.90.1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ   آثار پدید است صنادید عجم را

سبحان اللہ اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے اس ناچیز آدمی کو کیا کیا نعمتیں عنایت کی ہین آنکھ دی ہی کان دیے ہین عقل دی ہی زبان دی ہی کہ ہر ایک بات کو دیکھ بھالکر سن سناکر سوچ سمجھ کر کرتا ہی اور ایسی باتین نکالتا ہی جسکو دیکھکر لوگ حیران ششدر رہجاتے ہین پھر ایسے پروردگار کا شکر کب ادا ہو سکتا ہی اور اوسکی تعریف بیان کرنے سے آدمی کیونکر فارغ رہ سکتا ہی سب سے بڑا احسان اللہ صاحب کا یہ ہی کہ ہماری ہدایت کے لیے نبی بھیجے اور ہمکو گمراہی سے نکالا اور سیدھے رستے پر پونچایا اوس سے بڑا احسان یہ ہی کہ سب سے پیچھے اپنے بندونکی ہدایت کے لیے ایسے نبی کو بھیجا کہ جسکی رحمت نے ہر ایک گنہگار کو گھیرا

الٰہی جسطرح کہ ہمارے پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم گنہگار امتون کے
حال پر رحمت کی ہی اوس سے ہزار در ہزار لاکھ در لاکھ کرور در کرور زیادہ تو
اون پر اور اونکی آل و اصحاب پر رحمت کر آمین **امابعد** سید احمد خان بیٹا
سید محمد متقی خان بہادر اور پوتا جواد الدولہ **جواد علی خان** بہادر اور نواسہ نواب
دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کا یہ عرض
کرتا ہی کہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۷ عیسوی کے مین نے ایک کتاب ضلع دہلی کے مکانات کے
حالمین لکھکر چھاپی تھی اوسی زمانے مین جناب مستر آرتھر اسٹن ابرنس صاحب بہادر
صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ شاہجہان آباد ولایت انگلستان کو تشریف فرما ہوئے
اور اوس کتاب کو لیجاکر رویل اشیاٹک سوسیٹی مین پیش کیا ممبران سوسیٹی نے
اوس کتاب کو نہایت پسند کیا اونمین سے جناب عالی کرنیل سکس صاحب بہادر
شریک محکمۂ عالیۂ کورٹ آف ڈرکٹرس نے صاحب ممدوح کو فرمایا کہ اگر اس کتاب
کا انگریزی مین بھی ترجمہ ہو تو بہت بہتر ہی جبکہ صاحب موصوف ولایت سے ہوکر
پھر دہلی مین تشریف لائے تو اونھون نے اس خاکسار کی شرکت سے اوس کتاب کا
ترجمہ کرنا شروع کیا اوسوقت یہ بات خیال مین آئی کہ اگر از سر نو یہ کتاب بہت
اچھی طرحسے مرتب کیجائے اور جو خرابیان کہ پہلی کتاب مین ہوگئی ہین وہ
وہ سب درست کی جائین تو بہت اچھی بات ہی الحمد للہ کہ خدائے تعالیٰ نے
اوس آرزو کو پورا کیا اور جسطرح کہ دل چاہتا تھا اوسی طرح پر یہ کتاب پوری ہوئی

پہلی کتاب سے یہ کتاب بہت باتون مین اچھی ہی۔

(۱) اس کتاب کا پہلا باب جسمین مختصر ہندوستان کی آبادی اور پرانی اور نئی عملداریون کا ذکر ہی پہلی کتاب مین نہ تھا۔

(۲) پہلی کتاب کے دوسرے باب مین صرف شاہجہان آباد کے قلعہ کا ذکر تھا اس کتاب کے دوسرے باب مین اوس قلعہ کا بھی پہلی کتاب سے بہتر بیان ہی اور علاوہ اوسکے ابتدائے آبادی سے آجتک جسقدر قلعہ اور بنے اور شہر بسے اون سب کا بھی ذکر ہی۔

(۳) پہلی کتاب کے پہلے اور تیسرے باب مین جسقدر مطالب تھے وہ سب اس کتاب کے تیسرے باب مین اکھٹے ہین بلکہ بعضے پرانے مکانات کا اور حال جو دریافت ہوا ہی وہ زیادہ ہی۔

(۴) پہلی کتاب مین دو نقص تھے ایک یہ کہ بعضے پرانے مکانات کا اصلی حال دریافت نہوا تھا دوسرے یہ کہ پہلی کتاب مین بعضی جگہہ بیان حالات مین کچھ غلطی ہوگئی تھی اس کتاب مین یہ دونون نقص دور کیے گئے۔

(۵) پہلی کتاب مین عمارات کا بیان متفرق اور غیر منتظم تھا ابکی دفعہ سب عمارات کا حال بہ ترتیب سال بنا انتظام سے لکھا گیا۔

(۶) پہلی کتاب مین جو حال بیان کیا گیا تھا اوسکی سند نتھی ابکی کتاب مین جو حال لکھا گیا ہی اکثر اوسکی سند کے لیے نام اوس کتاب تاریخ کا جس سے وہ حال لکھا گیا حاشیے پر مندرج ہی۔

(۷) بڑی عمدہ بات اس حال کی کتاب مین یہ ہی کہ جسقدر کتبے پرانی عمارتون پر ہین

وہ سب اصلی قطع اور اصلی خط کے مطابق اس کتاب مین مندرج ہین-
اور یہ فہرست ہی اون کتابون کی جن سے یہ کتاب مرتب ہوئی-

توریت مقدس- راجاولی- خلاصۃ التواریخ- سلسلۃ الملوک- مہابھارت بھاگوت- آئین اکبری- جغرافیہ- تاج المآثر- تاریخ فرشتہ- توزک جہانگیری اکبرنامہ- پوتھی اندرپرست مہاتم- مرآت آفتاب نما- نزہۃ القلوب- جواہر الحروف لب التواریخ- نہ سپہر- تاریخ ہدایت اللہ خان- تاریخ فیروزشاہی ضیا برنی- توزک تیموری ابطال ضرورت- خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی- تاریخ شیخ عبدالحق- فتوحات فیروزشاہی- اخبار الاخیار- تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف- ظفرنامہ تیموری شاہجہان نامہ- کتاب ارکیولجیکل سوسیٹی بنگال نمبر ۳ و ۴ و ۶ و ۷- کتاب رویل اشیاٹک سوسیٹی نمبر ۶- ہفت اقلیم- تاریخ کشمیر- پوتھی ہای بھاٹ- تقویم البلدان- قصیدہ عرفی ماثرالامرا- مآثرعالمگیری- زیج محمدشاہی- مارکنڈی پوران- ابوالفدا

مین کمال شکرادا کرتا ہون اور نہایت احسان مند ہون جناب عالی کرنیل سکس صاحب بہادر دام اقبالہ اور جناب مسٹر ارتہراسٹن رابرٹس صاحب بہادر دام اقبالہ کا کہ یہ کتاب ان دونون صاحبون کی قدردانی اور رئیس پروری سے تصنیف ہوئی جو ایک ذریعہ ہی افتخار کا اور وسیلہ ہی یادگاری اس گمنام کا-

اور مین نہایت شکرادا کرتا ہون جناب مسٹر ایڈورڈ تھامس صاحب بہادر دام اقبالہ کا کہ یہ کتاب صرف صاحب ممدوح کی مدد اور اعانت اور عالی ہمتی اور

قدردانی سے چھاپہ ہوئی اور ہر شخص دور و نزدیک کے سبب اسکا
فائدہ عام ہوا۔

فہرست ابواب کتاب

پہلا باب

دلی کی عملداریون کے مختصر حالات مین

حدیث انسطرب و می گو و راز از دہر کمتر جو — کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

(۱) اگرچہ ہندو زمانے کی ابتدا کو بے انتہا اور آفرینش عالم کو بسیر و پا بیان کرتے ہین اور اسی سبب سے اونکے نزدیک ہر ایک دیس کی سلسلہ حکومت کی بھی ابتدا ناپیدا ہی مگر یہ بات ہرگز قابل قبول کے نہین کیونکہ معتبر دلیلون سے ثابت ہی کہ جسطرح بعد طوفان کے اور ملک آباد ہوئے اسیطرح ہندوستان بھی بسا۔

(۲) کتاب مقدس سے ثابت ہی کہ دو ہزار تین سو اڑتالیس سال قبل ولادت حضرت مسیح کے تمام عالم مین طوفان آیا اور حضرت نوح مع تمامی اپنے خاندان کے کشتی مین بیٹھے اور کوئی جاندار سواے اونکے جو کشتی مین تھے عالم مین زندہ نہین رہا۔ پیدایش … باب … درس

(۳) اگرچہ اب کے ہندو اس واقعہ کا انکار کرتے ہین مگر ہمارے نزدیک خود اونکے پُرانون سے اس واقعہ کا ہونا ثابت ہی کیونکہ اونکی کتابون مین مذکور ہی کہ مچھ اوتار کے وقت مین تمام عالم مین طوفان آیا اور اوسوقت کے دیوتاؤن نے خدا کے حکم بموجب کشتی بنائی اور اوسمین بیٹھے اور جن جن چیزون کو صدمۂ طوفان سے اسکو بچانا تھا وہ سب خدا کے حکم سے کشتی مین بیٹھائی گئین۔

(۴) یہ بیان اور یہ واقعہ بالکل کتاب مقدس کے مطابق ہی اور جس طوفان کا کتاب مقدس مین ذکر ہی اوسی طوفان کا یہ حال ہی الا ہندوستان مین یہ رواج تھا کہ جملہ مطالب کو اشعار مین بیان کرتے تھے اور کنایات اور استعارات کے پیرایے مین ادا کرتے تھے اور اسی سبب سے مناسبات لفظی اور تناسب شعری کا اون کو بہت خیال رہتا تھا اور نیز جیسا کہ شعر کا دستور ہی مبالغے کو اوسمین دخل ہوتا تھا اس سبب سے صحیح صحیح مطلب ادا ہونے مین کچھ فرق ہوگیا ہی اور نیز پانی کی مناسبت سے مچھ اوتار کا ذکر کردیا ہی ورنہ غور کرنے کے بعد بخوبی ثابت ہی کہ یہ طوفان وہی حضرت نوح کا طوفان ہی۔

(۵) اس دلیل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ یہ چارون جگ جو ہندؤن مین مشہور ہین چارون کے چارون آفرینش عالم کے بعد کے ہین اور چار ہزار چار برس قبل ولادت حضرت مسیح کے اندر۔

(۶) کتاب مقدس[1] سے ثابت ہی کہ بعد پیدایش فلج یعنے دو ہزار دو سو سینتالیس

[1] پیدایش باب ۱۰ درس ۲۵

سال قبل حضرت مسیح زمین منقسم ہوئی اور انسان اطراف عالم مین منتشر ہوئے
اور زبانون کی تبدیل شروع ہوئی اور سیم کی اولاد مسا سے ظفار اور پورب کے پہاڑ
تک آباد ہوئی اور اونھین سے قومین زمین پر پھیل گئین۔

(۷) معتبر تاریخ کی کتابون سے ثابت ہی کہ سیم کی اولاد مین سے لوگ ہندوستان
مین آئے اور ہندوستان کو انھون نے آباد کیا۔ تاریخ ابوالفدا

(۸) سیم کی اولاد مین سے ہند جو کہ کتاب مقدس مین ہدورام ابن یاقطان ابن
فلج ابن عیبر ابن سلح ابن ارفکسد ابن سیم ہی تخمیناً دو ہزار سال قبل حضرت مسیح اول
ہندوستان مین آیا جسکے نام سے ابتک ہندوستان کا ملک مشہور ہی بعضی کتابون
مین سہو سے ہند کو حام کی اولاد مین لکھدیا ہی۔ پیدائش باب ۱۰ ورس ۲ — تاریخ فرشتہ

(۹) ہند کی اولاد جبکہ بسبب اختلاف السنہ کے اپنے اصلی حالات سے بیخبر ہوگئی
تو اونمین سے ایک نے یہ خیال باندھا کہ ہم سورج کی اولاد ہین اور دوسرے نے
کہا کہ ہم چاند کی اولاد ہین یا شاعرون نے بسبب مبالغے کے اونکے باپ دادا کو
چاند اور سورج بنا دیا اور اونھون نے سچ سمجھا چنانچہ اونھون نے اپنے
کرسی نامے مین چاند اور سورج کو بجاے اصلی باپ کے داخل کر کر اپنے تئین
سورج بنسی اور چندر بنسی ملقب کیا۔)

(۱۰) ہند کے چار بیٹے ہوئے پورب بنگ دکھن نہروال اور نہروال کے تین
بیٹے ہوئے بھروچ وکنا یچ مال راج اور دکھن کے بھی تین بیٹے ہوئے مرہٹ تاریخ فرشتہ

کنہر تلنگ اسیطرح بنک کی بھی اولاد ہوئی جن سے بنگالہ بسا اور پورب کی بھی اولاد ہوئی جو چندر بنسی کے لقب سے مشہور تھی اور راجودھیا مین پہلے پہل انھون نے راج باندھا رفتہ رفتہ تمام ملک سجواڑون پر منقسم ہو کر ہر ایک خطے کا جدا جدا راجہ قرار پایا اور اوسی زمانے مین قنوج اور ہستناپور کا راج قائم ہوا اور راجہ جرجودھن ہستناپور کا راجہ ہوا +

(۱۱) چند روز بعد راجہ جرجودھن اور راجہ جدہشٹر مین بگاڑ ہوا اور راجہ جدہشٹر نے مخالفت کر کر اندرپت مین شہر بسایا جو اب دلی کے نام سے مشہور ہی اور بعد درست کرنے سامان لڑائی کے تھانیسر کے قریب کورچھتر پر لڑائی ہوئی جو مہابھارت مشہور ہی اور راجہ جدہشٹر نے فتح پائی اس سبب سے دلی کا پہلا راجہ راجہ جدہشٹر شمار مین آیا ہی -

راجہ دلی خلاصۃ التواریخ سلسلۃ الملوک مہابھارت بھاگوت

(۱۲) فارسی تاریخون اور ہندی پوتھیون سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ لڑائی تین ہزار ایک سو اکیس برس قبل ولادت حضرت مسیح واقع ہوئی مگر یہ بات یقینی غلط ہی کیونکہ یہ بات طوفان سے بھی سات سو تہتر برس قبل ہوئی ہی -

(۱۳) خود پرانون سے ثابت ہی کہ مہابھارت کی لڑائی ایک ہزار پچاس برس قبل جلوس راجہ نندا راجہ مگدہ سے ہوئی تھی اور معتبر کتب سے ثابت ہی کہ راجہ نندا چار سو برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا اس حساب سے صاف ثابت ہی کہ مہابھارت کی لڑائی ایک ہزار چار سو پچاس برس تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی اور اوسی زمانے

مین راجہ جدہشٹر مسند نشین ہوا اور اوسنے اندرپت شہر بسایا۔

(۱۴) اب ہم راجہ جدہشٹر کو دلی کا پہلا راجہ قرار دیکر ایک مختصر فہرست راجاؤن اور بادشاہون کی جو آج تک گذرے ہین اس باب مین درج کرتے ہین اور جو زمانہ بڑھتی کہ ہمنے اپنی پہلی کتاب سلسلۃ الملوک مین فارسی تاریخون بموجب لکھا تھا اس فہرست مین سے کم کرتے ہین

تاکہ مدت زمانے کی صحیح

ہوجائے

فہرست فرمان روایان دار الملک اندرپت و دہلی از ابتدای راجہ جدہشٹر لغایت ۱۸۵۲ء مطابق ۱۲۶۸ ہجری

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۱	راجہ جدہشٹر	راجہ پانڈ	۱۴۵۰	ہستناپور	۳۶ سال	بعد وفات کرشن اوتار کے راجہ جدہشٹر نے ریاست چھوڑ کر کوہ ہماچل مین اپنے تئین برف مین ڈال کر گلا دیا
۲	راجہ پرکچہت	ابھمن بن ارجن بن راجہ پانڈ	۱۴۱۴	ہستناپور	۳۲ سال	راجہ جدہشٹر کی اجازت سے سند پر بیٹھا اور سانپ کے کاٹنے سے مرگیا
۳	راجہ جنمیجہ	راجہ پرکچہت	۱۳۸۲	ہستناپور	۳۴ سال	
۴	راجہ شتانیک عرف راجہ اشمید	راجہ جنمیجہ	۱۳۴۸	ہستناپور	۳۳ سال	
۵	راجہ سہنرانیک عرف راجہ اودہمن	راجہ اشمید	۱۳۱۵	ہستناپور	۳۲ سال	
۶	اشومی ورچ عرف راجہ مہاجی	راجہ اودہمن	۱۲۱۳	ہستناپور	۳۶ سال	
۷	اسین کرشن	راجہ مہاجی	۱۲۴۷	ہستناپور	۳۵ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت عیسیٰ	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۸	نمی عرف راجہ دشتمان	اسین کرشن	۱۲۱۲	اول ہستناپور بعدہ کنارہ گومتی ندی بعدہ اندرپت	۳۵ سال	لنکا کے چڑھاؤ سے ہستناپور بہ گیا اس سبب سے اس راجہ نے پہلے دکن میں گومتی ندی کے کنارے شہر بسانا چاہا اور پھر اندرپت میں چلا آیا
۹	راجہ چکر عرف اوگرسین	دشتمان	۱۱۷۷	اندرپت	۳۶ سال	
۱۰	راجہ چیتررتھ عرف سورسین	اوگرسین	۱۱۴۱	اندرپت	۳۶ سال	
۱۱	کیرتھ	سورسین	۱۱۰۵	اندرپت	۳۲ سال	
۱۲	برشتمان عرف رسمی	کیرتھ	۱۰۷۳	اندرپت	۳۱ سال	
۱۳	سوسین عرف راجہ برچھیل	رسمی	۱۰۴۲	اندرپت	۲۷ سال	
۱۴	راجہ سونتھ عرف سکھپال	راجہ برچھیل	۱۰۱۵	اندرپت	۲۸ سال	
۱۵	راجہ نرچاک شو عرف نرہردیو	راجہ سکھپال	۹۸۷	اندرپت	۲۳ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۱۶	سکھی نل عرف سورج رتھ	نرہر دیو	۹۶۴	اندرپت	۱۸ سال	
۱۷	پریلو عرف راجہ بھوپت	سورج رتھ	۹۴۶	اندرپت	۲۶ سال	
۱۸	راجہ سونی	بھوپت	۹۲۰	اندرپت	۲۵ سال	اس راجہ نے سونی پت شہر بسایا
۱۹	راجہ سید ھاوی	راجہ سونی	۸۹۵	اندرپت	۲۳ سال	اسی راجہ کا نام دھاوا بھی ہم جانتے ہین جسکی بنائی ہوئی لوہے کی لاٹھ ہے
۲۰	نرپ انجی عرف شرون پتر	سید ھاوی	۸۷۲	اندرپت	۲۵ سال	
۲۱	دور بہہ عرف بھیکم	شرون چتر	۸۴۷	اندرپت	۱۹ سال	
۲۲	راجہ رتی عرف بدارتھ	راجہ بھیکم	۸۲۸	اندرپت	۲۱ سال	
۲۳	برہدرتھ عرف راجہ دسوان	راجہ بدارتھ	۸۰۷	اندرپت	۲۰ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۲۴	سوداس عرف اونی پال	راجہ دسوان	۷۸۷	اندرپت	۲۰ سال	
۲۵	ستانیک عرف ابھی دھر	اونی پال	۷۶۷	اندرپت	۲۳ سال	
۲۶	دردمن عرف ڈنڈپان	راجہ ابھی دھر	۷۴۴	اندرپت	۱۸ سال	
۲۷	بھی تر عرف دربل رائے	ڈنڈپان	۷۲۶	اندرپت	۱۹ سال	
۲۸	ڈنڈپانی عرف دشت پال	دربل رائے	۷۰۷	اندرپت	۱۶ سال	اسی راجہ نے پانی پت شہر بسایا
۲۹	راجہ بمنی عرف کھیم پال	دشت پال	۶۹۱	اندرپت	۲۶ سال	
۳۰	کشمی تک عرف راجہ کھین	کھیم پال	۶۶۵	اندرپت	۲۲ سال ۸۰۷	بسراوہ وزیر نے اسی راجہ کو مارا اور گدی پر بیٹھا
۳۱	راجہ بسراوہ	•	۶۴۳	اندرپت	۷ سال	
۳۲	سورج سین	بسراوہ	۶۳۶	اندرپت	۱۹ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۴۳	راجہ بیرساہ	سورج سین	۶۱۷	اندرپت	۲۴ سال	
۴۴	راجہ انیک ساہ یا ربسین	بیرساہ	۵۹۳	اندرپت	۲۲ سال	
۴۵	راجہ ہرجیت یا پترسال	راجہ انیک ساہ	۵۷۱	اندرپت	۱۶ سال	
۴۶	راجہ دربہہ	راجہ ہرجیت	۵۵۵	اندرپت	۲۰ سال	
۴۷	راجہ سدھی پال	راجہ دربہہ	۵۳۵	اندرپت	۱۳ سال	
۴۸	راجہ برست	راجہ سدھی پال	۵۲۲	اندرپت	۱۹ سال	
۴۹	راجہ سنجی	راجہ برست	۵۰۳	اندرپت	۱۶ سال	
۴۰	راجہ امرجودہ	راجہ سنجی	۴۸۷	اندرپت	۱۳ سال	
۴۱	امین پال	راجہ امرجودہ	۴۷۴	اندرپت	۱۲ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۴۲	راجہ سروہی	راجہ امین پال	۴۶۲	اندرپت	۲۲ سال	
۴۳	راجہ پدارتھ	راجہ سروہی	۴۴۰	اندرپت	۲ سال	
۴۴	راجہ بدھمل	راجہ پدارتھ	۴۲۸	اندرپت	۱۵ سال ۵ ۲۰	بیرباہ وزیر نے اس راجہ کو مارا اور آپ گدی پر بیٹھا
۴۵	راجہ بیرباہ		۴۱۳	اندرپت	۲ سال ۵ ۲۰	
۴۶	مارسنگہ	بیرباہ	۳۹۶	اندرپت	۱۴ سال	
۴۷	شترکن	مارسنگہ	۳۸۲	اندرپت	۱۱ سال	
۴۸	مہی پت یا دھن پت	شترکن	۳۷۱	اندرپت	۱۲ سال	
۴۹	مہابل	مہی پت	۳۵۹	اندرپت	۱۹ سال	
۵۰	سروپ دت	مہابل	۳۴۰	اندرپت	۱۴ سال	شاید اس راجہ کے وقت میں راجہ دہلو والی قنوج کے نام سے اندرپت میں شہر بسا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۵۱	متر سین	سروپ دت	۳۲۶	دہلی	۱۲ سال	
۵۲	راجہ سکھوان	راجہ متر سین	۳۱۴	دہلی	۸ سال	
۵۳	راجہ جیت مل	راجہ سکھوان	۳۰۶	دہلی	۱۴ سال	
۵۴	راجہ پال سنگھ	راجہ جیت مل	۲۹۲	دہلی	۱۹ سال	
۵۵	راجہ کلمنی	راجہ پال سنگھ	۲۷۳	دہلی	۱۹ سال	
۵۶	راجہ شترمرون	راجہ کلمنی	۲۵۴	دہلی	۶ سال	
۵۷	راجہ جیون جات	راجہ شترمرون	۲۴۸	دہلی	۱۳ سال	
۵۸	راجہ پریچھت	راجہ جیون جات	۲۳۵	دہلی	۸ سال	
۵۹	راجہ بیرسین	راجہ پریچھت	۲۲۷	دہلی	۱۷ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً سلطنت	حالات
۶۰	راجہ اودیپت	راجہ بیرسین	۲۱۰	دہلی	۱۳ سال ۲ آ ۶	دھرنی دہر وزیر نے اس راجہ کو مار ڈالا اور آپ گدی پر بیٹھا
۶۱	راجہ دہرنی دہر	۰	۱۹۷	دہلی	۱۹ سال	
۶۲	راجہ سین دھج	راجہ دہرنی دہر	۱۷۸	دہلی	۲۵ سال	
۶۳	مہی گنگ	سین دھج	۱۵۳	دہلی	۱۹ سال	
۶۴	مہاجودہ	مہی گنگ	۱۳۴	دہلی	۲۲ سال	
۶۵	بیرنابھ	مہاجودہ	۱۱۲	دہلی	۱۳ سال	
۶۶	جیون راج	بیرنابھ	۹۹	دہلی	۲۱ سال	
۶۷	اودی سین	جیون راج	۷۸	دہلی	۱۷ سال	
۶۸	راجہ انندجگ	اودی سین	۶۱	دہلی	۲۵ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۶۹	راجہ راجپال	راجہ انندجگ	۳۶	دہلی	۱۲ سال ۱۷۳	راجہ بھگونت کماون کے راجہ نے دلی کو فتح کیا
۷۰	راجہ بھگونت کوہی	۰	۲۴	دہلی	۱۳ سال	بکرماجیت کی لڑائی مین مارا گیا
۷۱	راجہ بکرماجیت والی اوجین	راجہ گندہرب سین	سمت ۱۱ بکرماجیت	اوجین	۹۳ سال	جبکہ یہ راجہ سالباہن کی لڑائی مین مارا گیا دلی مین سمندرپال جوگی مسند پر بیٹھا
۷۲	راجہ سمندرپال جوگی	۰	سمت ۱۳۵ سنہ ۷۸ع	دہلی	۲۴ سال	
۷۳	راجہ چندرپال	سمندرپال	سمت ۱۵۹ سنہ ۱۰۲ع	دہلی	۲۷ سال	
۷۴	نی پال	چندرپال	سمت ۱۸۶ سنہ ۱۲۹ع	دہلی	۲۱ سال	
۷۵	دیس پال	نی پال	سمت ۲۰۷ سنہ ۱۵۰ع	دہلی	۱۴ سال	
۷۶	سکھپال	دیس پال	سمت ۲۲۱ سنہ ۱۶۴ع	دہلی	۱۹ سال	
۷۷	گوبندپال	سکھپال	سمت ۲۴۰ سنہ ۱۸۳ع	دہلی	۱۸ سال	

نمبر	نام فرماں روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۷۸	مکھ پال	گوبند پال	سمت ۲۵۸ سنہ ۲۰۱ع	دہلی	۲۲ سال	
۷۹	ہرچند پال	مکھ پال	سمت ۲۸۰ سنہ ۲۲۳ع	دہلی	۱۳ سال	
۸۰	مہی پال	امرت پال بن ہرچند پال	سمت ۲۹۳ سنہ ۲۳۶ع	دہلی	۱۵ سال	
۸۱	ہر پال	مہی پال	سمت ۳۰۸ سنہ ۲۵۱ع	دہلی	۱۴ سال	
۸۲	مدن پال	ہر پال	سمت ۳۲۲ سنہ ۲۶۵ع	دہلی	۱۸ سال	
۸۳	کرم پال	مدن پال	سمت ۳۴۰ سنہ ۲۸۳ع	دہلی	۱۵ سال	
۸۴	بکرم پال یا کھیم پال	کرم پال	سمت ۳۵۵ سنہ ۲۹۸ع	دہلی	۱۲ سال ۲۲۲	راجہ ملوک چند سے بہیراج کے راجہ نے لڑ کر فتح پائی
۸۵	ملوک چند	.	سمت ۳۶۷ سنہ ۳۱۰ع	دہلی	۲ سال	
۸۶	بکرم چند	ملوک چند	سمت ۳۶۹ سنہ ۳۱۲ع	دہلی	۱۳ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۸۷	کالپچند	بکرم چند	سمت ۳۸۲ سنہ ۳۲۵ع	دہلی	ایک سال	
۸۸	رام چندر	کالپچند	سمت ۳۸۳ سنہ ۳۲۶ع	دہلی	۱۱ سال	
۸۹	دھیر چند	رام چندر	سمت ۳۹۴ سنہ ۳۳۷ع	دہلی	۱۵ سال	
۹۰	کلیان چند	دھیر چند	سمت ۴۰۹ سنہ ۳۵۲ع	دہلی	۱۶ سال	
۹۱	بھیم چند	کلیان چند	سمت ۴۲۵ سنہ ۳۶۸ع	دہلی	۱۲ سال	
۹۲	ہرچند	بھیم چند	سمت ۴۳۷ سنہ ۳۸۰ع	دہلی	ایک سال	
۹۳	گوبند چند	ہرچند	سمت ۴۳۸ سنہ ۳۸۱ع	دہلی	۱۳ سال	
۹۴	رانی پیم دیوی	زوجۂ گوبند چند	سمت ۴۵۱ سنہ ۳۹۴ع	دہلی	ایک سال	رانی مری تو لوگوں نے ملکر ہرپریم فقیر کو گدی پر بٹھایا
۹۵	ہرپریم		سمت ۴۵۲ سنہ ۳۹۵ع	دہلی	۸ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۹۶	گوبند پریم	ہر پریم	سمت ۴۵۹ سنہ ۴۰۲ ع	دہلی	۳۰ سال	
۹۷	گوپال پریم	گوبند پریم	سمت ۴۸۰ سنہ ۴۲۳ ع	دہلی	۱۶ سال	
۹۸	مہا پاتر	گوپال پریم	سمت ۴۹۶ سنہ ۴۳۹ ع	دہلی	۷ سال ۱۵ سال	راجہ ریاست چھوڑ کر فقیر ہو گیا یہ خبر سنکر راجہ دہی سین بنگالے کے راجہ نے دلی پر قبضہ کرلیا
۹۹	دہی سین		سمت ۵۰۳ سنہ ۴۴۶ ع	دہلی	۱۸ سال	
۱۰۰	بلاول سین	دہی سین	سمت ۵۲۱ سنہ ۴۶۴ ع	دہلی	۱۲ سال	
۱۰۱	کنور سین	بلاول سین	سمت ۵۳۳ سنہ ۴۷۶ ع	دہلی	۱۵ سال	
۱۰۲	مادھو سین	کنور سین	سمت ۵۴۸ سنہ ۴۹۱ ع	دہلی	۱۵ سال	
۱۰۳	سور سین	مادھو سین	سمت ۵۶۳ سنہ ۵۰۶ ع	دہلی	۶ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۰۴	بھیم سین	سور سین	سمت ۶۹ھ سنہ ۱۲ء	دہلی	۵ سال	
۱۰۵	کان سین	بھیم سین	سمت ۷۴ھ سنہ ۱۷ء	دہلی	۵ سال	
۱۰۶	ہر سین	کان سین	سمت ۷۹ھ سنہ ۲۲ء	دہلی	۹ سال	
۱۰۷	کہن سین	ہر سین	سمت ۸۸ھ سنہ ۳۱ء	دہلی	۲ سال	
۱۰۸	نرائن سین	کہن سین	سمت ۹۰ھ سنہ ۳۳ء	دہلی	۲۷ سال	
۱۰۹	دامودر سین	نرائن سین	سمت ۱۱۷ سنہ ۶۰ء	دہلی	۱۱ سال ۱۲۵	بارہ آدمیوں نے ایک سو پچیس برس حکومت کی اخیر کو ارکان ریاست نے راجہ دیپ سنگھ کوہستان کے راجہ سے سازش کر کے دلی میں بلا لیا
۱۱۰	راجہ دیپ سنگھ کوہی	۰	سمت ۱۲۸ سنہ ۷۱ء	دہلی	۱۷ سال	
۱۱۱	رن سنگھ	دیپ سنگھ	سمت ۱۴۵ سنہ ۸۸ء	دہلی	۱۴ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۱۲	راج سنگھ	رن سنگھ	سمت ۶۵۹ سنہ ۶۰۲ع	دہلی	۹ سال	
۱۱۳	شیر سنگھ	راج سنگھ	سمت ۶۶۸ سنہ ۶۱۱ع	دہلی	۴۵ سال	
۱۱۴	ہر سنگھ	شیر سنگھ	سمت ۷۱۳ سنہ ۶۵۶ع سنہ ۳۶ھ	دہلی	۱۳ سال	
۱۱۵	جیون سنگھ	ہر سنگھ	سمت ۷۲۶ سنہ ۶۶۹ع سنہ ۵۰ھ	دہلی	۱۰۵ سال	چھ آدمیوں نے ایک سو پانچ برس حکومت کی اخیر کو انیکپال تنور نے دلی پر فتح پائی
۱۱۶	انیکپال تنور	اودکر سین	سمت ۷۳۳ سنہ ۶۷۶ع سنہ ۵۷ھ	دہلی	۱۸ سال	
۱۱۷	باسدیو	انیکپال	سمت ۷۵۱ سنہ ۶۹۴ع سنہ ۷۵ھ	دہلی	۱۹ سال ۱ شہر ۱۸ یوم	
۱۱۸	گنگ پال	باسدیو	سمت ۷۷۰ سنہ ۷۱۳ع سنہ ۹۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۳ شہر ۲۸ یوم	
۱۱۹	پرتھی پال	گنگ پال	سمت ۷۹۲ سنہ ۷۳۵ع سنہ ۱۱۷ھ	دہلی	۱۹ سال ۶ شہر ۱۹ یوم	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۲۰	جیدیو	پرتھی پال	سمت ۸۱۱ سنہ ۷۵۴ع سنہ ۱۳۷ھ	دہلی	۲۱ سال ۷ شہر ۲۸ یوم	
۱۲۱	ہرپال	جیدیو	سمت ۸۳۲ سنہ ۷۷۵ع سنہ ۱۵۹ھ	دہلی	۱۴ سال ۴ شہر ۹ یوم	
۱۲۲	اودے راج	ہرپال	سمت ۸۴۶ سنہ ۷۸۹ع سنہ ۱۷۳ھ	دہلی	۲۶ سال ۷ شہر ۱۱ یوم	
۱۲۳	بچھراج	اودے راج	سمت ۸۷۲ سنہ ۸۱۶ع سنہ ۲۰۱ھ	دہلی	۲۱ سال ۴ شہر ۱۳ یوم	
۱۲۴	انکپال	بچھراج	سمت ۸۹۴ سنہ ۸۳۷ع سنہ ۲۲۳ھ	دہلی	۲۲ سال ۳ شہر ۱۶ یوم	
۱۲۵	رکھپال	انکپال	سمت ۹۱۶ سنہ ۸۵۹ع سنہ ۲۴۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۶ شہر ۵ یوم	
۱۲۶	نیکپال	رکھپال	سمت ۹۳۸ سنہ ۸۸۱ع سنہ ۲۶۸ھ	دہلی	۲ سال ۴۲ یوم	
۱۲۷	گوپال	نیکپال	سمت ۹۴۲ سنہ ۸۸۳ع سنہ ۲۷۰ھ	دہلی	۱۸ سال ۳ شہر ۱۵ یوم	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۲۸	سلکھن	گوپال	سمت ۹۵۰ سنہ ۸۹۳ع سنہ ۲۸۹ھ	دہلی	سال ۲۵ ۲ شہر ۱۰ یوم	
۱۲۹	جیپال	سلکھن	سمت ۹۸۳ سنہ ۹۲۶ع سنہ ۳۱۴ھ	دہلی	سال ۱۶ ۴ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۰	کنورپال	جیپال	سمت ۱۰۰۰ سنہ ۹۴۳ع سنہ ۳۳۲ھ	دہلی	سال ۲۹ ۹ شہر ۱۱ یوم	
۱۳۱	انیکپال	کنورپال	سمت ۱۰۲۹ سنہ ۹۷۲ع سنہ ۳۶۲ھ	دہلی	سال ۲۹ ۶ شہر ۱۸ یوم	
۱۳۲	بجی پال	انیکپال	سمت ۱۰۵۹ سنہ ۱۰۰۲ع سنہ ۳۹۳ھ	دہلی	سال ۲۴ ایک شہر ۲۸ یوم	
۱۳۳	مہی پال	بجی پال	سمت ۱۰۸۳ سنہ ۱۰۲۶ع سنہ ۴۱۷ھ	دہلی	سال ۲۴ ۲ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۴	اگرپال	مہی پال	سمت ۱۱۰۶ سنہ ۱۰۴۹ع سنہ ۴۴۳ھ	دہلی	سال ۲۱ ۲ شہر ۱۵ یوم	
۱۳۵	پرتھی راج	اگرپال	سمت ۱۱۲۹ سنہ ۱۰۷۲ع سنہ ۴۶۵ھ	دہلی	سال ۲۲ ۳ شہر ۱۶ یوم ۱۹ سال ۴ شہر ۲۲ یوم	بیس کرسیون نے چار سو انیس برس سات مہینے اٹھائیس دن حکومت کی آخر کو بیلدیو چوہان نے تسخیر دہلی

18

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۳۶	بلیدیو	انیلدیو	سمت ۱۱۵۲ سنہ ۱۰۹۵ع سنہ ۴۹۵ھ	دہلی	۶ سال ایک شہر ۴ یوم	
۱۳۷	امرکنکو	بلیدیو	سمت ۱۱۵۸ سنہ ۱۱۰۱ع سنہ ۴۹۹ھ	دہلی	۵ سال ۲ شہر ۵ یوم	
۱۳۸	کہرپال	امرکنکو	سمت ۱۱۶۳ سنہ ۱۱۰۶ع سنہ ۵۰۰ھ	دہلی	۳ سال ایک شہر ۵ یوم	
۱۳۹	سمیر	کہرپال	سمت ۱۱۹۳ سنہ ۱۱۲۶ع سنہ ۵۲۰ھ	دہلی	۷ سال ۴ شہر ۲ یوم	
۱۴۰	جاہرا	سمیر	سمت ۱۱۹۰ سنہ ۱۱۳۳ع سنہ ۵۲۸ھ	دہلی	۴ سال ۴ شہر ۸ یوم	
۱۴۱	ناک دیو	جاہرا	سمت ۱۱۹۵ سنہ ۱۱۳۸ع سنہ ۵۳۳ھ	دہلی	۳ سال ایک شہر ۵ یوم	
۱۴۲	پرتھی راج عرف رامی پتھورا	ناک دیو	سمت ۱۱۹۸ سنہ ۱۱۴۱ع سنہ ۵۳۶ھ	اجمیر و دہلی	۴۹ سال ۵ شہر ۱ یوم ۵۹ سال ۷ شہر	۴ بھائی تھا لیکن سلطان شہاب الدین نے ہندوستان کی فتح خود آپ کی تھی اور اوسکو بذاتہ تسلط عظیم تھا اسواسطے سلطان شہاب الدین ہی فتح کی تاریخ سے دلی کے بادشاہون مین شمار کیا جاتا ہی
	[illegible]					

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۴۳	شہاب الدین الملقب بہ ابوالمظفر سلطان معزالدین محمد	بہاءالدین سام	غوری	+	سنہ ۵۸۷ھ سنہ ۱۱۹۱ع سنہ ۱۲۴۸ بکرماجیت	محل فتح موضع ترائن عرف تلاوری کنار آب سرستی	غزنین	۱۵ سال	سوم شعبان سنہ ۶۰۲ ہجری سنہ ۱۲۰۵ عیسوی
۱۴۴	سلطان قطب الدین ایبک	غلام سلطان شہاب الدین غوری	ترک	+	روز سہ شنبہ ہجدہم ذیقعدہ سنہ ۶۰۲ھ سنہ ۱۲۰۵ع	لاہور	دہلی قلعہ رای پتھورا	۴ سال چند ماہ	سنہ ۶۰۷ھ سنہ ۱۲۱۰ع
۱۴۵	آرام شاہ	قطب الدین ایبک	ترک	+	سنہ ۶۰۷ ہجری سنہ ۱۲۱۰ عیسوی	لاہور	دہلی قلعہ رای پتھورا	چند ماہ	•
۱۴۶	سلطان شمس الدین التمش غلام و داماد قطب الدین ایبک	ایلم خان	ترک	+	سنہ ۶۰۷ ہجری سنہ ۱۲۱۰ عیسوی	سفید قصر واقع قلعہ رای پتھورا	دہلی	۲۶ سال	بستم شعبان سنہ ۶۳۳ھ سنہ ۱۲۳۵ع
۱۴۷	رکن الدین فیروز شاہ	شمس الدین التمش	ترک	+	روز سہ شنبہ ماہ شعبان سنہ ۶۳۳ھ سنہ ۱۲۳۵ع	قلعہ رای پتھورا	دہلی	۶ ماہ ۲۸ یوم	سنہ ۶۳۵ھ سنہ ۱۲۳۶ع
۱۴۸	رضیہ سلطان بیگم	شمس الدین التمش	ترک	+	سنہ ۶۳۴ ہجری سنہ ۱۲۳۶ عیسوی	قلعہ رای پتھورا	دہلی	۳ سال ۶ شہر ۶ یوم	پچیسوین ربیع الاول سنہ ۶۳۸ھ سنہ ۱۲۴۰ع

مدت عمر	مدفن	حالات
	غزنین اپنی بیٹی کے مقبرے مین	لاہور سے غزنین جاتے ہوئے رتھک کے مقام مین گھکرون نے مار ڈالا اور غور کی سلطنت پر اوسکا بھتیجا سلطان محمود بیٹھا اور چونکہ قطب الدین ایبک سلطان شہاب الدین کیطرف سے ہندوستان کا سپہ سالار تھا اور اوسنے بہت قوت بہم پونہچائی تھی اسواسطے سلطان محمود نے ہندوستانکی بادشاہی قطب الدین ایبک کو بخشدی اور خط آزادی اور چتر بادشاہی بھیجدیا اور قطب الدین لاہور تک اوسکے استقبال کو گیا۔
	لاہور	لاہور مین جسوقت چوگان بازی کے گھوڑے سے گر کر مر گیا امرانے اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
		امیر علی اسمعیل سپہ سالار اور امیر داود دیلمی نے اس بادشاہ کی حرکتون سے ناراض ہو کر سلطان شمس الدین التمش کو جو بداون کا حاکم تھا دلی مین بلالیا اور آرام شاہ سے لڑائی ہوئی اور آرام شاہ نے شکست پائی اور سلطان شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا
	[illegible] عقب مسجد قوۃ الاسلام	بیمار ہو کر مر گیا
	ملک پور	ملک اعز الدین حاکم ملتانکی تنبیہ کو پنجاب کیطرف روانہ ہوا اوسکے پیچھے امرانے سلطان رضیہ کو تخت پر بٹھایا بادشاہ خبر سنکر دلی مین آیا اور کیلوکھڑی کے میدان مین لڑائی ہوئی اوسی لڑائی مین پکڑا گیا اور قید مین مر گیا
	شاہجہان آباد محلہ بلبلی خانہ گذر ترکمان	جبکہ ملک التونیہ بھٹنڈہ کے حاکم سے لڑائی ہو رہی تھی اسوقت امرانے مخالفت کر کر سلطان رضیہ کو قلعۂ بھٹنڈہ مین قید کیا اور دلی مین بہرام شاہ کو تخت پر بٹھادیا بعد اوسکے سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے نکاح کر لیا اور بہرام شاہ سے دو دفعہ لڑی آخر کو ماری گئی۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۴۹	معز الدین بہرام شاہ	شمس الدین التمش	ترک		روز شنبہ بست وہشتم رمضان سنہ ۶۳۷ ھ سنہ ۱۲۳۹ ع	قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۲ سال یک ماہ ۱۰ یوم	ہشتم ذیقعدہ روز شنبہ سنہ ۶۳۹ ھ سنہ ۱۲۴۱ ع
۱۵۰	سلطان علاء الدین مسعود شاہ	رکن الدین فیروز شاہ	ترک		ذیقعدہ سنہ ۶۳۹ ھ سنہ ۱۲۴۱ ع	قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۴ سال یک ماہ یک یوم	سنہ ۶۴۴ ھ سنہ ۱۲۴۶ ع
۱۵۱	سلطان ناصر الدین محمود شاہ	شمس الدین التمش	ترک		ذیحجہ سنہ ۶۴۳ ھ سنہ ۱۲۴۵ ع	قصر سفید قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۲۰ سال چند ماہ	یازدہم جمادی الاولی سنہ ۶۶۴ ھ سنہ ۱۲۶۵ ع
۱۵۲	الغ خان الملقب بہ سلطان بلبن غیاث الدین	غلام شمس الدین التمش	ترک	سنہ ۶۰۶ ہجری سنہ ۱۲۰۹ ع	جمادی الاولی سنہ ۶۶۴ ھ سنہ ۱۲۶۵ ع	قصر سفید قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۲۱ سال چند ماہ	سنہ ۶۸۶ ھ سنہ ۱۲۸۷ ع
۱۵۳	معز الدین کیقباد کیومرث الملقب بہ سلطان شمس الدین	ناصر الدین بغرا خان بن غیاث الدین بلبن	ترک	سنہ ۶۶۷ ھ سنہ ۱۲۶۸ ع	سنہ ۶۸۶ ھ سنہ ۱۲۸۷ ع محرم سنہ ۶۸۹ ھ سنہ ۱۲۹۰ ع	قلعہ رائے پتھورا	قصر دہلی کیلو کھری	۲ سال چند ماہ	جمادی الآخرہ سنہ ۶۸۹ ھ سنہ ۱۲۹۰ ع

مدت عمر	مدفن	حالات
	ملک پور	نظام الملک مہذب الدین وزیر اور امرا نے مخالفت کرکے بادشاہ کو دلی مین محصور کیا اور تین مہینے تک ہر روز لڑائی رہی آخر کار بادشاہ کو پکڑکر مار ڈالا اور ملک معزالدین بلبن امیرالامرا تخت پر بیٹھ گیا مگر اور امرا اوسکی بادشاہت پر راضی نہوئے اور علاء الدین کو جو قصر سفید مین قید تھا بادشاہ کیا
		اس بادشاہ کے ظلم سے امرا ناراض ہوئے اور سلطان ناصرالدین کو بہرائچ سے بلاکر بادشاہ کیا اور ۲۴ محرم [illegible] مطابق [illegible] عیسوی علاء الدین کو قید کرلیا کہ اوسی زمانے مین قید مین مرگیا۔
	دہلی	بیمار ہوکر مرگیا اور چونکہ کوئی وارث نہ تھا امرا نے الغ خان کو بادشاہ کرلیا
۳۰ سال	دہلی	بیمار ہوکر مرگیا اور ملک فخرالدین کوتوال اور امرا نے آپسمین صلاح کرکر معزالدین کیقباد کو بادشاہ کیا
۲۰ سال		بادشاہ کو فالج ہوگیا اس سبب سے امرا نے کیومرث اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھایا مگر امرا خلجی نے مخالفت کی اور کیومرث کو بہادرپور مین پکڑ لیگئے اور بادشاہ کو لاتون سے مار ڈالا اور ملک جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا تیرہ آدمیون نے ترکون مین سے جو سلاطین غوریہ کے غلامون مین سے تھے سو برس تک بادشاہی کی بعد اسکے سلطنت خاندان خلجیہ مین چلی گئی۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۵۴	جلال الدین فیروز شاہ خلجی	یغرش	خلجی ترک	سنہ ۶۱۸ھ سنہ ۱۲۲۱ء	جمادی الآخرہ سنہ ۶۸۹ھ سنہ ۱۲۹۰ء	کیلو کھری	دہلی	۶ سال چند ماہ	سنہ ۶۹۵ھ سنہ ۱۲۹۵ء
۱۵۵	رکن الدین ابراہیم شاہ	جلال الدین فیروز شاہ	خلجی		رمضان سنہ ۶۹۵ھ سنہ ۱۲۹۵ء	کوشک سبز	دہلی	۴ ماہ	
۱۵۶	سلطان علاء الدین	شہاب الدین مسعود	خلجی		بست و دوم ذیحجہ سنہ ۶۹۵ھ سنہ ۱۲۹۵ء	قلعہ رائے پتھورا	دہلی قلعہ سیری	۱۹ سال چند ماہ	شب ششم ماہ شوال سنہ ۷۱۵ھ سنہ ۱۳۱۵ء
۱۵۷	شہاب الدین عمر	سلطان علاء الدین	خلجی	سنہ ۷۰۹ھ سنہ ۱۳۰۹ء	ہفتم شوال سنہ ۷۱۵ھ سنہ ۱۳۱۵ء	قلعہ علائی	دہلی	۳ ماہ چند یوم	
۱۵۸	قطب الدین مبارک شاہ	سلطان علاء الدین	خلجی		محرم سنہ ۷۱۶ھ سنہ ۱۳۱۶ء	قلعہ علائی	دہلی	۴ سال یک ماہ ۲۷ یوم	شب پنجم ربیع الاول سنہ ۷۲۱ھ سنہ ۱۳۲۱ء
۱۵۹	حسن خان الملقب بہ سلطان ناصر الدین خسرو خان		بروار		ربیع الاول سنہ ۷۲۱ھ سنہ ۱۳۲۱ء	قلعہ علائی قصر ہزار ستون	دہلی	۴ ماہ چند یوم	آخر ماہ رجب سنہ ۷۲۱ھ سنہ ۱۳۲۱ء

مدت عمر	مدفن	حالات
۷۷ سال		ملک علاء الدین نے دغا سے بادشاہ کو کڑہ مانک پور مین بلایا اور جب بادشاہ کشتی مین سے اوترتا تھا اوسوقت اوسکو تلوار مار کر مار ڈالا جب خبر دلی مین پونہچی تو ملکہ جہان بادشاہ کی بی بی نے رکن الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
		سلطان علاء الدین سے لڑکر بھاگ گیا اور سلطان علاء الدین دلی کے تخت پر بیٹھ گیا۔
	قلعہ [illegible] عقب مسجد قوۃ الاسلام	بیمار ہوکر مر گیا امرا نے باہم صلاح کرکر شہاب الدین کو تخت پر بٹھایا
		مبارک خان نے ایک تدبیر سے ملک نائب مدار المہام سلطنت کو مرواکر آپ نائب سلطنت ہوا اور چند روز بعد بادشاہ کو پکڑکر اندھا کردیا اور گوالیار کے قلعہ مین قید کیا اور آپ بادشاہ ہوا
		جاہر بیگ نے بسازش خسرو خان کے بادشاہ کو قصر ہزار ستون مین مارا اور خسرو خان تخت پر بیٹھا
		غازی الملک تغلقشاہ دیپالپور کے حاکم نے خسرو خان پر فوج کشی کی اور خسرو خان حوض علائی کے کنارے پر نکلا اور میدان اندرپت مین لڑائی ہوئی اور خسرو خان بھاگ کر کہیت مین چھپا آخر کار پکڑا جاکر مارا گیا اور تغلقشاہ بادشاہ ہوا۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت قمری	سال وفات
۱۶۰	سلطان غیاث الدین تغلقشاہ	ملک تغلق	ترک		غرۂ شعبان ۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء	قلعۂ علائی	قلعۂ دہلی تغلق آباد	۴ سال و چند ماہ	ربیع الاول ۷۲۵ھ ۱۳۲۴ء
۱۶۱	سلطان محمد عادل تغلقشاہ	غیاث الدین تغلقشاہ	ترک		ربیع الاول ۷۲۵ھ ۱۳۲۴ء	تغلق آباد	دہلی بعدہ دولت آباد و باز دہلی	۲۷ سال	بست ویکم محرم ۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء
۱۶۲	فیروز شاہ	سالار رجب برادر خرد تغلقشاہ	ترک	۷۰۹ھ ۱۳۰۹ء	بست وسوم محرم ۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء	سہوان	شہر دہلی فیروز آباد	۳۸ سال ۷ ماہ ۱۲ یوم	سیزدہم رمضان ۷۹۰ھ ۱۳۸۸ء
	غیاث الدین محمد	تغلقشاہ			۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء				
	شاہزادہ فتح خان	فیروزشاہ			۷۶۰ھ ۱۳۵۹ء				
	ناصر الدین محمد شاہ	فیروزشاہ		۷۵۳ھ ۱۳۵۲ء	۷۸۹ھ ۱۳۸۷ء				
۱۶۳	سلطان غیاث الدین تغلقشاہ ثانی	شاہزادہ فتح خان	ترک		۷۹۰ھ ۱۳۸۸ء	فیروز آباد	دہلی	۵ ماہ ۹ یوم	بست ویکم صفر ۷۹۱ھ ۱۳۸۸ء
۱۶۴	ابوبکر شاہ	ظفر خان بن فیروزشاہ	ترک	.	صفر ۷۹۱ھ ۱۳۸۸ء	فیروز آباد	دہلی	یک سال ۶ ماہ چند یوم	ہشتم ذیحجہ ۷۹۲ھ ۱۳۸۹ء

مدت عمر	مدفن	حالات
	تغلق آباد	الغخان اسکے بیٹے نے قریب افغانپور کے ایک محل بنایا تھا اوسمین بادشاہ کھانا کھا رہا تھا کہ مکان گر پڑا اور بادشاہ دب کر مر گیا اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا
	تغلق آباد	سفر ٹھٹھ مین بیمار ہو کر ٹھٹھ سے چودہ کوس ورے رود سندھ کے کنارے پر مر گیا
۹۱ سال	حوض خاص	احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے دلی مین غیاث الدین محمد کو تخت پر بٹھایا تھا کہ فیروز شاہ نے اوٹھا دیا بعد چند مدت کے فیروز شاہ نے اپنے جیتے جی شاہزادہ فتح خان کو تخت پر بٹھایا اور سکہ اور خطبہ اوسکے نام پر کر دیا اور جب وہ مر گیا تو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ خطاب دیکر تخت پر بٹھایا مگر امرا نے اوس سے مخالفت کی اور لڑکر کوہ سرمور کیطرف بھگا دیا اور تغلقشاہ کو تخت پر بٹھایا اور اسی عرصے مین فیروز شاہ مر گیا اور تغلقشاہ مستقل بادشاہ رہا
		ملک رکن الدین وزیر نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور ابوبکر شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
		اس بادشاہ نے امرا کو اپنے سے مخالف دیکھکر اور ناصر الدین محمد شاہ کے آنے کی خبر سنکر میوات مین چلا گیا اور ناصر الدین محمد شاہ دلی مین آکر تخت پر بیٹھ گیا اور بعد لڑائیوں کے ابوبکر شاہ کو پکڑ کر قلعہ میرٹھ مین قید کیا کہ وہین مر گیا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۶۵	ناصر الدین محمد شاہ	فیروز شاہ	ترک	روز دوشنبہ سیوم جمادی الاولی ... ھ ... ع	نوزدہم رمضان ۷۹۲ھ ۱۳۸۹ع	فیروز آباد	دہلی	۳ سال ۵ ماہ چند یوم	ہفدہم ربیع الاول ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ع
۱۶۶	علاء الدین سکندر شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	ترک		نوزدہم ربیع الاول ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ع	فیروز آباد	دہلی	یک ماہ چند یوم	ربیع الثانی ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ع
	ناصر الدین محمود شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	ترک		جمادی الاولی ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ع	فیروز آباد	دہلی	۱۹ سال ۸ ماہ چند یوم	ذیقعدہ ۸۱۵ھ ۱۴۱۲ع
۱۶۷	ناصر الدین نصرت شاہ	شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ			۷۹۷ھ ۱۳۹۴ع ۔ ۸۰۱ھ ۱۳۹۸ع	شہر فیروز آباد			
	اقبال خان عرف ملو		پٹھان		۷۹۷ھ ۱۳۹۴ع ۔ ۸۰۲ھ ۱۳۹۹ع	کوشک سبز			
	امیر تیمور	امیر طراغان	چغتائی	شب شنبہ ... شعبان [illegible]	جمادی الاولی ۸۰۱ھ ۱۳۹۸ع	شہر فیروز آباد	سمرقند	۱۵ یوم	شب چہار شنبہ ہفدہم شعبان ۸۰۷ھ ۱۴۰۵ع
۱۶۸	دولت خان		لودھے		محرم ۸۱۶ھ ۱۴۱۳ع	کوشک سبز	دہلی	یک سال ۳ ماہ چند یوم	۸۱۷ھ ۱۴۱۴ع
۱۶۹	خضر خان	ملک سلیمان	سید		پانزدہم ربیع الاول ۸۱۷ھ ۱۴۱۴ع	کوشک سیری	دہلی	۷ سال دو ماہ دو یوم	ہفدہم جمادی الاولی ۸۲۴ھ ۱۴۲۱ع

مدت عمر	مدفن	حالات
۴۴ سال	خاص حوض	بیمار ہوکر چالیسرمین مرگیا ہمایون خان سکندر اسکا بیٹا بادشاہ ہوا
	خاص حوض	بیمار ہوکر مرگیا بعد اسکے پندرہ روز تک امرامین گفتگو رہی کہ کسکو بادشاہ کرین آخر محمود شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
		اس بادشاہ کی سلطنت مین نہایت تزلزل رہا سعادت خان نے نصرت شاہ کو فیروزآباد مین تخت پر بٹھادیا تھا اور پھر اقبال خان فیروزآباد پر قابض ہوگیا اور کبھی یہ بادشاہ بھاگ گیا اور کبھی پھر آگیا اور اسی بیان مین امیر تیمور بھی دلی مین آیا آخر کو یہ بادشاہ بیمار ہوکر کیتھل سے مراجعت کرتے وقت مرگیا امرا نے دولت خان کو بادشاہ کیا
۷۱ سال ۱۱ ماہ ۲۰ یوم	سمرقند	
		خضرخان نے دلی پر فوج کشی کی اور دولت خان کو شک سیری مین محصور ہوا آخرکار خضرخان کے پاس چلا آیا اور اوسنے فیروزآباد مین قید کیا اور وہین مرگیا
	دہلی	اٹاوے مین بیمار ہوکر دلی مین آیا اور مرگیا اور اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۷۰	معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ	خضر خان	سید		ہفتدہم جمادی الاولیٰ ۸۲۴ھ ۱۴۲۱ء	کوشک سیری	دہلی	۱۳ سال یک ماہ چند یوم	نہم رجب ۸۳۷ھ ۱۴۳۳ء
۱۷۱	سلطان محمد شاہ	فرید خان بن خضر خان	سید		نہم رجب ۸۳۷ھ ۱۴۳۳ء	کوشک سیری	دہلی	۱۲ سال چند ماہ	۸۴۹ھ ۱۴۴۵ء
۱۷۲	سلطان علاء الدین عالم شاہ	محمد شاہ	سید		۸۴۹ھ ۱۴۴۵ء	کوشک سیری	دہلی	۶ سال چند ماہ	۸۸۳ھ ۱۴۷۸ء
۱۷۳	سلطان بہلول لودھے	ملک کالا	لودھے		ہفتدہم ربیع الاول ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء	کوشک سیری	دہلی	۳۸ سال ۸ ماہ ۷ یوم	۸۹۴ھ ۱۴۸۸ء
۱۷۴	سلطان سکندر	سلطان بہلول	لودھے		۸۹۴ھ ۱۴۸۸ء	قصبہ جلالی	دہلی بعدہ آگرہ	۲۸ سال پنج ماہ	روز یک شنبہ ہفتم ذیقعدہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء
۱۷۵	سلطان ابراہیم	سلطان سکندر	لودھے		ذیقعدہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء	آگرہ	آگرہ	۸ سال چند ماہ	ہشتم رجب ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء
۱۷۶	ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ	عمر شیخ میرزا	چغتائے	۸۸۸ھ ۱۴۸۳ء	رجب ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء	دہلی	آگرہ	۴ سال چند ماہ	روز دوشنبہ ششم جمادی الاولیٰ ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ء
۱۷۷	نصیر الدین ہمایون بادشاہ مرتبہ اول	بابر بادشاہ	چغتائے	ذیقعدہ ۹۱۳ھ ۱۵۰۸ء	نہم جمادی الاولیٰ ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ء	آگرہ	آگرہ بعدہ دہلی	۱۱ سال پنج ماہ چند یوم	یازدہم ربیع الاول ۹۶۳ھ ۱۵۵۵ء

مدت عمر	مدفن	حالات
	دہلی مبارک پور کوٹلہ	قلعۂ مبارک آباد مین جو اس بادشاہ نے دریا کے کنارے پر بنایا تھا میران صدر اور قاضی عبد الصمد نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور سرور الملک وزیر کو خبر کی اوس نے صلاح کر کر محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا
	دہلی متصل حوض خاص [illegible] در سواد موضع خیرپور	بیمار ہو کر مر گیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا
		بادشاہ بداؤن مین جا رہا اور ملک بہلول لودی دلی پر قابض ہو کر تخت پر بیٹھا
	دہلی متصل درگاہ چراغ دہلی	بیمار ہو کر مر گیا اور خانخانان نے اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھایا
	دہلی	اس بادشاہ کے عہد مین ہندؤن نے فارسی لکھنا اور پڑھنا شروع کیا اس سے پہلے کوئی نہ پڑھتا تھا آخر کو بیمار ہو کر مر گیا
	پانی پت	پانی پت کے میدان مین بابر بادشاہ کی لڑائی مین مارا گیا اور مغلون کے خاندان مین بادشاہت چلی گئی۔
۴۸ سال چند ماہ	کابل	بیمار ہو کر مر گیا۔
۴۹ سال سہ ماہ ۲۶ یوم	دہلی مقبرۂ ہمایون	شیر شاہ کی لڑائی مین شکست ہوئی اور بادشاہ ایران چلا گیا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۷۸	فرید خان الملقب به شیر شاه	حسن	سور پٹھان	رجب ۸۷۷ھ ۱۴۷۲ء	۹۴۷ھ ۱۵۴۰ء	آگرہ	دہلی	۵ سال ۳ ماہ ۱۵ یوم	دوازدہم ربیع الاول ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء
۱۷۹	جلال خان الملقب به اسلام شاه	شیر شاه	سور پٹھان	صفر ۹۰۲ھ ۱۴۹۶ء	پانزدہم ربیع الاول ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء	قلعۂ کالنجر	دہلی	۸ سال ۲ ماہ ۱۰ یوم	بست و پنجم جمادی الاولی ۹۶۰ھ ۱۵۵۳ء
۱۸۰	فیروز شاه	اسلام شاه	سور پٹھان	ربیع الثانی ۹۴۸ھ ۱۵۴۱ء	بست و ششم جمادی الاولی ۹۶۰ھ ۱۵۵۳ء	دہلی	دہلی	۳ یوم	بست و نہم جمادی الاولی ۹۶۰ھ ۱۵۵۳ء
۱۸۱	مبارز خان الملقب به محمد عادل شاه	نظام خان	سور پٹھان	شعبان ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء	بست و نہم جمادی الاولی ۹۶۰ھ ۱۵۵۳ء	دہلی	دہلی	یکسال ۱۱ ماہ ۷ یوم	
۱۸۲	سلطان ابراہیم	•	سور پٹھان	۹۰۳ھ ۱۴۹۷ء	ششم جمادی الاولی ۹۶۲ھ ۱۵۵۴ء	دہلی	دہلی	۳ ماہ ۳ یوم	۹۷۵ھ ۱۵۶۷ء
۱۸۳	احمد خان الملقب به سکندر شاه	حسین خان	سور پٹھان	ربیع الاول ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء	نہم رجب ۹۶۲ھ ۱۵۵۴ء	فرح	دہلی	دو ماہ	•
۱۸۴	نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاه مرتبہ دوم	بابر بادشاه	چغتائے	شب سہ شنبہ چہارم ذیقعدہ ۹۱۳ھ ۱۵۰۸ء	رمضان ۹۶۲ھ ۱۵۵۴ء	دہلی	دہلی	۶ ماہ چند یوم	یازدہم ربیع الاول ۹۶۳ھ ۱۵۵۶ء

مدت عمر	مدفن	حالات
۴۷ سال ۸ ماہ چند یوم	سہسرام	کالنجر کے قلعہ کی لڑائی مین بارود سے جلکر مرگیا
۵۸ سال ۳ ماہ چند یوم		بیمار ہوکر مرگیا اور فیروز خان تخت پر بیٹھا
سال ۱۲ چند یوم		مبارز خان لڑکے ماموں نے مار ڈالا اور آپ تخت پر بیٹھا
		ابراہیم خان نے بنی عم شیر شاہ سے شکست پائی
۷۲ سال		احمد خان نے بنی عم شیر شاہ سے لڑکر شکست پائی
		ہمایون بادشاہ سے شکست پاکر بنگالے کیطرف بھاگ گیا
۴۹ سال ۳ ماہ ۲۳ یوم	دہلی مقبرۂ ہمایون	شیر منڈل واقع قلعۂ کہنہ سے اوترتے وقت گر پڑا اور کئی دن بعد انتقال کیا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۸۵	ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ	ہمایون بادشاہ	چغتائی	شب یکشنبہ پنجم رجب ۹۴۹ھ سنہ ۱۵۴۲ء	دوم ربیع الثانی ۹۶۳ھ سنہ ۱۵۵۵ء	کلانور	آگرہ	۵۱ سال ۲ ماہ ۱۱ یوم	چہارشنبہ سیزدہم جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ سنہ ۱۶۰۵ء
۱۸۶	ابوالمظفر نورالدین جہانگیر بادشاہ	اکبر بادشاہ	چغتائی	روز چہارشنبہ ہفدہم ربیع الاول ۹۷۷ھ سنہ ۱۵۶۹ء	روز پنجشنبہ چہاردہم ربیع الثانی ۱۰۱۴ھ سنہ ۱۶۰۵ء	آگرہ	آگرہ	۲۱ سال ۸ ماہ ۱۳ یوم	بست و ہفتم صفر ۱۰۳۶ھ سنہ ۱۶۲۶ء
۱۸۷	میرزا ابلاقی المخاطب بہ سلطان داور بخش	شاہزادہ سلطان خسرو بن جہانگیر	چغتائی	ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ھ سنہ ۱۶۱۰ء	ربیع الاول ۱۰۳۶ھ سنہ ۱۶۲۶ء	راجپوری	آگرہ	۲ ماہ چند یوم	۱۰۳۶ھ سنہ ۱۶۲۶ء
۱۸۸	شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ	جہانگیر بادشاہ	چغتائی	شب پنجشنبہ سلخ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ سنہ ۱۵۹۱ء	روز یکشنبہ بست و دوم جمادی الاول ۱۰۳۷ھ سنہ ۱۶۲۸ء	لاہور	آگرہ بعدہ شاہجہان آباد	۳۲ سال چند ماہ	شب دوشنبہ بست و ششم رجب ۱۰۷۶ھ سنہ ۱۶۶۶ء
۱۸۹	ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر	شاہ جہان	چغتائی	شب یکشنبہ یازدہم ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ سنہ ۱۶۱۸ء	روز جمعہ یکم ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ سنہ ۱۶۵۸ء	اغرآباد متصل سرہند	دہلی	۵۰ سال ۲۷ یوم	روز جمعہ بست و ہشتم ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ سنہ ۱۷۰۷ء
۱۹۰	محمد معظم الملقب بہ شاہ عالم بہادر شاہ	اورنگ زیب عالمگیر	چغتائی	سلخ رجب ۱۰۵۳ھ سنہ ۱۶۴۳ء	غرہ ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ سنہ ۱۷۰۷ء	لاہور	دہلی	۵ سال ایک ماہ ۱۲ یوم	بست و یکم محرم ۱۱۲۴ھ سنہ ۱۷۱۲ء
	محمد اعظم شاہ	عالمگیر			۱۱۱۹ھ سنہ ۱۷۰۷ء	احمدنگر			۱۱۱۹ھ سنہ ۱۷۰۵ء

مدت عمر	مدفن	حالات
۶۳ سال ۱۱ ماہ ۸ یوم	اکبر آباد بمقام بہشت آباد معروف بسکندرہ	بیمار ہوکر مر گیا۔
۵۸ سال ۱۱ ماہ ۱۰ یوم	لاہور	بیمار ہوکر مر گیا امرائے بنظر مصلحت داور بخش کو بادشاہ کر دیا اور خفیہ شاہ جہان کو بلا لیا۔
۲۶ سال		جب کہ شاہجہان لاہور مین پونہچا آصف خان نے اس بیچارے کو مار ڈالا اور شاہجہان کو تخت پر بٹھایا۔
۷۶ سال ۳ ماہ ۲۶ یوم	آگرہ تاج گنج	عالمگیر نے قید کر کر خود تخت پر بیٹھا اور شاہجہان نے سال نہم جلوس عالمگیری مین انتقال کیا۔
۹۰ سال ۱۷ یوم	اورنگ آباد	بیمار ہوکر مر گیا محمد معظم منعم خان کی سعی سے دلی کے تخت پر بیٹھا اور اپنے بھائیون سے لڑ کر فتحیاب ہوا۔
۷۲ سال ۶ ماہ	دہلی قطب صاحب مقبرہ ہمایون	بمقام موضع جاجو مضاف صوبہ اکبر آباد مین اپنے بھائی سے لڑکر فتح پائی آخر کو آپ بھی بیمار ہوکر مر گیا اور اوسکے بیٹون مین بادشاہت پر لڑائی ہوئی اور معز الدین جہاندار شاہ سب پر غالب آیا۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	مقام جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۹۱	معز الدین جہاندار شاہ	شاہ عالم بہادر شاہ	چغتائی	دہم رمضان ۱۰۷۱ھ ۱۶۶۱ء	۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	شاہجہان آباد بعد فتح لاہور	دہلی	۱۱ ماہ ۵ یوم	روز جمعہ ہشتم محرم ۱۱۲۵ھ ۱۷۱۳ء
	عظیم الشان					بنگالہ			
	رفیع الشان					شاہجہان آباد			
	خجستہ اختر جہان شاہ					شاہجہان آباد			
۱۹۲	جلال الدین فرخ سیر	عظیم الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	[illegible] ۱۰۹۵ھ ۱۶۸۴ء	۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء و جلوس ثانی ۱۱۲۵ھ ۱۷۱۳ء	آگرہ بعدہ شاہجہان آباد	دہلی	۶ سال ۳ ماہ ۱۵ یوم	ہشتم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء
۱۹۳	محمد ابوالبرکات سلطان رفیع الدرجات	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	ہشتم جمادی الآخر ۱۱۱۱ھ ۱۶۹۹ء	نہم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	شاہجہان آباد	دہلی	۳ ماہ ۱۱ یوم	روز شنبہ بستم رجب ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء
۱۹۴	شمس الدین رفیع الدولہ شاہجہان بادشاہ ثانی	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	پنجم صفر ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۶ء	بستم رجب ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	شاہجہان آباد، آگرہ	دہلی	۳ ماہ ۲۸ یوم	ہفت ہم ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء
	سلطان نیکوسیر								
۱۹۵	روشن اختر ابوالفتح محمد شاہ بادشاہ	خجستہ اختر جہان شاہ بن بہادر شاہ	چغتائی	بست و ششم ربیع الاول ۱۱۱۴ھ ۱۷۰۲ء	۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	شاہجہان آباد	دہلی	۲۹ سال ۸ ماہ	بست و نہم ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء
	سلطان ابراہیم	رفیع الشان بن بہادر شاہ			۱۱۳۲ھ ۱۷۲۰ء				
	نادر شاہ				۱۱۵۱ھ ۱۷۳۸ء				
۱۹۶	مجاہد الدین ابوالنصر احمد شاہ بہادر بادشاہ	محمد شاہ	چغتائی	روز شنبہ بست و ہفتم ربیع الثانی ۱۱۴۰ھ ۱۷۲۷ء	دوم جمادی الاولی ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	پانی پت	دہلی	۶ سال ۳ ماہ ۸ یوم	بست و ہفتم شوال ۱۱۸۸ھ ۱۷۷۴ء

مدت عمر	مدفن	حالات
۴۵ سال ۳ ماہ ۲۸ یوم	دہلی پیش چبوترہ مقبرہ ہمایون کے	فرخ سیر سے لڑکر پکڑا گیا اور قلعہ دہلی مین مارا گیا۔
۳۵ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم	دہلی صحن مقبرہ ہمایون	عبداللہ خان اور حسین علی خان نے زہر دیکر مارڈالا۔
۲۰ سال یک ماہ ۱۳ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	بیمار ہوکر مرگیا عبداللہ خان اور حسین علیخان نے رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا اور اکبرآباد مین ہزارے سے نیکوسیر کو تخت پر بٹھادیا مگر نیکوسیر پکڑا گیا۔
۱۸ سال ۹ ماہ ۱۲ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	بیماری سے مرگیا عبداللہ خان اور حسین علیخان نے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا لیکن جب حسین علیخان کو بادشاہ نے مرواڈالا تو عبداللہ خان نے سلطان ابراہیم کو تخت پر بٹھادیا مگر وہ مغلوب ہوا۔
۴۷ سال یک ماہ یک یوم	دہلی درگاہ حضرت نظام الدین اولیا	بیمار ہوکر مرگیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔
۴۸ سال ۶ ماہ	دہلی مقبرہ ہمایون	عماد الملک نے پکڑا اور اندھا کرکر قید کردیا کہ بعد چند مدت کے بیماری سے مرگیا۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۹۷	عزیز الدین عالمگیر ثانی	معز الدین جہاندار شاہ	چغتائی	سنہ ۱۰۹۹ھ سنہ ۱۶۸۸ء	روز سہ شنبہ دہم شعبان سنہ ۱۱۶۷ھ سنہ ۱۷۵۴ء	شاہجہان آباد	دہلی	۵ سال ۷ ماہ ۲۸ یوم	روز پنجشنبہ ہشتم ربیع الآخر سنہ ۱۱۷۳ھ سنہ ۱۷۵۹ء
	احمد شاہ درانی				سنہ ۱۱۷۰ھ سنہ ۱۷۵۶ء				
۱۹۸	ابو المظفر جلال الدین سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ	عالمگیر ثانی	چغتائی	ہفتدہم ذی قعدہ سنہ ۱۱۴۰ھ سنہ ۱۷۲۸ء	چہاردہم جمادی الاولی سنہ ۱۱۷۳ھ سنہ ۱۷۵۹ء	عظیم آباد پٹنہ	دہلی	۴۵ سال	ہفتم رمضان سنہ ۱۲۲۱ھ سنہ ۱۸۰۶ء
	محی الملۃ الملقب بہ شاہجہان ثانی	محی السنہ بن کام بخش بن عالمگیر ثانی							
	احمد شاہ درانی				سنہ ۱۱۷۳ھ سنہ ۱۷۵۹ء				
	بیدار بخت	احمد شاہ			سنہ ۱۲۰۲ھ سنہ ۱۷۸۸ء				
	شاہ جارج سوم	فریڈرک شاہزادہ ویلز بن شاہ جارج دوم	جرمن	سنہ ۱۷۳۹ء	فتح دہلی بزور شمشیر سنہ ۱۲۱۸ھ سنہ ۱۸۰۳ء		لندن	۱۷ سال	سنہ ۱۲۳۵ھ سنہ ۱۸۲۰ء
۱۹۹	ابو النصر معین الدین اکبر شاہ	شاہ عالم	چغتائی	چہار شنبہ ہفتم رمضان سنہ ۱۱۷۰ھ سنہ ۱۷۵۶ء	روز چہار شنبہ ہفتم رمضان سنہ ۱۲۲۱ھ سنہ ۱۸۰۶ء	شاہجہان آباد	قلعہ کے شاہجہان آباد	۳۱ سال ۹ ماہ ۲۱ یوم	جمعہ بست و ہشتم جمادی الآخری سنہ ۱۲۵۳ھ سنہ ۱۸۳۷ء
۲۰۰	شاہ جارج چہارم	جارج سوم	جرمن	سنہ ۱۷۶۲ء	سنہ ۱۸۲۰ء سنہ ۱۲۳۶ھ	لندن	لندن	۱۰ سال ۵ ماہ ۹ یوم	سنہ ۱۸۳۰ء سنہ ۱۲۴۶ھ
۲۰۱	شاہ ولیم چہارم	جارج سوم	جرمن	سنہ ۱۷۶۵ء	سنہ ۱۸۳۰ء سنہ ۱۲۴۶ھ	لندن	لندن	۶ سال ۱۱ ماہ ۲۴ یوم	سنہ ۱۸۳۷ء سنہ ۱۲۵۳ھ
	ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ	اکبر شاہ	چغتائی	سنہ ۱۱۸۹ھ سنہ ۱۷۷۵ء	سنہ ۱۲۵۳ھ سنہ ۱۸۳۷ء	قلعہ شاہجہان آباد			
۲۰۲	ملکہ وکٹوریہ	بنت ڈیوک آف کینٹ بن جارج سوم	جرمن	سنہ ۱۸۱۹ء سنہ ۱۲۳۵ھ	سنہ ۱۸۳۷ء سنہ ۱۲۵۳ھ	لندن	لندن		

مدت عمر	مدفن	حالات
۷۳ سال چند ماہ	دہلی مقبرۂ ہمایون	عماد الملک کے کہنے سے تالح یاس خان اور مہدی قلی خان نے مار ڈالا اور محی الملۃ کو تخت پر بٹھایا اور شاہ عالم نے بنگالے مین تخت پر جلوس کیا مگر سلطنت شاہ عالم کی قائم رہی۔
۸۰ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم	دہلی قطب صاحب	بیدار بخت کو غلام قادر نے تخت پر بٹھایا تھا کہ بعد مارے جانے غلام قادر کے وہ سلسلہ برہم ہوگیا آخرکار جنرل لیک سپہ سالار انگلشیہ نے دلی کو فتح کیا اور سرکار انگریز کی عملداری ہونیکے تین برس بعد بادشاہ نے انتقال کیا
۸۶ سال ۲۲ سال ۱۰ ماہ ۲۱ یوم	قلعۂ وترا دہلی قطب صاحب	اگرچہ لندن کے بادشاہ کی حکومت اور سلطنت ہوگئی الا تیمور کے خاندان پر بھی لقب بادشاہی کا اور تخت وچتر اور قلعۂ شاہجہان آباد کی حکومت قائم رہی۔
۶۸ سال	قلعۂ وترا	
۷۲ سال	قلعۂ وترا	جو کہ شاہ ولیم چہارم کے کوئی وارث منکوحۂ صحیحہ سے نہ تھا اسواسطے حسب دستور فرنگستان کے ملکۂ وکٹوریہ کہ قرابت قریبہ بادشاہ سے رکھتی تھین تخت پر بیٹھین۔

فہرست دوسری باب آثار الصنادید کی جسمین دلی مین قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونے کا بیان ہی

نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام اصل بانی کا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱	اندرپت	جدہشٹر	۰	تخمیناً سال [illegible] قبل حضرت مسیح		۶
۲	دہلی	راجہ دہلو	۰	تخمیناً سال [illegible] قبل حضرت مسیح		۷
۳	پرانا قلعہ یا دین پناہ یا شیر گڈھ	انکپال تنور	سنہ ۵۷	سنہ ۶۷۶	اور سنہ ۹۴۰ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۳ع کے ہمایون بادشاہ نے اس قلعہ کی از سر نو مرمت کر کر دین پناہ نام رکھا اور شیر شاہ نے بھی اسکی مرمت کی اور شیر گڈھ نام رکھا	۹
۴	قلعہ رای پتھورا	رای پتھورا	سنہ ۵۳۸	سنہ ۱۱۴۳	اسی قلعہ کے غربی دروازے کا نام غزنین دروازہ تھا	۱۲
	قصر سفید	قطب الدین ایبک	سنہ ۶۰۲	سنہ ۱۲۰۵	راے پتھورا کے قلعے مین یہ محل بنایا تھا	۱۳
۵	کوشک لعل	غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۶۴	سنہ ۱۲۶۵	ان سنون سے چند سال پہلے یہ قلعہ بنا کیونکہ جس وقت بادشاہ ہوے نہین تھے اور یہ کوشک چند سال پیشتر بادشاہ ہونے سے بنایا تھا	۱۴
۶	قلعہ مرزغن یا غیاث پور	غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۶۶	سنہ ۱۲۶۷	اسی قلعے کی زمین مین حضرت نظام الدین کی درگاہ ہی	۱۵
۷	کیلوکھری یا قصر معزی	معز الدین کیقباد	سنہ ۶۸۵	سنہ ۱۲۸۶	ہمایون کا مقبرہ اسی قلعے کی زمین مین ہی	۱۶

نمبر	نام قلعہ یا نام شہر کا	نام اصل بانی کا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۸	کوشک لعل یا نیا شہر	جلال الدین فیروز خلجی	۶۸۸ھ	۱۲۸۹ء		۱۶
	کوشک سبز	جلال الدین فیروز خلجی	۶۸۸ھ	۱۲۸۹ء	کوشک لعل ہی میں کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۷
۹	دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سیری	علاء الدین خلجی	۷۰۳ھ	۱۳۰۳ء		۱۷
	قصر ہزار ستون	علاء الدین خلجی	۷۰۳ھ	۱۳۰۳ء	کوشک سیری میں کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۸
۱۰	تغلق آباد	تغلق شاہ	۷۲۱ھ	۱۳۲۱ء		۱۹
۱۱	عادل آباد یا محمد آباد یا عمارت ہزار ستون	محمد عادل تغلق شاہ	۷۲۸ھ	۱۳۲۷ء		۲۰
	جہان پناہ	محمد عادل تغلق شاہ	۷۲۸ھ	۱۳۲۷ء	دہلی علائی اور دہلی کہنہ یعنی قلعہ رائے پتھورا کو ملا دیا	۲۱
۱۲	کوشک بیجہ منڈل یا بدیع منزل	محمد عادل تغلق شاہ	۷۲۸ھ	۱۳۲۷ء	جہان پناہ کی فصیل کا ایک برج ہے	۲۲
۱۳	کوشک فیروز شاہ یا کوٹلہ فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۵۵ھ	۱۳۵۴ء		۲۳
	شہر فیروز آباد	فیروز شاہ	۷۵۵ھ	۱۳۵۴ء	اسی کوٹلہ کے ساتھ کا یہ شہر ہے	۲۴
۱۴	کوشک جہان نما یا کوشک شکار	فیروز شاہ	۷۵۵ھ	۱۳۵۴ء		۲۵

نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام اصل بانی کا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۵	خضر آباد	خضر خان	سنہ ۸۲۱	سنہ ۱۴۱۸		۲۵
۱۶	مبارک آباد	مبارک شاہ	سنہ ۸۳۷	سنہ ۱۴۳۳		۲۶
۱۷	دہلی شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱	اس شہر کا کابلی دروازہ ابتک جیلخانے کے پاس موجود ہے	۲۷
۱۸	سلیم گڈھ یا نور گڈھ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۳	سنہ ۱۵۴۶	نورالدین جہانگیر کے وقت مین پل اسکے سامنے بنا اور اوسی وقت سے نور گڈہ اسکا نام ہوا	۲۷
۱۹	قلعہ شاہجہان	شاہجہان بادشاہ	سنہ ۱۰۴۸	سنہ ۱۶۳۸	اس قلعے کے بنانے مین یورپ علاوہ بالخصوص اٹالین بھی کاریگر تھے اس قلعے مین شاہجہان کے بنائے ہوئے یہ مکانات نامی موجود ہین دلی دروازہ لاہوری دروازہ مع چھتہ نقارخانہ یا متیا پول دیوان عام مع تخت سنگین خاص محل امتیاز محل یا رنگ محل و تصویر پچکاری سنگین ارفیوس کلاونت موافق مرقع رفیل مصور بیٹھک مع ثمن برج اسد برج شاہ محل یا دیوان خاص حمام موتی محل باغ حیات بخش مع ساون بھادون. شاہ برج مہتاب باغ	۲۸
۲۰	شہر شاہجہان آباد مع خانم کا بازار و فیض نہر	شاہجہان	سنہ ۱۰۵۸	سنہ ۱۶۴۸	اسی قلعے کا یہ شہر ہے جو ابتک آباد ہے اور خدا کرے کہ ہمیشہ آباد رہے	۵۰

30

دوسرا باب

دوسرا باب

دلی مین قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونے کے بیان مین

بنیاد نقش عمارات شہریاران بین   کہ این سپہر جفا پیشہ چون بہ بست وشکست

یونانی حکیمون نے تمام روے زمین کے سات ٹکڑے کیے ہین اور ہر ایک ٹکڑے کا نام اقلیم رکھا ہی ہر ایک اقلیم خط استوا کی جانب سے شروع ہوتی ہی اور قطب شمالی کی جانب منتہی[1] اُس یونانی حساب بموجب دلی تیسری اقلیم مین ہی طول اسکا جزائر خالدات سے ایک سو چودہ درجے اور اڑتیس دقیقہ ہی اور عرض اسکا خط استوا سے اٹھائیس درجے اور پندرہ دقیقہ اور بڑے سے بڑا دن یہان تیرہ گھنٹے اور پچاس منٹ کا ہوتا ہی انگریزی ہیات[2] جدید مین تمام روے زمین کے چار ٹکڑے کیے ہین اُس حساب کے بموجب دلی ایشیا مین

[1] آئین اکبری

[2] جغرافیہ

واقع ہی جسمین ہندوستان ہی اور ہندوستان کے تین ٹکرے ہین اون
مین سے متوسط ہندوستان یا خاص ہندوستان مین ہی طول اسکا انگریزی
حساب پر جو دار السلطنت لندن سے گنا ہی پہلے حساب سے بیس
درجے کم ہی اسکے سوا اور کسی حساب مین فرق نہین یہ شہر بہت پرانا
ہی اگرچہ یہان کے راجہ کبھی ملوک فارس کے اور کبھی کماؤن اور کبھی قنوج
اور کبھی دکن کے راجاؤن کے تابعدار رہے اور کبھی خود بھی بغیر کسیکی
تابعداری کے حکومت کی الاجب سے یہ شہر آباد ہوا راجاؤنکی دار الحکومت
اور بادشاہون کی دار السلطنت سے خالی نہین رہا صرف آٹھ زمانے
ایسے گذرے ہین کہ اون دنون مین یہان دار السلطنت نہین رہی ایک[1] تو
وہ زمانہ ہی کہ جب راجہ جدہشتر نے راجہ جرجودھن پر فتح پائی اور یہان سے
اوٹھکر ہستناپور مین راج کیا اور سات پشت تک وہین راج رہا جب نمی[2]
عرف راجہ ڈشت وان راجہ ہوا اوسکے زمانے مین گنگا ایسی زور سے
چڑھی کہ سارا شہر ہستناپور کا بہ گیا تب اوس راجہ نے پہلے کوشکی ندی
کے کنارے دکن کے ملک مین شہر آباد کرنا شروع کیا اور آخر کو پھر
یہان چلا آیا اور اسی مقام کو دار الحکومت رکھا دوسرا[3] وہ زمانہ ہی کہ جب
راجہ بکرماجیت والی اوجین نے راجہ بھگونت کو ہی پر فتح پائی اور اس شہر
کو چھین لیا اور دار الحکومت اوجین ہی کو رکھا اور اس شہر مین اوسکی طرف سے

[1] مہابھارت

[2] بھاگوت

[3] خلاصۃ التواریخ دراجاولی

صوبے دار رہتا تھا اوسکے بعد جوگیون کی حکومت مین یہ شہر پھر دار الحکومت
ہوگیا تیسرا زمانہ وہ ہی کہ جب رائے پتھورا نے اجمیر کا قلعہ بنایا اور
وہان دار الحکومت ٹھہرایا اور دلی مین کھانڈے راؤ اپنے بھائی کو
صوبہ دار چھوڑا چوتھا زمانہ وہ ہی کہ ۵۸۷؁ ہجری مطابق ۱۱۹۱؁ عیسوی کے
تاج المآثر سلطان شہاب الدین نے فتح کے بعد غزنین کو مراجعت کی اور قطب الدین
تاریخ فرشتہ ایبک سپہ سالار کو دلی کا صوبہ کرکر چھوڑا پانچوان وہ زمانہ ہی کہ جب ۷۲۷؁
ہجری مطابق ۱۳۲۶؁ عیسوی سلطان محمد تغلق شاہ کو یہ خیال آیا کہ دار السلطنت
ایسے مقام کو قرار دینا چاہیے جو تمام ممالک محروسہ کے بیچ مین ہو تو
اوسنے دلی کو چھوڑ کر دیوگر مین دار السلطنت کیا اور دولت آباد اوسکا
نام رکھا اور چونکہ یہ بادشاہ نہایت سفاک اور ظالم تھا اس سبب سے دفعۃً
دلی کے رہنے والون کو حکم دیا کہ سب کے سب دلی سے اوٹھ کر دولت آباد
مین جا رہین اور ایسا سخت حکم تھا کہ کوئی شخص دلی مین رہنے نہ پائے ناچار
سب لوگ دلی کو چھوڑ کر چلے گئے اور دلی کا یہ حال ہوگیا کہ درحقیقت دلی
مین ایک آدمی نام کو بھی نرہا تھا یکایک دلی ویران ہوگئی جنگل کے جانور
دن رات دلی مین رہنے لگے چونکہ دیوگر یعنی دولت آباد مغلون کی سرحد سے
بہت دور جا پڑا تھا اسواسطے بادشاہ نے ۷۴۲؁ ہجری مطابق ۱۳۴۱؁ ع کے
پھر دلی مین مراجعت کی اور سب کو حکم دیا کہ جسکا دل چاہے دلی مین جا کر بسے

اور جبکا دل چاہے یہان رہے تب پھر دلی آباد ہوئی یہ حادثہ جو دلی پر ہوا بہت
یادگار ہی اور شاید ہی کہ اور کوئی ایسا آباد شہر اس طرح پر دفعۃً ویران
ہوا ہوگا چھٹا وہ زمانہ ہی کہ جب سلطان سکندر شاہ لودھی نے گوالیار کے لینے کا ۱ تزک جہانگیری
ارادہ کیا تو دلی کو چھوڑ کر آگرہ کو دار السلطنت کیا اور اوس زمانے مین اکبر آباد مین
پہلے سے ایک قلعہ نہایت مضبوط تھا اوس قلعہ کو توڑ کر جلال الدین
اکبر بادشاہ نے قلعہ بنایا ہی اور سلطان ابراہیم اوسکے بیٹے نے بھی وہین ۲ اکبر نامہ
پایۂ تخت رکھا یہان تک کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے جب سلطان ابراہیم
لودھی پر فتح پائی تو اوس زمانے مین اوسکا تختگاہ دار الخلافت آگرہ تھا بعد اوسکے
ہمایون بادشاہ نے اولاً آگرہ اور آخرکار اس مقام کو تخت گاہ ٹھہرایا ساتوان
وہ زمانہ ہی کہ جب جلال الدین اکبر شاہ نے آگرہ مین قلعہ بنایا اور شہر آباد کیا اور
اکبر آباد کو دار الخلافت ٹھہرایا اور یہان صوبہ دار مقرر کیا جہانگیر کے وقت تک
یہی رہا آخر کو شاہجہان بادشاہ نے پھر اسی مقام پر دار الخلافت ٹھہرایا آٹھوان یہ
اب حال کا زمانہ ہی کہ جب شاہ جمجاہ جارج سوم کے عہد مین ستمبر سنہ ۱۸۰۳ء مین
جنرل لیک سپہ سالار بہادر نے دلی پر فتح پائی درحقیقت یہان کا دار الخلافت
منقطع ہو گیا اور دار السلطنت لندن سے مل گیا ہندوٴن کے وقت مین بھی
یہ شہر بہت پرانا تھا اور مسلمانون کے وقت مین بھی ہمیشہ نہایت آباد رہا
جس جگہ کہ اب دلی شہر شاہجہان کا بسایا ہوا آباد ہی اوسکے جنوب کو چودہ میل تک

پُرانے قلعے اور پُرانے شہر اور پُرانی عمارتین موجود ہین جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اکثر راجاؤن اور بادشاہون نے اپنے زمانۂ حکومت مین اپنا نام رہنے کو نئے نئے قلعے بنائے اور جدا جدا شہر آباد کرنے شروع کیے کہ کچھ اون مین سے آباد ہوئے اور کچھ ناتمام رہ گئے اور اسکے سوا امیرون اور سردارون نے بھی اپنے لیے سیرگاہ اور مقبرے بنائے کہ اکثر اونمین سے ابتک موجود ہین اسواسطے ہم اس مقام پر پہلے مختصر حال قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونے کا بہ ترتیب تاریخ لکھتے ہین۔

اندرپت

پہلے اندر پرست اوس میدان کا نام تھا جو پُرانے قلعہ اور دریبے کے خونی دروازے کے درمیان مین ہی ہندوون کے اعتقاد مین اندر نام ہی اکاس کے راجہ کا جو ہندوون کے مذہب مین ایک مقرری راجہ ہی اور پرست کہتے ہین دونون ہاتھون کے ملے ہوئے لبون کو ہندوون کے اعتقاد مین یہ بات ہی کہ یہان راجہ اندر نے کسی فرضی زمانے مین دونون ہاتھ بھر کر موتیون کا دان کیا تھا اس سبب سے اس جگہ کو اندر پرست کہتے ہین کثرت استعمال سے رے اور سین حذف ہو گیا اور اندرپت مشہور ہو گیا مگر میری سمجھ مین یہ معنی تو ایسے ہی ہین جیسے اور ہندوون کی کہانیان صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہی کہ پت کے معنی صاحب اور مالک اور حاکم کے ہین جب یہ شہر آباد ہوا تو آباد کرنے والے نے نیک فال سمجھ کر اندرپت نام رکھا

پہلے اندرپرست نام

مہابھارت ¹
خلاصۃ التواریخ

یعنی اس شہر کا مالک یا حاکم اندر ہی جو آکاس اور بہشت کا راجہ ہی پہلے زمانے مین
یہان کے راجاؤن کی تختگاہ ہستناپور تھا جو گنگا کے کنارے دلی سے تخمیناً سو میل
دور ہی جب راجہ جدہشتر اور راجہ جرجودھن مین بگاڑ ہوا تو راجہ جدہشتر نے یہ
شہر آباد کیا ہندی حساب بموجب یہ جھگڑا دواپر جگ کے اخیر اور کلجگ کی ابتدا یعنی
تین ہزار ایک سو اکیس سال قبل ولادت حضرت مسیح ہوا اگرچہ یہ زمانہ صحیح نہین
معلوم ہوتا کیونکہ یہ مدت طوفان سے بھی پہلے کی ہی صحیح حساب سے یون
تحقیق ہوا ہی کہ واقعہ مہابھارت اور راجہ جدہشتر کی مسند نشینی ایک ہزار
چار سو پچاس سال تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی پس اس شہر کے آباد ہونے کا یہی
صحیح زمانہ ہی اگرچہ اب اس شہر کا نشان نہین رہا لیکن شہر شاہجہان آباد کے
جنوب کی طرف دلی دروازے کے باہر جو زمین ہی اندرپت کی زمین کہلاتی ہی
مگر خاص اندرپت کی آبادی اب نہین رہی ساری زمین مین زراعت ہوتی ہی
اور وہان کے زمیندار پرانے قلعے مین بستے ہین اور یہ سب پہلا شہر ہی جو یہان
آباد ہوا اسکے بعد پھر اور آبادیان اسکے آس پاس ہوتی رہین۔

دہلی

حضرتِ دہلی کنفِ عدل و داد — جنت عدن ست کہ آباد باد

اس بات مین بڑا اختلاف ہی کہ اندرپت کا نام کیسے دلی ہو گیا یہ بات بہت مشہور ہی
کہ راجہ دلیپ نے جو سورج بنسیون مین اور چندر بنسیون مین کا ایک راجہ ہی

مرآت آفتاب نما ²

اپنے نام پر دلی آباد کی لیکن یہ بات صحیح نہین معلوم ہوتی اسواسطے کہ ہندوونکی
اگلی پوتھیون مین باوجودیکہ راجہ دلیپ کا ذکر ہی مگر کہین دلی کا نام نہین بلکہ
جہان لکھا ہی اندرپت ہی کرکر لکھا ہی اور بعضی[۱] تاریخو نمین لکھا ہی کہ سنہ ہجری مطابق (۱) تاریخ فرشتہ
سنہ ۹۱۹ ع کے تنورون کے خاندان مین سے ایک راجہ نے شہر اندرپت کے برابر
دہلی شہر بسایا اور جو[۲] کہ وہان کی زمین نرم تھی اور ہندی مین دہلی نرم زمین کو کہتے (۲) زبدۃ التواریخ
ہین جہان میخ نہ تھم سکے اس سبب سے وہ بستی دہلی کرکر مشہور ہو گئی مگر اس سنہ مین نہ
تنورون کے خاندان مین حکومت تھی اور نہ اس سبب سے دلی نام پڑجانا قریب قیاس
ہی اسواسطے یہ بات بھی قابل اعتماد کے نہین مشہور بات جو صحیح بھی معلوم ہوتی ہی یہ ہی
کہ راجہ دہلو[۳] قنوج کے راجہ نے اس سبب سے کہ دلی کے راجہ اکثر قنوج کے تابع رہے (۳) مرآۃ آفتاب نما
ہین اندرپت مین اپنے نام پر شہر بسایا جب سے اس شہر کا نام دہلی مشہور ہوا بلکہ اصلی نام
دہلی کا دہلو ہی چنانچہ امیر خسرو[۴] نے جلال الدین فیروز شاہ کو خطاب کرکر دہلو کا لفظ ایک شعر مین باندھا ہی شعر (۴) جواہر حروف
یا نمک اسپم بخش باز اخور بفرما بارگیر یا بفرمان دہ کہ گردون بشنیم و دہلو روم
راجہ دہلو راجہ پورس یعنی فور راجہ کمایون کے ہم عصر تھا اور اوسی کی لڑائی مین
مارا گیا اور قنوج[۵] تک راجہ فور کا عمل ہو گیا اوسکے بعد اسکندر کبیر شاہ ماسیدن (۵) لب التواریخ
یعنی مقدونیہ نے راجہ فور پر ستلج کے کنارے فتح پائی اور گنگا کے کنارے
تک یعنی قنوج تک عمل کر لیا یہ واقعہ تین سو اٹھائیس ۳۲۸ سال قبل حضرت
مسیح ہوا کہ تخمیناً یہی زمانہ دہلی شہر بسنے کا خیال ہو سکتا ہی۔

پرانا قلعہ

یہ پرانا قلعہ جو شہر شاہجہان آباد کے جنوب کو مائل بشرق دلی دروازے کے باہر دو میل کے فاصلے پر واقع ہے وہی قلعہ ہے جسکو راجہ انکپال[۱] تونور نے اپنے عہد حکومت مین بنایا اور بعضی تاریخ کی کتابون مین مسلمان بادشاہون کے حال مین اسی قلعہ کو قلعہ اندرپت لکھا ہے اس راجہ[۲] نے اس قلعہ کے دروازے پر پتھر کے دو شیر بنائے تھے اور اون کے پہلوون مین کانسے کے گھنٹے لٹکائے تھے جو فریادی خاص راجہ تک بلا مزاحمت جانا چاہتا تھا اون گھنٹون کو بجاتا راجہ اونکی آواز سنکر اوس کو بلا لیتا اور انصاف کرتا ۸۱۷ سنہ ہجری مطابق ۱۴۱۳ سنہ عیسوی تک یہ شیر بنے ہوئے تھے اب نہین ہین معلوم نہین کہ کب ٹوٹے آئین اکبری مین اس قلعہ کا بننا اور راجہ انکپال تنور کا راجہ ہونا سمت ۴۲۹ بکرماجیت مطابق ۳۷۲ سنہ عیسوی مین لکھا ہے اور اس کتاب پر بھروسا کر کر ہر ایک تاریخ والے نے اسی سن کو نقل کر دیا ہے مگر تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ سن بالکل غلط ہین کیونکہ اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ سمت ۴۲۹ سے سمت ۸۴۷ تک تنورون کے خاندان مین بیس آدمیون نے راج کیا اوسکے بعد سمت ۸۴۸ مطابق ۷۹۱ سنہ ع مین بلدیو چوہان راجہ ہوا اور اوسکی سات پشت نے رائے پتھورا تک چھے نو برس سات مہینے راج کیا اور رائے پتھورا کو جو چوہان مین کا اخیر ساتوان راجہ تھا سلطان شہاب الدین غوری نے مارا اور مسلمانون کے گھرانے

[۱] آئین اکبری و خلاصۃ التواریخ

[۲] نہ سپہر امیر خسرو

مین حکومت چلی گئی یہ بیان تو ٹھیک لیکن اگر یہ سمت صحیح مانا جائے تو لازم آتا ہی کہ سمت ۱۲۴۳ بکرماجیت مطابق ۱۱۸۶ء موافق ۵۸۲ ہجری مین سلطان شہاب الدین غوری دلی مین آیا ہوا اور یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ سلطان شہاب الدین کا دلی کو فتح کرنا اور راے پتھورا کا مارا جانا یقیناً ۵۸۷ ہجری مطابق ۱۱۹۱ع موافق سمت ۱۲۴۸ بکرماجیت کے ہی اور معتبر تاریخون مین بھی یہی سن لکھے ہین تاج المآثر اور مسجد قوۃ الاسلام کے شرقی دروازے پر بھی یہی سن کندہ کر رکھے ہین اور خود آئین اکبری مین بھی یہی سن ایک اس کی زیادتی سے یعنی ۵۸۸ ہجری لکھ رکھے ہین بس ظاہر ہی کہ یہ بات جس سے سلطان شہاب الدین کا دلی مین آنا ۵۸۲ ہجری مطابق ۱۱۸۶ عیسوی مین نکلتا ہی بالکل غلط ہی صحیح حساب سے ثابت ہوتا ہی کہ راجہ اننگپال تنور سمت ۱۰۳۰ بکرماجیت مطابق ۹۷۳ء موافق ۳۶۲ ہجری کے دلی مین راجہ ہوا اور اوسنے یہ قلعہ بنایا جسکو آجتک گیارہ سو چھہتر برس کا عرصہ گذرتا ہی اور اسی بات کو ہم صحیح جانتے ہین اور سلطان شہاب الدین کا بھی دلی مین آنا اسی حساب سے صحیح پڑتا ہی۔

دین پناہ

نصیر الدین ہمایون بادشاہ نے قلعہ کالنجر اور چنار گڈھ کی فتح کے بعد ۹۴۰ ہجری مطابق ۱۵۳۳ع کے اس قلعہ کو از سر نو درست کیا اور نئے سر سے شہر بسایا اکبرنامہ اور دین پناہ اسکا نام رکھا چنانچہ اوس زمانے کے منشیون نے شہر بادشاہ دین پناہ

اوسکی تاریخ لکھی تھی[۱] فصیل اس قلعہ کی چونے اور پتھر سے نہایت مضبوط اور بہت
عریض بنی ہوئی ہی لیکن اب بہت جگہ سے ٹوٹ گئی ہی اور اکثر برج بھی گر پڑے ہین
اس قلعہ کے اندر کے مکانات بھی بالکل منہدم ہو گئے ہین اور اندرپت کے
زمینداروں نے کچے پکے مکان بنا لیے ہین پرانی عمارتون مین سے ایک مسجد اور
ایک شیر منڈل باقی رہگیا ہی اس قلعہ کے تین دروازے بڑے اور چار کھڑکیان ہین
ایک دروازہ اس قلعہ کا جو شمال غرب کی طرف ہی مدت سے بند ہی اور لوگ
اوسکو طلاقی دروازہ کہتے ہین مشہور ہی کہ ایک دفعہ کوئی بادشاہ اس دروازے سے
کسی مہم پر چڑھا تھا اور یہ دروازہ اسلیے بند کردیا تھا کہ اگر بے فتح کے اس دروازے کو
کھولین تو اون پر طلاق ہی مگر یہ افواہ ہی کچھ قابل اعتماد کے نہین اس قلعہ سے ملا ہوا
جانب غرب دریا بہتا تھا اب بہت دور جا پڑا ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چارون
طرف قلعہ کے دریا کا پانی پھیر دیا تھا اور دروازون کے سامنے پل بنائے تھے
چنانچہ ابتک غربی دروازے کے آگے ایک پل بنا ہوا موجود ہی شیر شاہ نے بھی
اپنے زمانہ بادشاہت مین اس قلعہ کی ترمیم کی اور کچھ مکانات بنائے اور اسی
سبب سے شیر شاہ کے وقت مین یہ قلعہ شیرگڈھ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا یہ
عمارت جو اب ٹوٹی پھوٹی دکھائی دیتی ہی غالب ہی کہ ہمایون بادشاہ اور شیرشاہ
کی ہو کیونکہ انگپال تنور کے زمانے کی عمارت کا اس ہیئات پر باقی رہنا بسبب
استمداد زمانہ کثیر کے خیال مین نہین آتا۔

[۱] تاریخ مرزا رحمت اللہ خان نبیرہ ادہ خان اعظم مرزا کوکہ جو سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۹ء اوائل عہد عالمگیر مین تصنیف ہوئی ہی

قلعہ رائے پتھورا

جبکہ تنورون کی قوم سے دلی کی حکومت جاتی رہی اور چوہانون کے پاس پونہچی اور رائے پتھورا راجہ[۱] ہوا اُسنے سمنت ۱۲ ایک ہزار دو سو بکرماجیت مطابق سنہ ۱۱۴۳ عیسوی موافق سنہ ۵۳۸ ہجری مین یہ قلعہ بنایا اگرچہ اس زمانے مین یہ قلعہ بالکل منہدم ہوگیا ہی لیکن کہین کہین ٹوٹی پھوٹی فصیل باقی رہ گئی ہی یہ قلعہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر بنا ہی اور اسکے گرد پہاڑون مین خندق بنائی تھی اور اس خندق مین تمام جنگلون کا پانی گھیر کر ڈالا تھا کہ بارہ مہینے اسمین پانی رہتا تھا اب بھی کہین کہین پانی کے رکاؤ کے بند پائے جاتے ہین دیوار غربی اس قلعہ کی کچھ کچھ قائم ہی اور اسی طرف کی خندق بھی باقی ہی اور غزنین دروازے کا بھی ڈھیر معلوم ہوتا ہی مین نے اسطرف کی دیوار کو اسطرلاب کے عمل سے ناپا تو پینسٹھ فٹ بلند خندق کی زمین سے پیمایش مین آئی معلوم نہین کہ اس سے اور کسقدر بلند تھی جو ٹوٹ گئی اس قلعہ کی فصیل کا آثار بہت چوڑا ہی پہلے تو خندق کیطرف سے فصیل اور برج چڑہے ہین اور جہان اوسکی اونچائی قلعہ کی زمین کے برابر ہوگئی ہی وہان سے سترہ فٹ عرض چھوڑ کر اکیس فٹ کے آثار سے دیوار چُننی شروع کی ہی اور پھر قلعہ کی طرف گیارہ فٹ کا آثار چھوڑ کر آٹھ فٹ کے آثار سے دیوار چنی ہی اور یقین ہی کہ اسی دیوار پر کنگورے بھی ہونگے یہ قلعہ ایک مدت تک دار الخلافت مسلمان بادشاہون کا بھی رہا ہی چنانچہ سلطان

[۱] خلاصۃ التواریخ

قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش بھی اسی قلعہ مین رہتے تھے ۶۸۹ سنہ ہجری
مطابق ۱۲۹۰ سنہ عیسوی مین جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی نے کیلوکھڑی کے پاس نیا
تاریخ فرشتہ — شہر آباد کیا تو یہ شہر پرانی دلی کے نام سے مشہور ہوا چنانچہ تاریخ کی کتابون مین لکھا
ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سے دلی کے رئیسون نے بیعت کی تو نئے
شہر سے لاکر پرانی دلی مین اگلے بادشاہون کی تختگاہ مین تخت پر بٹھایا اور اوس
زمانے کے اگلے بادشاہون کی تختگاہ قصر سفید تھا جو رائے پتھورا کے قلعہ مین
سلطان قطب الدین ایبک نے بنایا تھا اس تمہید سے ثابت ہوا کہ توزک تیموری
مین جس قلعہ کو قلعہ دہلی کہنہ لکھا ہی وہ یہی قلعہ ہی۔

غزنین دروازہ

اس قلعہ کی جانب غرب مین ایک بہت بڑا دروازہ تھا معلوم نہین کہ راجہ پتھورا
تاریخ فیروز شاہی ضیاء برنی — کے وقت مین اوسکا کیا نام تھا مگر سلمانون کے وقت مین اوسکو غزنی دروازہ
کہتے تھے اسواسطے کہ غزنی کی فوج اسی دروازے سے اس قلعہ مین داخل ہوئی
توزک تیموری — تھی اس دروازے کے سوا اس قلعہ کے نو دروازے اور تھے۔

قصر سفید

اسی قلعہ رائے پتھورا مین سلطان قطب الدین ایبک نے اپنے زمانہ بادشاہت مین
جو ۶۰۲ سنہ ہجری مطابق ۱۲۰۵ سنہ عیسوی سے شروع ہوا تھا ایک محل بنایا اور اوسکا
تاریخ فرشتہ — قصر سفید نام رکھا اور یہ وہی قصر ہی جسمین ملک اختیار الدین الستگین وزیر

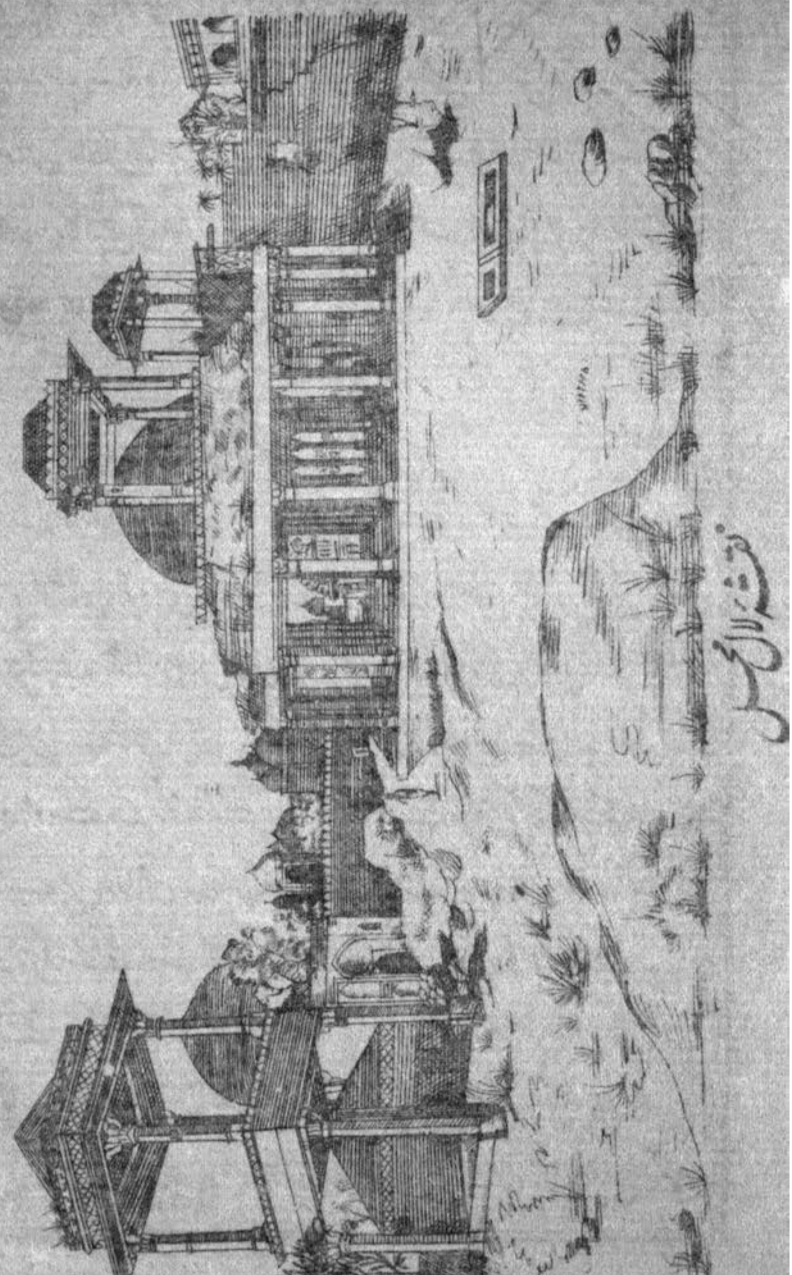
معز الدین بہرام شاہ کا عین دربار کیوقت ۶۳۹ سنہ ہجری مطابق ۱۲۴۱ سنہ عیسوی مین مارا گیا
اور اسی قصر مین سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا اور
اسی قصر مین سلطان ناصر الدین کے وقت مین ۶۵۸ سنہ ہجری مطابق ۱۲۵۹ سنہ عیسوی
مین ہلاکو خان کا ایلچی آیا اور اوسکی ملازمت کے وقت مین ایسا بڑا دربار ہوا کہ چشم فلک
نے بھی نہ دیکھا ہوگا اور اسی قصر مین سلطان غیاث الدین بلبن تخت پر بیٹھا
مگر اب اس قصر کا نشان نہین پایا جاتا۔

کوشک لال

اس کوشک کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا
اور جب وہ بادشاہ ہوا تو اسی کوشک کے پاس قلعہ مرزغن بنایا تاریخ کی کتابون
مین لکھا ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سے دلی کے رئیس موافق ہوگئے اور
کیلوکھڑی مین سے لاکر پرانی دلی کے تخت پر بٹھایا تو بادشاہ وہان سے کوشک لال
مین آیا اور اوسکے دروازے سے پیادہ پا ہوا امرا نے عرض کیا کہ آپ سواری پرسے
کیون اوترتے ہین سلطان نے کہا کہ یہ کوشک میرے آقا سلطان غیاث الدین بلبن
کا بنوایا ہوا ہی کہ اوسنے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا مجھے لازم ہی کہ جو ادب اوسکا
اوس زمانے مین کرتا تھا اب بھی کرون اس تمہید سے معلوم ہوا کہ یہ کوشک
۶۶۴ سنہ ہجری مطابق ۱۲۶۵ سنہ عیسوی سے دس پانچ برس پہلے کا بنا ہوا ہی مگر
بادشاہ ہونے کے بعد بھی پھر بادشاہ اکثر اسی کوشک مین رہتا تھا اور جس زمانے مین

تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ



تاریخ فیروز شاہی ضیاء برنی
تاریخ فرشتہ

اوسکو شکار کا شوق ہوا ہی پہر رات رہے سے اِسی کوشک مین سے سوار ہوتا تھا اور سلطان علاءالدین خلجی کوشک سیری بنانے سے پہلے اسی کوشک مین رہتا تھا اور سلطان غیاث الدین تغلق شاہ اسی کوشک مین تخت پر بیٹھا تھا اس کوشک کے عمارت کی تفصیل کسی کتاب مین نظر نہین پڑی کہ کس قطع کی عمارت تھی لیکن اب اسمین کچھ شک نہین رہا کہ سلطان جی کی درگاہ کے پاس لال محل کرکر جو عمارت مشہور ہی یہ اسی کوشک مین کا ایک ٹکڑا ہی یہ محل بہت خوشنما نرا سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی ستون لگا کر دو منزلہ عمارتین بنائی ہین لیکن اب بہت خراب ہی اور دن بدن اور خراب ہوتا جاتا ہی اس محل مین چند قبرین بھی بن گئی ہین اور اس سبب سے بڑا شبہہ پڑا تھا کہ شاید یہ عمارت کوشک لال نہو مگر اب یہ شبہہ نہین رہا اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب یہان قبرستان بننا شروع ہوا تو رفتہ رفتہ لوگون نے اس محل مین بھی کہ ویران پڑا تھا قبرین بنا دین۔

قلعۂ مرزغن

آئین اکبری
خلاصۃ التواریخ

بعد اسکے جب سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ ہوا تو اوسنے ۶۶۶ ہجری مطابق ۱۲۶۷ عیسوی مین اوسی کوشک لال کے پاس ایک قلعہ بنایا اور اوسکا مرزغن نام رکھا کہ اب غیاث پور کرکر مشہور ہی اور سلطان المشایخ نظام الدین اولیا کا وہین مزار ہی لکھا ہی کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین یہ دستور تھا کہ جو مجرم

اس قلعہ مین جا چھپتا تھا تو وہان سے نہ پکڑ سکتے تھے لیکن اسکا سبب معلوم نہوا کہ اس قلعہ کا یہ نام کیون رکھا اسواسطے کہ مرغزن اور مرزغن کے معنی دوزخ کے ہین مگر اس مقام کے مناسب نہین کچھ عجب نہین کہ بادشاہ نے یہ نام نہ رکھا ہو بلکہ ایک مدت بعد کسی سبب سے لوگون نے اس نام سے مشہور کردیا ہوا ور اصلی نام اسکا غیاث پور ہی ہو جیسے اب مشہور ہی۔

[illegible]

کیلوکھڑی یا قصر معزی

اس قلعہ کو سلطان معزالدین کیقباد نے ۶۸۶ ہجری مطابق ۱۲۸۶ عیسوی مین بنایا تھا اور کیلوکھڑی گانون کا نام تھا چنانچہ اب بھی ہمایون کا مقبرہ اسی قلعہ کی زمین مین ہی الا قلعہ کا کچھ نشان نہین رہا سلطان جلال الدین فیروز خلجی اسی قلعہ مین رہتا تھا اور بنی بنی عمارتون کو بنایا تھا تاریخ کی کتابون مین اس قلعہ کا قصر معزی بھی نام لکھا ہی اور حضرت امیر خسرو نے اسی قلعہ کی تعریف قران السعدین مین لکھی ہی شعر

آئین اکبری و خلاصۃ التواریخ و تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ

قصر نگویم کہ بہشتی فراخ   روفتہ طوبی درِ اورا بشاخ

کوشک لال یا نیا شہر

یہ دوسرا کوشک لال ہی سلطان جلال الدین فیروز خلجی کا بنایا ہوا اور حال اوسکا یون ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی بادشاہ ہوا اور ۶۸۹ ہجری مطابق ۱۲۸۹ عیسوی مین تخت پر بیٹھا شہر کے رئیسون کی طرف سے مطمئن نہ تھا اسواسطے کیلوکھڑی مین رہنا اختیار کیا اور جو اوسکے ناتمام عمارتین تھین اونکو پورا کیا

تاریخ فرشتہ

اور خود دریا کے کنارے پر ایک باغ اور ایک حصار گچ اور پتھر سے اور ایک مسجد اور بازار بنا کر شہر آباد کیا اور نیا شہر اوسکا نام رکھا اور جب دلی ویران ہونے لگی تو یہ شہر نئی دلی کے نام سے مشہور ہو گیا اوسی شہر مین یہ کوشک لال بھی تھا چنانچہ امیر خسرو نے اس کوشک کی بھی تعریف کی ہے اور یہ بیت اوسی مین کی ہے شعر

خلاصۃ التواریخ

شہا در شہر تو کرده حصارے ... کہ رفت از کنگرہا تا قمر سنگ

کوشک سبز

اوسی کوشک کے پاس اسی بادشاہ نے ایک اور محل بنایا تھا جسکو کوشک سبز کہتے تھے جب اِس بادشاہ کو ملک علاء الدین عرف سلطان علاء الدین خلجی نے کڑہ مانک پور کی طرف دغا سے بلا کر گنگا کے کنارے پر کشتی مین سے اوترتے وقت مار ڈالا تو اوسکا بیٹا شاہزادہ قدر خان عرف رکن الدین ابراہیم شاہ اسی کوشک مین تخت پر بیٹھا ان دونون کوشکون کا نشان اب نہین پایا جاتا بالکل ٹوٹ کر برابر ہو گئے ہین۔

تاریخ فرشتہ

دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سیری

تاریخ فرشتہ
تاریخ علائی

یہ قلعہ سلطان علاء الدین خلجی کا بنایا ہوا ہے اسکا حال یون ہے کہ سنہ ٧٠٣ ہجری مطابق سنہ ١٣٠٣ عیسوی مین اس بادشاہ نے قلعہ چتور پر چڑھائی کی اور بہت سی فوج جانب تلنگانا قلعہ ورنکل پر بھیجی طرغی نوبان یعنی مغلون نے دلی کو خالی سمجھ کر ایک لاکھ بیس ہزار سوار سے دلی کو آن گھیرا تھا آخر کو بہت لڑائیون کے بعد

آئین اکبری

بادشاہ کی فتح ہوئی اوسکے بعد بادشاہ نے اس قلعہ کو بنایا اور پہلے اس مقام پر (تاریخ محمود شاہی و ضیاء برنی و تاریخ فرشتہ)
سیری ایک گانون تھا اس سبب سے اسکو قلعہ سیری بھی کہتے تھے اور شیر شاہ
کے وقت مین یہ قلعہ کوشک سیری کرکر مشہور تھا اس قلعہ کو بادشاہ نے مدوّر (خلاصۃ التواریخ و تزک تیموری)
بنایا تھا اور اوسکی دیوارین چونے اور پتھر اور اینٹ سے نہایت مضبوطی سے
بنائی تھین اور اس قلعہ کے سات دروازے نکالے تھے ہنوز یہ قلعہ بن نہ چکا (تاریخ فرشتہ و تاریخ علائی)
تھا کہ دوبارہ مغلون سے لڑائی ہوئی اور آٹھ ہزار مغلون کا سر کاٹ کر اس
قلعہ کی دیوارین پتھرون کی جگہ چن دیا تھا اگرچہ یہ قلعہ بالکل منہدم
ہوگیا ہی مگر قطب صاحب کو جاتے ہوئے بائین ہاتھ کو کچھ کچھ نشان پایا جاتا ہی
۹۴۸ سنہ ہجری مطابق ۱۵۴۱ سنہ عیسوی کے شیر شاہ نے اس شہر کو ویران (تاریخ شیخ عبد الحق و مرآۃ آفتاب نما)
کرکر نیا شہر قدیم شہر کے پاس یعنی اندرپت کے پاس دریا کے کنارے
آباد کیا اور اب اس جگہ ایک گانون بنام شاہ آباد آباد ہی۔

قصر ہزار ستون

اسی سال مین اسی قلعہ کے اندر بادشاہ نے ایک محل بنایا تھا اور اوسمین ہزار ستون (تاریخ فرشتہ)
لگائے تھے اس سبب سے اسکو قصر ہزار ستون کہتے تھے جس زمانے مین کہ بادشاہ سے
اورنگ وغیرہ مغلون سے لڑائی ہوئی ہی تو بہت سے مغل بندی وان ہوکر دلی مین
آئے اور بادشاہ نے اسی قصر کے روبرو ہاتیون کے پانوُن تلے اونکو روندوا ڈالا
اور اونکے سر کاٹ کر قلعہ کے دروازے کے آگے بہت بڑا ڈھیر لگایا کہ صدہا سال تک

اوسکا نشان باقی تھا اور جب راجہ بلال دیو والے کرناٹک پر فتح ہوئی اور ملک نایب
اور خواجہ حاجی ۷۱۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۱ عیسوی کے وہان کے فتوحات لیکر آئے تو
تین سو بارہ ہاتی اور بیس ہزار گھوڑے اور چھیانوے من سونا اور سونے اور موتی
اور جواہرات کے صدہا صندوق اسی قصر مین بادشاہ کے پیش کش کیے گئے
تھے اور جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ عرف غازی الملک نے (تاریخ فرشتہ[۱])
ناصر الدین خسرو شاہ پر فتح پائی تو اسی قصر مین آیا اور تعزیت سلطان
قطب الدین اور اوسکے بھائیونکی کی۔

تغلق آباد

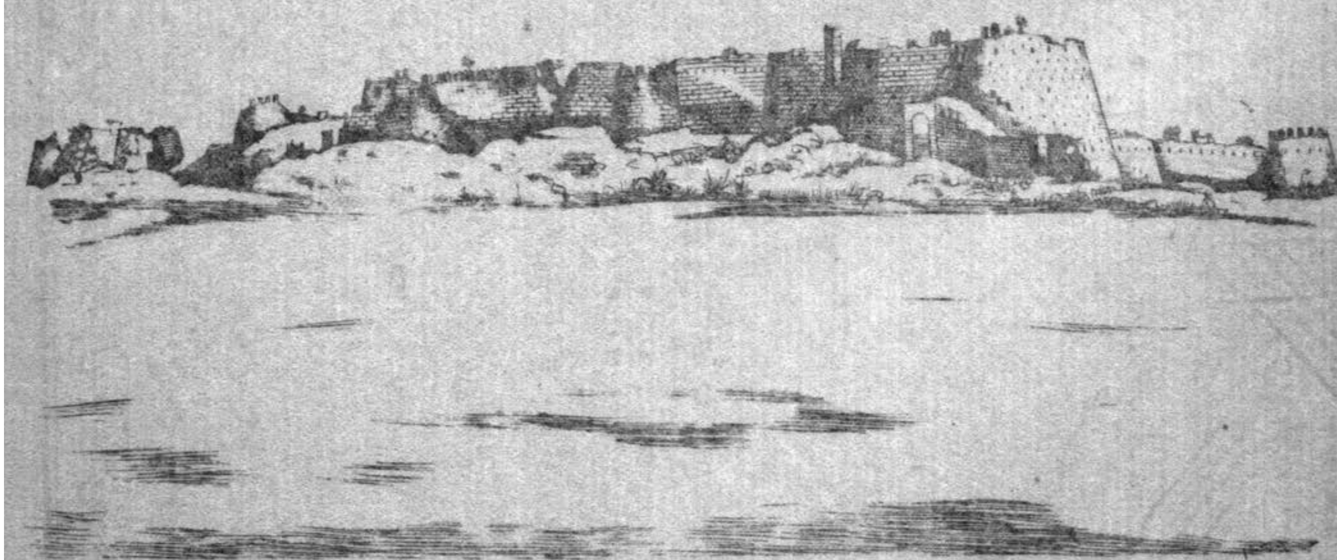
جبکہ نوبت سلطنت کی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ تک پونہچی اوسنے (آئین اکبری، تاریخ فرشتہ[۲])
۷۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۲۱ عیسوی کے قلعہ اور شہر تغلق آباد بنانا شروع کیا اور طرح
طرح کی عمارتون سے مرتب کیا جسنے نے مین کہ خبر فتح ہونے ملک تلنگ اور قلعہ
ورنکل المعروف بسلطان پور بادشاہ کو پونہچی ہی یعنی ۷۲۳ سنہ ہجری مطابق ۱۳۲۳ ع
مین تو یہ قلعہ اور شہر بالکل تیار ہو چکا تھا اور اس خبر کی خوشی مین دلی اور قلعہ اور (تاریخ فرشتہ[۳])
شہر تغلق آباد مین بہت دھوم سے روشنی ہوئی تھی یہ قلعہ پہاڑ پر واقع ہی
اور نہایت مستحکم اور بہت نفیس بنا تھا عمارت اسکی بالکل چونہ اور سنگ خارا سے
بنائی تھی لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہی اکثر جگہ سے فصیل قلعہ کی
ٹوٹی پھوٹی قائم ہی مگر اندر کے مکانات بالکل ٹوٹ گئے ہین کہ نام و نشان

تک نہین رہا بجز گڑھون اور پتھرون کے ڈھیر کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا قلعہ کے بیچون بیچ مین ایک بہت بلند مکان خاص بادشاہ کی سیر کا تھا اوسکو جہان نما کہتے تھے یہ قلعہ اور شہر اسطرح پر ملا کر بنایا ہی کہ سارا شہر اور قلعہ ایک قلعہ معلوم ہوتا ہی اور خیال کیا جاتا ہی کہ اتنا بڑا قلعہ اور کوئی نہوگا مشہور ہی کہ اس قلعہ اور شہر کے چھپن کوٹ اور باون دروازے ہین اور کچھ عجب نہین کہ ایسا ہی ہو مگر بسبب شکستہ ہوجانے مکانات اور دیوارون کے ہم شمار نکر سکے یہ قلعہ شہر شاہجہان آباد سے جانب جنوب چھ کوس کے فاصلے پر راجہ ناہر سنگہ بلم گڈھہ والے کی عملداری مین واقع ہی۔

عادل آباد یا محمد آباد یا عمارت ہزار ستون

جبکہ سلطان محمد تغلق شاہ عرف فخر الدین جونا غیاث الدین تغلق شاہ کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسنے سنہ ۷۲۷ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۷ عیسوی مین یہ قلعہ تغلق آباد کے پاس بنایا اور محمد آباد یا عادل آباد اوسکا نام رکھا اور ہزار ستون سنگ مرمر کے اسمین لگائے تھے اس سبب سے عمارت ہزار ستون بھی کہتے تھے اور چونکہ اس بادشاہ نے اپنا لقب سلطان محمد عادل تغلق شاہ رکھا تھا اس سبب سے محمد آباد اور عادل آباد بھی کہتے تھے یہ قلعہ بھی ایک چھوٹی سی بلند پہاڑی پر واقع ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ مکان صرف بطور سیرگاہ کے بنایا تھا کیونکہ قلعہ تغلق آباد کی جانب جنوب پہاڑون کے بیچ مین ایک میدان ہی کہ اوسمین ہمیشہ پانی رہتا تھا اس بادشاہ نے

آئین اکبری



عمارت هزار ستون

پانی کی سیر کو جانب جنوب چھوٹی سی پہاڑی پر کہ عین اوس پانی کے کنارے پر
واقع تھی یہ قلعہ بنایا اور شہر تغلق آباد کے دروازے سے اس قلعہ کے دروازے تک
ایک پل بنایا اور جانب غرب اوس میدان کے مقبرۂ تغلق شاہ بنایا ہی اور اوسکے
دروازے اور قلعہ کے دروازے مین بھی پل بنا دیا ہی اور آگے قلعہ کے دیوار
شمالی پر مشرف بہ آب عمارت ہزار ستون بنائی تھی اور سنگ مرمر کے ستون
لگائے تھے اگرچہ اس قلعہ کی سب عمارت بالکل ٹوٹ گئی ہی اور اوس عمارت ہزار ستون
کا بھی نام و نشان نہین رہا الا ہمنے جو اس قلعہ کو دیکھا تو بنظر قطع اور وضع تعمیر
مکانات کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ عمارت ہزار ستون کی مشرف بآب اس
قطع کی بنی ہوئی تھی جس قطع پر کہ بارہ دری بنانے کا دستور ہی اور اسمین کچھ
شک نہین معلوم ہوتا کہ وہ عمارت دو منزلی تھی بلکہ اگر سہ منزلی ہو تو بھی کچھ
عجب نہین اوس زمانے کے مورخون نے اس قلعہ کی تعمیر کی تاریخ غالباً نہین
لکھی تھی بعضون کو یہ شبہہ پڑا ہی کہ یہ وہی محل ہی جسکی چھت گرنے کے سبب
سلطان غیاث الدین تغلق شاہ مرا تھا یہ بات بالکل غلط ہی وہ محل چھوٹا سا تین دن
کے عرصے مین اس بادشاہ نے ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۴ عیسوی مین موضع
افغان پور کے قرب اپنے زمانہ ولیعہدی مین بنایا تھا کہ وہ کھانا کھانے کے وقت
بسبب بودا بننے کے یا بجلی کے صدمے سے سلطان غیاث الدین تغلق شاہ پر
گر پڑا تھا اور یہ قلعہ وہ ہی جو اس بادشاہ نے اپنے تخت پر بیٹھنے کے بعد بنایا ہی

تاریخ فیروز شاہی ضیا برنی

جہان پناہ

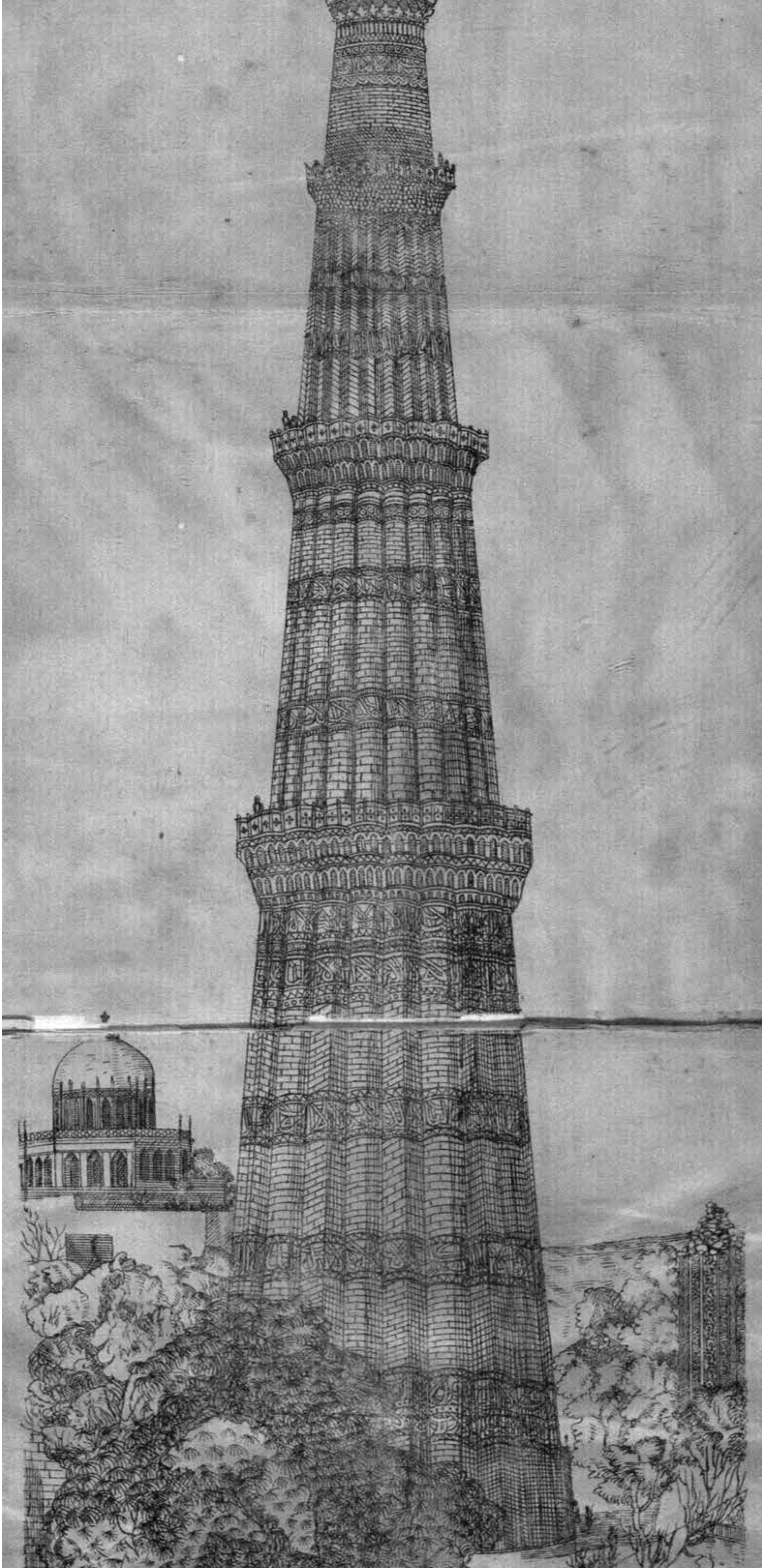
جبکہ ۷۲۷ھ ہجری مطابق ۱۳۲۷ء عیسوی کے سلطان محمد تغلق شاہ عادل آباد کے بنانے سے فارغ ہوا تو اوسنے قلعۂ علائی سے قلعۂ رائے پتھورا تک جو سلطان جلال الدین فیروز خلجی کے وقت سے پرانی دلی کے نام سے مشہور تھا دو دیواریں شہر پناہ کے طور پر کھیچدین تھین ایک سرا اون دیواروں کا اسی قلعۂ علائی یا کوشک سیری سے ملا دیا تھا اور دوسرا سرا قلعۂ رائے پتھورا سے اور اوسکا نام جہان پناہ رکھا تھا اور یہ تینون قلعہ یعنی قلعۂ رائے پتھورا یا دہلی کہنہ اور قلعۂ علائی یا کوشک سیری اور جہان پناہ مل کر ایک قلعہ ہوگیا تھا اور تینون قلعون کے تیس دروازے تھے تیرہ تو جہان پناہ کے سات تو جنوب کی طرف مائل بشرق اور چھ جانب شمال مائل بغرب اور قلعۂ علائی یا کوشک سیری کے سات دروازے تھے چار تو باہر کی طرف کھلتے تھے اور تین جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور قلعۂ رائے پتھورا یا دہلی کہنہ کے دس دروازے تھے کچھ تو باہر کیطرف کھلتے تھے اور کچھ جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور یہ بہت بڑا شہر آباد ہوگیا تھا ۹۴۸ھ ہجری مطابق ۱۵۴۱ء عیسوی کے شیر شاہ کے وقت مین ویران ہوا۔

تاریخ فرشتہ
تزک تیموری
فتوحات فیروز شاہی
تزک تیموری

کوشک بجی منڈل یا بدیع منزل

یہ عمارت درحقیقت ایک برج ہی قلعۂ جہان پناہ کا مگر اس برج کو محمد عادل تغلق شاہ نے بہت نفیس و لطیف بنایا تھا برج کے اوپر چار دروازونکا کمرہ اوسکی

خلاصۃ الاخبار

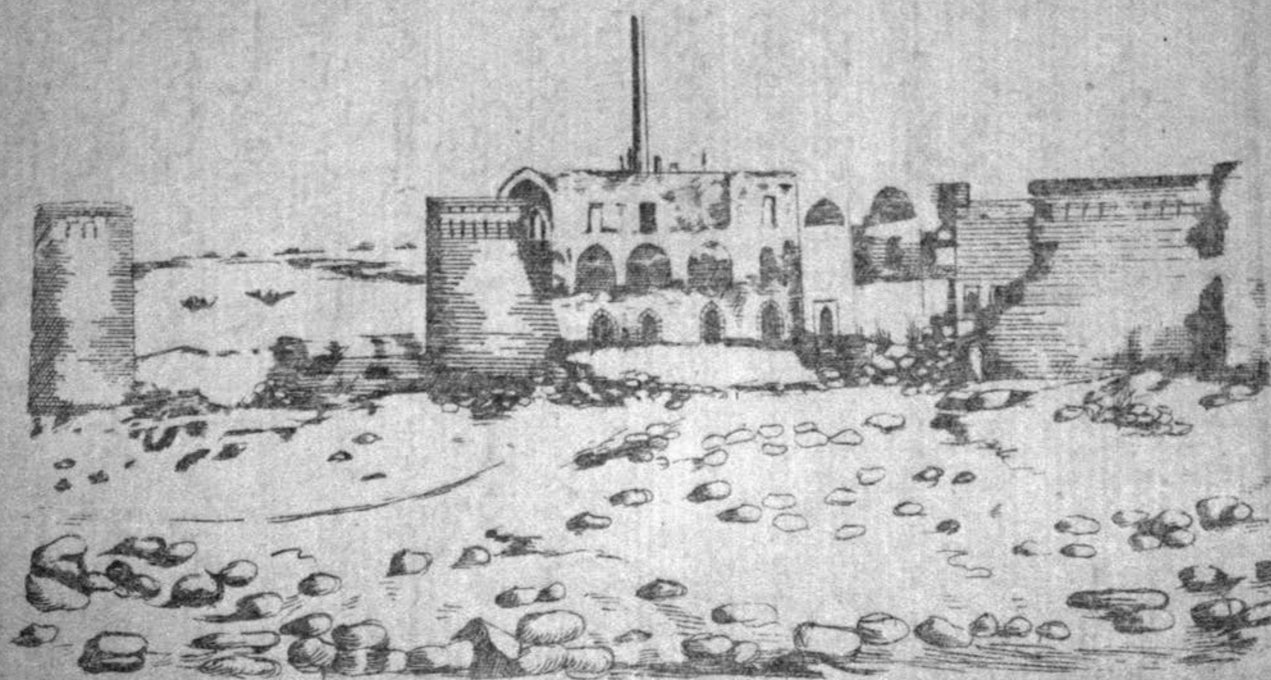


دیواروں مین اوپر سے جانے کا رستہ ہی اوسکے اوپر اگلے زمانے مین سنگین بہت خوشنما بارہ دری تھی مگر اب بالکل ٹوٹ گئی ہی اس برج پر بیٹھ کر عرض لشکر لیجاتے تھے سلطان سکندر لودھی کے وقت مین شیخ حسن طاہر اسی برج مین رہا کرتے تھے اس برج کے پاس جو قبرستان ہی وہ اونکا اور اونکی اولاد کا ہی سنہ ۹۰۹ھ ہجری مطابق سنہ ۱۵۰۳ء عیسوی کے انکا انتقال ہوا تھا اور شیخ ضیاء الدین خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسیکے پاس مزار ہی

کوشک فیروز شاہ یا کوٹلہ فیروز شاہ

جبکہ نوبت سلطنت کی فیروز شاہ تک پہونچی اوسنے سنہ ۷۵۵ھ[1] ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۴ء کے دریا کے کنارے سرحد[2] موضع کادین مین اس کوشک کو بنایا اور اوسکے متصل شہر بسایا اور اوس کوشک[3] مین تین نقبین بنائین تھین کہ اپنے محل کی عورتون سمیت سواریون پر اوسمین سے چلے جاتے تھے ایک نقب دریا کی طرف تھی پانچ جریب لنبی اور ایک جہان نما کیطرف تھی دو کوس لنبی اور ایک پرانی دلی کی طرف تھی پانچ کوس لنبی اور واضح ہو کہ پرانی دلی سے قلعہ اور شہر رای پتھورا مراد ہی کیونکہ تیسری نقب اسی جانب کو ہی اور بڑھے بڑھے آدمی بیان کرتے ہین کہ یہ نقب بدیع منزل اور حوض خاص تک جاتی تھی راجہ اشوکا کی لاٹھ جسکا حال تیسرے باب مین آئیگا موضع نوہرہ پرگنہ سالورہ ضلع خضرآباد سے لاکر فیروز شاہ نے اسی کوشک مین کھڑی کری ہی۔

[1] تاریخ فرشتہ
[2] تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف
[3] آئین اکبری



نقشہ کوٹلہ فیروز شاہ

شہر فیروز آباد

اسی بادشاہ نے اسی سن مین پُرانی دلی کے پاس تھوڑے فاصلے پر اس قصر سے ملا ہوا
ایک شہر آباد کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ یہ شہر بہت بڑا اور نہایت آباد ہوگیا قطر
اس شہر کا پانچ کوس طولانی تھا اب جو یہ شہر شاہجہان آباد ہے اسمین سے بھی
ترکمان دروازے کا سارا تھانہ اور بلبلی خانے کا سارا محلہ جہان سلطان رضیہ کی
قبر ہے اور بھوجلا پہاڑیکا تھانہ یہ سب فیروز آباد کے شہر مین داخل تھے اور کالی مسجد
جو اب شہر شاہجہان آباد کی چار دیواری کے اندر واقع ہے اوسی شہر مین کی
ایک مسجد ہے غرضکہ اس شہر مین قصبہ اندپتہ اور سراے ملک یار پران اور
سراے شیخ ابو بکر طوسی اور زمین موضع کادین اور زمین کیٹھواڑہ اور زمین لڑادت
اور زمین اندھاولی اور زمین سراے ملکہ اور زمین مقبرۂ سلطان رضیہ یعنی محلہ
بلبلی خانہ اور زمین پہاڑسی یعنی بھوجلا پہاڑی اور زمین نرولہ اور زمین سلطان پور
وغیرہ اٹھارہ گانوُن کی شہر کی آبادی مین آگئی تھی اور ہر طرح کی چیز اور ہر محلے
مین جانے کو کرایہ کی سواری یہان ملتی تھی اتنا بڑا یہ شہر تھا کہ جب تیمور یہان
آیا تو اوسنے شہر کے دروازے کے باہر خیمے کھڑے کیے تو وہان سے حوض
خاص جہان فیروز شاہ کی قبر ہے قریب تھا راجہ مانسنگھ نے گوالیار کے قلعہ کے نیچے
ایک محل بنایا تھا اور بادل گڑھ اوسکا نام رکھا تھا اوس جگہ کانسے کا ایک بیل
بنا ہوا تھا کہ مدت سے ہندو اوسکو پوجتے تھے سلطان ابراہیم لودھی نے

تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

ظفرنامہ تیموری شیخ علی یزدی

تاریخ فرشتہ

اوسکو فتح کیا تو اوس بیل کو وہان سے لاکر اس شہر کے بغدادی دروازے پر لگایا تھا اور اکبر کے وقت تک وہ بیل موجود تھا۔

کوشک جہان نما یا کوشک شکار

آئین اکبری و تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

اسی بادشاہ نے انھین عمارتون کے ساتھ شہر فیروز آباد سے تین کوس کے فاصلے پر ایک اور محل بنایا تھا اور اوسکا نام جہان نما رکھا تھا اور اوس کے پاس پہاڑون کا پانی روکنے کو ایک بند پختہ بنایا تھا کہ اوسکی دیوارین کہین کہین اب بھی موجود ہین یہ عمارت درحقیقت شکارگاہ ہی اور کوشک فیروز شاہ سے اس عمارت تک ایک نقب بنائی تھی دو کوس کی لنبی کہ اوسمین سے سواری پر محل کی عورتون سمیت چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ اس کوشک کے پاس بھی اکثر امرا نے مکانات بنائے تھے اور یہان بھی ایک بہت بڑی آبادی ہو گئی تھی اور جدا شہر سا بس گیا تھا جب تیمور اول اول لونی کی جانب سے دلی مین آیا یعنی سنہ ۸۰۱ ہجری مطابق ۱۳۹۸ عیسوی تو اسی کوشک کے مقابل لشکر اوترا تھا راجہ اشوک کی دوسری لاٹھ جسکا ذکر تیسرے باب مین آئیگا نواح میرٹھ مین سے لاکر فیروز شاہ نے اسی کوشک مین کھڑی کی تھی اگرچہ یہ کوشک بالکل ٹوٹ گیا ہی مگر ایک مکان کا نمونہ باقی ہی۔

تزک تیموری

خضر آباد

دلی سے امیر تیمور کے جانے کے بعد جب خضر خان رایات اعلی بادشاہ ہوا

اوسنے ۸۱۲ھ ہجری مطابق ۱۴۱۰ عیسوی دریا کے کنارے ایک شہر بسایا اور مکانات بنائے مگر اب اس قلعہ کا پتا نہین معلوم ہوتا کچھ عجب نہین کہ موضع خضرآباد جو اس زمانے مین مشہور ہی وہی شہر خضرآباد آباد ہو مگر یہ بات مشہور ہی کسی تاریخ کی کتاب سے اسکا پتا نہین ملا۔

مبارک آباد

جبکہ سلطان مبارک شاہ خضرخان رایات اعلی کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسنے ۸۳۶ھ ہجری مطابق ۱۴۳۳ عیسوی کے ایک قلعہ اور شہر بنانا شروع کیا اور مبارک آباد اوسکا نام رکھا اور اس قلعہ کی عمارت دیکھنے کو خود بادشاہ جایا کرتا تھا ہنوز عمارت تمام ہونے نہین پائی تھی کہ امرانے مخالفت کرکے اسی قلعہ مین بادشاہ کو مار ڈالا اور محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا عوام الناس اس قلعہ کو وہان جانتے ہین جہان اس بادشاہ کا مقبرہ صفدر جنگ کے مقبرے کے سامنے ہی چنانچہ وہ گانون بھی مبارک پور کوٹلہ کر کر مشہور ہی لیکن ہماری رائے مین تاریخ کی کتابون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ افواہ غلط ہی کیونکہ اوس بادشاہ نے یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر بسایا تھا اور اوس زمانے مین دریا مبارک پور کوٹلہ کے نیچے ہرگز نہین بہتا تھا کیونکہ اوس سے پہلے کی اسی کے پاس عمارتین موجود ہین بلکہ ہمارے نزدیک یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر اوس مقام پر ہو جہان کہ اب موضع مبارک پور ریتی موجود ہی تو کچھ عجب نہین بلکہ یہی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہی۔

تاریخ فرشتہ

دہلی شیر شاہ

جبکہ شیر شاہ دلی کا بادشاہ ہوا اوسکو بھی نیا شہر آباد کرنے کی ہوس ہوئی اور اوسنے[۱] دہلی علائی اور کوشک سیری کو ویران کر کر اندرپت کے پاس دریا کے کنارے پر سنہ ۹۴۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۱ عیسوی مین ایک شہر آباد کیا کہ وہ شیر شاہ کی دلی مشہور تھی یہ شہر متصل کوٹلہ فیروز شاہ آباد ہوا تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمایون بادشاہ نے جو شہر آباد کرنا شروع کیا تھا وہ بسبب تزلزل کے جو اوسکی سلطنت مین واقع ہوا آباد ہونے سے رہ گیا تھا اوسی شہر کو شیر شاہ نے ازسر نو آباد کیا ہو کیونکہ اوس میدان کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہی کہ اوس جگہ کوئی اور ایسی جگہ نہین ہی کہ ہمایون کے شہر کے سوا اور کوئی شہر آباد ہوا ہو۔

[۱] تاریخ شیخ عبدالحق و مرآت آفتاب نما

کابلی دروازہ دہلی شیر شاہ

اگرچہ اس شہر کا اب کچھ نشان نہین رہا مگر شہر شاہجہان آباد کے دلی دروازے کے باہر جیلخانہ سرکاری کے متصل ایک بہت خوبصورت دروازہ قائم ہی یہ دروازہ شیر شاہ کی دلی کا ہی اور اس دروازے سے کابل کو راہ جاتی تھی اسواسطے کابلی دروازہ کہتے ہین یہ دروازہ چونے اور پتھر سے بہت خوبصورت بنا ہوا ہی اور دروازے پر حجرہ اور نشیمن بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اور روکار اس دروازے کی ساری سنگ سرخ کی ہی اس سبب سے عوام مین لال دروازے کے نام سے مشہور ہی۔

سلیم گڈھ یا نورگڈھ

اس قلعہ کو اسلام شاہ بن شیر شاہ نے ۹۵۳ھ ہجری مطابق ۱۵۴۶ عیسوی سے پانچ برس کی مدت مین چار لاکھ روپیہ خرچ کرکر بنایا لیکن صرف چار دیواری بننے پائی تھی کہ اسلام شاہ مرگیا اور قلعہ یون ہی رہ گیا جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین مرتضیٰ خان اکبری نے اسمین کچھ مکانات بنائے تھے یہ قلعہ ابتک قلعہ شاہجہان کے شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر موجود ہی اور جبکہ نور الدین جہانگیر بادشاہ نے اس قلعہ کے دروازے کے آگے پل بنایا اوسوقت سے نور گڈھ کے نام سے مشہور ہوا

مرات آفتاب نما

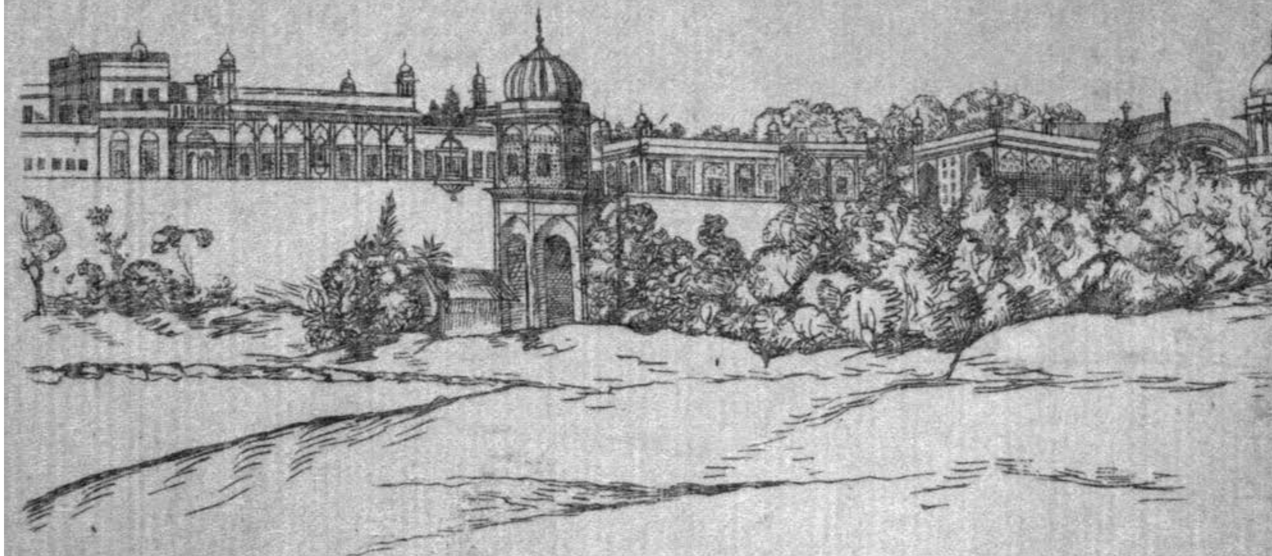
تزک جہانگیری

قلعہ شاہجہان

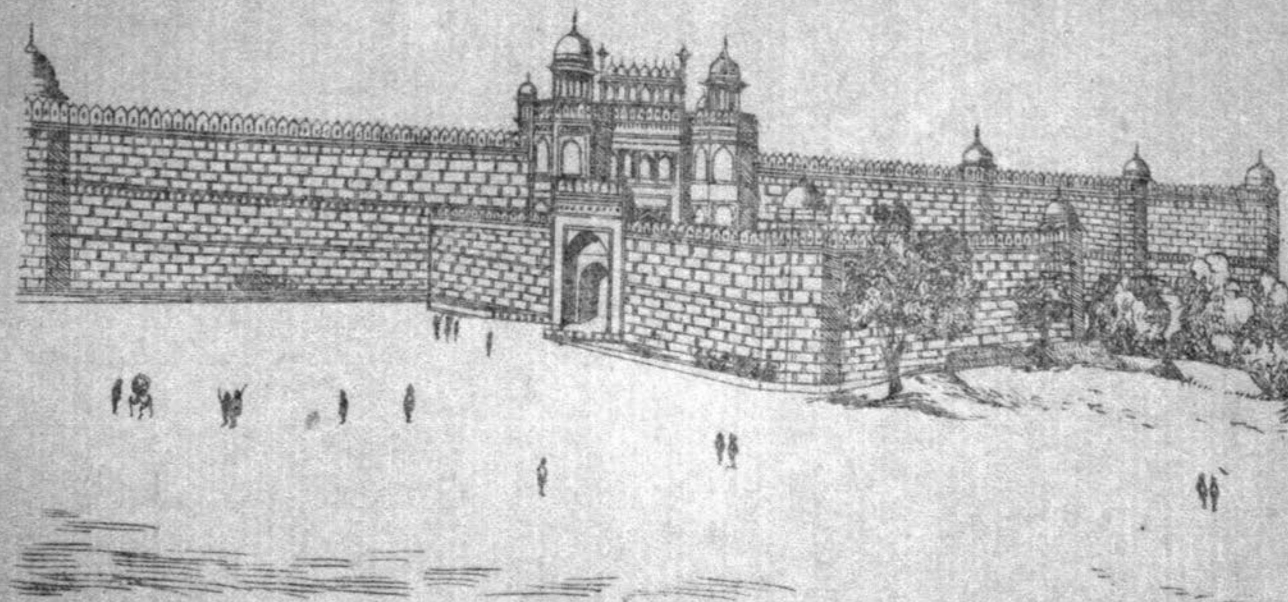
نہے قلعہ کا ندر بساتین وے   نہ اردی بہشت ست نی کل نندے

شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے ایک مدت تک اکبر آباد کو دار الخلافت رکھا سلطہ جلوسی مطابق ۱۰۴۸ھ ہجری معافق ۱۶ سنہ ملک شاہی اور ۱۶۳۸ عیسوی کے دلی مین قلعہ بننے کا حکم دیا اور اوسی سال بارھوین ذی الحجہ کو دریا کے کنارے سلیم گڈھ کے پاس قلعہ بننا شروع ہوا اوستاد حامد اور اوستاد احمد معمار جو اپنے فن مین یکتا تھے اس قلعہ کو بنواتے تھے مگر اس کامل دلیل سے کہ دیوان عام مین سنگین تخت کے پیچھے ایک مرقع تصاویر کا جو رفیل اٹلی کی مصور نے آرفیوس کے گانے کا کھینچا تھا پتھر کی پچیکاری کا بنا ہوا ہی جسکا حال اوسکے مقام پر بیان ہوگا یقین ہی کہ کوئی نہ کوئی یوروپین اٹلی کے ملک کا بھی اس قلعہ کے بنانے مین شریک تھا پہلے پہل عزت خان کو اس قلعہ کا اہتمام ملا اور پانچ مہینے دو دن مین اوسکے اہتمام سے قلعہ کی بنیادین کھدین اور

شاہجہان نامہ و مرات آفتاب نما



سلیم گڈھ یا نور گڈھ



نقشہ دہلی دروازہ قلعہ معلیٰ

49

کچھ مصالحہ جمع ہوا اور کہین کہین سے بنیاد اونچی بھی ہوئی تھی اتنے مین عزت خان
ٹھٹھہ کی صوبہ داری پر مامور ہوا اور قلعہ کا اہتمام الہوردی خان کو سپرد ہوا دو برس
ایک مہینے گیارہ دن مین اوسکے اہتمام سے قلعہ کی چارون طرف کی دیوار بارہ بارہ
گز اونچی ہو گئی پھر اوسکا اہتمام مکرمت خان کے سپرد ہوا اور بیسوین سال جلوس
مین اوسکے اہتمام سے بن چکا کل مدت تعمیر قریب نو برس کے ہوئی چوبیسوین
ربیع الاول سنہ ۲۱ جلوسی مطابق سنہ ۱۰۵۸ ہجری موافق سنہ ۱۶۴۸ عیسوی بادشاہ نے
اس قلعہ مین پہلا جلوس کیا سر سے پانون تک یہ قلعہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی اور
ہر ایک مقام پر کنگورے اور مرغولین بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اس قلعہ کو
ہشت پہل بنایا ہی طول اسکا ہزار گز اور عرض چھ سو گز کا ہی جسکی کل زمین چھ لاکھ
گز ہوئی اس حساب سے یہ قلعہ اکبر آباد کے قلعہ سے دو گنا ہی فصیل اس قلعہ کی
پچیس گز اونچی ہی اور گیارہ گز گہری بنیاد ہی دیوار کا آثار بنیاد سے پندرہ گز اوپر
سے دس گز کا ہی اس قلعہ کے جانب شرق جمنا بہتی ہی باقی تینون طرف خندق
جسکا محیط تین ہزار چھ سو گز کا ہی پچیس گز چوڑی اور دس گز گہری کھود کر پختہ بنادی
ہی کہ نہر کے پانی سے دن رات لبریز بھری رہتی تھی اس قلعہ کے بننے مین پچاس
لاکھ روپیہ خرچ ہوئے اور بعضی کتابون مین لکھا ہی کہ سو لاکھ روپی خرچ ہوئے ہین مراۃ آفتاب نما
پچاس لاکھ قلعہ کے بننے مین اور پچاس لاکھ قلعہ کے اندر کے مکانون مین

دلی دروازہ و لاہوری دروازہ قلعہ

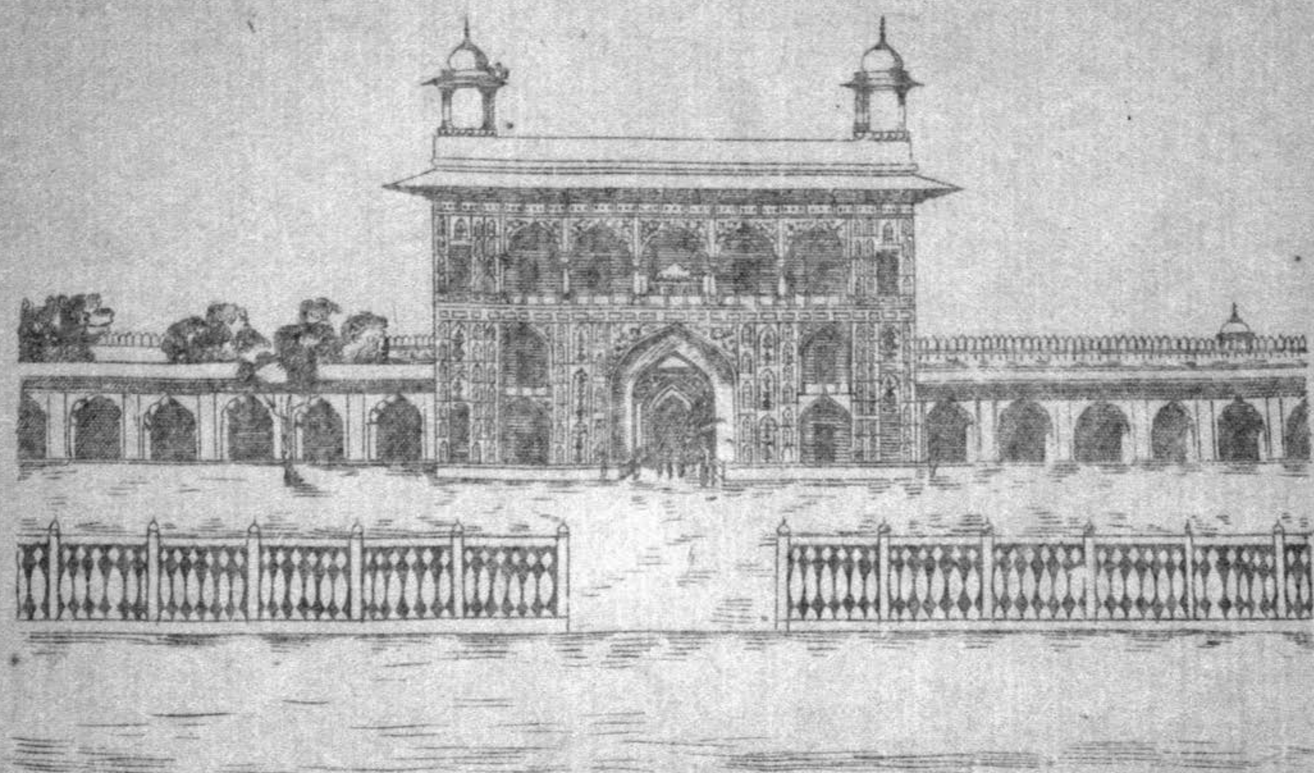
دو دروازے اس قلعہ کے بہت بڑے ہین ایک جنوبی دروازہ جو دلی دروازے کے نام سے مشہور ہی اور دوسرا غربی دروازہ جو لاہوری دروازے کے نام سے مشہور ہی یہ دونون دروازے بہت خوبصورت بنے ہوئے اور دروازون پر سہ دریان بہت خوشنمائی سے بنائی ہین لاہوری دروازے پر قلعہ دار صاحب رہتے ہین مشہور ہی کہ ان دروازون کے آگے کچھ اوٹ نہ تھی اور قلعہ مین سے نگاہ دور تک چلی جاتی تھی اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین ان دونون دروازون کے آگے گھوگس بنائے گئے ہین ان دونون دروازون کے آگے خندق پر تختہ تھا ۱۲۲۶ ہجری مطابق ۱۸۱۱ع مین تختے کی جگہ پختہ پل بنائے ہین اور دونون پلون پر یہ کتبہ لگایا ہی۔

ہو الغنی

سنہ ۵ جلوس والا سنہ ۱۲۲۶ ہجری ۱۸۱۱ عیسوی در عہد شاہ جمجاہ محمد اکبر بادشاہ غازی صاحب قران ثانی باہتمام دلاور الدولہ رابرٹ مقفرسن بہادر دلیر جنگ پل فیض منزل تعمیر یافت۔

چھتہ لاہوری دروازہ

یہ چھتہ بھی بہت خوب بنا ہوا ہی لداؤ اس چھتے کا بہت اونچا ہی اور یہ چھتہ بھی بہت لنبا ہی اور اوسمین منبت کاری بہت خوب کی ہی اور دونون طرف دو منزلے مکان بنے ہوئے ہین اور بیچ مین ایک چوک ہی اور اوسکی چھت روشنی کے لیے کھلی ہوئی ہی یہ چھتہ بازار مسقف کے نام سے بھی مشہور رہا ہی ان دروازون کے سوا [illegible]



نقار خانہ

اس قلعہ کے دو دروازے اور چھوٹی چھوٹی اور دو کھڑکیان اور اکیس برج ہین اون مین سے سات برج مدور اور چودہ مثمن ہین۔

نقار خانہ یا ہتیا پول

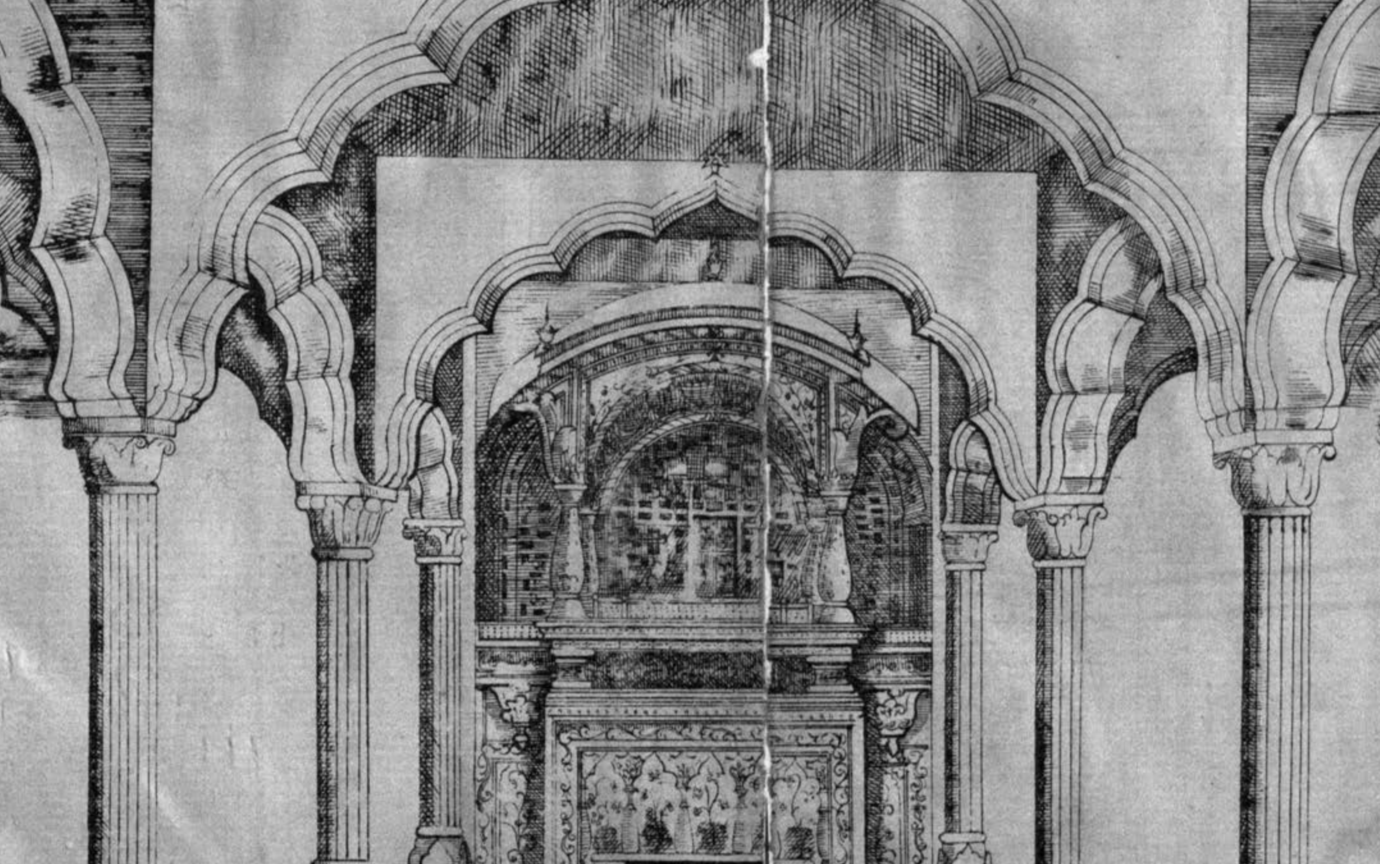
دیوان عام مین جانے کا جو دروازہ ہی وہ نقار خانہ کہلاتا ہی یہ دروازہ بھی زرا سنگ سرخ کا بہت خوبصورت بنا ہوا ہی اور اوسپر مکانات اور ایک پچدرہ دالان دونون طرف سے کھلا بنا ہوا ہی اسی دالان مین بادشاہی نوبت بجتی ہی اور اسی سبب سے نوبت خانہ مشہور ہی اس دروازے کے آگے پتھر کے دو ہاتی اوتنے ہی بڑے جتنا کہ سچ مچ کا ہاتی ہوتا ہی بنائے تھے اور اسی سبب سے اسکو ہتیا پول بھی کہتے تھے اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین وہ ہاتی توڑے گئے اس دروازے کے آگے دو سو گز کا لنبا اور ایک سو چالیس گز کا چوڑا چوک ہی اور بیچ مین بہت خوبصورت حوض ہی اور شمال اور جنوب کو بہت خوشنما بازار ہی اور اوسکے بیچ مین نہر بھی جاری ہی اس دروازے کے اندر اب بھی سوائے شہزادون کے اور کوئی سواری پر نہین جا سکتا اسی مقام پر سے اوتر لیتے ہین

دیوان عام

یہ مکان بھی بہت نامی ہی اور بہت خوشنما بنا ہوا ہی جب کبھی دربار عام ہوتا تھا تو اوسمین بادشاہ جلوس کرتے تھے اوسمین تین درجے کے مکان ہین کہ اوسکی تفصیل ہم بیان کرتے ہین۔

اقشیمن ظل الٰہی یا سنگین تخت

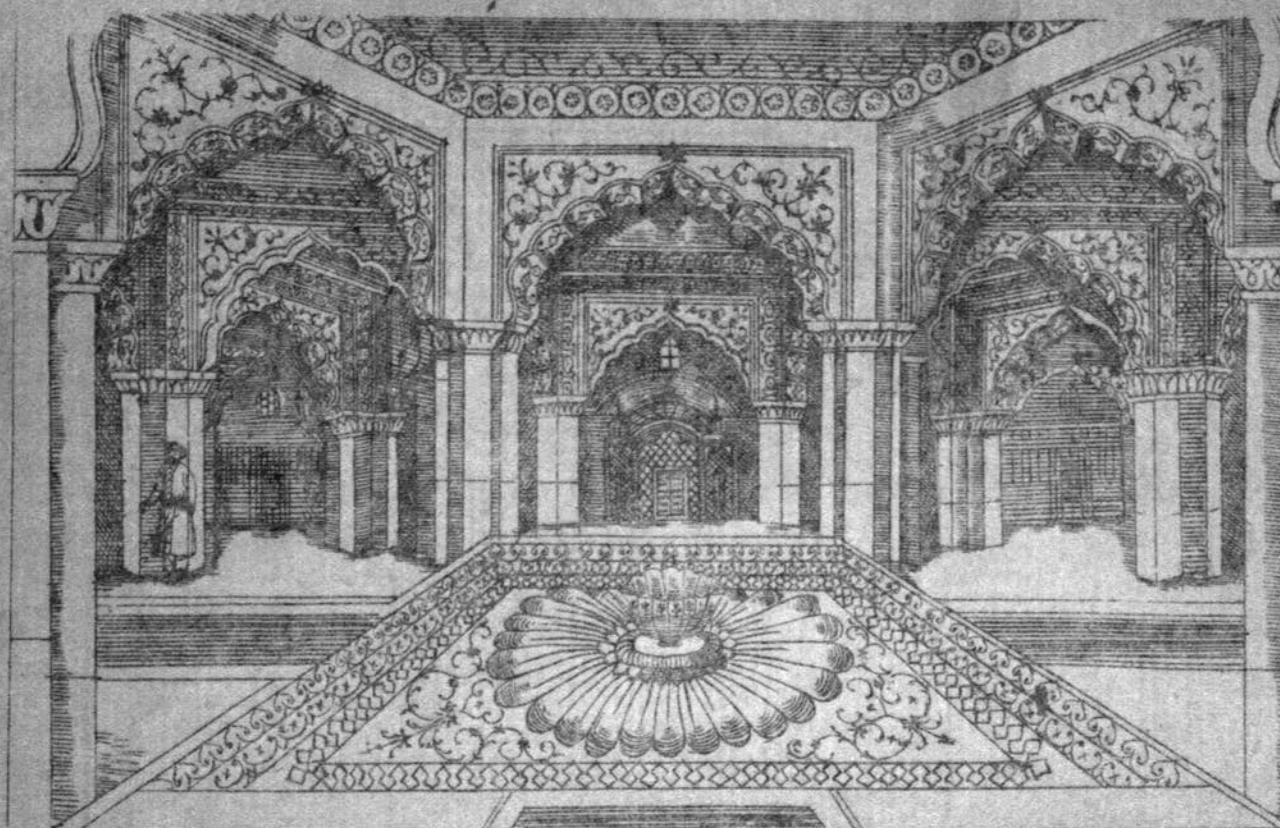
اس مکان کے بیچون بیچ مین شرقی دیوار سے ملا ہوا سنگ مرمر کا تخت ہی چار گز کا
مربع اور اوسپر چار ستون لگا کر بنگلے کے طور پر اوسکی چھت بنائی ہی اور آدمی
کے قد سے زائد کرسی دی ہی اوسکے پیچھے ایک طاق ہی سنگ مرمر کا بنا ہوا سات گز
لنبا اور ڈھائی گز کا چوڑا اوسپر ہر ہر قسم کے چرند و پرند کی تصویرین عجب عجب
رنگین پتھرون کی بنی ہوئی ہین اور اوسمین ایک آدمی کی تصویر ہی جو دوتارہ بجا کر
گا رہا ہی ملک اٹلی مین جو فرنگستان مین واقع ہی آرفیوس کلاونت کی کہانی
یون مشہور ہی کہ وہ علم موسیقی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا اور ایسا خوش آواز
تھا کہ جب گانے بیٹھتا تو چرند اور پرند اوسکی آواز سنکر مست ہو جاتے تھے
اور اوسکے گرد آن بیٹھتے تھے اوسی ملک مین رفیل ایک مصور تھا کہ تصویر کھینچنے
مین اپنا مثل نہین رکھتا تھا اوس مصور نے آرفیوس کے گانے کی جو کہانی مشہور
تھی اوسکے مطابق اپنے خیال سے ایک مرقع کھینچا تھا اور چرند اور پرند اوسکے
گرد گانا سننے کو بیٹھے ہوئے بنائے تھے یہ مصور سنہ ۱۵۲۰ عیسوی مین مرا مگر یہ مرقع اوسکا
بنایا ہوا ملک اٹلی اور ولایت فرنگستان مین بہت مروج اور نہایت مشہور ہی
اور ابتک اوسکی نقلین موجود ہین وہی مرقع اس طاق مین پتھر کی پچکاری مین
کھودا ہی پس یہ تصویر اوسی آرفیوس کی ہی اور جو کہ اس مرقع کا جوا
فرنگستان کے اور کہین رواج نہین تھا اس سبب سے یقین پڑتا ہی کہ اس قلعہ
کے بنانے مین کوئی نہ کوئی انگریز اٹلی کے ملک کا شریک تھا اس محراب کی



کٹہرا لگا ہوا ہی اور اوسپر سنہری کلسیان بہت خوشنمائی سے لگی ہوئی تھین مگر اب اون کلسیون کا نام نشان نہین رہا یہ جگہہ چوبدار اور نقیب اور احدی وغیرہ لوگون کے کھڑے رہنے کی تھی یہ سب مکان بہت خراب ہو گئے تھے اور گلال باڑی اکثر جگہہ سے اوکھڑ گئی تھی ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے سلہ صد جلوسی مطابق ۱۲۵۳ سنہ ہجری موافق ۱۸۳۷ سنہ عیسوی کے اس دیوان علم کی مرمت کی اور گلال باڑی کو درست کیا برس روز کی بات ہی کہ تین بادشاہت کا دیکھنے والا تو ایک شخص موجود تھا اور وہ بیان کرتا تھا کہ عالمگیر ثانی کے وقت سے تو کسی بادشاہ نے اس دیوان عام مین جلوس نہین کیا اور غالب ہی کہ محمد شاہ کے بعد کسی نے نہ کیا ہو بلکہ محمد شاہ کے جلوس کرنے مین بھی شک ہی اسکے آگے دو سو چار ۲۰۴ گز لمبا اور ایک سو ساٹھ ۱۶۰ گز چوڑا صحن ہی اور اوسکے چارون طرف قرینے اور موقع سے مکانات بنے ہوئے ہین اور شمال کی طرف دیوان خاص مین جانے کا دروازہ ہی۔

خاص محل یا چھوٹا رنگ محل

یہ محل بیگمات خاص کے رہنے کا پچدرہ تہ کھا والان ہی تینتیس ۳۳ گز کا لنبا اور اوسکے پیچھے ایک اور درجہ ہی سولہ گز کا لنبا اور آٹھ گز کا چوڑا یہ عمارت اجارہ تک بالکل سنگ مرمر کی ہی اور اوس سے اوپر بہت پختہ سفیدی کر کر بہت اچھی نقاشی کی ہی اس محل مین ایک نہر ہی نری سنگ مرمر کی تین گز چوڑی اور سنگ مرمر ہی کا

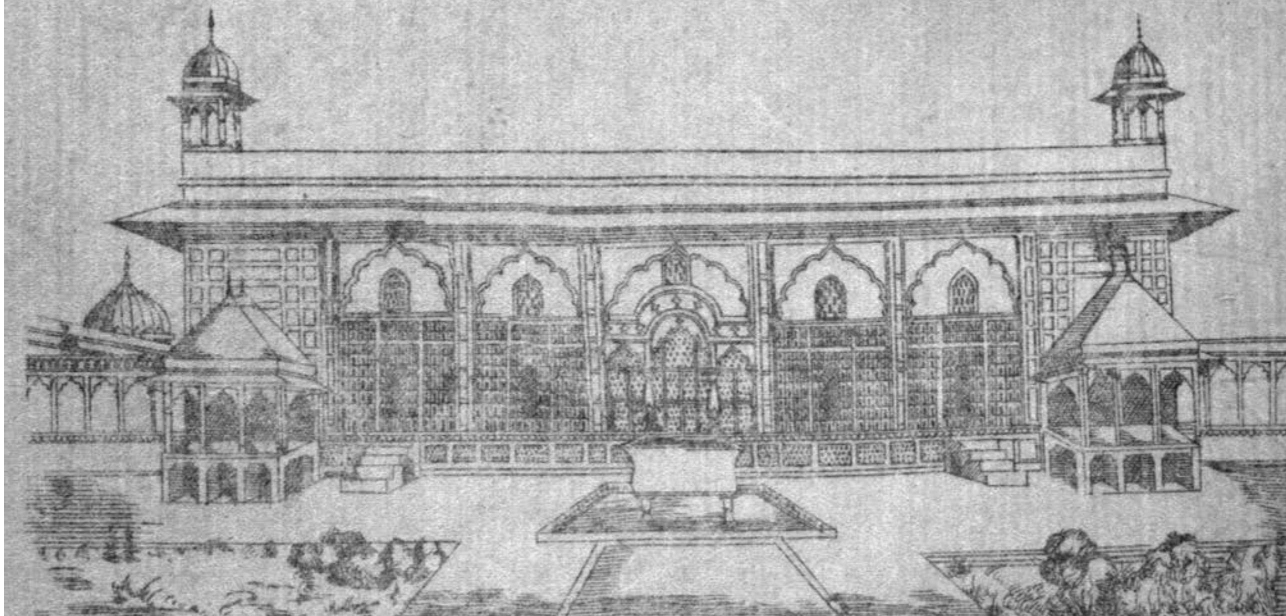

نقشہ رنگ محل کا اندر سے

ایک حوض ہی کہ اس حوض سے نہر ہو کر چادر کی طرح صحن مین گرتی ہی اور صحن مین ساٹھ گز مربع کا باغچہ تھا اور اوسکے بیچ مین پچیس گز کے قطر کا ہشت پہل حوض تھا اور اوسمین پچیس فوارے کسی زمانے مین چھوٹتے تھے۔

امتیاز محل یا بڑا رنگ محل

یہ محل دیوان عام کی پشت پر واقع ہی اور اتنا بڑا اور کوئی محل نہین صحن اسکا نہایت وسیع تھا کہ اوسمین نہرین جاری تھین فوارے چھوٹتے تھے باغ لگا ہوا تھا اب سب برباد ہو گیا اور اس صحن دلکشا مین سڑیل سڑیل مکان بن گئے ہین اگلے زمانے مین اس محل کے صحن مین ایک حوض تھا پچاس گز سے اڑتالیس گز مین اور پانچ فوارے اوسمین چھوٹتے تھے اور ایک نہر تھی کہ اوسمین پچیس فوارے لگے ہوے تھے اور باغچہ تھا ایک سو سات گز کا لنبا اور ایک سو پندرہ گز کا چوڑا اور اوسکے گرد سنگ سرخ کا مجحر لگا ہوا تھا اور اوسپر دو ہزار سنہری کلسیان لگی ہوئی تھین اور تینون طرف اس صحن کے سترہ گز کے عرض سے مکان دلکشا اور ایوانہاے دلربا بنے ہوے تھے اور جانب غرب مین مشرق بدریا اور پائین باغ تھا چہرہ اسکا باہر سے یون ہی کہ کرسی دیکر ایک چبوترہ بنایا ہی اور اوسکے نیچے دو تہ خانے ہین بہت خوب اور اوس چبوترے پر گویا پچدرہ تہرا دالان بنایا ہی ستاون گز کا لنبا اور چھبیس گز کا چوڑا بیچ کے در کے آگے صحن کیطرف ایک حوض ہی سنگ مرمر کا بہت بڑا ایک پتھر کا پایہ دار کہ اوسمین ڈیڑھ گز کی اونچائی سے تین گز کی چوڑی چادر پڑتی ہی اور اوسمین سے

اوبل کر نیچے کے حوض مین آتی ہی اور وہان سے نہر مین بہتی ہی اور صحن کے حوض مین
جاکر باغیچے کی ہر ہر روش اور پٹری مین بہتی تھی روکار اسکی تمام سنگ مرمر کی تھی اور
وہ تختہ تختہ محرابین اور مرغولین بنائی ہین اور وہ منبت کاری کی ہی کہ آدمی کی عقل
دیکھکر حیران ہوتی ہی اور اوسکی چھت کے چارون کونون پر چار چوکھنڈیان بنائی
ہین کہ اوس سے رفعت و شان اس عمارت کی دوگنی ہوگئی ہی اس محل کے
کونون پر چار بنگلے سنگین بنے ہوئے تھے تاکہ گرمیون مین خنکی ٹٹیان لگاکر خس خانہ
بنایا جائے جسطرح اسکی روکار مین پانچ در محراب دار بنائے ہین اسیطرح اسکے
اندر بھی محراب دار در ہین کہ ان محرابون کے بنانے سے بیچون بیچ مین ایک چوکھنڈی
سی واقع ہوگئی ہی اوسمین ایک حوض ہی کہ اوسکی خوبی بیان نہین ہوسکتی اوس
حوض کو سنگ مرمر سے اسطرح بنایا ہی کہ ایک کھلا ہوا پھول معلوم ہوتا ہی اور پھر
اوسمین رنگ برنگ کے پتھرون سے ایسی پچیکاری کی ہی اور گل بوٹے بیل پتی
بنائے ہین کہ جسکا کچھ بیان نہین ہوسکتا اگرچہ یہ حوض ساڑھے سات گز مربع ہی
لیکن گہراؤ اسکا بہت کم ہی بعینہ ہاتھ کی ہتیلی کیطرح بنایا ہی اسمین خوبی یہ ہی کہ جسوقت
پانی بھرتا ہی اور لہراتا ہی تمام بیل بوٹے اس حوض کے ہلتے ہوئے دکھائی دیتے ہین
اس حوض مین ایک کاسہ سنگ مرمر کا کمر کی بنا ہوا بہت خوبصورت ایک پھول
معلوم ہوتا ہی لیکن اسپر بھی اوسکی ہر ایک مروڑ اور مرغول پر رنگین پتھرون
سے گل بوٹے اور بیل پتی بنائے ہین کہ پھول مین پتی بیل اور بیل مین سے



نقشہ رنگ محل کا باہر سے

پھول نکلتے ہوئے معلوم ہوتے ہین اوس پیالے مین ایک سوراخ ہی اور ایک نہر پوشیدہ تلے تلے آئی ہی اور اوس پیالے مین سے اوبلی ہی پیالے کے لبون پر سے پانی کا گرنا اور حجاب آب سے گل بوٹون کا لہراتا ہوا دکھائی دینا ایک عالم طلسمات معلوم ہوتا ہی نہر بہشت جو موتی محل اور دیوان خاص مین سے ہوتی آئی ہی اس محل کے بیچون بیچ مین سے گذری ہی اور جانب جنوب بہتی ہوئی چلی گئی ہی اور ایک اور نہر اس محل مین اس حوض سے جانب شرق و غرب بہتی ہی اور جانب شرق اوس حوض مین جو صحن کیطرف روکار کے سامنے رکھا ہوا ہی چادر ہو کر گرتی ہی ہر ایک نہر مین نبت کاری اور پرچین سازی اور پچیکاری کا وہی حال ہی یہ محل اجارہ تک اور اوسکے ستون کہ پایہ نما ہین اور محرابین سب کی سب سنگ مرمر کی ہین اور اوسمین پچیکاری کی ہوئی ہی علاوہ اسکے ہر ایک در و دیوار پر سونا لیا ہوا ہی اور سونے کے کام سے گل بوٹے بنے ہوئے ہین کہتے ہین کہ اس محل کی چھت نری چاندی کی بنی ہوئی تھی فرخ سیر کے وقت مین کسی ضرورت کے سبب وہ چھت اوکھاڑی گئی اور اوسکے بدلے تانبے کی چھت چڑھادی محمد اکبر شاہ ثانی کیوقت مین اس تانبے کی چھت کو بھی اوکھاڑ لیا اور اوسکے بدلے کاٹ کی چھت لگائی ہی کہ وہ بھی اب بوسیدہ ہو گئی ہی۔

چھوٹی بیٹھک

یہ عمارت جانب جنوب امتیاز محل کے واقع ہی اور حقیقت مین قرینہ ہی خوابگاہ کا

جو بڑی بیٹھک کر کے مشہور ہی اگرچہ یہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف اور نہایت خوشنما ہی لیکن میرزا جہانگیر بہادر مرحوم نے اسمین تصرفات جدید کیے تھے کہ قطع قدیم شاہجہانی نہین رہی

اسد برج

یہ جنوبی برج قلعہ کا ہی اور قرینہ ہی برج شمالی کا جو شاہ برج کر کے مشہور ہی یہ برج ہر ناتھ چیلے کے ہنگامے مین بسبب صدمہ گولون کے بالکل ٹوٹ گیا تھا محمد اکبر شاہ ثانی کے عہد دوبارہ بنا ہی اور جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا ہی۔

خوابگاہ یا بڑی بیٹھک

یہ خوابگاہ امتیاز محل کے جانب شمال کو واقع ہی اور یہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف سر سے پانوٗن تک سنگ مرمر کی ہی اور اسمین طرح طرح سے منبت کاری کا کام اور سونے کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہین اسکے بیچ مین شہ نشین کیطرح ایک مکان ہی اور اوسکے جنوب اور شمال کو دو بڑے بڑے دالاوٗ کے سنگ مرمر اور پرچین سازی سے بنے ہین کہ اوس شہ نشین کا طول پندرہ گز اور عرض چھ گز کا ہی اور اوسکی محرابون پر ایک کتبہ کہ سعد اللہ خان نے انشا کیا ہی لکھا ہوا ہی اور گردا جارہ کے پاس سونے کے پانی سے اشعار لکھے ہوئے ہین کہ ہم اون سب کو اس مقام پر نقل کرتے ہین۔

کتبہ محراب جنوبی

سبحان اللہ این چہ منزلہا ست رنگین و نشیمن ہا ست دلنشین قطعہ بہشت برین چون گویم کہ قدسیان ہمت بلند بتماشایش آرزومند اگر ساکنان اطراف و اکناف

بسان بیت العتیق بطوافش آیند رواست و اگر نظارگیان انفس و آفاق مثل حجر اسود
بتقبیل آستان رفیع الشانش شتابند سزا آغاز قلعهٔ والا که از کاخ گردون برترست
و رشک سد اسکندر و این عمارت دلکشا و باغ حیات بخش که در منازل چون روح
در بدن ست و شمع در انجمن و نهر اظهر که آب صافیش بی نیاز آئینهٔ جهان نماست و دانا
را از عالم غیب پرده کشا و آبشارها که هر یک کوی سپیدهٔ صبحدم ست با لوح اسرار
از لوح و قلم و فوارها که هر کدامش پنجهٔ نورست۔

کتبهٔ محراب شمالی

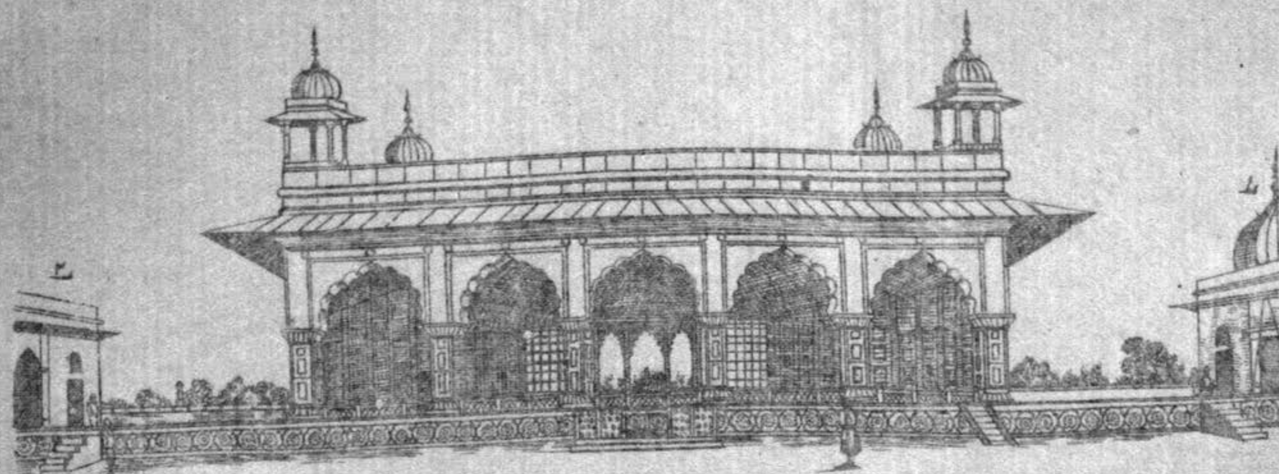
بصافحهٔ آسمانیان مائل بالا آئی متلالی ست بانعام زمینیان نازل و حوض که
همه از آب زندگانی پر بصفا رشک نور و چشمهٔ خور دوازدهم ذی الحجه سال
جلوس دوازدهم اقدس مطابق هزار و چهل و هشت هجری بعالمیان نوید کامرانی داد
و انجامش که بصرف پنجاه لک روپیه صورت پذیرفت بست و چهارم ربیع الاول
سال بست و یکم جلوس همایون موافق سنه هزار و پنجاه و هشت بفر قدوم میمنت لزوم
گیتی خدیو گیهان خداوند بانی این مبانی آسمانی شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی
شاهجهان بادشاه غازی در فیض بر روی جهانیان بگشاد

ابیات جو دیوار پر سونے کے پانی سے لکھے ہوئے ہین

شهنشاه آفاق شاه جهان — باقبال ثانی صاحبقران
در ایوان شاهی بصد احتشام — چو خورشید بر چرخ بادا مدام

اساس ست تا نا گریزا این بنا　　بود قصر اقبال او عرش سا
رہی دلنشین قصر ہر آراستہ　　بہشتی بصد خوبی آراستہ
شرافت یکی آیہ در شان او　　سعادت در آغوش ایوان او
چو + + درین سرای سرور　　کنند + + + از جبہہ دور
بپا بیش سر صدق ہر کس کہ سود　　چو دریای چون آبرویش فزود
زمانہ چو دیوار او برفراشت　　بپیش رخ مہر آئینہ داشت
زبس روی دیوارش آراست ست　　ز نقاش چین رونما خواست ست
چنان بر سرش دست ایام کرد　　کہ گردون بلندی از و وام کرد
ز فوارہ و حوض دریا نشان　　بآب زمین شستہ رو آسمان
چو جاے شہنشاہ عادل بود　　ازان بادشاہ منازل بود

اس شہ نشین کے آگے ایک پچدرہ دالان ہی سنگ مرمر کا پر چین کار نہایت نفیس ولطیف بیس گز کا لنبا اور چھ گز کا چوڑا اور ادھر اور ادھر اوس دالان کے بھی محرابین ہین اور حجرے ہین کہ غربی حجرے مین سے دیوان خاص کو رستہ جاتا ہی اور اوسکو خاصی ڈیوڑھی کہتے ہین اس دالان کے بیچ مین ایک حوض ہی مستطیل بہت تحفہ سنگ مرمر کا بغیر فوارے کے یعنی اوسمین فوارہ نہین ہی مگر اوسکی تہ پر طرح طرح کے رنگین اور بیش قیمت پتھرون سے ہزارون طرح کے گل بوٹے اور بیل پتی بنائے ہین اور ہر ہر پھول کی پنکھڑی مین ایک ایک چھید رکھا ہی کہ اوس مین سے



تسبیح خانہ

دیوان خاص

عقب حمام

پانی ادبلتا تھا اس دالان کے آگے صحن ہو وسیع دلکش سنگ مرمر کا فرش اوسمین کیا ہوا ہی اور نہر بہشت بہتی ہی اور رنگ محل مین چلی جاتی ہی۔

برج طلا یا مثمن برج

اسی عمارت کے متصل جانب شرق یہ برج ہی مثمن سر سے پانوٗن تک سنگ مرمر کا اور بدستور اور مکانات عالی کے اوسمین بھی سونے کا کام اور پرچین سازی اور منبت کاری کی ہوئی ہی اور اسکا برج اور کلس سنہری ہی اور اسی سبب سے اوسکو سنہری برج بھی کہتے ہین اور بسبب مثمن ہونے کے مثمن برج بھی کہلاتا ہی تین ضلع اسکے عمارت خوابگاہ کی طرف ہین اور پانچ جانب دریا مشرف ہین اون پانچون ضلعون مین سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہین اور اوسمین ایک اور مثمن بطور برآمدے کے جانب دریا بنا ہوا ہی۔

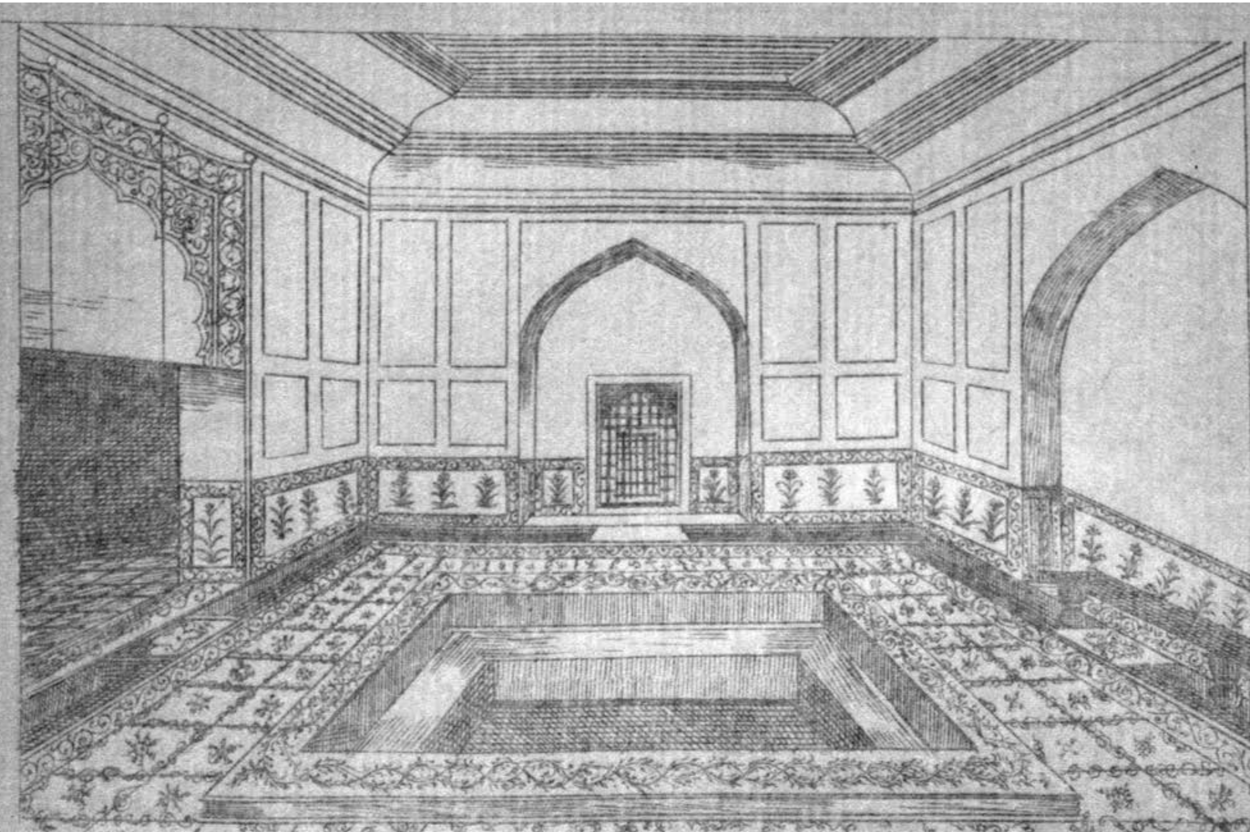
شاہ محل یا دیوان خاص

خوابگاہ کی جانب شمال کو ایک بہت بڑا چوک ہی اوس چوک کے ضلع شرقی مین ڈیڑھ گز کا اونچا چبوترہ بنایا ہی اسی گز کا لنبا اور چھبیس گز کا چوڑا اوسکے بیچون بیچ مین دیوان خاص کی عمارت ہی چونتیس گز کی لنبی اور چھبیس گز کی چوڑی سر سے پانوٗن تک سنگ مرمر کی اور سرتاسر اسکے بیچ مین چار گز کے عرض سے نہر بہشت بہتی ہی اس عمارت کے بیچون بیچ مین چوکور ستون بناکر اٹھارہ گز کے طول اور دس گز کے عرض سے مکان بنایا ہی اور اوسکے بیچون بیچ مین ایک

چبوترہ ہی اوس چبوترے پر تخت طاؤس رکھا جاتا ہی جسپر بادشاہ اجلاس فرماتے ہین
اور اس مکان کے گرد پایہ نما ستون لگاکر مکان بنایا ہی در و دیوار و ستون و مرغول
اور محراب اور فرش اس عمارت کا سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین اجارہ تک عقیق و
مرجان اور اور احجار بیش قیمت سے پچی کاری کی ہی اور بیل بوٹے پھول پتے
قسم قسم کے بنائے ہین اور اجارہ سے اوپر چھت تک سونے کا کام کیا ہوا ہی اور سونے کے
پانی سے گویا لیپ دیا ہی اندر کے رخ محرابون کے اوپر یہ شعر لکھا ہی شعر

اگر فردوس بر روے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

یہ عمارت جانب شرق سے مشرف بدریا ہی اور اوس طرف کے درون مین جالیان
لگاکر آئینہ بندی کی ہی اور جانب غرب اسکا صحن ہی ستر گز سے ساٹھ گز کا اور
اوس صحن کے گرد مکانات اور ایوان سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہین جانب
غرب اس صحن کے دروازہ ہی کہ دیوان عام سے اوسمین رستہ آتا ہی اور اس
دروازے کے آگے لال پردہ تنا رہتا ہی اور سب امرا بروقت دربار کے اس
لال پردے کے پاس سے آداب تسلیمات بجا لاتے ہین اور جانب شمال رستہ ہی
حیات بخش کا اور جانب جنوب ڈیوڑھی محلات شاہی کی اور اس عمارت کے
بیچ کے در کے سامنے صحن کی طرف ایک کٹہرا ہی سنگ مرمر کا اوسکو چوکھنڈی
دیوان خاص کہا کرتے ہین اسکی چھت بھی نری چاندی کی تھی مرہٹھہ اور
جاٹ گردی مین اوکھڑ گئی۔



نقشہ سرد خانہ حمام

تسبیح خانہ

دیوان خاص کے جانب جنوب ایک دالان ہی اور وہ تسبیح خانہ کرکے مشہور ہی اس دالان کی دیوار پر بیچون بیچ مین سنگ مرمر مین ترازو کی صورت کھدی ہی اور میزان عدل اوسپر لکھدیا ہی اسی تسبیح خانے مین سے خوابگاہ کا رستہ ہی کہ وہ خاصی ڈیوڑھی کہلاتی ہی۔

عقب حمام

دیوان خاص کے جانب شمال اسیطرح کا دالان ہی کہ وہ عقب حمام کہلاتا ہی یہ دالان گویا جنوبی دالان کا جواب ہی اور اوسیطرح کا بنا ہوا ہی۔

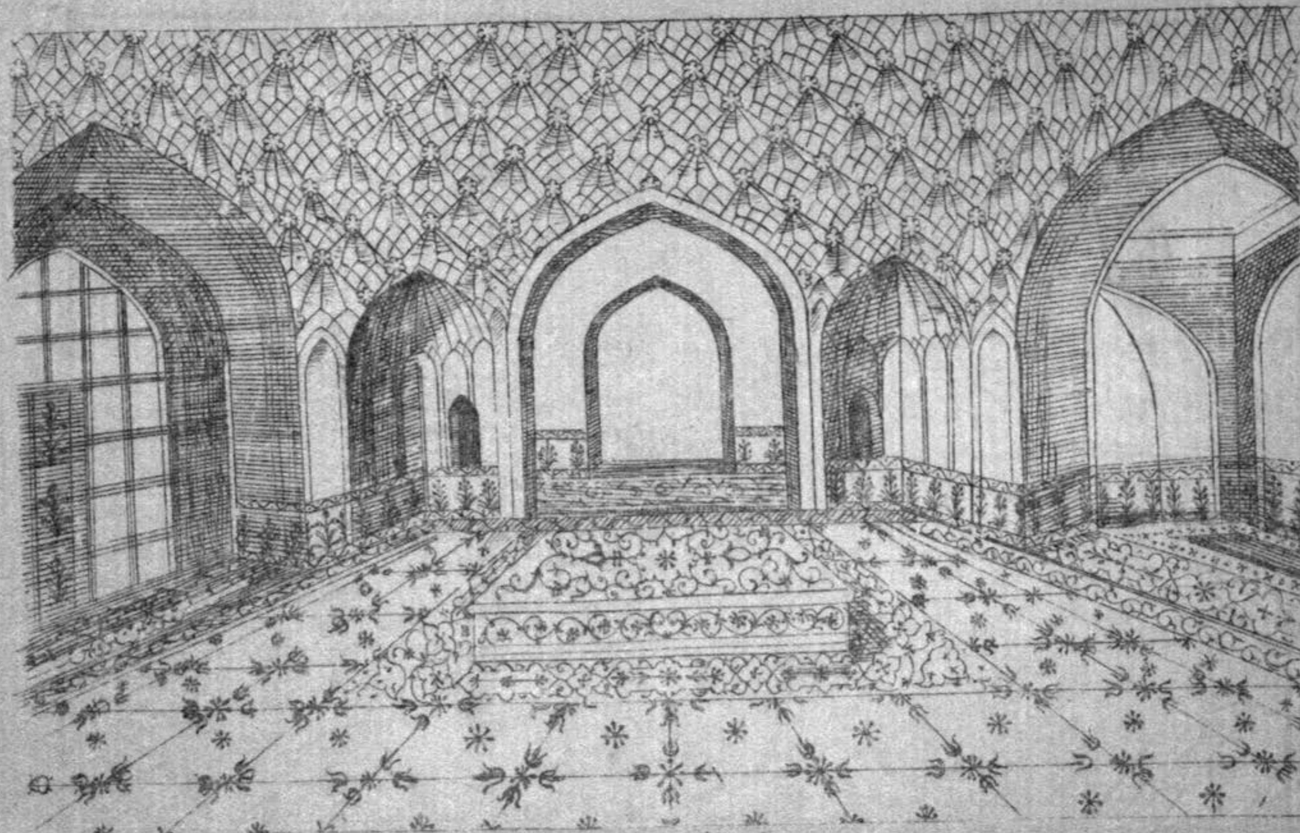
حمام

یہ حمام بےمثل و بےعدیل ہی یقین ہی کہ ملکون ملکون مین ایسا حمام نہو پہلا درجہ اس حمام کا کمرہ نمانا یا ہی اجارہ تک سنگ مرمر کا اور اوسپر منبت کاری کی ہی اور شرق کیطرف جالیان لگاکر آئینہ بندی کی ہی کہ اوسمین سے دریا اور جنگل اور سبزہ بہت کیفیت سے دکھائی دیتا ہی دوسرے درجے مین جانب شمال ایک شہ نشین ہی سر سے پاؤن تک سنگ مرمر کی اور اوسپر بہت تحفہ منبت کاری اور پچی کاری کی ہی اوسکے آگے ایک درجہ ہی مربع نرا سنگ مرمر کا اوسکے فرش سے لے چھت تک عجیب عجیب رنگ کے پتھرون سے پچیکاری کی ہی اور طرح بطرح کے بیل بوٹے پھول پتی بنائی ہین یہ پچی کاری ایسی خوش قطعہ

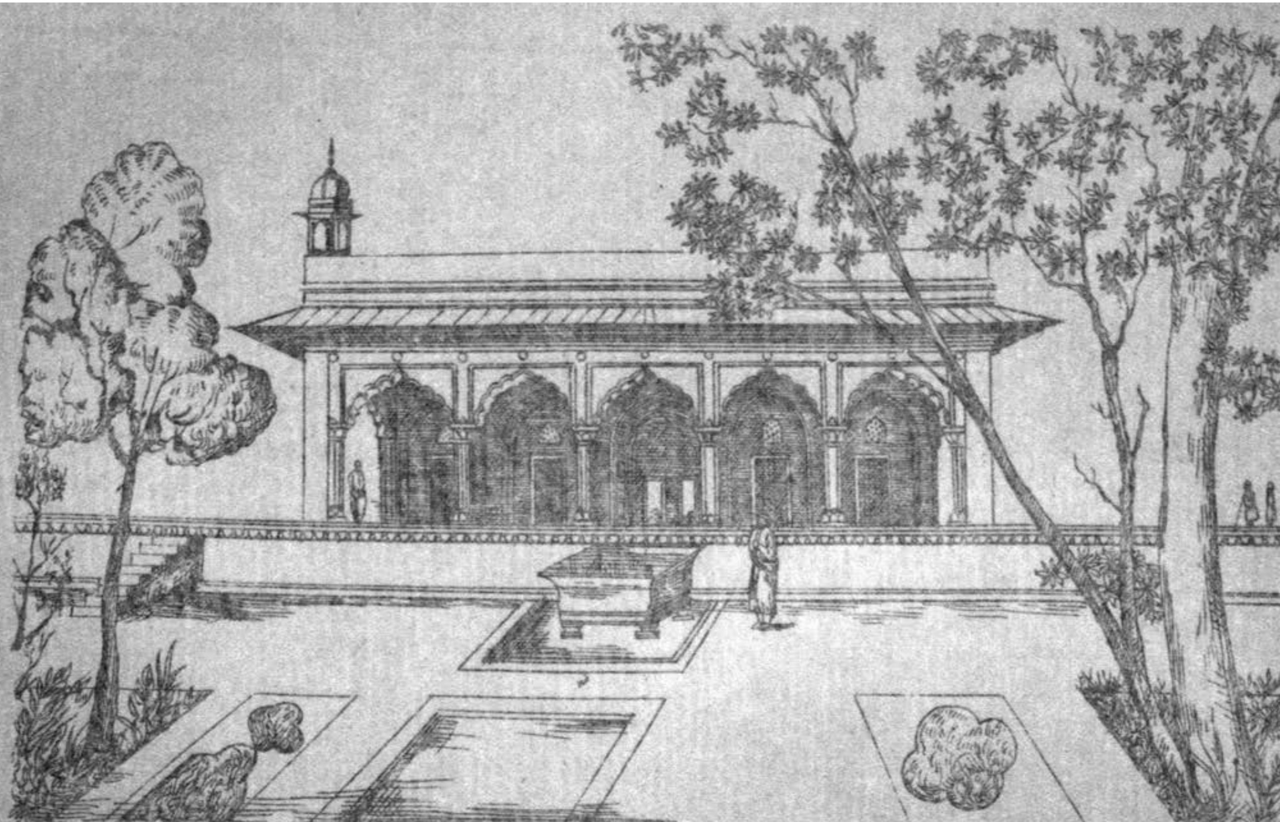
ہی کہ بے تامل ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بہت تحفہ ایرانی قالین بچھا ہوا ہی اس طرح کی
پچی کاری ہونے سے بھی یقین ہوتا ہی کہ اس قلعہ کی تعمیر مین کوئی نہ کوئی اوستاد
اٹالین شریک تھا کیونکہ پچیکاری کا ایجاد اوسی ملک سے ہی اوس درجے کے
بیچون بیچ مین ایک حوض ہی مربع پر چین کار اوسکے چارون کونون پر چار فوارے
لگے ہوئے تھے اوسکے گرد ایک نہر ہی گز بھر کے عرض کی اور بہت کم گہری نہایت
نفیس مشہور ہی کہ جب چاہتے تھے اس نہر اور حوض مین گرم پانی ہوتا تھا اور جب
چاہے ٹھنڈا تیسرا درجہ اس حمام کا اجارہ تک سنگ مرمر کا ہی جانب غرب
حوض گرم پانی کے بنے ہوئے ہین اوسکے بیچون بیچ مین سنگ مرمر کا چبوترہ ہی کہ اوسپر
بیٹھکر نہاتے تھے جانب شمال ایک شہ نشین بنی ہوئی ہی اور اوسمین مستطیل حوض
ہی جب چاہین اوسمین گرم پانی بھرین اور جب چاہین سرد پانی بھرین اس درجے
مین بہت تحفہ پچکاری اور منبت کاری کی ہوئی ہی شاید کہ یہ حمام شاہجہان اور
عالمگیر کے بعد پھر گرم نہوا ہو مشہور ہی کہ سوا سو من لکڑی سے گرم ہوتا ہی۔

موتی محل

یہ ایک محل ہی سنگ سرخ کا اور اوسکو سنگ پٹھانی سے سفید کر کے زنگامیزی اور
طلاکاری کے گل بوٹے بنائے تھے اسمین ایک درجہ ہی پندرہ گز کا لنبا اور آٹھ گز کا چوڑا
مشتمل دو شہ نشینون پر اور اوسکے بیچ مین ایک حوض ہی چار گز کا لنبا اور تین گز
کا چوڑا اور ہر ایک شاہ نشین کے پیچھے ایک ایک درجہ ہی آٹھ گز کا لنبا اور پانچ گز کا چوڑا



نقشه گرمخانه حمام



نقشہ موتی محل

اور ایوان رفیع پانچ پانچ در کے کہ جانب شرق سے مشرف بدریا ہی اور جانب غرب سے مشرف بر باغ حیات بخش اور ہر ایک ایوان کا طول تیس گز کا اور عرض سات گز کا ہی اندر کی عمارت مین اجارہ تک سنگ مرمر لگا ہوا ہی اور باقی سنگ سرخ کا ہی اور اوسکو سنگ پٹھانی سے سفید کیا ہی اور اسمین حوض اور نہر ہی اوسمین سے ایک چادر دو گز کے عرض سے جانب باغ حیات بخش ایک حوض مین پڑتی ہی کہ وہ حوض بھی عجائب روزگار سے ہی کہ اتنا بڑا پتھر اور ایسا بڑا بے جوڑ حوض اور کہین نہوگا حقیقت اسکی یہ ہی کہ یہ پتھر اتنا بڑا بجرم مکرانہ کی کان مین سے نکلا جو کہ صفائی اور شفافی مین بے نظیر تھا اسواسطے بموجب حکم بادشاہ کے اوسکا حوض بنایا گیا کہ چار گز کا مربع اور ڈیڑھ گز کا عمیق پایہ دار بنا کہ تمام حوض مع پایون کے ایک پتھر کا ہی بعد تیار ہونے اوس حوض کے مکرانہ سے کہ دار الخلافت سے دو سو کوس دور ہی باحتیاط لائے اور اس مقام پر لا کر رکھدیا اس موتی محل کے جانب جنوب اور جانب شمال بھی مکانات تھے اور اب بھی موجود ہین مگر اون مین کچھ نقصان بھی آگیا ہی۔

نہر بہشت

اس محل مین ہو کر جو نہر سنگ مرمر کی دیوان خاص اور بڑی بیٹھک اور رنگ محل مین جاتی ہی وہ نہر بہشت کہلاتی ہی اور پھر وہان سے منشعب ہو کر ہر ایک محل اور مکان مین بہتی ہی۔

باغ حیات بخش

صد ہزاران گل شگفتہ درو　　سبزہ بیدار و آب خفتہ درو

کسی زمانے مین یہ باغ بہت خوب اور نہایت تیار تھا مگر اب بالکل ویران اور خراب ہی حضور والا کو اسکی آراستگی پر توجہ نہین چند مکان اس باغ مین بہت خوب ہین جنکا حال بیان کیا جاتا ہی ایک درخت پپا کھل کا اس باغ مین نایاب ہی اور اوسکا مربہ تلی کے مرض کو مفید ہی

حوض اور نہر

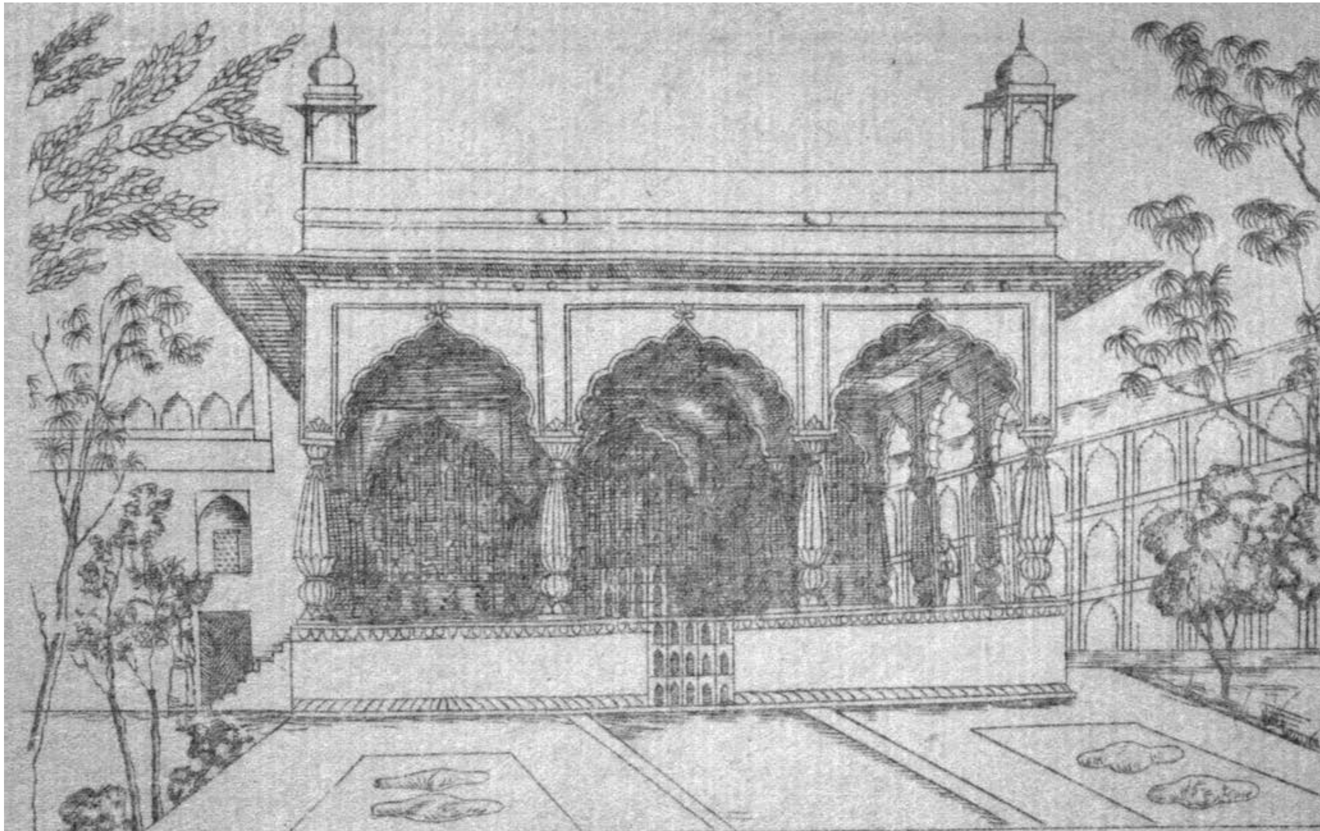
اس باغ کے بیچون بیچ مین ایک حوض ہی ساٹھ گز سے ساٹھ گز اور اوسکے بیچ مین کسی زمانے مین اونچاس فوارے چاندی کے لگے ہوئے تھے اور دن رات چھوٹتے تھے اور اوسکے کنارون پر چارون طرف ایک سو بارہ فوارے چاندی کے تھے کہ وہ بھی نہر کے سبب دن رات چھوٹا کرتے تھے اس حوض کے چارون طرف سنگ سرخ کی نہر چھ گز کے عرض سے بہتی تھی اور ہر ہر نہر مین تیس تیس فوارے چاندی کے ہر وقت چھوٹتے رہتے تھے اب اون فوارون کا نام بھی نہ رہا البتہ جس جگہ فوارے تھے وہان ایک چھید باقی رہگیا ہی شعر

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا　　اب جس جگہ کہ داغ ہی یان پہلے درد تھا

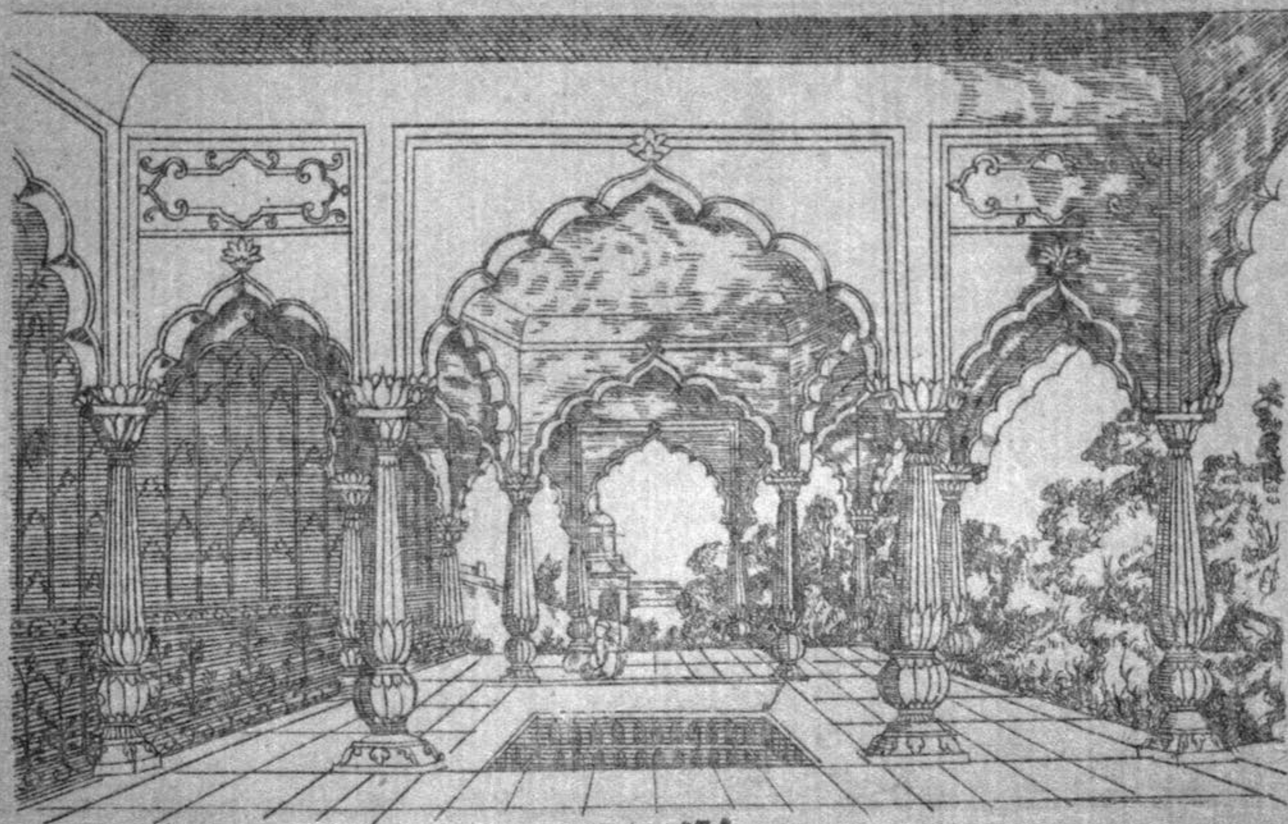
اسی حوض مین بہادر شاہ بادشاہ حال نے ظفر محل بنایا ہی۔

بھادون

اس باغ مین جانب جنوب ایک مکان ہی سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف اسکو بھادون کہتے ہین چہرہ اوسکا یہ ہی کہ ایک چبوترہ کرسی دیکر بنایا ہی اور اوسپر سولہ



نقشہ بھادون



نقشہ ساون

ستون لگاکر ایک ایوان دلکشا تعمیر پایا ہی مشتمل اوپر دو ایوان کے جانب شرق و غرب
ور دو بنگلے ہین آگے اور پیچھے کہ ان ستون کے سبب بیچون بیچ مین ایک چوکھنڈی
بن گئی ہی اور اوسمین ایک حوض سنگ مرمر کا ہی چار گز پندرہ طسو کا مربع اور ڈیڑھ
گز کا گہرا اوس مکان مین نہر بہشت سے نہر آتی ہی اور حوض مین چادر ہوکر پڑتی ہی
ور پھر اوسمین سے نکلکر آگے ایک اور چادر چھوٹتی ہی اور نہر مین پڑتی ہی یہ عمارت
بھی بہت نادر ہی اور اوسمین پانی کا بھرنا اور چادرہ چھوٹنا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا
بھادون کا مینہ برستا ہی اور اسی سبب سے اس مکان کا بھادون نام رکھا
ہی اب اس مکان مین پانی آنے کا اور چادرین چھوٹنے کا رستہ بالکل بند ہوگیا ہی
اس مکان کے حوض اور چادرون مین محرابی چھوٹے چھوٹے طاق بنادیے ہین
کہ دن کو اونمین گلدانہاے رنگین رکھے جاتے تھے اور رات کو شمع کافوری روشن
ہوا کرتی تھین اور اوسکے اوپر سے پانی کی چادر پڑتی تھی اور اندر سے ادن پھولون
کی خوشنمائی اور چراغون کی روشنی عجب عالم دکھاتی تھی اسکی چھت کے چارون
کونون پر بھی چار برجیان چوکھنڈیکی سنہری بنی ہوئی ہین۔

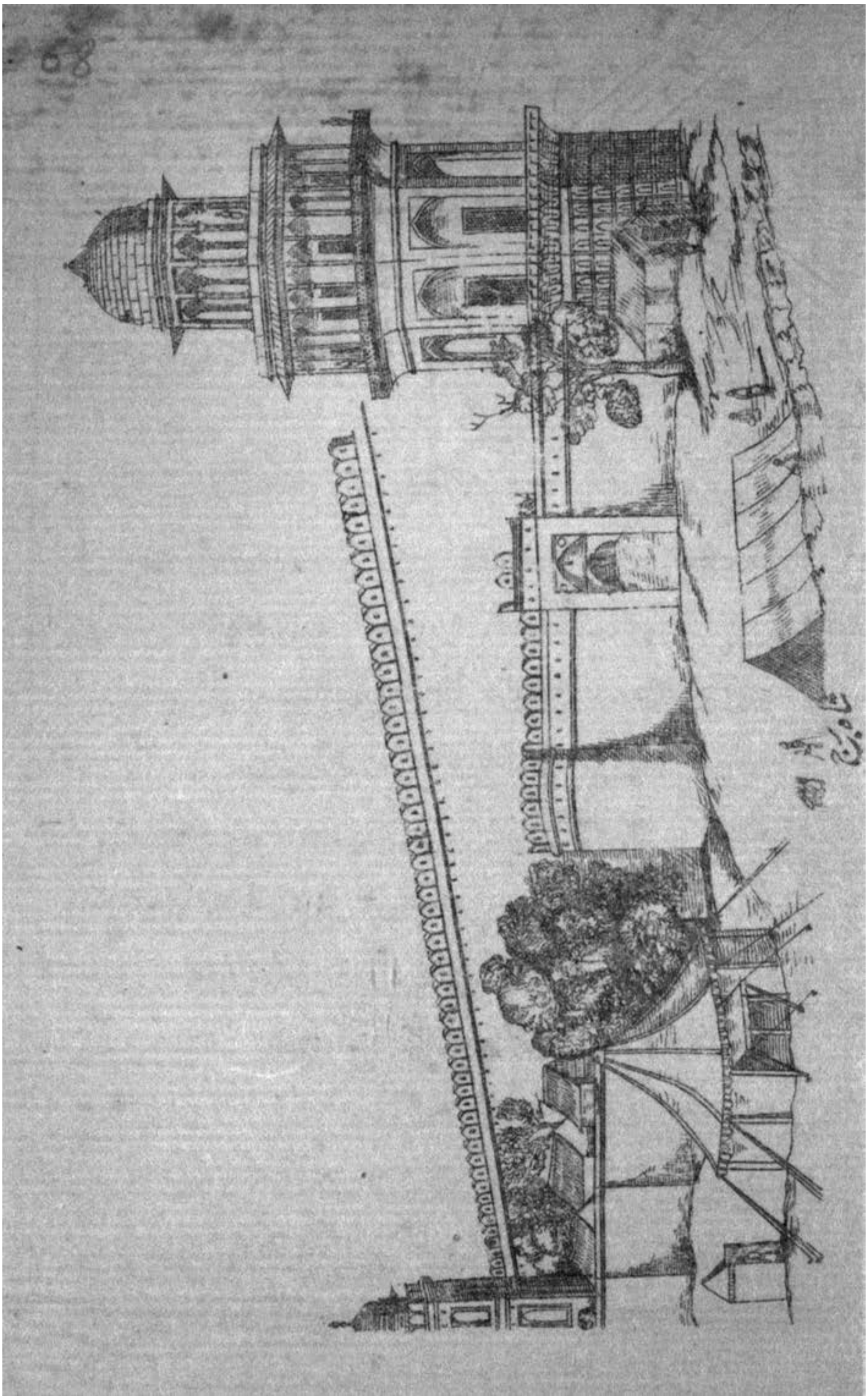
ساون

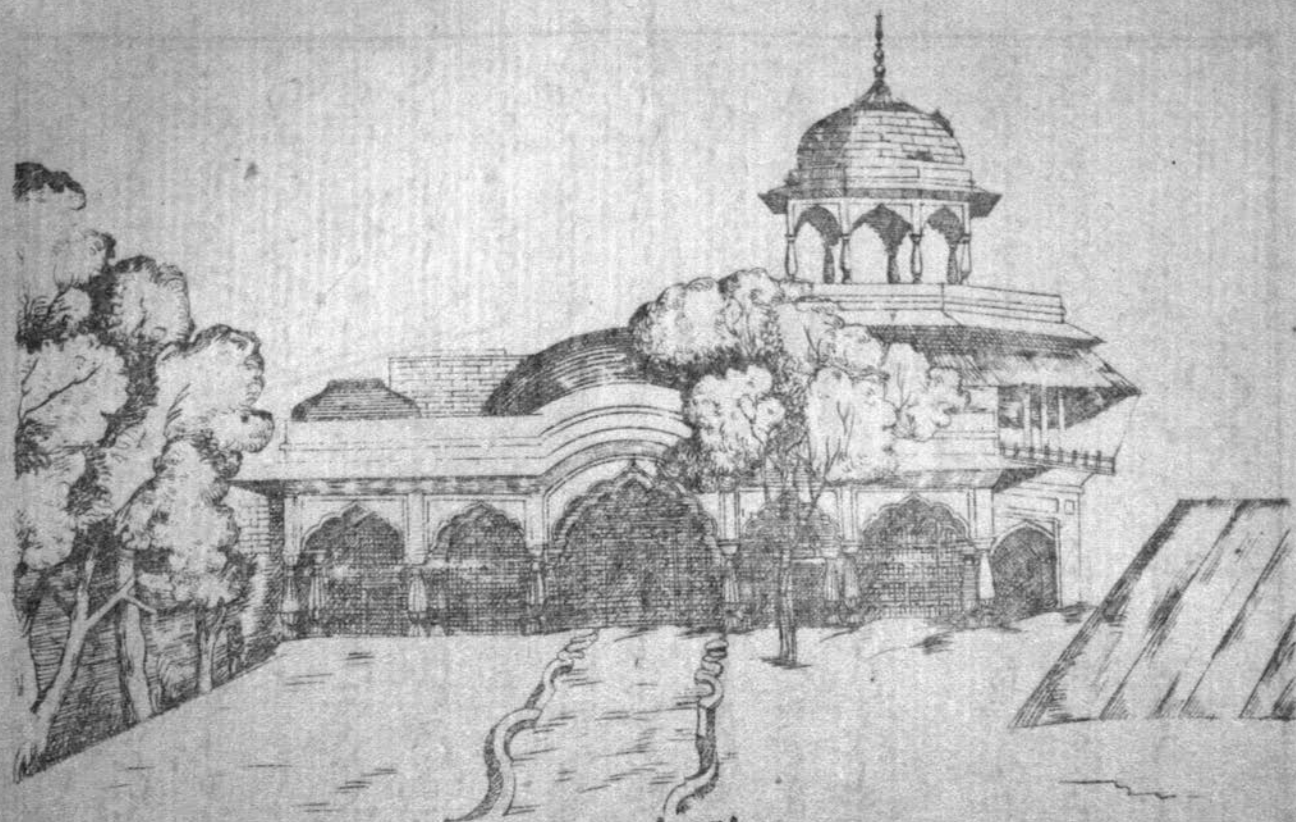
اسی باغ مین جانب شمال یہ عمارت ہی نری سنگ مرمر کی نہایت نفیس اور بہت
تحفہ کہ اوسکی لطافت اور نفاست حد بیان سے باہر ہی اور چہرہ اسکا بعینہ مثل
چہرہ بھادون کے ہی بال برابر بھی فرق نہین گویا ایک مکان کو چھاپا اور ایک کو

نکالو ایک ذرہ فرق نہین اور اسیطرح اسمین بھی چادر بنی ہوئی ہی اور حوض بھی بنا ہی
اور اسیطرح گلدان اور چراغان رکھنے کو محرابی طاق بنائے ہین اس سبب سے کہ
اس مکان مین پانی کی آمد اور چادر کا پڑنا اور زور شور سے پانی کا بہنا ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ جیسا ساون کا مینہ سو اسواسطے اس عمارت کا نام ساون کا رکھا ہی۔

شاہ برج

یہ برج بھی عجب عمارت ہی قطر اس برج کا سولہ گز کا ہی اور اوسکی عمارت تین طبقے
پر ہی پہلے طبقے کو زمین سے بارہ گز کرسی دیکر بنایا ہی اور اسکی چھت اندر سے گول
اور اوپر سے مسطح ہی یہ عمارت تمام سنگین ہی اجارہ تک تو سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہی
اور اوسمین احجار رنگین سے پچی کاری کی ہوئی ہی اور اجارہ سے چھت تک
سنگ پٹھانی سے سفید کرکے سنہری گل بوٹے بیل پتی بنائے ہین یہ درجہ مثمن ہی
اور اسکا قطر آٹھ گز کا ہی اور اوسمین چار طاق اور دو نشیمن نیم مثمن مشرف بدریا بنائے
ہین اور اوسکی روکار سنگ مرمر کی ہی طول اور عرض طاق شمالی اور شرقی کا چار گز
کا ہی اور غربی اور جنوبی طاقون کا طول چار گز کا اور عرض تین گز کا ہی اور مثمن درجہ
کے بیچ مین ایک حوض ہی تین گز کے قطر کا نہایت دلربا اور بغایت خوشنما کہ اوسکی
صنعت کاری دیکھ کر عقل حیران رہجاتی ہی اور صنعت الٰہی یاد آتی ہی اور غربی طاق
مین ایک آبشار ہی اور چھوٹے چھوٹے طاق محرابدار بنائے ہین کہ اون مین
دن کو پھول اور رات کو چراغ رکھا کرتے تھے اوس آبشار کے آگے ایک حوض ہی





نقشۂ شاہ برج

سنگ مرمر کا ساڑھے تین گز کے طول اور ڈھائی گز کے عرض سے اور اس حوض سے شرقی طاق کے کنارے تک ایک نہر ہی ڈیڑھ گز کے عرض سے نری سنگ مرمر کی بہت تحفہ اور پرچین ساز اور منبت کار اور یہ دونون حوض بھی نہایت پرچین ساز اور منبت کار ہین اور عقیق اور مرجان اور اور پتھر بیش قیمت جڑے ہوئے ہین اس نہر مین سے ایک نہر نکلکر غربی طاق کے حوض مین پڑتی ہی اور اوس سے برج کی نہر مین آن کر اور شمن حوض مین سے ہو کر شرقی طاق کیطرف بہتی ہی کہ اوسکے نیچے دریا کیطرف ایک آبشار بنی ہوئی ہی سارے قلعہ مین اسی مقام سے نہر گئی ہی اور ہر جگہ پانی جانیکے قلبہ اسی برج مین بنے ہوئے ہین اور ہر ہر قلبہ پر نام لکھا ہوا ہی کہ یہ فلانے حوض کا قلبہ ہی اور یہ فلانی نہر کا اور دوسرے درجے کی عمارت بھی مثمن ہی نہایت صفائی کے ساتھ آٹھ گز کے قطر سے اور اوسکے آٹھون ضلعون پر سراسر ایوان ہی چوبیس ستون کا اور تیسرے درجے کی عمارت ایک نشیمن ہی گنبدی آٹھ ستون پر اور اوسکا برج سنگ مرمر اور کلس سنہری ہی غرضکہ یہ عمارت بھی بہت نفیس ہی۔

مہتاب باغ

یہ باغ کسی زمانے مین بہت اچھا ہوگا مگر اب تو بجز اسکے کہ ایک بہت چوڑی نہر اوسمین جاری ہی اور اسکے غرب کی جانب سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے قطب صاحب کے جھرنے کی نقل بنائی ہی اور کچھ نہین۔

شہر شاہجہان آباد

کسے را زندگانی شاد باشد ‏ ‏ ‏ ‏ که در شاه جهان آباد باشد

جبکہ یہ قلعہ بن چکا اور بادشاہ اسمین رہنے لگے یعنی ۱۰۵۸ سنہ ہجری مطابق ۱۶۴۸ سنہ عیسوی جب ہی سے یہ شہر بھی آباد ہونا شروع ہوا چنانچہ میر یحیی کاشی نے یہ تاریخ کہی

شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد

۲۴ سنہ جلوسی مطابق ۱۰۶۰ سنہ ہجری موافق ۱۶۵۰ سنہ مسیحی شاہجہان کے حکم بموجب مٹی اور پتھر سے چار مہینے کے عرصے مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر شہر کی فصیل تیار ہوئی مگر دوسرے برس برسات مین اکثر جگہ سے گر پڑی اسواسطے شاہجہان نے چونے اور پتھر سے از سر نو بننے کا حکم دیا اور سات برس کے عرصے مین یعنی ۱۰۶۹ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۸ سنہ ع مین چار لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ فصیل تیار ہو گئی طول اسکا چھ ہزار چھ سو چونسٹھ گز کا ہی اور چار گز کی چوڑی اور نو گز کی اونچی ہی اور اوسمین ستائیس برج دس گز کے قطر سے ہین ۱۸۰۳ سنہ عیسوی مطابق ۱۲۱۸ سنہ ہجری کے جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی تو یہ فصیل اکثر جگہ سے ٹوٹ رہی تھی سرکار کے حکم سے اسکی مرمت ہوئی اور خندق اور دیوار بہت آراستگی سے درست کی گئی اجمیری دروازے کے باہر غازی الدین خان فیروز جنگ پسر نظام الملک آصف جاہ کا مقبرہ تھا جو مدرسہ کر کر مشہور ہی اوسکو بھی شہر پناہ کے اندر لے لیا اور قریب ۱۸۱۱ سنہ عیسوی مطابق ۱۲۲۶ سنہ ہجری کے اوس مدرسے کے گرد بھی شہر پناہ سرکار کے حکم سے بنائی گئی اوس نئے شہر پناہ کے برج پر سنگ مرمر مین یہ کتبہ کھود رکھا ہی۔

مرات آفتاب نما

برج اکبر شاہ

اس شہر کے دروازے بہت خوشنمائی سے بنے ہوئے ہین اکثر دروازون کی ایک ہی سی
قطع ہی ۱۸۵۲عیسوی مطابق ۱۲۶۹ہجری مین سرکار انگریزی کے حکم سے ایک اور رنیا
دوہرا دروازہ بنا ہی ایک دروازے مین سے آتے ہین اور ایک مین سے جاتے ہین
اور کلکتہ دروازہ اسکا نام رکھا ہی اور اوسپر یہ کتبہ ہی

کلکتہ دروازہ ۱۸۵۲عیسوی

اب اس شہر کے چودہ دروازے اور چودہ کھڑکیان ہین اور انکے نام یہ ہین۔

نام دروازون کے

دلی دروازہ۔ راج گھاٹ دروازہ۔ خضری دروازہ۔ کلکتہ دروازہ۔ نکمبود دروازہ
کیلہ گھاٹ دروازہ۔ لال دروازہ۔ کشمیری دروازہ۔ بدررو دروازہ۔ کابلی دروازہ
پتھر گھٹی دروازہ۔ مسدود لاہوری دروازہ۔ اجمیری دروازہ۔ ترکمان دروازہ۔

کھڑکیون کے نام

زینت المساجد کی کھڑکی۔ نواب احمد بخش خان کی کھڑکی۔ نواب غازی الدین خان کی کھڑکی
نصیر گنج کی کھڑکی۔ نئی کھڑکی۔ شاہ گنج کی کھڑکی۔ اجمیری دروازے کی کھڑکی۔ مسدود
سید بھولے کی کھڑکی۔ مسدود بلند باغ کی کھڑکی۔ مسدود فراش خانے کی کھڑکی۔ امیر خان
کی کھڑکی۔ خلیل خان کی کھڑکی۔ بہادر علی خان کی کھڑکی۔ نکمبود کی کھڑکی۔

اردو بازار اور چاندنی چوک

قلعہ کے لاہوری دروازے کے آگے چالیس گز چوڑا اور ایک ہزار پانسو بیس گز لنبا بازار ہی

اگلے تاریخ کی کتابون مین اس بازار کو لاہوری بازار کرکر لکھا ہی اس بازار کو سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے بنایا ہی قلعہ کے لاہوری دروازے سے چار سو اسی گز پر ایک چوک ہی اسی گز کا مربع اس چوک مین کوتوالی چبوترہ ہی اس چوک سے چار سو گز آگے ایک اور چوک ہی ہشت پہل سو گز سے سو گز اس چوک کو چاندنی چوک کہتے ہین اسکے گرد بہت خوبصورت دوکانین بنی ہوئی ہین اور شمال کیطرف باغ ہی جسکو صاحب آباد یا بیگم کا باغ کہتے ہین اسکے آگے چار سو ساٹھ گز لنبا اور بازار ہی اور سراسر اسمین نہر بہتی ہی اسی بازار کے سرے پر فتحپوری مسجد ہی۔

فیض بازار

قلعہ کے دلی دروازے کے سامنے ایک بازار ہی ایک ہزار پچاس گز کا لنبا اور تیس گز کا چوڑا اور اسکے دونون طرف پختہ دوکانین بنی ہوئی تھین او بیچ مین بہت خوبصورتی سے نہر بہتی تھی اس بازار کو اکبر آبادی محل شاہجہان کی بیوی نے سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی مین بنایا تھا اور اکبر آبادی مسجد بھی اسی بازار مین ہی اس بازار کا نام تاریخ کی کتابون مین اکبر آبادی بازار ہی یہ دونون بازار شاہجہانی شہر کے ساتھ کے بنے ہوئے ہین اور باقی اور بازار رفتہ رفتہ بنتے گئے ہین۔

آراستگی بازار اور شہر

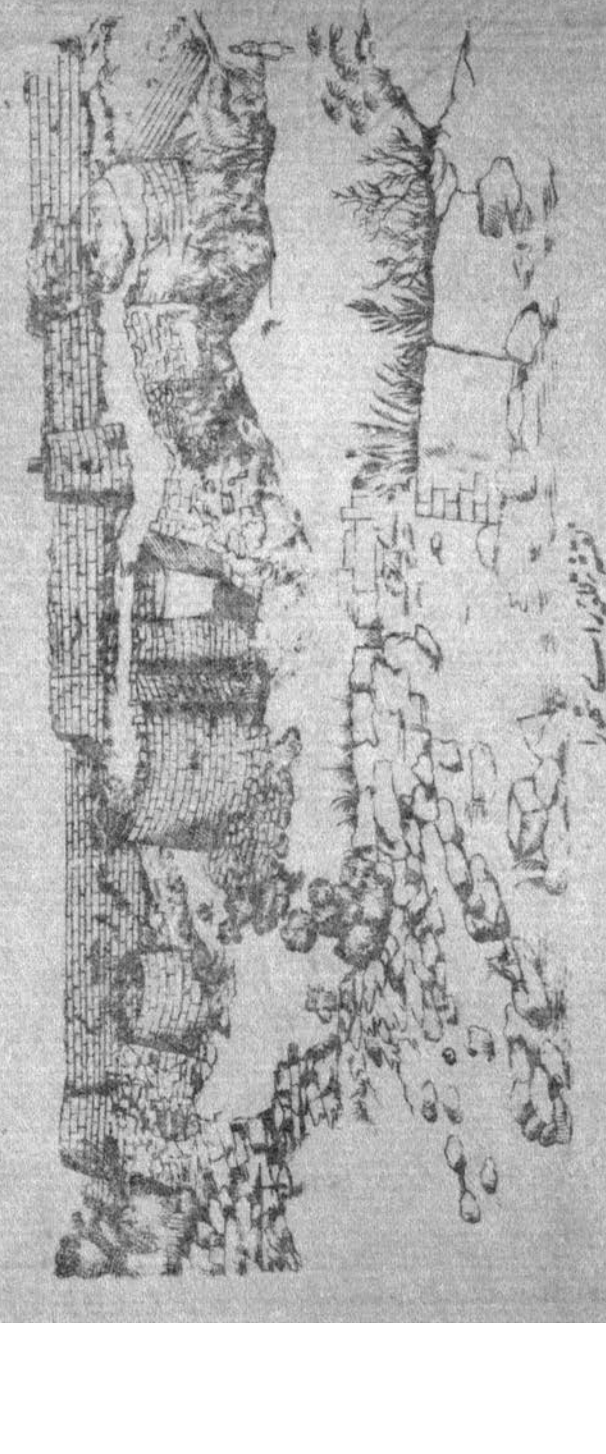
شاہجہان کے وقت مین ان سب بازارون مین بڑی بڑی بدررومین بنی ہوئی تھین جنکے سبب بازار صاف رہتے تھے اور کیچڑ نہونے پاتی تھی اب کہ عمارت کو بالکل انقلاب ہوگیا وہ بدررومین کچھ تو بند ہوگئین اور کچھ ٹل گئین اس سبب سے بازار خراب رہتے تھے سنہ ۱۸۵۲ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۶۹ ہجری مستر ارتھر استن ابرٹس صاحب کلکٹر اور صاحب مجسٹریٹ شاہجہان آباد نے بازارون کی صفائی اور شہر کی آراستگی پر ہمت صرف کی اکثر جگہ نئی بدررومین بنوائین اور بعضی جگہ پرانے بدررون کو صاف کیا اور بڑے بازارون مین دونون طرف دوکانون کے نیچے پختہ بدررومین بناکر شہر کے باہر پانی نکلوادیا دوکانون کے آگے سنگ سرخ کے خوبصورت چبوترے بنگئے اور بڑے بازارون مین رات کو دو طرفہ لالٹینون کی روشنی ہونے لگی اس سبب سے اس شہر کو اور ہی زیب و زینت اور رونق ہوگئی

فیض نہر

مراۃ آفتاب نما

اول بانی نہر کا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہے اوسنے سنہ ۶۹۱ ہجری مطابق سنہ ۱۲۹۱ عیسوی کے اس نہر کو سواد پرگنہ خضر آباد مین دریا سے کاٹا اور تیس کوس تک پرگنہ سفیدون مین جہان اوسکی شکارگاہ تھی لاکر چھوڑدیا پھر کسی بادشاہ کو اوسکا خیال نرہا کہ وہ نہر بند ہوگئی تھی سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۱ عیسوی کے جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی نے اس نہر کو پھر صاف کرایا اور اپنی جاگیر مین لایا اور نہر شہاب اسکا نام رکھا ایک مدت بعد

یہ نہر پھر بند ہو گئی تھی سنہ ۱۰۴۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۳۸ عیسوی کے شہاب الدین محمد
شاہجہان نے اس نہر کے سفیدون تک صاف ہونے کا اور سفیدون سے
قلعۂ شاہجہان تک نئی کھدنے کا حکم دیا چنانچہ یہ نہر تیار ہوئی اور جب قلعہ
بن چکا تو قلعہ اور شہر مین جاری ہوئی ایک مدت بعد اس
نہر کا پھر وہی حال ہو گیا تھا تخمیناً سنہ ۱۸۲۰ عیسوی مطابق
سنہ ۱۲۳۶ ہجری کے سرکار انگریزی نے
پھر نہر کو جاری کیا اور اب تک
بدستور جاری ہی اور
مرمت اور شکست و
ریخت سے تیار اور
مصفا
رہتی ہی
فقط

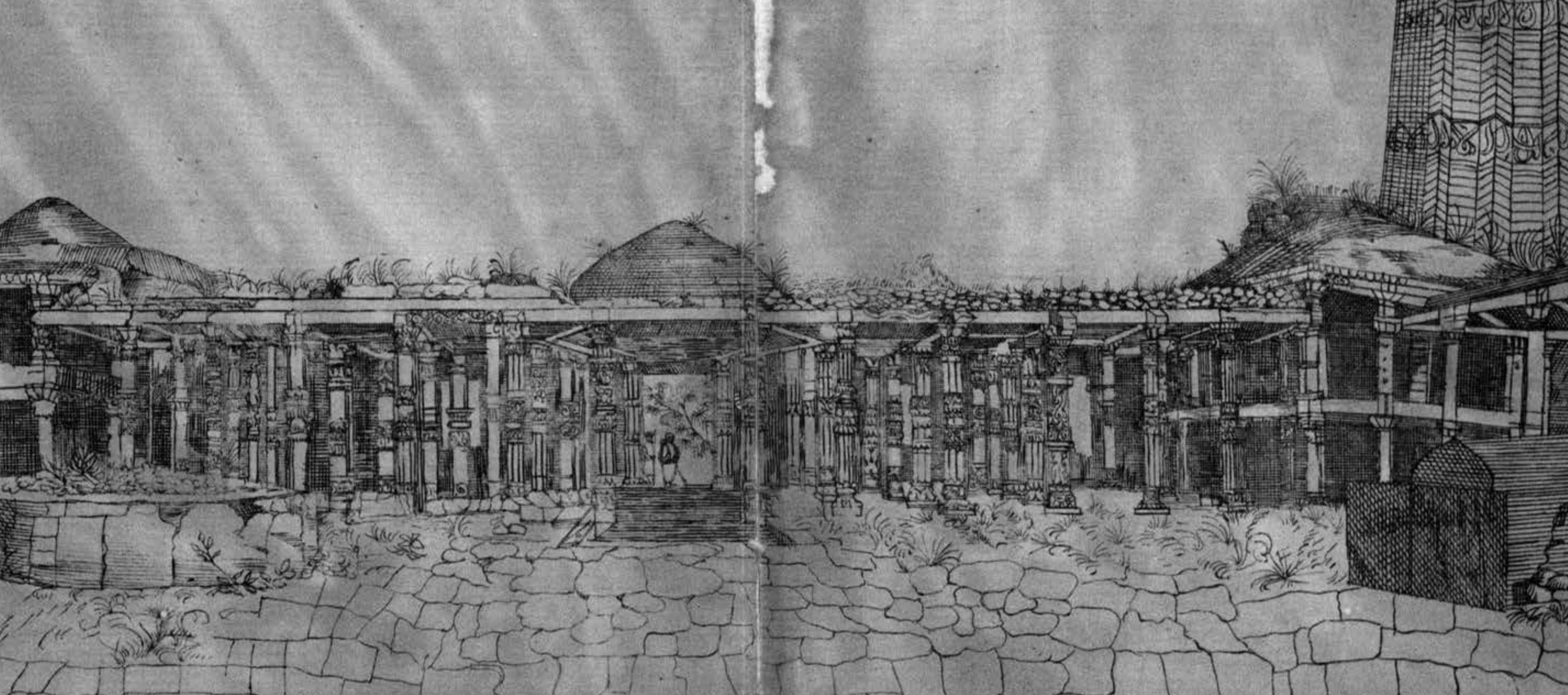


74

فہرست تیسری باب آثار الصنادید کی جسمین بادشاہون اور امیرون کی متفرق بنائی ہوئی عمارتون کا ذکر ہی

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱	لوہے کی لاٹھ	راجہ میدھاوی عرف دھاوا	راجہ دھاوا	٠	تخمینا سال ۸۹۵ قبل حضرت مسیح	اس لاٹھ پر سندھیون پر فتحیابی کا فتحنامہ کندہ ہی مگر رواج خط سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ حرف پانچوین صدی بعد حضرت عیسے کے کندہ ہوئے ہین	۲
۲	لاٹھ اشوکا یا منارہ زرین یا لاٹھ فیروزشاہ	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	٠	سال ۲۹۸ ق	پرانے خط مین بدھ کے مذہب کے احکام اور ناگری حرفون مین	۴
۳	لاٹھ اشوکا یا منارہ کوشک شکار	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	٠	سال ۲۹۸ ق	بلدیو چوہان کا فتحنامہ کندہ ہی مگر یہ فتحنامہ کندہ ہوا ہی رائے پتھورا کے [illegible]	۸
۴	انیک پور	انیک پال تونور	انیک پال تونور	سنہ ۵۷	سنہ ۶۷۶		۹
۵	انیکتال	انیک پال تونور	انیک پال تنور	سنہ ۵۷	سنہ ۶۷۶		۱۰
۶	سورج کنڈ	سورج پال	انیک پال تونور	سنہ ۶۷	سنہ ۶۸۶		۱۱
۷	بتخانہ واقع قطب صاحب	پرتھی راج عرف رائے پتھورا	رائے پتھورا	سنہ ۵۳۶	سنہ ۱۱۴۳	۵۸۷ ہجری مطابق ۱۱۹۱ع کے قطب الدین ایبک نے بتخانہ توڑ کر مسجد	۱۱
	مسجد قوۃ الاسلام	قطب الدین ایبک سپہ سالار	سلطان معزالدین			بنائی اور بتخانے پر اور لاٹھ کے [illegible] پر فتحنامہ لگایا اور ۵۹۴ ہجری مطابق ۱۱۹۷ع	۱۲
	ایضاً	تعمیر سلطان معزالدین	سلطان معزالدین			کے سلطان معزالدین نے پانچ محراب مین بنوائین ۶۲۷ ہجری مطابق	۱۳
	ایضاً	تعمیر شمس الدین	سلطان شمس الدین			۱۲۲۹ع سلطان شمس الدین التمش نے	۱۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
	ایضاً	تعمیر سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			تین تین محرابین اور بنوائین	۲۰
۸	لاٹھ قطب صاحب	پرتھی راج عرف رای پتھورا	رای پتھورا			اور لاٹھ پر پانچ درجے اور بڑھائے سنہ ۷۱۰ ہجری مطابق	۱۵
	ایضاً	قطب الدین ایبک نائب نصب خطنا	سلطان معز الدین			سنہ ۱۳۱۰ عیسوی کے سلطان علاء الدین نے اس مسجد کو	۱۷
	ایضاً	تعمیر سلطان شمس الدین	سلطان شمس الدین			بڑھانا چاہا اور دوسری لاٹھ پہلی لاٹھ سے دوگنی	۱۸
۹	دروازہ کلان متصل لاٹھ	سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			بنانی چاہی کہ ناتمام رہگئی۔	۲۰
۱۰	ادھ بنی یعنی ناتمام لاٹھ	سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین				۲۲
۱۱	حوض شمسی	سلطان شمس الدین التمش	سلطان شمس الدین التمش	سنہ ۶۲۷	سنہ ۱۲۲۹	سنہ ۷۱۱ھ مطابق سنہ ۱۳۱۱ع کے سلطان علاء الدین نے اس حوض کے بیچ مین برجی بنائی۔	۲۳
۱۲	مقبرہ سلطان غازی	سلطان شمس الدین التمش	سلطان شمس الدین التمش	سنہ ۶۲۹	سنہ ۱۲۳۱	ناصر الدین محمود سلطان شمس الدین کے بیٹے کا مقبرہ ہے۔	۲۳
۱۳	مقبرہ سلطان شمس الدین	رضیہ سلطان بیگم	رضیہ سلطان بیگم	سنہ ۶۳۳	سنہ ۱۲۳۵		۲۴
۱۴	درگاہ شاہ ترکمان		معز الدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۸	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۵	مقبرہ رکن الدین فیروز شاہ	معز الدین بہرام شاہ	معز الدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۸	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۶	مقبرہ رضیہ سلطان بیگم	معز الدین بہرام شاہ	معز الدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۸	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۷	مقبرہ معز الدین بہرام شاہ	علاء الدین مسعود شاہ	مسعود شاہ	سنہ ۶۳۹	سنہ ۱۲۴۱		۲۶
۱۸	مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۹۳	سنہ ۱۲۹۴	خان شہید کے مرنیکے وقت اوسکی قبر اور یہ مقبرہ خود بادشاہ نے بنایا	۲۶



نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۹	حوض علائی یا حوض خاص	سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین	سنہ ۶۹۵	سنہ ۱۲۹۵	فیروز شاہ کے وقت مین حوض خاص اسکا نام ہوا	۲۷
۲۰	مقبرہ سلطان علاء الدین	قطب الدین مبارک شاہ	قطب الدین مبارک شاہ	سنہ ۷۱۷	سنہ ۱۳۱۷		۲۷
۲۱	باولی درگاہ حضرت نظام الدین	حضرت نظام الدین	غیاث الدین تغلق شاہ	سنہ ۷۲۱	سنہ ۱۳۲۱	سنہ ۷۱۸ھ مطابق سنہ ۱۳۱۹ء کے محمد معروف نے اس ولی پر مکانات بنائے	۲۸
۲۲	مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ	محمد عادل تغلق شاہ	محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۵	سنہ ۱۳۲۴	محمد عادل تغلق شاہ کی بھی یہین قبر ہی	۲۹
۲۳	درگاہ حضرت نظام الدین		محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۵	سنہ ۱۳۲۴	خلیل اللہ خان نے سنہ ۱۰۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۲ء کے مزار پر بارہ دری بنائی۔	۳۰
۲۴	ست پلہ	محمد عادل تغلق شاہ	محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۷	سنہ ۱۳۲۶		۳۱
۲۵	درگاہ شیخ صلاح الدین		فیروز شاہ	سنہ ۷۵۴	سنہ ۱۳۵۳		۳۲
۲۶	مسجد درگاہ حضرت نظام الدین	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۴	سنہ ۱۳۵۳		۳۳
۲۷	مسجد جامع فیروز شاہی	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴	تیمور کا خطبہ اسی مسجد مین پڑھا گیا تھا	۳۴
۲۸	کوشک انور یا بھنڈیان	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴		۳۴
۲۹	بولی بھٹیاری کا محل	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴		۳۵
۳۰	کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین	خان جہان	فیروز شاہ	سنہ ۷۷۲	سنہ ۱۳۷۰		۳۶
۳۱	درگاہ روشن چراغ دہلی	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۷۵	سنہ ۱۳۷۳		۳۶
۳۲	قدم شریف یا مقبرہ فتح خان	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۷۶	سنہ ۱۳۷۴		۳۷

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۳۳	مسجد چوراہہ قدم شریف	فیروزشاہ	فیروزشاہ	سنہ ۷۷۶	سنہ ۱۳۷۴		۳۸
۳۴	درگاہ حضرت سید محمود بہار		فیروزشاہ	سنہ ۷۷۸	سنہ ۱۳۷۶		۳۸
۳۵	کالی مسجد شہر	خان جہان	فیروزشاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۳۹
۳۶	مسجد بیگم پور	خان جہان	فیروزشاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۳۹
۳۷	مسجد کالو سرائے	خان جہان	فیروزشاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۳۹
۳۸	مسجد کھڑکی	خان جہان	فیروزشاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۴۰
۳۹	مقبرۂ فیروزشاہ	ناصرالدین محمد شاہ	ناصرالدین محمد شاہ	سنہ ۷۹۲	سنہ ۱۳۸۹		۴۰
۴۰	خضر کی گمٹی	ابوالفتح مبارک شاہ	مبارک شاہ	سنہ ۸۲۴	سنہ ۱۴۲۱	خضر خان کا یہ مقبرہ ہی۔	۴۱
۴۱	مبارکپور کوٹلہ	محمد شاہ	محمد شاہ	سنہ ۸۳۷	سنہ ۱۴۳۳		۴۱
۴۲	مقبرۂ محمد شاہ	علاءالدین عالم شاہ	علاءالدین عالم شاہ	سنہ ۸۴۹	سنہ ۱۴۴۵		۴۲
۴۳	مقبرۂ سلطان بہلول	سلطان سکندر	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۲
۴۴	تین برجہ زمردپور	زمرد خان	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۳
۴۵	بستی باوڑی	بستی خواجہ سرا	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۳
۴۶	موٹھ کی مسجد	شہاب الدین	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۴

نمبر	نام مکان	نام اصلی بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۴۷	مقبرہ لنگر خان		سلطان سکندر	سنہ ۹۰۰	سنہ ۱۴۹۴		۴۵
۴۸	تبرجہ		سلطان سکندر	سنہ ۹۰۰	سنہ ۱۴۹۴		۴۵
۴۹	راجون کی باٸین	دولت خان	سلطان سکندر	سنہ ۹۱۲	سنہ ۱۵۰۶		۴۵
۵۰	مقبرہ سلطان سکندر	سلطان ابراہیم	سلطان ابراہیم	سنہ ۹۲۳	سنہ ۱۵۱۷		۴۶
۵۱	درگاہ یوسف قتال	شیخ علاء الدین	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۳	سنہ ۱۵۲۶		۴۶
۵۲	درگاہ مولانا جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۵	سنہ ۱۵۲۸		۴۷
۵۳	مسجد درگاہ جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۵	سنہ ۱۵۲۸		۴۷
۵۴	نیلی چھتری	ہمایون بادشاہ	ہمایون بادشاہ	سنہ ۹۳۹	سنہ ۱۵۳۲		۴۸
۵۵	درگاہ امام ضامن	امام ضامن	ہمایون بادشاہ	سنہ ۹۴۴	سنہ ۱۵۳۷		۴۸
۵۶	درگاہ حضرت قطب صاحب	خلیل اللہ خان	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۴۹
۵۷	مسجد قلعہ کہنہ	شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۵۰
۵۸	شیر منڈل	شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۵۱
۵۹	مسجد و مقبرہ خیر پور	خیر خان	شیر شاہ	سنہ ۹۵۰	سنہ ۱۵۴۳		۵۲
۶۰	کھاری باؤلی	عماد الملک خواجہ عبداللہ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۲	سنہ ۱۵۴۵		۵۲

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۶۱	مقبرہ عیسیٰ خان	عیسیٰ خان	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۴	سنہ ۱۵۴۷		۵۳
۶۲	مسجد عیسیٰ خان	عیسیٰ خان	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۴	سنہ ۱۵۴۷		۵۳
۶۳	مسجد درگاہ قطب صاحب	اسلام شاہ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۸	سنہ ۱۵۵۱	فرخ سیر نے اس مسجد کو بڑا کر بنایا	۵۳
۶۴	عرب سرا	حاجی بیگم	اکبر شاہ	سنہ ۹۶۸	سنہ ۱۵۶۰		۵۴
۶۵	خیر المنازل	ماہم بیگم	اکبر شاہ	سنہ ۹۶۹	سنہ ۱۵۶۱		۵۴
۶۶	بھول بھلیاں یا مقبرہ ادہم خان	اکبر بادشاہ	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۶۹	سنہ ۱۵۶۱		۵۴
۶۷	مقبرہ ہمایوں	حاجی بیگم	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۳	سنہ ۱۵۶۵		۵۵
۶۸	نیلی چھتری یا مقبرہ نوبت خان	نواب نوبت خان	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۳	سنہ ۱۵۶۵		۵۶
۶۹	مقبرہ اتکہ خان	کوکلتاش خان	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۴	سنہ ۱۵۶۶		۵۷
۷۰	درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ		اکبر بادشاہ	سنہ ۱۰۱۲	سنہ ۱۶۰۳		۵۷
۷۱	درگاہ حضرت امیر خسرو	عماد الدین حسن	نور الدین جہانگیر	سنہ ۱۰۱۴	سنہ ۱۶۰۵		۵۸
۷۲	چیلخانہ یا مسکن فرید خان	فرید خان	جہانگیر	سنہ ۱۰۱۷	سنہ ۱۶۰۸		۵۸
۷۳	بارہ پلہ	آغا مان	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۱	سنہ ۱۶۱۲		۵۹
۷۴	منڈھی	آغا مان	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۱	سنہ ۱۶۱۲		۵۹

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۷۵	کوس منارہ	جہانگیر	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۶	سنہ ۱۶۱۸		۶۰
۷۶	پل سلیم گڈھ	جہانگیر	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۱	سنہ ۱۶۲۱		۶۰
۷۷	مقبرۂ شیخ فرید	شیخ فرید	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۳	سنہ ۱۶۲۳		۶۱
۷۸	نیلا برج یا مقبرۂ فہیم	عبدالرحیم خانخانان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۴	سنہ ۱۶۲۴		۶۱
۷۹	چونسٹھ کھنبہ یا مقبرۂ کوکلتاش خاں	میرزا عزیز کوکلتاش خان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۴	سنہ ۱۶۲۴		۶۲
۸۰	مقبرۂ خانخانان	عبدالرحیم خانخانان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۶	سنہ ۱۶۲۶		۶۲
۸۱	مقبرۂ سید عابد	خان دوران خان	شاہجہان	سنہ ۱۰۳۶	سنہ ۱۶۲۶		۶۳
۸۲	خاص محل	خاص محل	شاہجہان	سنہ ۱۰۴۲	سنہ ۱۶۳۲		۶۳
۸۳	مقبرۂ شیخ عبدالحق	شیخ الاسلام	شاہجہان	سنہ ۱۰۵۲	سنہ ۱۶۴۲		۶۳
۸۴	جامع مسجد	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۶۴
۸۵	دارالشفا ودارالبقا	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۶۹
۸۶	باغ بیگم	جہان آرا بیگم	شاہ جہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۶۹
۸۷	مسجد فتحپوری	فتحپوری بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷۰
۸۸	مسجد اکبرآبادی	اکبرآبادی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷۰

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۸۹	مسجد سرہندی	سرہندی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷۱
۹۰	باغ شالہ مار	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۴	سنہ ۱۶۵۳		۷۱
۹۱	باغ روشن آرا	روشن آرا بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۴	سنہ ۱۶۵۳		۷۲
۹۲	باغ سرہندی	سرہندی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۴	سنہ ۱۶۵۳		۷۲
۹۳	قلعہ موتی مسجد	عالمگیر	عالمگیر	سنہ ۱۰۷۰	سنہ ۱۶۵۹		۷۳
۹۴	مسجد جہان آرا بیگم	جہان آرا بیگم	عالمگیر	سنہ ۱۰۹۲	سنہ ۱۶۸۱		۷۳
۹۵	مقبرہ سر تالہ		عالمگیر	سنہ ۱۱۰۰	سنہ ۱۶۸۸		۷۴
۹۶	درگاہ حضرت سید حسن رسول نما		عالمگیر	سنہ ۱۱۰۳	سنہ ۱۶۹۱		۷۴
۹۷	جھرنہ	غازی الدین خان	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۲	سنہ ۱۷۰۰		۷۵
۹۸	مسجد اورنگ آبادی	اورنگ آبادی بیگم	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۴	سنہ ۱۷۰۳		۷۷
۹۹	مقبرہ زیب النسا بیگم	عالمگیر	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۴	سنہ ۱۷۰۳		۷۷
۱۰۰	موتی مسجد قطب صاحب	بہادر شاہ	بہادر شاہ	سنہ ۱۱۲۱	سنہ ۱۷۰۹		۷۷
۱۰۱	زینت المساجد	زینت النسا بیگم	بہادر شاہ	سنہ ۱۱۲۲	سنہ ۱۷۱۰		۷۸
۱۰۲	مقبرہ غازی الدین خان	غازی الدین خان	بہادر شاہ شاہ عالم	سنہ ۱۱۲۲	سنہ ۱۷۱۰		۷۸

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۰۳	مسجد شاہ عالم بہادر شاہ	جہاندار شاہ	جہاندار شاہ	سنہ ۱۱۲۴	سنہ ۱۷۱۲	شاہ عالم اور اکبر شاہ کی بھی یہین قبر ہے	۷۹
۱۰۴	برج مقبرہ ہمایون		رفیع الدرجات	سنہ ۱۱۳۱	سنہ ۱۷۱۸		۸۰
۱۰۵	سنہری مسجد کوتوالی	روشن الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۴	سنہ ۱۷۲۱		۸۰
۱۰۶	مسجد دریبہ	شرف الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۵	سنہ ۱۷۲۲		۸۱
۱۰۷	جنتر منتر	راجہ سوائے جی سنگھ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۷	سنہ ۱۷۲۴	اس رصد خانے مین انگریز بھی شریک تھے	۸۱
۱۰۸	شاہ مردان	نواب قدسیہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۷	سنہ ۱۷۲۴		۸۷
۱۰۹	فخر المساجد	فخر النساء خانم	محمد شاہ	سنہ ۱۱۴۱	سنہ ۱۷۲۸		۸۸
۱۱۰	باغ محلدار خان	ناظر محلدار خان	محمد شاہ	سنہ ۱۱۴۱	سنہ ۱۷۲۸		۸۹
۱۱۱	کھانہا کمبود		محمد شاہ	سنہ ۱۱۵۰	سنہ ۱۷۳۷		۸۹
۱۱۲	مسجد روشن الدولہ	روشن الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۵۸	سنہ ۱۷۴۵		۹۰
۱۱۳	باغ ناظر	ناظر روز افزون	محمد شاہ	سنہ ۱۱۶۱	سنہ ۱۷۴۸		۹۱
۱۱۴	مسجد محمد شاہ	محمد شاہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۶۱	سنہ ۱۷۴۸		۹۱
۱۱۵	قدسیہ باغ	نواب قدسیہ	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۲	سنہ ۱۷۴۹		۹۲
۱۱۶	چوبی مسجد	احمد شاہ	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۴	سنہ ۱۷۵۰		۹۲
۱۱۷	سنہری مسجد	جاوید خواجہ سرا	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۵	سنہ ۱۷۵۱		۹۳
۱۱۸	مقبرہ منصور	شجاع الدولہ	عالمگیر ثانی	سنہ ۱۱۶۷	سنہ ۱۷۵۳		۹۳

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۱۹	کالکا		شاہ عالم	سنہ ۱۱۷۸	سنہ ۱۷۶۴		۹۴
۱۲۰	لال بنگلہ	شاہ عالم	شاہ عالم	سنہ ۱۱۹۳	سنہ ۱۷۷۹		۹۶
۱۲۱	مقبرہ نجف خان		شاہ عالم	سنہ ۱۱۹۵	سنہ ۱۷۸۰		۹۷
۱۲۲	جینیو بکا بڑا مندر	ہرسکھ رائے موہن لال	شاہ عالم	سنہ ۱۲۱۵	سنہ ۱۸۰۰		۹۷
۱۲۳	گرجا گھر	کرنیل اسکنر	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۱	سنہ ۱۸۲۶		۹۸
۱۲۴	جوک مایا	راجہ سیدھمل	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۳	سنہ ۱۸۲۷		۹۸
۱۲۵	جینیو بکا چھوٹا مندر	پنچایتی	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۴	سنہ ۱۸۲۸		۹۹
۱۲۶	کوٹھی جہان نما	مٹکلف صاحب بہادر	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۴	سنہ ۱۸۲۹		۱۰۰
۱۲۷	مقبرہ مرزا جہانگیر	ممتاز محل	ولیم چہارم	سنہ ۱۲۴۸	سنہ ۱۸۳۲		۱۰۰
۱۲۸	ظفر محل	بہادر شاہ	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۵۸	سنہ ۱۸۴۲		۱۰۱
۱۲۹	ہیرا محل	بہادر شاہ	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۵۸	سنہ ۱۸۴۲		۱۰۱
۱۳۰	کوٹھی دلکشا	مٹکلف صاحب بہادر	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۰	سنہ ۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۱	باؤلی قطب صاحب	حافظ داؤد	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۰	سنہ ۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۲	آہنی پل ہنڈن	گورنمنٹ انگریزی	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۳	سنہ ۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۳	لال ڈگی	گورنمنٹ انگریزی	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۳	سنہ ۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۴	پل جدید نمبود	گورنمنٹ انگریزی	ملکۂ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۸	سنہ ۱۸۵۲		۱۰۳

تیسرا باب

تیسرا باب

بادشاہون اور امیرون کی متفرق بنائی ہوئی عمارتون کے بیان مین

لوہے کی لاٹھ

یہ لاٹھ راجہ دھاوا یا میدھاوی کی قطب صاحب کے منار کے پاس ہی اور سر سے پانوءن تک لوہے کی ڈھلی ہوئی ہی اسکے سرے پر لوہے کے ٹکڑون مین ڈھالتے وقت منبت کاری اور مرغولین بہت خوبصورت بنائی ہین بلندی اس لاٹھ کی زمین پر سے بائیس فٹ چھ انچھ اور محیط موٹائی جڑ کا پانچ فٹ تین انچھ ہی ایک کہانی مشہور ہی کہ راے پتھورا کے وقت مین پنڈتون نے اس لاٹھ کو راجہ باسک کے سر پر گاڑا تھا اس غرض سے کہ راے پتھورا کے خاندان کی عملداری کبھی نہ ٹلے مگر یہ بات بالکل غلط ہی اس لاٹھ پر سنسکرت زبان اور ناگری حرفون مین تین اشلوک کندہ ہین جنکا

دیکھو کتبہ نمبر ١

خلاصۂ مضمون یہ ہی کہ والی سندھ نے فوج جمع کی تھی راجہ دھاوا سے لڑنے کو
بعد لڑائی کے راجہ دھاوا نے فتح پائی اور یہ لاٹھ بطور یادداشت اپنی فتح کی بنائی
مگر قبل از بننے لاٹھ کے مرگیا جمس پرنسب صاحب لکھتے ہین کہ اس[1] راجہ کا اور کچھ
حال نہین معلوم ہوا بجز اسکے کہ ہستناپور کے راجاؤن مین کا راجہ ہی اور اس قسم
کے ناگری حرف تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسی مین جاری تھے اس سبب
سے خیال کیا ہی کہ یہ لاٹھ پانچوین صدی سے بہت ورے بلکہ آٹھوین[2] صدی
مین بعد حضرت عیسی کے بنی ہم اسبات کے ماننے سے انکار کرتے ہین اسکا
سبب یہ ہی کہ راجاؤن کی تاریخ ۵۷۶ سنہ عیسوی سے مسلمانون کی عملداری ہونے
تک بصحت تمام ملتی ہی[3] جسمین کچھ شک نہین اون تاریخون مین اس راجہ کا ذکر نہین
علاوہ اسکے اس لاٹھ پر سمت کندہ نہونے سے یقین پڑتا ہی کہ بکرماجیت سے
پہلے کی ہی کیونکہ بکرماجیت کے پیچھے سمت لکھنے کا اور کوئی نہ کوئی سنہ مقرر کرنیکا
بالکل رواج ہوگیا تھا اسکے سوا اوس زمانے مین ہستناپور کے راجاؤن کا راج
بالکل جاتا رہا تھا ان دلیلون سے ہمارے نزدیک یہ لاٹھ راجہ میدھاوی عرف
راجہ دھاوا کی بنائی ہوئی ہی جو جدھشٹر کی اولاد مین سے اونیسوان راجہ ہی اگرچہ
یہ راجہ اندرپت مین آبسے تھے الاقدیم تختگاہ اونکا ہستناپور تھا اسی سبب سے
ہستناپور کے راجہ کہلاتے تھے مذہب اس راجہ کا بشنوی تھا لاٹھ کے کتبے
سے بھی یہ ہی مذہب معلوم ہوتا ہی مروج تاریخ[4] کی کتابون سے ظاہر ہی کہ

[1] ارکیالوجیکل سوسائٹی بنگال کتاب نمبر ۲ صفحہ ۴۹۳ و کتاب نمبر ۲ صفحہ ۶۱۷

[2] رائل ایشیاٹک سوسائٹی کتاب نمبر ۷ صفحہ ۶۲۹

[3] دیکھو آئین اکبری

[4] ... تاریخ راجاؤن و سلسلۃ الملوک

راجہ سیدھاوی ایک ہزار نو سو پانچ برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا الا انگریزی مورخون نے جو صحیح حساب راجہ جدہشتر کی مسند نشینی کا نکالا ہی اوس حساب سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ راجہ آٹھ سو پچانوے سال قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا تھا اور اسی سبب سے ہماری رائے مین یہ لاٹھ نوین صدی مین قبل حضرت مسیح بنی الا ناتمام پڑی رہی ایک مدت بعد کسی راجہ نے راجہ دھاوا کا فتحنامہ جس مقصد سے اوس راجہ نے اسکو بنایا تھا کھودوا کر لاٹھ کو نصب کر دیا کچھ عجب نہین کہ یہ بات تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسی کے ہوئی ہو جبکہ راے پتھورا نے اس لاٹھ کے قریب قلعہ اور بت خانہ بنایا تب یہ لاٹھ بت خانے کے صحن مین آگئی اور جب وہ بت خانہ توڑ کر قطب الدین ایبک نے مسجد بنائی تب یہ لاٹھ مسجد کے صحن مین آگئی چنانچہ ابتک مسجد کے صحن مین موجود ہی بہر حال یہ لاٹھ ایک عجب چیز ہی ابتک اسمین کچھ نقص نہین آیا شاید گولے کے صدمے سے ایک مقام پر تھوڑا سا بال آگیا ہی نوجوان آدمی اس لاٹھ کو کولی مین پکڑتے ہین اور یہ کھیل کھیلتے ہین کہ جسکی کولی مین یہ لاٹھ آجائے وہ حلال کا اور جسکی کولی مین نہ آئے وہ حرام کا ہی۔

لاٹھ اشوکا یا منارۂ زرین یا لاٹھ فیروزشاہ

یہ لاٹھ پتھر کی ہی اور لوگ کورنڈ کا پتھر بتاتے ہین اور بہت صاف بنائی ہی اسکے ساتھ کی پانچ لاٹھین تھین ایک رادھیا مین دوسری ماہتا مین تیسری آلہ آباد مین

چوتھی میرٹھ کے نواح مین پانچوین موضع نوہرہ مین ان پانچون لاٹھون کو راجہ اشوک عرف
پیاسی نے بنایا تھا چنانچہ اس لاٹھ پر دو کتبے کھودے ہوئے ہین پہلا کتبہ اسی راجہ کے
نام کا ہی اس کتبے کی زبان پالی اور سنسکرت آمیز ہی اور حروف بھی بہت پرانے
خط کے ہین جو دیونا گری حرفون سے پہلے تھا اور اوسمین بدھ کے مذہب کی تعلیم
اور جاندار کو دکھ دینے اور مجرم پر سزاے قصاص اور سیاست بدنی جاری
نکرنے کے احکام لکھے ہین لیکن یہ کتبہ کسی پہلے زمانے مین پڑھا نہین گیا اور
فیروز شاہ نے بھی بہت پنڈت جمع کیے الا اون سے بھی پڑھا نہین گیا مگر
جمس پرنسپ صاحب نے اس کتبے کو پڑھا وہ کہتے ہین کہ راجہ اشوک کا پوتا تھا چندر گپت
کا اور صوبہ دار اوجین کا تین سو پچیس سال قبل حضرت مسیح وہ مسند نشین ہوا اوسنے
سنہ ۲۷ جلوس مطابق دو سو اٹھانوے سال قبل حضرت مسیح یہ لاٹھ بنائی فارسی تاریخون
سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ راجہ دراصل کشمیر کا راجہ تھا اور تمام ہندوستان مین مع قنوج
اوسکا عمل تھا اوسکے وقت مین مذہب کے بابت گفتگو ہوئی بلکہ اسی سبب
سے تمام رعایا ناراض ہوگئی اور اوسکو لاچار ریاست چھوڑنی پڑی ان لاٹھون
پر مذہب کی گفتگو کندہ ہونے سے یقین پڑتا ہی کہ یہی راجہ اشوک ہی جسکی دار السلطنت
کشمیر تھی انھین فارسی تاریخون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ راجہ اشوک تخمیناً
ایک ہزار تین سو تہتر سال قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا تھا مگر ہم پہلی بات
کو صحیح جانتے ہین دوسرا کتبہ اس لاٹھ پر بلدیو چوہان کے نام کا ہی پہلے

دیکھو کتبہ نمبر ۱

ہفت اقلیم
تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف
آرکیولوجیکل سوسائٹی بنگال
کتاب نمبر ۵ صفحہ ۱۰۹
صفحہ ۱ ... ...
سوسائٹی کتاب ... صفحہ ۲۶۹

آئین اکبری تاریخ کشمیر

دیکھو کتبہ نمبر ۲

بلدیو سانبھر کا راجہ تھا جہان سے چوہانون کا نکاس ہی اوسنے فوج کشی کرکر تنور ون پر جو دلی کے راجہ تھے فتح پائی رائے پتھورا نے اپنی زمانۂ ریاست یعنی سمت ۱۲۲۰ مطابق ۱۱۶۳ عیسوی کے اس لاٹھ پر اپنے پرکھا کا فتح نامہ لکھوا دیا اس کتبے کے ناگری حرف اور سنسکرت زبان ہی اسکے اشلوک بخوبی پڑھے جاتے ہین اس کتبے مین بلدیو کی تعریف اور اوسکی خوبیون کا بیان اور یہ بات کہ اوسنے فتح کرکر ہندوستان مین دھرم قائم کردیا لکھا ہوا ہی جبس زمانے مین کہ فیروز شاہ بعد بنانے کوٹلہ کے ستھتہ کیطرف آیا اور پھر وہان سے پھر کر دلی مین آیا یعنی قریب سنہ ۷۷۰ ہجری مطابق ۱۳۶۹ عیسوی کے تو اوس زمانے مین یہ لاٹھ موضع نوہرہ پرگنہ سالورہ ضلع خضر آباد مین نصب تھی جو دلی سے پہاڑ کیطرف نوے کوس کے فاصلے پر ہی اور اوس زمانے مین مشہور تھا کہ بھیم کی گؤ ئین چرانے کی یہ لاٹھی ہی[1] فیروز شاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو یہان سے اوکھاڑ کر دلی مین لیجانا چاہیے کہ مدت تک یادگار رہیگی اس خیال سے گرد نواح کے قصبات اور دیہات کے بہت سے آدمی جمع کیے اور روئی کے بورے بھروا کر اس لاٹھ کے گرد چن دیے اور اوسکی جڑ کو کھودنا شروع کیا جب کہ جڑ تک کھد چکی تو ٹیڑھی ہوکر اون روئی کے بورون پر تھم گئی پھر ایک ایک بورہ روئی کا سہج سہج نکالتے گئے اور لاٹھ کو نیچے لیتے گئے اسکی جڑ مین ایک بہت بڑا مربع پتھر تھا جسمین یہ لاٹھ کھڑی کی تھی اوس پتھر کو بھی نکالا اور جب یہ لاٹھ زمین پر لیٹ گئی تو اسکے گرد

[1] تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

بانس باندھے اور کچے چمڑے سے ساری لاٹھ کو منڈھ دیا کہ کسیطرح کا صدمہ نہ پونہچے اور
اوسکے لانیکو ایک چھکڑہ بیالیس پہیے کا بنایا اور بہت سے آدمیون نے
ملکر رسیان باندھ کر اس لاٹھ کو اوٹھایا اور چھکڑے پر رکھا اور اوسکے ہر ایک پہیے مین
بہت مضبوط رسیان باندھین اون رسیون کو دو دو سو آدمی ملکر کھینچتے تھے جب
چھکڑا چلتا تھا اسطرح بہزار مشقت لاٹھ کو دریا کے کنارے پر لائے جو موضع توپر کے
نیچے بہتا تھا اور بہت بڑی بڑی کشتیان باندھ کر اس لاٹھ کو کشتیون پر چڑھایا
اور دریا دریا شہر فیروز آباد مین لائے اور کوٹلہ فیروز شاہ مین مسجد کے پاس اس
لاٹھ کے کھڑا کرنے کو سہ منزلا مکان بنانا شروع کیا جب ایک درجہ تیار ہوجاتا تب
لاٹھ کو اوٹھا کر اوسپر رکھتے اور پھر دوسرا درجہ بنانا شروع کرتے جب وہ بھی تیار
ہوجاتا تو اس لاٹھ کو اوٹھا کر اوس درجے پر رکھتے اسیطرح تینون درجے بن گئے جب
لاٹھ کو کھڑا کرنا چاہا تو بہت موٹی موٹی رسی بنا کر ایک سرا اون کا لاٹھ مین باندھا
اور زمین مین بہت مضبوط مضبوط چرخ لگا کر دوسرا سرا رسون کا اون مین باندھا
اور بہت آدمی ملکر اون چرخیون کو پھیرتے تھے اور بہت زور کرتے تھے
جب آدھ گز لاٹھ اونچی اوٹھتی تھی اوسوقت اوسکے نیچے بڑے بڑے لکڑ
اور روئی کے بورے رکھ دیتے تھے تاکہ کسیطرح کا صدمہ مکان کو یا لاٹھ کو نہ پونہچے
اسیطرح بہت دنون مین یہ لاٹھ سیدھی کھڑی ہوئی اور اوسکے نیچے
وہی مربع پتھر بدستور رکھدیا اور پھر چونے اور پتھر سے بھروا کر مضبوط کردیا اور

اوسکے سر پر سنگ مرمر اور سنگ موسی کی بہت خوبصورت برجی بنائی اور تانبے کا کلس سنہری ملمع دار بہت خوبصورت اوسپر لگایا اور اسی سبب سے منارۂ زرین اسکا نام رکھا مگر افسوس کہ نہ اب وہ برجی رہی اور نہ وہ کلس رہا بلکہ لاٹھ کے سریکا کونہ بھی جھڑ گیا بعضے کہتے ہین کہ بجلی کے صدمے سے گرا اور بعضے کہتے ہین کہ گولے کے صدمے سے ٹوٹا طول اس لاٹھ کا بتیس[٣٢] گز کا ہی آٹھ گز اوسمین سے عمارت مین گڑی ہوئی ہی اور چوبیس[٢٤] گز بلند عمارت کے اوپر نکلی ہوئی ہی۔

لاٹھ دوم اشوکا یا منارۂ کوشک شکار

یہ دوسری لاٹھ ہی راجہ اشوکا کی جو میان دواب مین میرٹھ کے پاس تھی اوسی زمانے مین جبکہ فیروز شاہ نے منارۂ زرین اپنی کوشک مین لگایا یہ دوسری لاٹھ کوشک جہان نما یا کوشک شکار مین لاکر لگائی اگرچہ یہ لاٹھ پہلی لاٹھ سے چھوٹی ہی تو بھی اس لاٹھ کے لانے مین بھی وہی دقتین اور مشکلین اوٹھائین جو پہلی لاٹھ مین اوٹھائین تھین جبکہ یہ لاٹھ اس کوشک پر کھڑی ہو چکی تو بادشاہ نے جشن کیا اور سارے شہر کی خلقت کو تماشا دیکھنے کا حکم دیا اور ہر جگہ شربت کی سبیل مخلوقات کے پینے کو رکھوا دی تھی بہت مدت ہوئی کہ ایک میگزین اوڑنے کے سبب جو اسکے قریب تھا یہ لاٹھ ٹوٹ گئی اوسکے پانچ ٹکڑے ٹوٹے ہوئے اب بھی ولیم فریزر صاحب کی کوٹھی کے قریب پڑے ہین اگر ان پانچون ٹکڑون کو ملائین تو پورے تینتیس فٹ لنبی

تاریخ فیروز شاہی
شمس سراج عفیف

موٹی ہی قطر سب سے موٹے ٹکڑیکا تین فٹ دو انچھ اور سب سے پتلے ٹکڑیکا ڈھائی فٹ ہی اور وزن تمام ٹکڑون کا تین سو بہتر ۳۷۲ من اور کتبے کے حرف بالکل ناقص ہوگئے ہین اور اونکی پچّرین اوکھڑ جانے کے سبب دیکھنے کے قابل بھی نہین رہے۔

انیک پور

قلعہ تغلق آباد سے تین میل پرے راجہ بلم گڈھ کی عملداری مین یہ گانوٗن ہی جبکہ سمت ۱۰۳۳ بکرماجیت مطابق ۹۷۶ عیسوی اور ۳۶۵ ہجری راجہ انیکپال تنور دلی کا راجہ ہوا اوسنے سیر و شکار کیواسطے پہاڑون کے بیچ مین ایک بہت تحفہ بند بناکر پانی کو روکا ہی اس بند کے دو طرف تو پہاڑ ہین اور بیچ مین چھوٹی سی گھاٹی ہی اوس گھاٹی کو بند سے بند کر دیا ہی ایسا خوبصورت بند اور کہین نہین ہی اور اب تک باوجود گذرنے اسقدر زمانے کے قائم ہی بیچ اس بند کا دو سو پندرہ ۲۱۵ فٹ اور دونون بازو سینتیس سینتیس ۳۷ فٹ لنبے ہین جسکا کل طول ایک سو نواسی ۱۸۹ فٹ ہوا اور شمالی اور جنوبی ضلع پچاس پچاس فٹ کے ہین اور آثار بند کا زمین کے برابر سے ڈیڑھ سو فٹ کا ہی اس بند کی دیوار مین سیڑھیان بنائی ہین چنانچہ اب بھی سترہ سیڑھیان نہین کے اوپر موجود ہین اور پرانے زمیندار بیان کرتے ہین کہ ہمارے ہوش مین قد آدم سے سوا اور نیچا تھا اور کئی سیڑھیان اور نکلی ہوئین تھین اب مٹی سے دب گئی ہین نہری اس بند کی اتنی بڑی ہی کہ کھڑا آدمی اوسمین سے چلا جاتا ہی اگرچہ اس بند مین اب پانی نہین ٹھہرتا مگر اوسکی جڑ مین سے بارہ مہینے پانی رِستا ہی اوسی زمانے مین راجہ

انیک پال نے اس بند کے پاس پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ بنانا شروع کیا مشہور ہی کہ
اوس قلعہ کی چار دیواری کے سوا اور کچھ بننے نہین پایا اب وہ چار دیواری بھی
قائم نہین رہی کہین کہین سے دیوار کا ٹوٹا پھوٹا نشان معلوم ہوتا ہی کنور رکھو پال جو
انیکپال کا بارھوان بیٹا تھا یہان آباد ہوا چنانچہ ابتک اس گانون مین اوسکی اولاد پو تھی بھاٹ
بستی ہی اور یہی لوگ وہان کے زمیندار ہین لیکن بھوپال کے بعد چوتھی پشت مین
مسمی ساکرانی گوجری گھر مین ڈال لی تھی اور اوس سے اولاد چلی اسواسطے یہ لوگ
تنورون مین سے خارج ہو کر گوجرون مین مل گئے اب یہان کے زمیندار گوجر کہلاتے
ہین متصل اس قلعہ کے ایک پہاڑ ہی اوسمین بلور کی کان ہی اور بہت تحفہ بلور نکلتا
ہی کسی سبب سے راجہ نے اس کان کو بند کر دیا ہی۔

انیک تال

اسی راجہ نے اپنی زمانۂ حکومت مین یعنی تخمیناً سمت ۱۱۳۳ بکرماجیت مطابق ۱۰۷۶ عیسوی
موافق ۴۶۸ ہجری کے قریب موضع مہرولی کے ایک تالاب بنایا تھا اگرچہ وہ تالاب
اب بالکل منہدم ہو گیا ہی الا قطب صاحب کی لاٹھ کے قریب جانب شمال ابتک
ایک عمیق گڑھا موجود ہی اور انیک تال کے نام سے مشہور ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
۷۱۱ ہجری مطابق ۱۳۱۱ عیسوی تک یہ تالاب قائم تھا کیونکہ جب سلطان علاؤالدین
نے مینار کے پاس دوسرا مینار اور مسجد بنانی شروع کی تھی تب اس تالاب مین سے اپنی
مسجد مین پانی لایا تھا چنانچہ ابتک پانی آنے کے برہ کا نشان موجود ہی۔

سورج کنڈھ

یہ ایک تالاب ہی پختہ مدور اور نہایت خوبصورت اور بہت عمیق سرحد پر متصل موضع انیک پور سرحد موضع لکڑپور عملداری سرکار انگریزی مین غالب ہی کہ ایسا خوبصورت تالاب اور کہین نہو چارون طرف اس تالاب کے مدور سیڑھیان بنائی ہین اور ایک طرف جانورون کے پانی پینے کا گئوگھاٹ بنایا ہی اور ایک طرف آدمیون کی آمد و رفت کی سیڑھیان رکھین ہین اور ایک طرف پہاڑون کا پانی آنے کا راستہ رکھا ہی اور جانب شمال اس تالاب کے کنارے پر بطور محل کے ایک عمارت بنائی تھی اور تالاب مین سے اوس محل مین جانے کی نہایت خوبصورتی سے سیڑھیان بنائی ہین اگرچہ وہ محل بالکل منہدم ہو گیا ہی مگر وہ سیڑھیان ابتک باقی ہین اس تالاب کو کنور سورج پال راجہ انیکپال کے پانچوین بیٹے نے تخمیناً ۸۶۸ع مطابق ۱۷۵ھ ہجری مین بنایا ہی بھادون سُدی چھٹھ کو ہر سال اس تالاب مین نہان ہوتا ہی اور اس تالاب کے کنارے پر سیڑھیون کے اوپر پیپل کا ایک درخت ہی اوسپر پوجا کے بعد ناریل چڑھتے ہین اور وہان کا چڑھاوا انیک پور اور لکڑپور کے برہمن لیتے ہین مگر بہت بڑا میلہ نہین ہوتا۔

بوڑھی بھاٹ

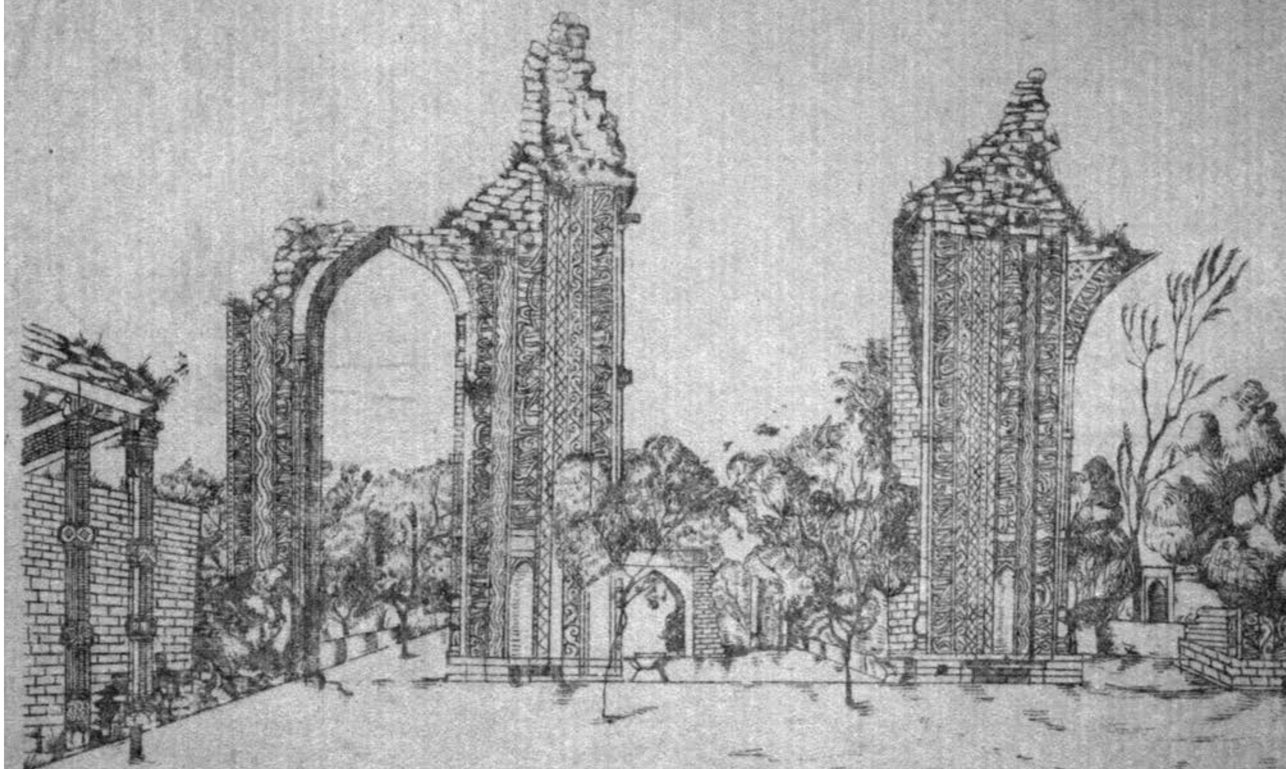
بت خانہ راے پتھورا

قلعہ راے پتھورا کے پاس یہ ایک بت خانہ تھا نہایت نامی چارون طرف اس بت خانے کے دو سگے اور سہ سگے اور چوسگے دالان بنے ہوئے تھے اور بیچ مین تو

صحن تھا اور جنوبی اور شمالی اور شرقی ضلعون مین دروازے تھے اور غربی
ضلع مین مورت تھی اسیطرح اس بت خانے کے باہر دالان بنائے تھے اور اونکو
پرکھما کے دالان کہتے تھے یہ مندر بھی قلعہ کے ساتھ یعنی سمت ۱۲۰۰ بکرماجیت مطابق ۱۱۴۳ سنہ ع (خلاصۃ التواریخ)
موافق ۵۳۸ سنہ ہجری مین بنا عمارت اس مندر کی نہایت عجیب تھی اور ایسے اوستاد
سنگ تراشون کا کام بنایا ہوا ہی کہ اوس سے بہتر بننا خیال مین نہین آتا ہر ایک پتھر پر
منبت کاری مین ایسی ایسی خوبصورت گلکاری کی ہی اور ایسے اچھے اچھے بیل
بوٹے کھودے ہین کہ بیان سے باہر ہی ہر ایک جگہہ در و دیوار اور ستون پر بتون کی
مورتین بنی ہوئی تھین اور زنجیرون مین گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے تھے چنانچہ ابتک
اس بت خانے کا ضلع شرقی اور شمالی بدستور موجود ہی اس مندر مین لوہے کی لاٹھ
گو جو بشنوی مذہب کی ہی بدستور قائم رکھنے اور در و دیوار پر کرشن اوتار اور مہادیو اور
گنیش اور ہنومان کی مورتین کھودنے سے یقین ہوتا ہی کہ یہ مندر بشنوی مذہب
کا تھا اگرچہ مسلمانون کے وقت مین سب مورتین توڑ ڈالی گئین ہین الا ان ٹوٹی
مورتون مین بھی غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہی کہ یہ فلانی مورت تھی ہماری راے
مین اس بت خانے مین ان دالانون کے سوا سنگ سرخ کی بھی کوئی عمارت تھی کہ وہ
بھی توڑی گئی کیونکہ اس قسم کے پُرانے پتھر مورت دار اب بھی پائے جاتے ہین ۔

مسجد آدینہ دہلی یا مسجد جامع دہلی یا مسجد قوۃ الاسلام

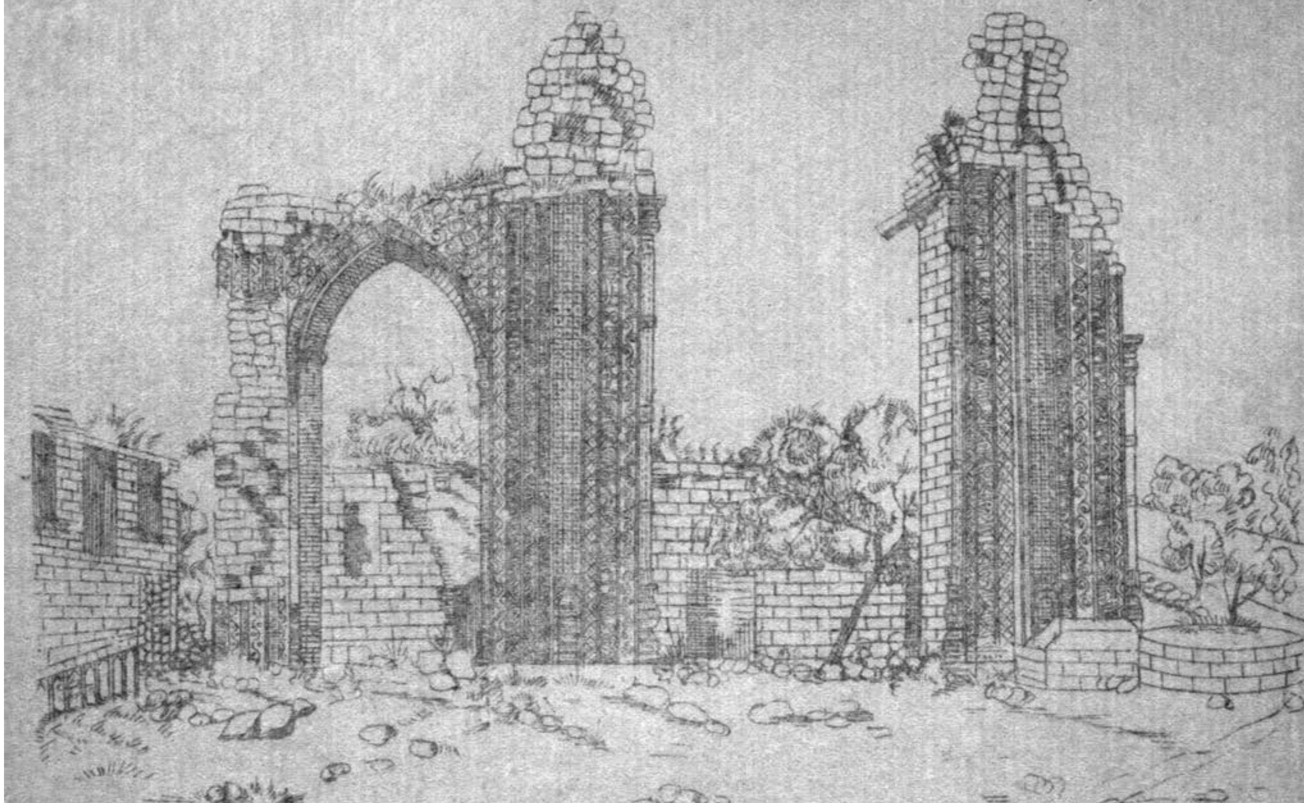
جبکہ ۵۸۷ سنہ ہجری مطابق ۱۱۹۱ سنہ عیسوی موافق سمت ۱۲۴۸ بکرماجیت قطب الدین ایبک (تاج المآثر)



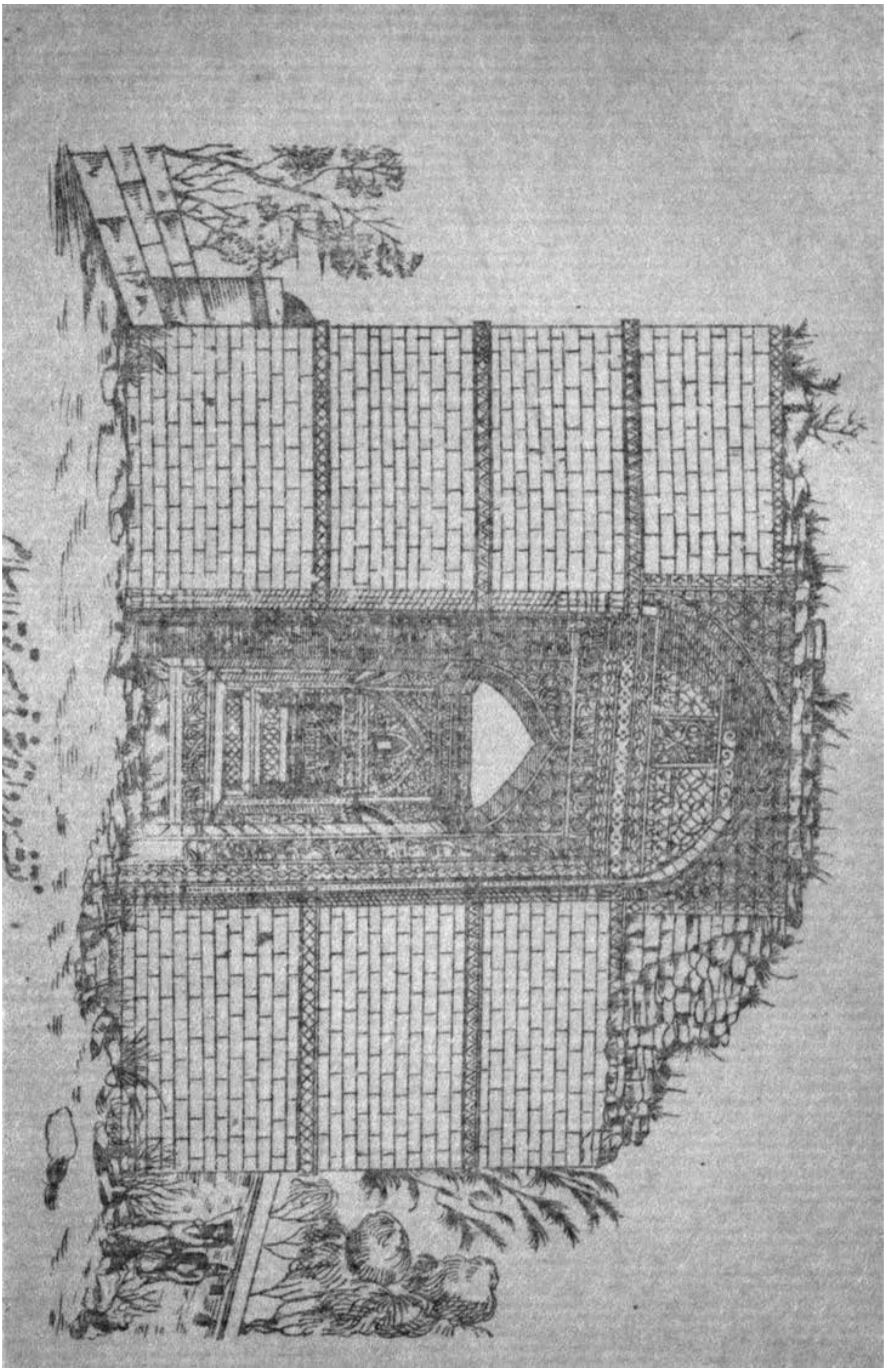
نقشۂ درجۂ اول مسجد قوۃ الاسلام

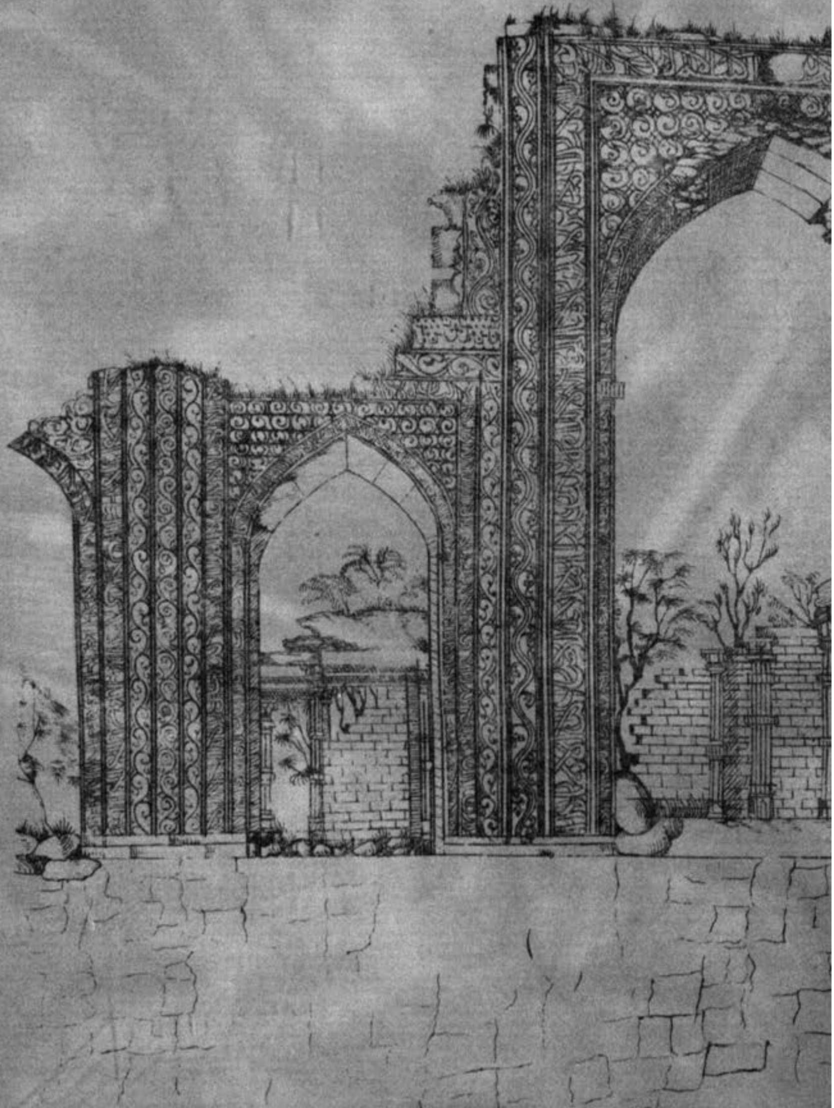


نقشہ دروازۂ شمالی درجۂ دوم مسجد قوۃ الاسلام



نقشهٔ درجهٔ سوم مسجد قوة الاسلام





سلام

معزالدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کے سپہ سالار نے دلی کو فتح کیا تب اس بت خانے کو مسجد بنا دیا اور مورت مندر مین سے نکال ڈالی اور جس جس جگہ دیوارون مین اور دروازون مین اور ستون مین بتون کی مورتین بنی ہوئی تھین اونمین سے کسی کو بالکل توڑ دیا اور کسی کا چہرہ مٹا دیا مگر بت خانے کی عمارت بدستور قائم رکھی اور ستائیس بت خانون کا اسباب جو پانچ کرور اور چالیس لاکھ دلیوال کا تھا اس مسجد مین چڑھا دیا اور شرقی دروازے پر فتح کی تاریخ اور اپنے نام کا کتبہ لگا دیا۔

دلیوال ایک سکہ دس ٹکہ کا تھا چنانچہ پتھورا اور سلطان معزالدین اور سلطان شمس الدین کے وقت کے سکے دلیوال ابتک موجود ہین اور انکا ذکر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کی کتاب نمبر ... نمبر ۳۰ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۶ ... مین مندرج ہے ۱۲ ... دیکھو کتبہ نمبر ۳ و ۴ تاریخ فرشتہ و تاج الماثر

تعمیر سلطان معزالدین

بعد اسکے جبکہ قطب الدین ایبک دوبارہ اجمیر اور قلعہ رنتھور اور نہر والے گجرات کو فتح کرکر غزنین گیا تب سلطان معزالدین نے حکم دیا کہ اس بت خانے مین مسجد کی عمارت بھی بنائی جائے غزنین سے مراجعت کرکر ۵۹۲ ہجری مطابق ۱۱۹۵ عیسوی مین بادشاہ کے حکم بموجب اس بت خانے کے غربی ضلع کے سامنے پانچ در بطور مسجد کے سنگ سرخ سے بنانے شروع کیے اور شمالی دروازے پر تعمیر شروع ہونے کی تاریخ کندہ کرکر لگا دی ۵۹۴ ہجری مطابق ۱۱۹۷ عیسوی کے یہ عمارت بنکر تیار ہو گئی چنانچہ بیچ کے در کے بائین بازو پر یہ تاریخ کندہ ہے ان پانچون درون مین سے بغلی دونون در تو تخمیناً اٹھائیس فٹ اونچے ہین اور بیچ کا بڑا در اڑتالیس فٹ کے قریب اونچا اور اکیس فٹ چوڑا ہے ان درون پر نہایت تکلف کی منبت کاری اور

دیکھو کتبہ نمبر ۵

دیکھو کتبہ نمبر ۶

طرح طرح کے بیل بوٹے پھول پتی بنے ہوئے تھے کہ بیان سے باہر ہی پانچون
درون پر کلام اللہ کی آیتین اور حدیثین کھدی ہوئی ہین جبکہ مسجد تیار ہوئی تو
اسکے در و دیوار پر نہایت تیاری سے سُنہرے کلس چڑھا دیے گئے تھے ان تاج المآثر
درون مین بھی بت خانے کے پتھر لگے ہوئے ہین چنانچہ بیچ کے در کا ایک پتھر
گر پڑنے سے اندر کا ایک پتھر دکھائی دیتا ہی جسمین بتون کی مورتین کھدی ہوئی ہین
دوربین سے وہ مورت بخوبی دکھائی دیتی ہی غرض اسقدر مسجد کا جو سلطان
معزالدین اور قطب الدین ایبک کے وقت مین تھی پچاس گز اور طول ڈیڑھ سو گز سے فٹی
گز سے ہی اس مسجد کا متولی فضل ابن ابوالمعالی مقرر ہوا چنانچہ غربی دالان کے
ایک ستون پر اوسکا نام کندہ ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۷

تعمیر سلطان شمس الدین التمش

بعد اوسکے سلطان شمس الدین التمش نے اس مسجد کو بڑھانا چاہا اور سنہ ۶۲۷ ہجری
مطابق سنہ ۱۲۲۹ عیسوی کے اس مسجد کے دونون طرف جنوباً اور شمالاً تین تین در
اور بنائے اور رائے پتھورا کے بت خانے کے باہر کے دالان تک مسجد بڑھا دی یہ در بھی
سنگ سرخ کے بہت تحفہ بنے ہوئے ہین اور اون پر نسخ اور کوفی خط مین آیات قرآنی
کندہ ہین اور بہت تحفہ بیل بوٹے پھول پتی منبت کاری کے بنے ہوئے ہین جنوبی
درون کے بیچ کے در کے بائین بازو پر تاریخ تعمیر کی کندہ ہی ان درون کی اکثر دیکھو کتبہ نمبر ۸
محرابین ٹوٹ گئی ہین بلکہ شمالی درون مین کا ایک در سارے کا سارا گر پڑا ہی آگیا ہی

92

تاریخ فرشتہ

جبکہ ۶۳۱ھ ہجری مطابق ۱۲۳۳ عیسوی مین سلطان شمس الدین نے مالوہ اور اوجین کو فتح کیا اسوقت بتخانہ مہاکال کو توڑکر وہان کی مورتین راجہ بکرماجیت کی تصویر سمیت دِلی مین لاکر اس مسجد کے دروازے کے آگے ڈالدین تھین یہ تین تین در ضلع غربی کے جانب شمال اور جنوب کو جو شمس الدین التمش نے بنائے ۳۲ بتیس ۳۲ بتیس گز اور ایک ایک فٹ لنبے ہین اور بیچ کا در آٹھ گز کا چوڑا ہی اور جنوبی ضلع اسکا بت خانے کے قدیم دالان ہین جو پرکھما کے لیے بنائے تھے اون کا طول ایک سو بتیس ۱۳۲ گز بہ فٹی گز سے ہی۔

قطب صاحب کی لاٹھ یا مینار یا ماذنہ

اس عمارت کی رفعت اور شان اور بلندی اور خوشنمائی کا بیان نہین کیا جا سکتا حقیقت مین یہ عمارت ایسی ہی کہ روے زمین پر اپنا مثل نہین رکھتی نقل مشہور ہی کہ اگر اوسکے نیچے کھڑے ہوکر اوپر دیکھو تو ٹوپی والے کو ٹوپی اور پگڑی والے کو پگڑی تھام کر دیکھنا پڑتا ہی اس لاٹھ پر سے نیچے کے آدمی ذرا اور اسے معلوم ہوتے ہین اور چھوٹے چھوٹے آدمی ننھے ننھے ہاتی گھوڑے دکھائی دینے سے عجب کیفیت معلوم ہوتی ہی اسیطرح نیچے والون کو اوپر کے آدمی بہت چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا فرشتے آسمان سے اوترتے ہین غرضکہ یہ لاٹھ عجائب روزگار سے ہی باوجود اسقدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع بنی ہوئی ہی کہ بے اختیار دیکھنے کو جی چاہتا ہی اس لاٹھ کے نیچے

کے درجے کی ایک پخ مدور اور ایک کمر کی بنائی ہی اور دوسرے درجے کی سب
پخین مدور ہین اور تیسرے درجے کی سب پخین کمر کی ہین اور اوپر کے دونون درجے
گول ہین اور تمام پتھر سنگ سرخ کا لگا ہوا ہی مگر چوتھے درجے مین سنگ مرمر بھی ہی
اور ہر جگہ منبت کاری اور گلکاری ایسی خوبصورتی سے کی ہی کہ اوسکی ہر ایک
بیل مسلسل پر ہزارون معشوقون کی زلف دوتا قربان ہی اور اوسکے ادنے سے
ادنے پھول پنکھڑی پر سیکڑون گلرخون کے لب جان بخش نثار ہین مگر اس لاٹھ
کی بنا مین بہت گفتگو ہی مسلمانون مین بہت مشہور ہی کہ یہ لاٹھ سلطان شمس الدین
التمش کی بنائی ہوئی ہی اور اکثر تاریخ[1] کی کتابون مین اور کتبۂ عہد سکندر بہلول
مین اس لاٹھ کو سلطان شمس الدین التمش کی لاٹھ کر کر لکھا ہی اور بعضی تاریخون
مین اس لاٹھ کو مسجد کا ماذنہ[2] لکھا ہی اور بعضی کتابون[3] مین اس لاٹھ کو سلطان
معز الدین کی لاٹھ لکھا ہی مگر اس سبب سے کہ اس لاٹھ کا پہلا دروازہ شمال رویہ
ہی اور ہندون کے مندر کی عمارت کا دروازہ ہمیشہ شمال رویہ ہوتا ہی برخلاف
ماذنون کے کہ اونکے دروازے ہمیشہ شرق رویہ ہوتے ہین چنانچہ سلطان علاء الدین
نے جو لاٹھ بنانی شروع کی اوسکا شرق رویہ دروازہ رکھا اور نیز اس سبب
سے کہ اکثر مسلمانون کی عادت ہی کہ ایسی عمارت کو کرسی دیکر بناتے ہین جیسے
کہ سلطان علاء الدین نے اپنی لاٹھ کو کرسی دیکر بنانا شروع کیا تھا برخلاف
ہندوون کے کہ وہ بدون کرسی بناتے ہین جیسے کہ یہ لاٹھ بنی ہوئی ہی اور نیز

[1] تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

[2] تقویم البلدان

[3] فتوحات فیروز شاہی

اس سبب سے کہ اس لاٹھ کے پہلے درجے کے پتھر کتبون کے مقام سے ایسے
معلوم ہوتے ہین جیسے پیچھے کر لگائے ہین اور نیز اس وجہ سے کہ جسطرح اصل بت خانے
مین زنجیرون مین گھنٹے لٹکتے ہوئے پتھرون پر کھودے ہین اوسیطرح اس پہلے کھنڈ
پر زنجیرون مین گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے ہوئے ہین اور نیز اس دلیل سے کہ جسطرح
کتبہ فتح نامے کا بنام قطب الدین ایبک سپہ سالار اور دوسرا معز الدین کے نام کا
اصل بت خانے پر ہی اوسیطرح اس لاٹھ پر ہی غالب ہی کہ پہلا کھنڈ اس لاٹھ کا ہندوون
کے وقت کا ہی کچھ عجب نہین کہ اس پہلے کھنڈ مین جہان جہان کتبہ کھدا ہوا ہی وہان
پہلے بتون کی مورتین ہون اس سبب سے وہ پتھر نکال کر یہ کتبے جنمین بادشاہون کے
نام اور قرآن کی آیتین ہین لگائی ہون جسمین بادشاہ کی تعریف ہی جو بات کہ مدت
سے مشہور چلی آتی ہی کہ یہ لاٹھ راے پتھورا نے اپنے قلعہ اور بت خانے کے ساتھ
یعنی سمت ۱۲ بکرماجیت مطابق سنہ ۱۱۴۳ عیسوی موافق سنہ ۵۳۸ ہجری کے بنائی صحیح
معلوم ہوتی ہی کیونکہ اوسکی بیٹی سورج مکھی مذہب کی تھی اور ہندو جمنا کو سورج
کی بیٹی اعتقاد کرتے ہین اسواسطے اس مذہب والے جمنا کا درشن کرنا بھی بڑا
دھرم جانتے ہین اس سبب سے جمنا کے درشن کو اس لاٹھ کا پہلا کھنڈ بنا سنہ ۵۸۷
ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۱ عیسوی مین جب یہ بت خانہ مسلمانون نے فتح کیا تو اس پر اپنے[1]
نام کے کتبے لگائے[1] اور فضل ابن ابو المعالی کو متولی کیا اور اوسکا نام پتھر[2]
پر کھود کر دروازے کے پاس لگا دیا جس زمانے مین سلطان شمس الدین التمش نے

[1] دیکھو کتبہ نمبر ۹
[2] دیکھو کتبہ نمبر ۱

اس مسجد کے ادھر اودھر تین تین در بڑھائے یعنی ۶۲۷ سنہ ہجری مطابق ۱۲۲۹ عیسوی
کے اوسی زمانے مین اس لاٹھ کو بھی بڑھایا اور دوسرے کھنڈ کے دروانے پر اسکا
حال کھدوایا اور جب سے اسکا نام مأذنہ رکھا اور ہر درجے پر اسی نام کا کتبہ اور
جمعے کی نماز کی آیت کو کھودا اور معمار کا نام لکھا اگرچہ اب اس لاٹھ کے پانچ کھنڈ
ہین لیکن اسمین بھی کچھ شک نہین کہ جسطرح مشہور ہی پہلے اس لاٹھ کے سات
کھنڈ تھے اور مینارۂ ہفت منظری کے نام سے بھی یہ لاٹھ مشہور رہی اور جہان اب
کٹہرا لگا ہوا ہی وہان ایسے کنگورے بنے ہوئے تھے جیسے فصیلون کے ہوتے ہین
اور پانچوین درجے پر ایک درجہ تھا کہ اوسکے چارون طرف دروانے تھے اور اوسکے
اوپر بطور لبنی برجی کے مثل راس مخروط لداو تھا کہ ساتوان درجہ شمار ہین
آتا تھا یہ ساتوان درجہ ۷۷۰ سنہ ہجری مطابق ۱۳۶۸ عیسوی مین فیروز شاہ نے بنایا تھا
کیونکہ وہ لکھتا ہی کہ مرمت کے وقت مین نے اس لاٹھ کو جتنی پہلے تھی اوس سے
اونچا کر دیا اور اس لاٹھ کی مرمت کا حال پانچون کھنڈ کے دروانے پر کھدوا دیا بعد اوسکے
پھر لاٹھ مرمت طلب ہو گئی تھی ۹۰۹ سنہ ہجری مطابق ۱۵۰۳ عیسوی مین فتح خان نے
سلطان سکندر بہلول کے وقت مین مرمت کی اور اسکا حال کھدوا کر پہلے دروازے
کی پیشانی پر لکھوا دیا مشہور ہی کہ تخمیناً ۱۱۹۷ سنہ ہجری مطابق ۱۷۸۲ عیسوی کے
کالی آندھی اور بھونچال کے صدمے سے اوپر کے کھنڈ گر پڑے تھے اور نیز
بسبب پرانے ہونے کے پہلے کھنڈ کے پتھر بہت گر پڑے تھے اور اکثر جگہ سے

دیکھو کتبہ نمبر ۱
دیکھو کتبہ نمبر ۱۲
فتوحات فیروز شاہی
دیکھو کتبہ نمبر ۱۱
دیکھو کتبہ نمبر ۱۴

شکستہ ہو گئے تھے ۱۸۲۹ء عیسوی مطابق ۱۲۴۵ھ ہجری کے سرکار دولتمدار انگریزی
کے حکم سے مسٹر اسمٹ صاحب گڈھ کپتان نے اس لاٹھ کی اول سے آخر تک
مرمت کی اور جس جگہ کہ کنگورے تھے وہان سنگین کٹھرا بہت مستحکم لگا دیا اور پانچوین
درجے پر برجی کٹھرا بہت خوبصورت بنا دیا اور چھٹے کھنڈ کی جگہ سنگین آٹھ دری برجی
نہایت خوبصورت اور ساتوین کھنڈ کی جگہ کاٹ کی برجی لگائی تھی اور اوسپر
پھریرا کھڑا کیا تھا مگر افسوس ہی کہ وہ دونون برجیان قائم نرہ سکین اس سبب سے
سنگین برجی کو لاٹھ پر سے اوتار کر نیچے کھڑا کر دیا ہی اور کاٹ کی برجی ضائع ہو گئی
مگر نہایت افسوس ہی کہ مرمت کے وقت اس لاٹھ کے کتبون کے حرف جو گر پڑے
تھے بالکل غلط بنائے ہین اکثر جگہ صورت لفظون کی بنا دی ہی جب غور کر کر دیکھو
تو وہ لفظ نہین ہی صرف نقش ہین اور بعضے غلط لفظ بنا دیے ہین اور بعضی
جگہ اپنی طرف سے ایسی عبارت کھود دی ہی کہ اصلی کتبے کے مضمون سے
بالکل علاقہ نہین رکھتی آجتک اس لاٹھ کے کتبے نہین پڑھے گئے تھے ہمنے
سارے کتبے دوربین کی استعانت سے پڑھے پہلا کھنڈ اس لاٹھ کا بتیس گز گئی
انچھ اور دوسرا کھنڈ سترہ گز گئی انچھ اور تیسرا کھنڈ تیرہ گز اور چوتھا کھنڈ سوا آٹھ گز
اور پانچوان کھنڈ بھی مع اوس تھوڑی سی اونچائی کے جو کٹھرے کے اندر ہی
سوا آٹھ گز اونچا ہی اس حساب سے کل اونچائی اس لاٹھ کے پانچون کھنڈون
کی جواب موجود ہین قریب اسّی گز کے ہوتی ہی اور سنگین برجی کی اونچائی جو

سرکار انگریزی نے چڑھائی تھی اور اب اوتار کر نیچے رکھدی ہی جھ گز ہی کہ چوبی برجی اور پھر برے کی اونچائی مل کر یہ لاٹھ سو گز اونچی ہی اور مشہور بھی یہی ہی کہ جب اس لاٹھ کے ساتون کھنڈ قائم تھے تو یہ لاٹھ سو گز اونچی تھی اس لاٹھ کی جڑ کا پچاس گز محیط ہی اور سرے پر کا دس گز کا ہی یہ لاٹھ اندر سے بالکل خالی ہی اور اوسمین چکردار سیڑھیان بنی ہوئی ہین پہلے درجے مین ایکسو چھپن [١٥٦] اور دوسرے درجے مین اٹھتر اور تیسرے درجے مین باسٹھ [٦٢] اور چوتھے مین اکتالیس [٤١] اور پانچوین مین بھی اکتالیس [٤١] ہین کہ کل سیڑھیان اس لاٹھ کی تین سو اٹھتر [٣٧٨] ہوئین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پہلے بھی اسیقدر سیڑھیان ہونگی کیونکہ اوپر کے دونون درجون مین چڑھنے کا رستہ نتھا۔

تعمیر سلطان علاء الدین
لاٹھ کے پاس کا بڑا دروازہ

جبکہ سلطان علاء الدین محمد شاہ خلجی بادشاہ ہوا اور اوسکے دلمین عمارت کا شوق آیا اوسنے سنہ ۷۱۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۰ عیسوی اسی مسجد کے لیے بہت بڑا دروازہ لاٹھ کے پاس بنوایا[١] یہ دروازہ بالکل سنگ سرخ کا ہی اور کہین کہین سنگ مرمر بھی لگا ہوا ہی اسکے چارون طرف چار دروازے بنائے ہین اور چھت کا بطور برج کے بہت اونچا الداؤ لداؤ ہی ہر ایک جگہ بہت تحفہ منبت کاری اور گلکاری کی ہی اور حدیثین اور قرآن کی آیتین کھدوادی ہین اور عربی[٢] اور جنوبی[٣] اور شرقی[٤] دروازے پر اپنے

[١] خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی

[٢] دیکھو کتبہ نمبر ۱

[٣] دیکھو کتبہ نمبر ۲

[٤] دیکھو کتبہ نمبر ۳

نام کا کتبہ لگایا ہی مگر اس کتبے کے بہت پتھر گر پڑے ہین اور بعضے حرفون کو شورکھی کھا گیا ہی اس دروازے کے بن چکنے کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ اس مسجد مین[۱] جو تھا درجہ اور بنایا جائے بیچ کا درجہ تو سلطان معزالدین کا بنایا ہوا تھا اور ادھر ادھر کے دو درجے سلطان شمس الدین التمش کے بنائے ہوئے تھے شمال کیطرف چوتھا درجہ سلطان علاءالدین کے حکم سے بنا شروع ہوا یہ درجہ ایک سو پچیس ۱۲۵ گز کا سہ فٹے گز سے بنایا تھا اور نو درون کی بنیاد رکھی تھی اور بیچ کا در سولہ ۱۶ گز کا چوڑا رکھا تھا سنہ ۷۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۱ عیسوی مین یہ عمارت بن رہی تھی افسوس کہ بادشاہ کی عمر نے وفا نکی کہ سنہ ۷۱۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۵ عیسوی کے مرگیا اور یہ مسجد ناتمام رہ گئی اگر یہ عمارت پوری ہو جاتی تو ساری مسجد ملکر ضلع شرقی غربی اسکا دو سو اکتالیس ۲۴۱ گز کا لنبا اور ضلع جنوبی شمالی ایک سو بتیس ۱۳۲ گز کا لنبا ہوتا اس جانب کو بادشاہ نے ایک دروازہ بنانا شروع کیا تھا مگر وہ بھی ناتمام رہ گیا ان ناتمام عمارتون مین بھی نہایت منبت کاری کے پتھر لگائے تھے اور کتبے اور حدیثین کھدوائی تھین معلوم نہین کہ یہ پتھر کون اوکھیڑ لے گیا کیونکہ صاف پتھر اوکھڑے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور اب بجز چونے اور پتھر کی چنائی کے اور کچھ نہین رہا اس مسجد کی تعریف قران السعدین مین امیر خسرو نے لکھی ہی اور یہ ایک شعر اوسمین کا ہی شعر

مسجد او جامع فیض آلہ   زمزمۂ خطبۂ او تا بماہ

[۱] خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی

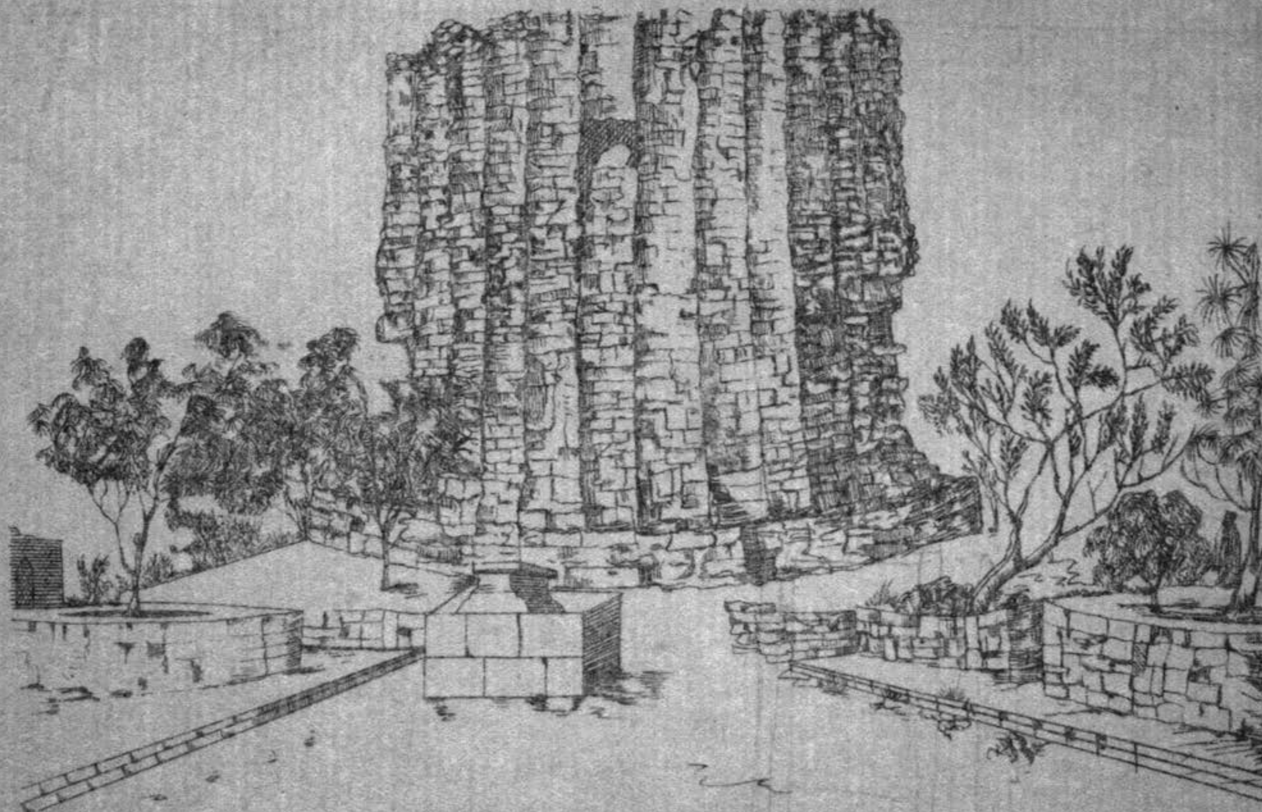
ادھبنی لاٹھ

اس بادشاہ کو اپنی نام آوری کا بہت شوق تھا اس سبب سے جب اوسنے مسجد بڑھانے کا حکم دیا یعنی ۷۱۱ھ ہجری مطابق ۱۳۱۱ عیسوی مین تو اوسکے ساتھ یہی حکم دیا کہ اس مسجد کے صحن مین ایک مینار بھی بنائین کہ پہلے مینارے سے دوگنا ہو چنانچہ سو گز کے محیط سے مینار بنا شروع ہوا اور اس مینار کی بنیاد مسلمانون کے طریق پر رکھی یعنی کرسی بھی دی اور پہلا دروازہ غرب کی جانب ہی رکھا اور یہ ارادہ کیا کہ دو سو گز اونچا بنایا جائے ہرچند اس مینار کی بہت پائداری کی مگر عمر کی کچھ مضبوطی نہو سکی کہ ہنوز ایک درجہ بھی پورا نہونے پایا تھا کہ بادشاہ کی عمر پوری ہو گئی اور یہ عجیب عمارت ادھوری رہ گئی اس لاٹھ کا بھی پتھر سب اوکھڑ گیا ہی نرا چونے اور پتھر کا ڈھیم کھڑا ہی امیر خسرو قران السعدین مین اس منارے کی بھی تعریف لکھتے ہین اور یہ اوسمین کے دو شعر ہین شعر

شکل منارہ چو ستونی ز سنگ ❊ از پی سقف فلک شیشہ رنگ
سقف سما گر کہنگی شد نگون ❊ در تہ او داشتہ سنگین ستون

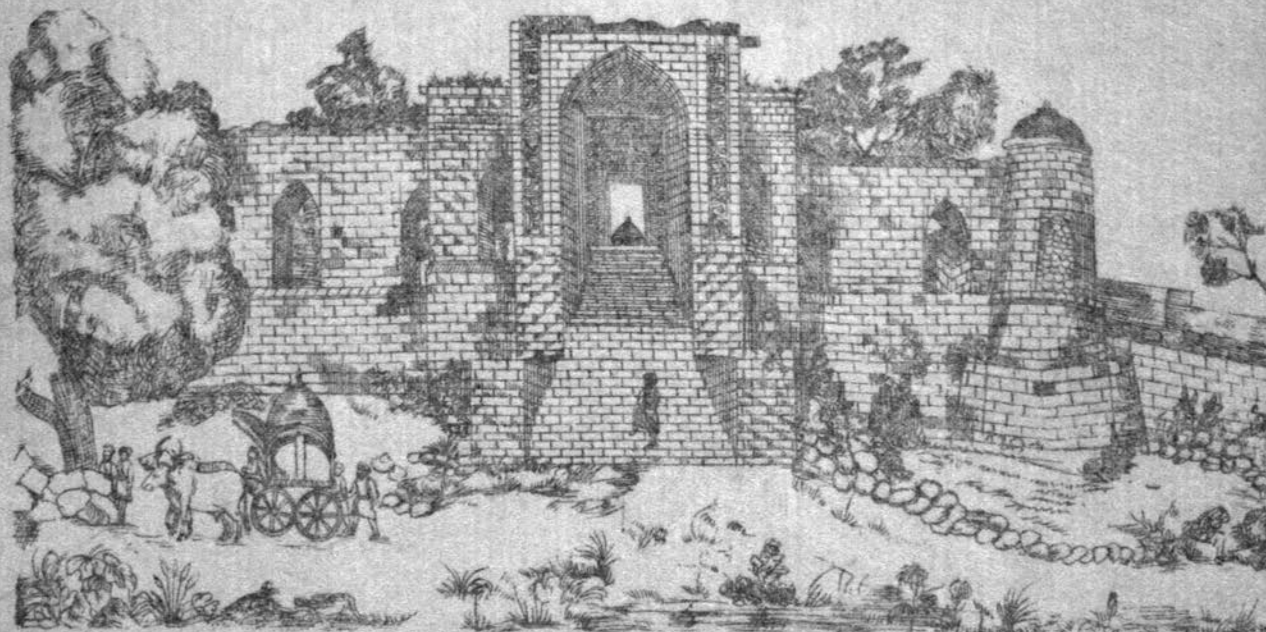
تاریخ کی کتابون مین اس مسجد کو مسجد آدینہ دہلی اور مسجد جامع دہلی کر کر لکھا ہی مگر مسجد قوۃ الاسلام اسکا نام کہین نہین ملا معلوم نہین کہ یہ نام کب رکھا گیا ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب یہ بت خانہ فتح ہوا اور مسجد بنائی گئی اسوقت اسکا نام قوۃ الاسلام رکھا ہوا لا ایسی مسجدین اصلی نام سے مشہور نہین ہوتین بلکہ

۱ خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی

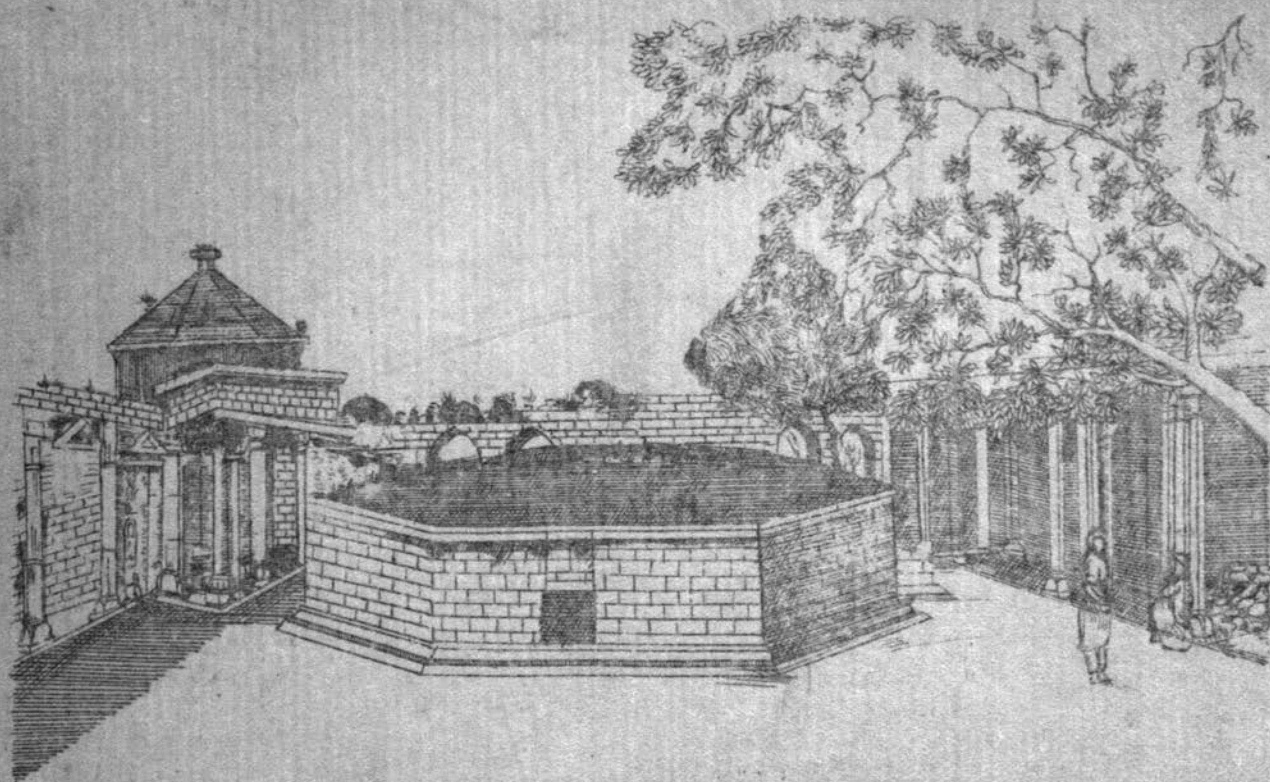


نقشہ ٹوٹی لاٹھ کا

96



نقشۂ دروازہ درگاہ سلطان محمود غوری غازی



نقشۂ درگاہ حضرت سلطان غازی

جامع مسجد کرکر مشہور ہو جاتی ہین جیسے شاہ جہان آباد کی مسجد کہ اصلی نام اسکا
مسجد جہان نما ہی مگر جامع مسجد کرکر مشہور ہی۔

حوض شمسی یا قطب صاحب کا تالاب

(۱ تاریخ فرشتہ) قطب صاحب کے نواح مین سلطان شمس الدین التمش نے قریب ۶۲۷ سنہ ہجری
مطابق ۱۲۲۹ سنہ عیسوی کے یہ حوض بنایا تھا مشہور ہی کہ یہ حوض سنگ سرخ کا بنا ہوا تھا
مگر اب سب ٹوٹ گیا ہی اور نرا تالاب رہ گیا ہی یہ تالاب دو سو چہتر بیگھ پختہ کا ہی جب
(۲ خزائن الفتوح مشہور بہ تاریخ علائی) یہ حوض بنا ہوا تیار ہوگا تو خیال کرنا چاہیے کہ کتنا بڑا ہوگا سلطان علاءالدین نے
قریب ۷۱۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۱ سنہ عیسوی کے اس کو کہ مٹی سے اٹ گیا تھا
صاف کرایا اور اوسکے بیچون بیچ مین ایک لداؤ کا چبوترہ نیچے سے خالی بنا کر
اوسپر برجی نہایت خوبصورت بنائی چنانچہ ابتک وہ برجی موجود ہی فیروز شاہ
(۳ فتوحات فیروزشاہی) نے بھی اپنے زمانۂ بادشاہت مین اس حوض کی مرمت کی اور پانی آنے
کے رستے صاف کرا دئے مگر اب یہ تالاب بہت اٹ گیا ہی اور تین چار مہینے
سے سوا اسمین پانی نہین ٹھہرتا۔

مقبرۂ سلطان غاری

قطب صاحب سے دو کوس پچھمے جانب غرب یہ مقبرہ ہی سلطان ناصر الدین محمود
(۴ تاریخ فرشتہ) پسر کلان سلطان شمس الدین التمش کا جو لکھنوتی کا حکم تھا اور ۶۲۶ سنہ ہجری مطابق
۱۲۲۸ سنہ عیسوی کے اپنے باپ کے جیتے جی مر گیا اوسکی لاش کو دلی مین لاکر یہان

دفن کیا اور ۶۲۹ سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۱ عیسوی کے سلطان شمس الدین التمش نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بہت نفیس ہی اسکے اندر چارون طرف مکان ہین اور جانب غرب نری سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی مسجد ہی اور بیچون بیچ مین ایک غار ہی کہ پندرہ سیڑھیان اوتر کر اوسمین جاتے ہین اور اوسمین یہ قبر ہی اور اوس غار مین ستون کھڑے کر کر چھت پاٹ دی ہی اور چھت پر مثمن چبوترہ چار فٹ ساڑھے سات انچھ کا اونچا بنایا ہی دروازہ بھی اس مقبرے کا سنگ مرمر کا ہی اور اوسپر آیات قرآنی بخط نسخ و کوفی اور کتبہ[1] کھدا ہوا ہی اور چار دیواری سنگ خارا سے بہت مستحکم بنائی ہی چارون کونون پر چار برج ہین دروازہ اتنا کرسی دیکر بنایا ہی کہ ۲۲ بائیس سیڑھیان چڑھ کر اوسمین جاتے ہین۔

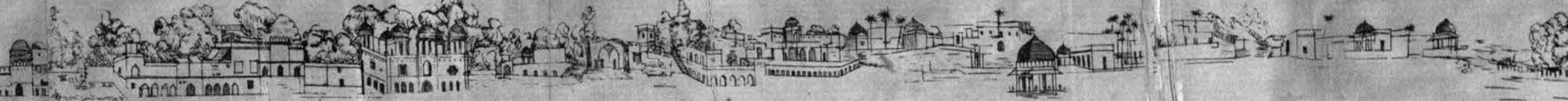
[1] دیکھو کتبہ نمبر ۱۸

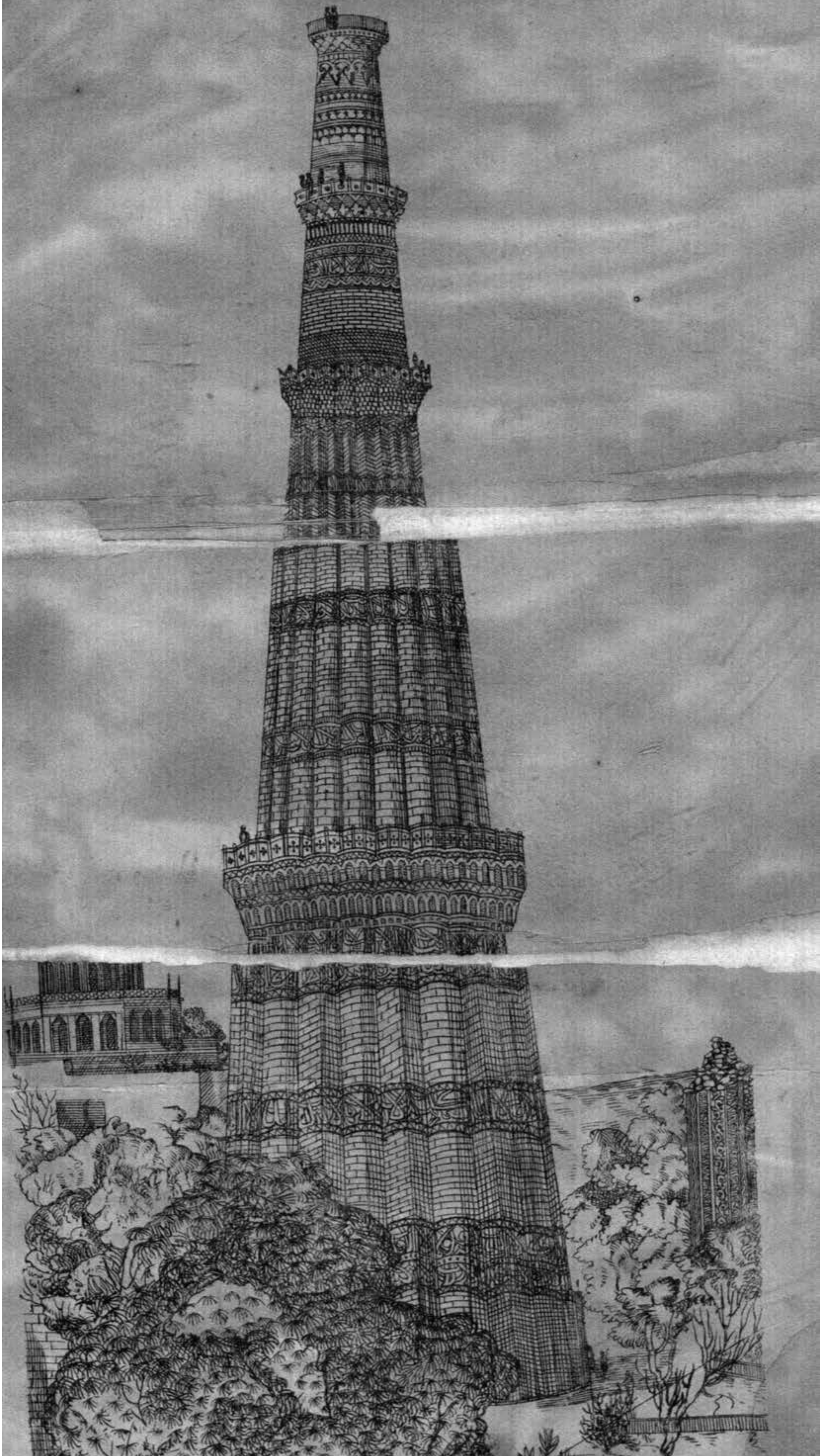
مقبرہ سلطان شمس الدین التمش

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس[2] یہ مشہور مقبرہ ہی جبکہ سلطان شمس الدین التمش سنہ ۶۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۵ عیسوی مرا تو یہان دفن کیا غالب ہی کہ یہ مقبرہ رضیہ سلطان بیگم اوسکی بیٹی نے بنایا اس مقبرہ کی عمارت باہر سے نری سنگ خارا کی ہی اور اندر سے سنگ سرخ کی ہی اور کہین کہین سنگ مرمر بھی لگا ہی تمام دیوارون پر آیات قرآنی کندہ ہین اور بہت اچھی منبت کاری کی ہوئی ہی معلوم ہوتا ہی کہ پہلے اس مقبرے پر ستون دار گنبد بھی تھا مگر اب گر پڑا ہی فیروز شاہ لکھتا ہی کہ مین نے[3] اس مقبرے کی بھی مرمت کی اور صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا اور اوسکے

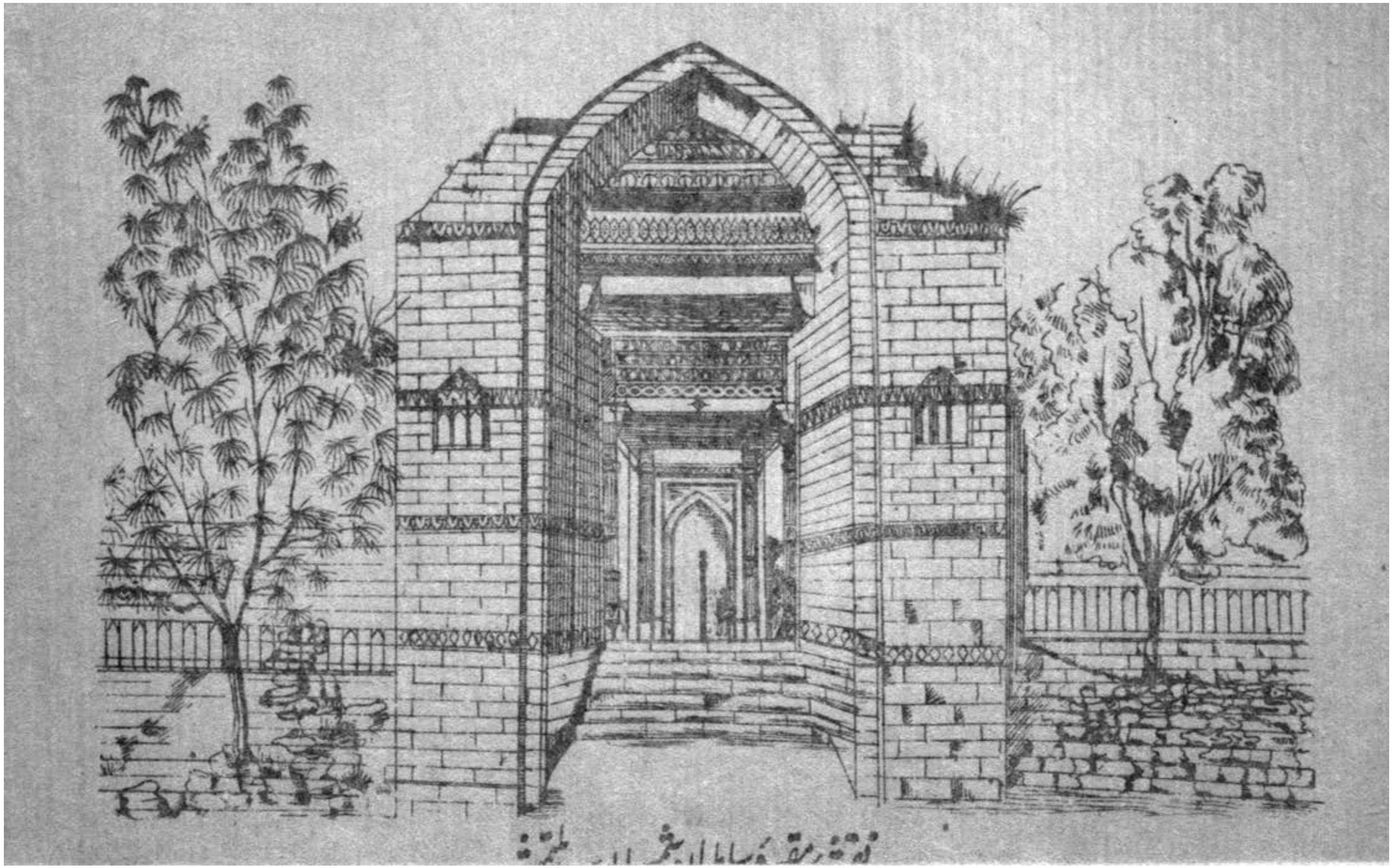
[2] مرآۃ آفتاب نما

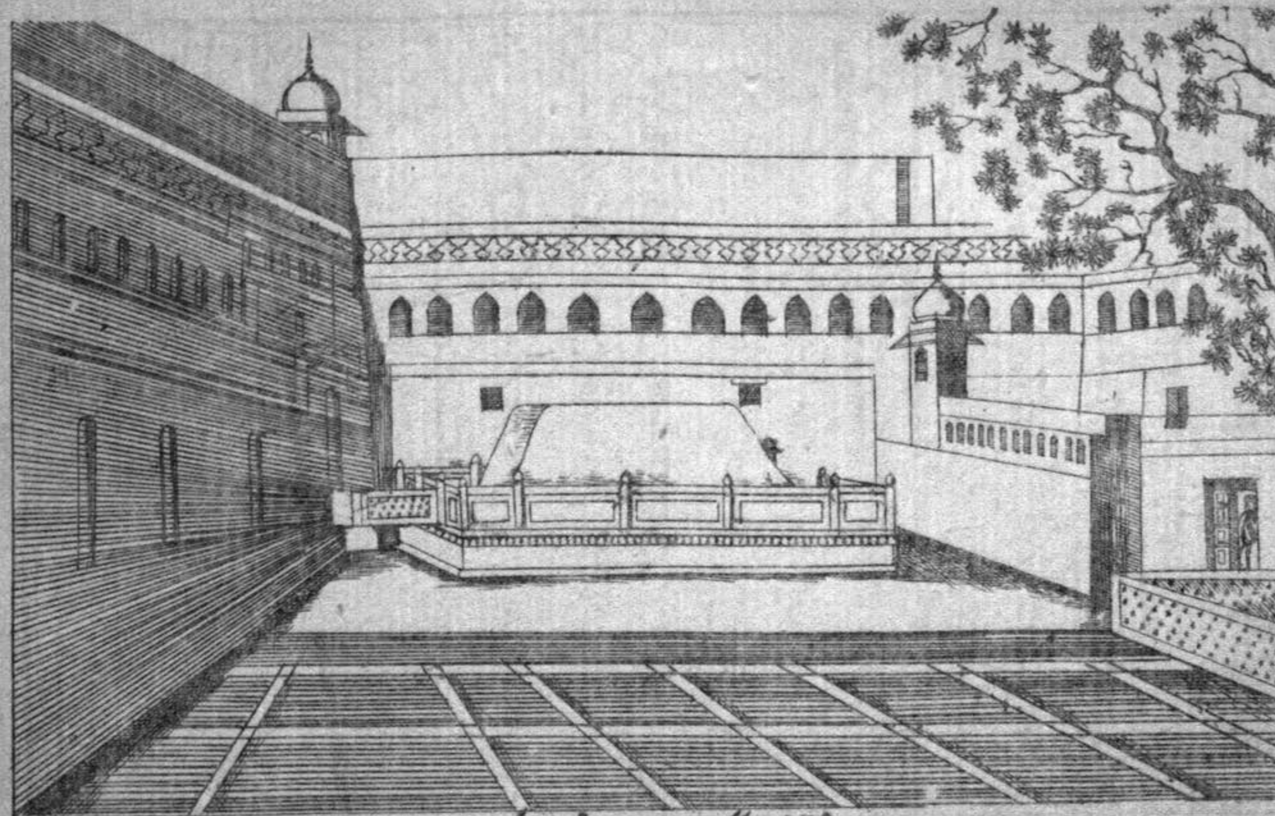
[3] فتوحات فیروزشاہی





نقشہ لاٹھ





نقشۂ درگاہ حضرت شاہ ترکمان

102

گنبد مین پتھر کی سیڑھی تراش کر لگائی مگر اب ان چیزون کا پتہ نہین رہا۔

درگاہ شاہ ترکمان

یہ درگاہ شہر شاہجہان آباد کے اندر ترکمان دروازے کے پاس واقع ہی شاہ ترکمان صاحب[۱] بڑے بزرگون مین سے ہین شمس العارفین آپ کا لقب ہی چوبیسوین (۲۴) رجب سنہ ۶۳۸ ہجری مطابق سنہ ۱۲۴۰ عیسوی معزالدین بہرام شاہ کے وقت مین آپ کا انتقال ہوا اور جب ہی سے یہ مزار بنا مگر کچھ عمدہ مکان یہان بنا ہوا نہین ہی قبر کے گرد سنگ مرمر کا کٹہرا ہی اور تھوڑی دور تک سنگ مرمر کا فرش ہی سو وہ بھی حال کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہی ہر برس چوبیسوین رجب کو یہان عرس ہوتا ہی اور بہار کے موسم مین ہر برس بڑی دھوم دھام سے بسنت ہوتا ہی شہر کا ترکمان دروازہ آپ ہی کے مزار کے سبب اس نام سے مشہور ہی۔

[۱] مرآت آفتاب نما واخبار الاخیار

مقبرۂ رکن الدین فیروز شاہ

زیر دیوار مقبرۂ سلطان غاری سواد موضع ملک پور[۲] یہ مقبرہ ہی صرف آٹھ ستون کھڑے کر کر اوپر برج بنا دیا ہی جبکہ سنہ ۶۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۷ عیسوی کے یہ بادشاہ رضیہ سلطان بیگم سے لڑ کر پکڑا گیا اور قید مین مرا تب اس مقام پر دفن ہوا فیروز شاہ نے اپنی سلطنت مین اس برج کی از سر نو مرمت کی ہی

[۲] فتوحات فیروز شاہی

مقبرۂ رضیہ سلطان بیگم

نمبر (۱۶)

شہر شاہجہان آباد مین بلبلی خانے کے محلے مین ترکمان دروازے کے پاس ایک

ٹوٹی سی چار دیواری اور چھوٹی سی قبر رضیہ[1] سلطان بیگم بنت سلطان شمس الدین التمش کی ہی جو خود بھی چند مدت تخت پر بیٹھی سنہ ۶۳۸ ہجری مطابق سنہ ۱۲۴۰ عیسوی معز الدین بہرام شاہ کے وقت مین قتل ہوئی جب یہ مقبرہ بنا مگراب بجز نشان کے اور کچھ نہین۔

[1] تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

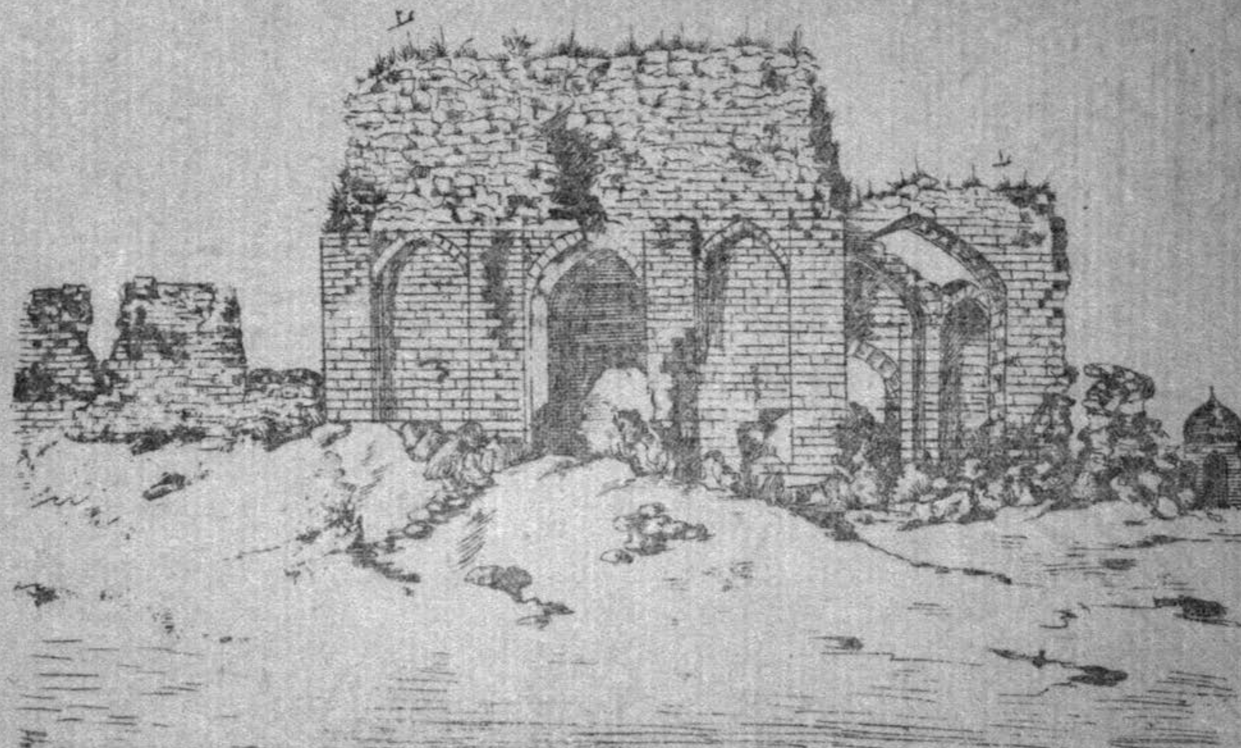
مقبرۂ معز الدین بہرام شاہ

مقبرۂ سلطان غاری کے زیر دیوار سواد موضع ملک پور مین یہ مقبرہ[2] ہی صرف آٹھ ستون کھڑے کر کرا و سپر برج بنایا ہی جبکہ سنہ ۶۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۲۴۱ عیسوی کے امرا نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور علاء الدین کو تخت پر بٹھایا تب اس مظلوم بادشاہ کی قبر پر یہ گنبد بنا فیروز شاہ کے وقت مین اس مقبرے کی مرمت ہوئی تھی۔

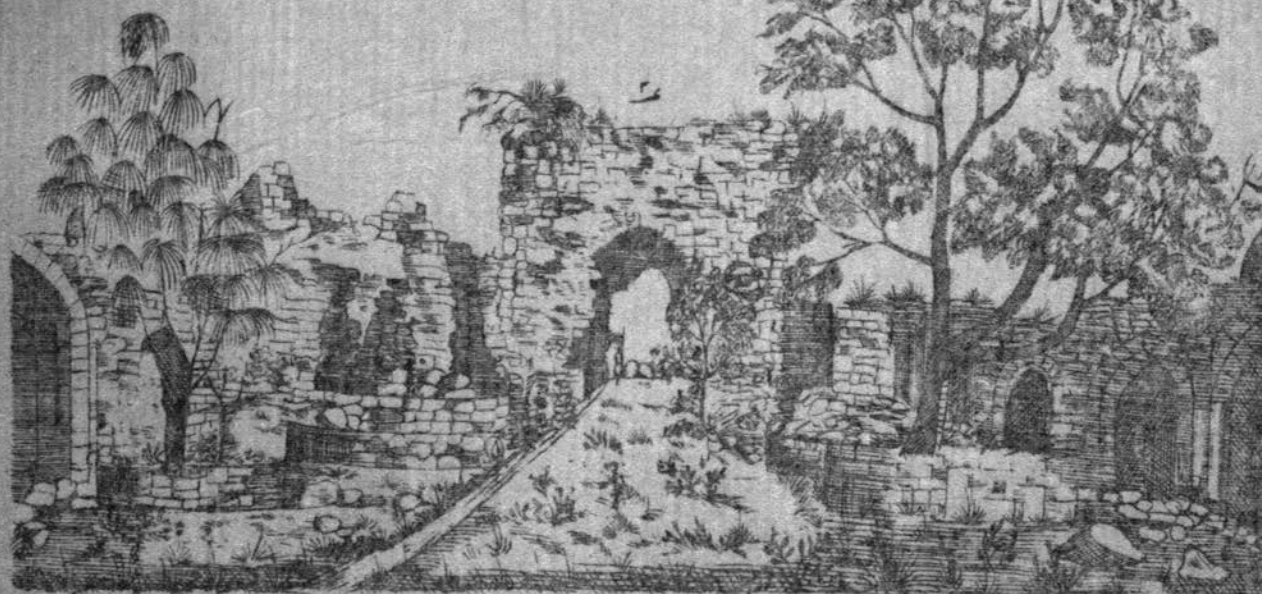
[2] فتوحات فیروز شاہی

مقبرۂ سلطان غیاث الدین بلبن

جہان قطب صاحب کی قدیم آبادی کے ٹوٹے کھنڈر ہین وہان یہ مقبرہ ہی جبکہ سنہ ۶۸۵ ہجری مطابق سنہ ۱۲۸۶ عیسوی کے یہ بادشاہ مرا تو یہان دفن کیا یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا ہی اور پتھر سب اوکھڑ گئے ہین چونے کا ڈھیر رہ گیا ہی اسی مقبرے کی بغل مین ایک اور قبر ہی مشہور ہی کہ وہ قبر خان شہید اسکے بیٹے کی ہی جو سنہ ۶۸۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲۸۴ع کے لاہور کی طرف لڑائی مین مارا گیا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مقبرہ اس بادشاہ نے اپنے سامنے بنایا تھا جبکہ خود مرا تو وہ بھی یہان دفن ہوا۔



سلطان غیاث الدین بلبن — نقشهٔ مقبرهٔ سلطان غیاث الدین بلبن و خان شهید — خان شهید



نـ۲ مقبره

نقشهٔ مقبرهٔ سلطان علاؤالدین خلجی

نـ۱ مسجد

حوض علائی یا حوض خاص

یہ حوض درحقیقت سلطان علاء الدین کا بنایا ہوا ہی جسنے قریب اپنے زمانہ تخت نشینی کے (١ فتوحات فیروز شاہی، اخبار الاخیار)
یعنی قریب ٦٩٥ سنہ ہجری مطابق ١٢٩٥ سنہ عیسوی کے بنایا تھا یہ حوض بھی ایک سو بیگہ کی پختہ
مین ہی چارون طرف اسکے پختہ دیوارین بنی ہوئی ہین فیروز شاہ کے وقت مین یہ
حوض مٹی سے بھر گیا تھا اور پانی نہین رہا تھا اوسنے تخمیناً ٧٥٥ سنہ ہجری مطابق (٢ فتوحات فیروز شاہی)
١٣٥٤ سنہ عیسوی کے اس حوض کو نئے سر سے خالی کیا اور جہان جہان ٹوٹ گیا
تھا اوسکی مرمت کی اور اوسکے اوپر ایک مدرسہ بنایا اور طالب علم مقرر کیے (٣ اخبار الاخیار)
اور مدرس نوکر رکھے جب سے اسکا نام حوض خاص مشہور ہو گیا بڑے مدرس
اس مدرسے کے سید یوسف بن جمال حسینی تھے جنکا انتقال ٧٨٩ سنہ ہجری
مطابق ١٣٨٨ سنہ عیسوی مین ہوا اور اسی مدرسے کے صحن مین دفن ہوئے اور
مقبرہ فیروز شاہ کا بھی اسی مقام پر ہی۔

مقبرہ سلطان علاء الدین خلجی

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس مسجد قوۃ الاسلام کے پیچھے نہایت ٹوٹا پھوٹا (٤ مرآت آفتاب نما)
ایک کھنڈر کھڑا ہی یہ مقبرہ ہی سلطان علاء الدین خلجی کا اگرچہ یہ بادشاہ ٧١٥ سنہ ہجری
مطابق ١٣١٥ سنہ عیسوی کے مرا لیکن غالب ہی کہ یہ مقبرہ ٧١٧ سنہ ہجری مطابق ١٣١٧ سنہ
عیسوی کے قطب الدین مبارک شاہ کے عہد مین بنا اسکے پاس ایک مسجد تھی
اور ایک مدرسہ وہ بھی بالکل شکستہ ہو گیا ہی کچھ کچھ نشان پائے جاتے ہین

فتوحات فیروزشاہی

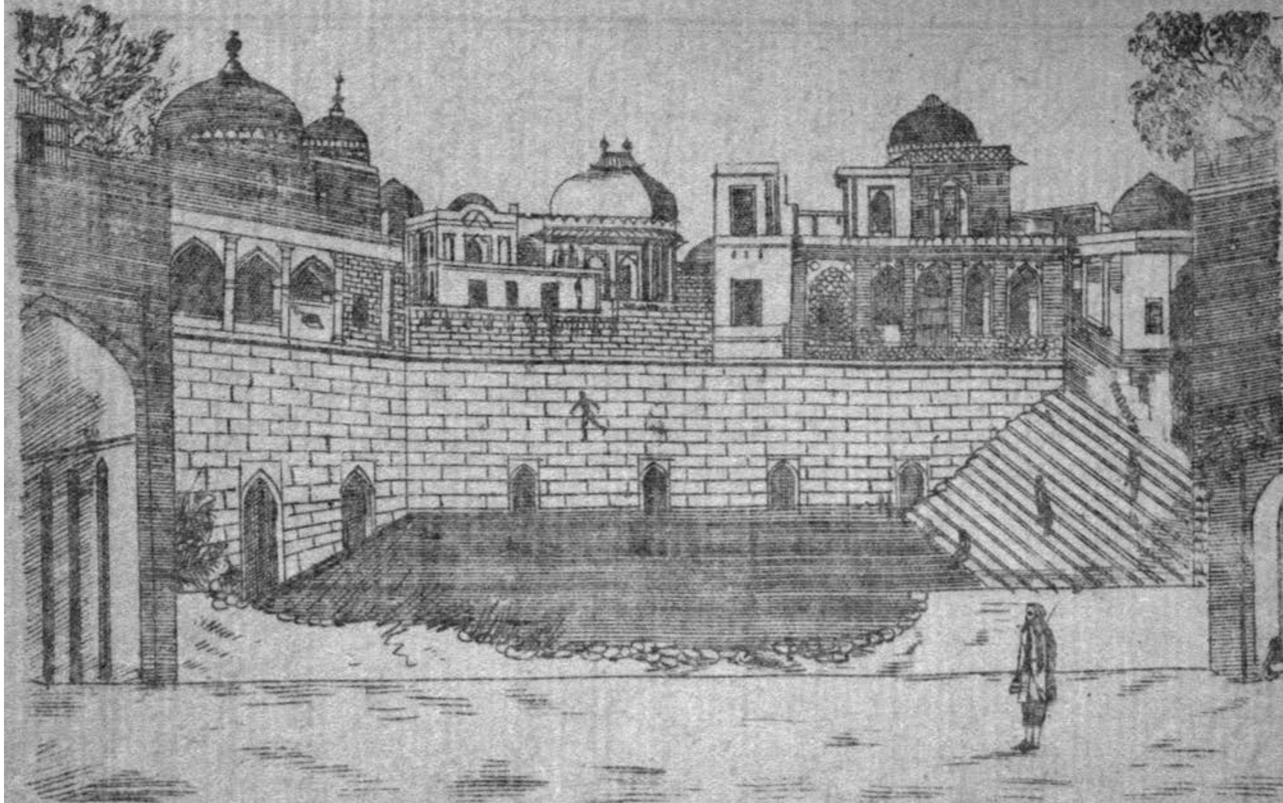
فیروز شاہ نے اپنے عہد مین اس مقبرے اور مدرسے اور مسجد کی بھی مرمت کی تھی اور صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا تھا مگر اب یہ مقبرہ بالکل چونے کا ڈھم ہی سب پتھر اوکھڑ گئے ہین اور قبر تک بھی ٹوٹ گئی ہی۔

باؤلی حضرت نظام الدین

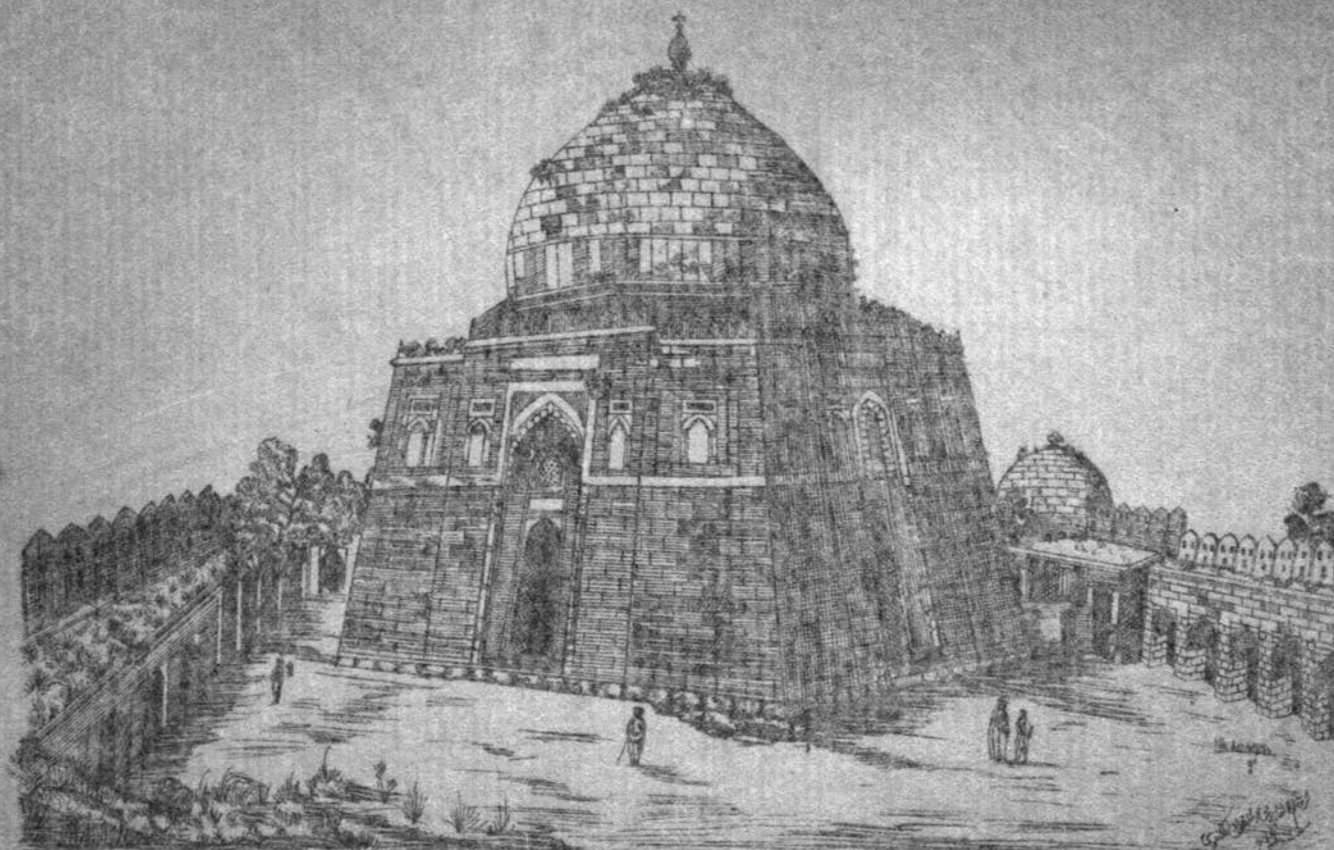
مشہور ہی کہ یہ باؤلی حضرت نظام الدین نے اپنے جیتے جی قریب ۷۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۲۱ سنہ عیسوی کے بنائی ہی اس باؤلی کا پانی بھی متبرک گنا جاتا ہی اور جن لوگ نے اور بھوت بھاگنے اور پیٹ رہنے کی منت سے اسمین نہایا جاتا ہی یہ باؤلی بہت خوب اور نہایت روشن ہی پانی کے اندر تہ ملک اسمین گول سیڑھیان بہت خوشنمائی سے بنی ہوئی ہین ۷۸۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۷۹ سنہ عیسوی کے محمد معروف ابن وحید الدین نے اس باؤلی کے جنوبی ضلع پر فیروز شاہ کے عہد مین کچھ مکانات بنائے اور جانب جنوب ایک پتھر پر چند اشعار لگائے وہ پتھر اور اشعار ناموزون و خط زشت اب تک قائم ہی اس باؤلی کے اوپر اور بھی مکانات اور قبرستان بن گئے ہین اور میلے کے دن ہزارون آدمی اس باؤلی پر جمع ہوتے ہین اور بہت اونچی اونچی جگہ سے تیرنے والے باؤلی مین کودتے ہین بڑا تماشا یہ ہوتا ہی کہ تماشائی اوپر سے پیسہ پھینکتے ہین اور کودنے والے اوسکے ساتھ کودتے ہین اور رستے مین پیسہ لپک لیتے ہین اس درگاہ کی چار دیواری نواب احمد بخش خان بہادر والی فیروزپور نے بنوا دی ہی اور دروازے پر یہ مصرع لکھوا دیا ہی

مصرع

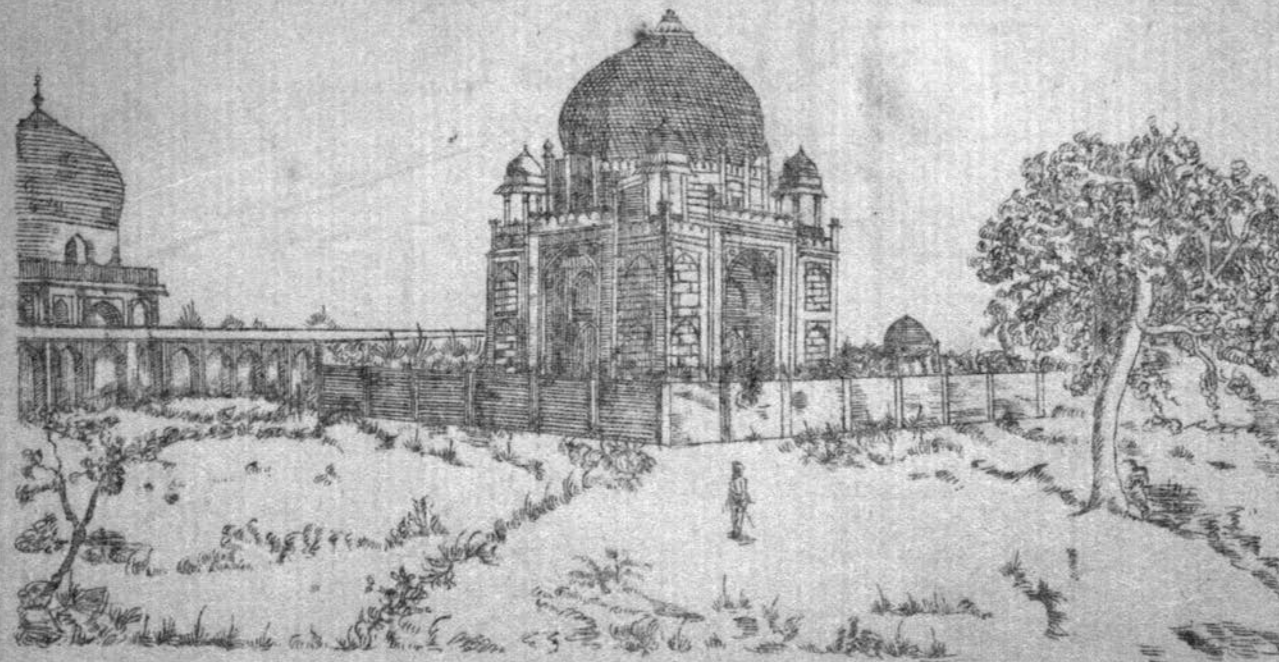
شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را



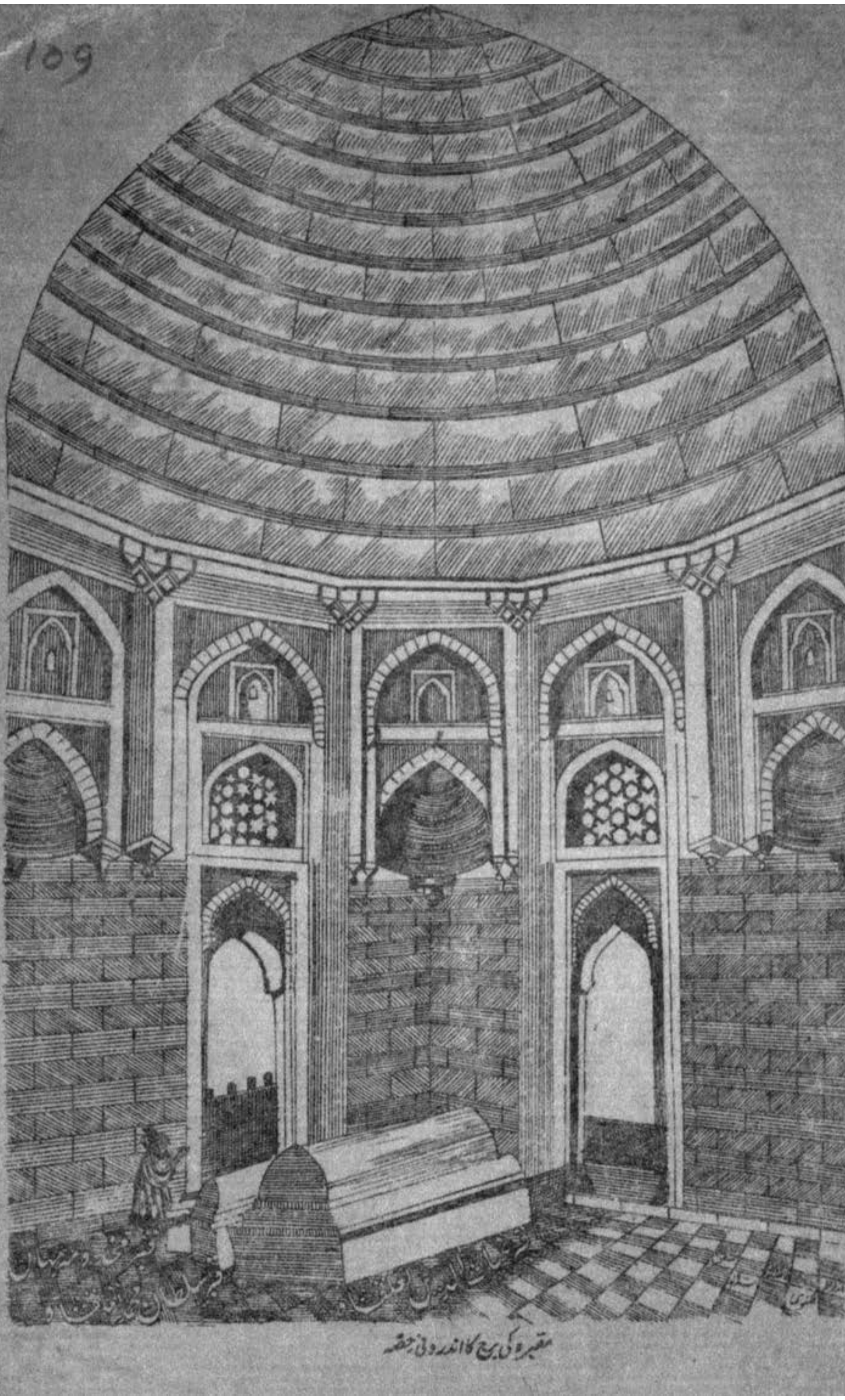
نقشۂ باؤلی درگاہ حضرت نظام الدین



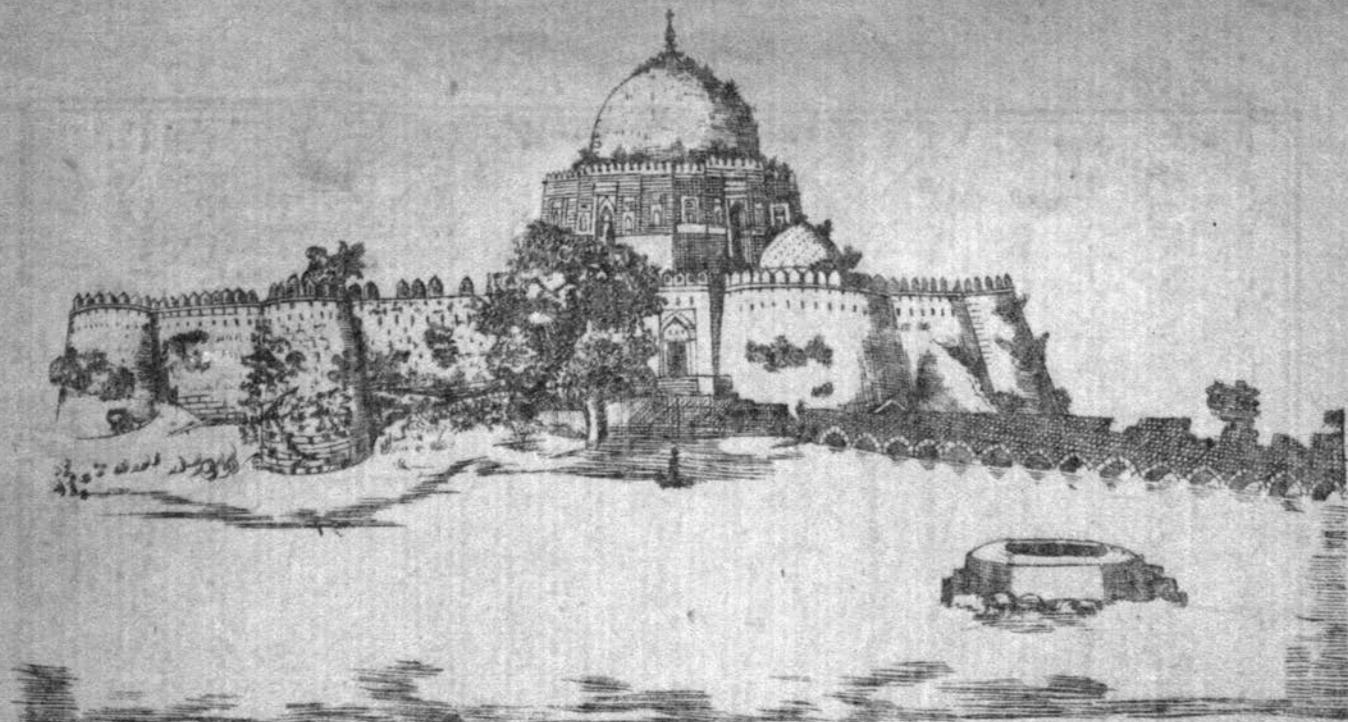
برج مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ



نقشہ مقبرہ اندرون احاطہ



مقبرہ کی برج کا اندرونی حصہ



نقشہ مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ

111

مقبرۂ تغلق شاہ

قلعہ تغلق آباد کے پاس یہ مقبرہ ہی غیاث الدین تغلق شاہ کا جبکہ وہ بادشاہ ۷۲۵ھ
ہجری مطابق ۱۳۲۴ء عیسوی کے مرا تو اوسکے بیٹے محمد شاہ تغلق نے جسکو محمد عادل تغلق شاہ
بھی کہتے ہین یہ مقبرہ بنایا قطع اس مقبرے کی بہت خوبصورت ہی برج کی چار دیواری
بالکل سنگ سرخ کی ہی اور گنبد سنگ مرمر کا سنگ سرخ مین جا بجا سنگ مرمر کی
دھاریان لگی ہوئی ہین اور بہت خوبصورت مبنت کاری کی ہوئی ہی اسکے برج
کا لداؤ بہت بلند ہی پتھر ایسے خوب وصل کیے ہین کہ اب تک ذرا نقصان نہین آیا
گرد اس مقبرے کے چونے اور پتھر کی تکونیہ فصیل اور اوسکی دیوار مین اندر کے رخ
حجرے بنے ہوئے ہین جسمین زمیندار بستے ہین فصیل کا دروازہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی
اوسمین بتیس ۳۲ سیڑھیان ہین اس دروازے سے قلعہ تغلق آباد تک ایک پل
بنایا ہی تاکہ قلعہ مین سے مقبرے مین آنے کا رستہ ہو کیونکہ اسکے چارون طرف
جنگل کا پانی بھرا رہتا تھا اس مقبرے مین ایک تو اسی بادشاہ کی قبر ہی دوسری
مخدومہ جہان اسکی بیوی کی تیسری سلطان محمد عادل تغلق شاہ اسکے بیٹے کی جو
۷۵۲ھ ہجری مطابق ۱۳۵۱ء عیسوی کے رود سندھ کے کنارے پر مرا تھا
دروازے کے پاس جو فصیل کا برج ہی اوسپر بھی ایک چھوٹا سا گنبد ہی معلوم نہین
الد اوسمین کسکی قبر ہی فیروزشاہ کے وقت مین یہ مقبرہ دار الامان کہلاتا تھا[۱] اور
فیروزشاہ نے ان قبرون پر صندل کا چھپر کھٹ اور خانۂ کعبہ کے پردے

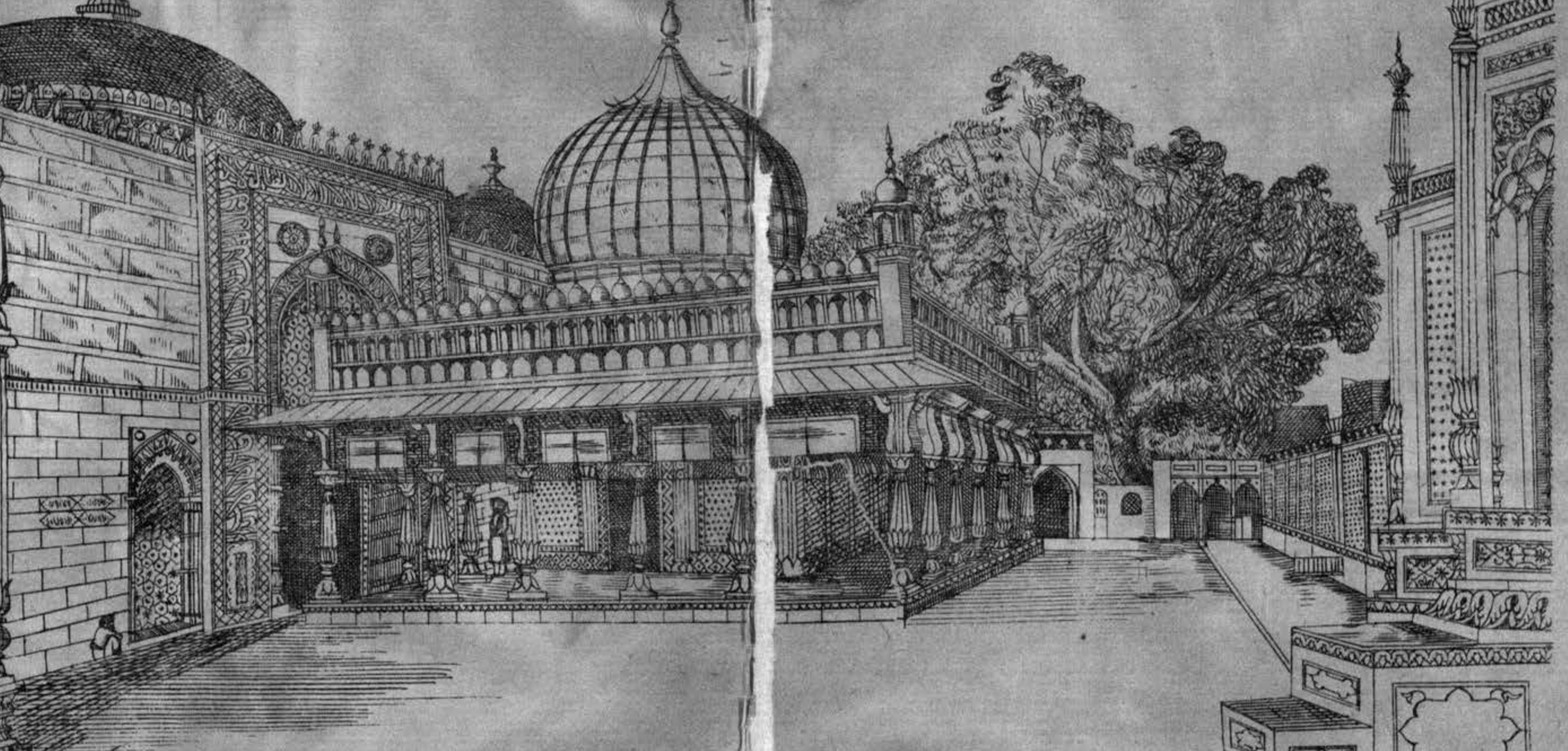
[۱] فتوحات فیروزشاہی

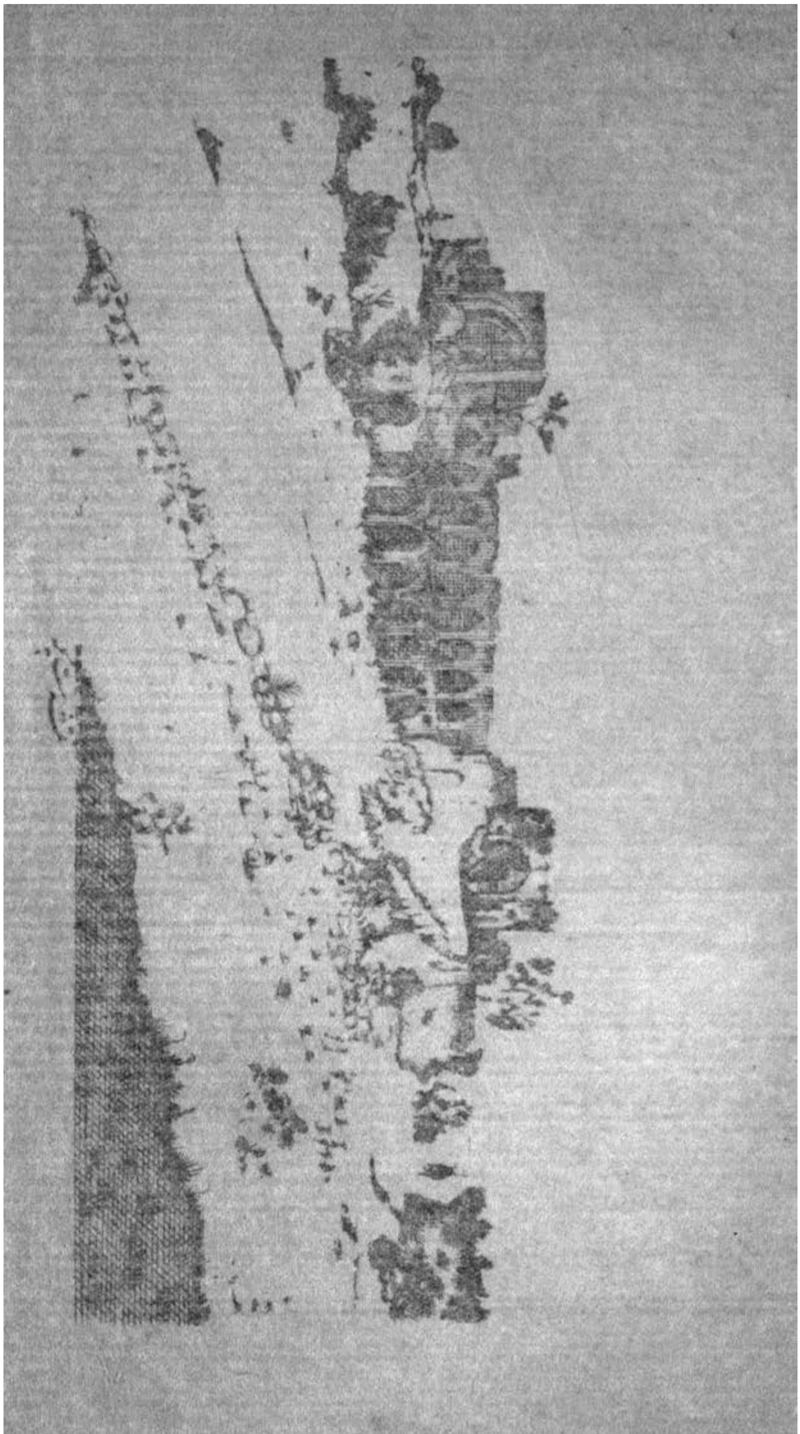
چڑھائے تھے اور جن جن لوگون کو کہ سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے مار ڈالا تھا یا اون کے ہاتھ پانوٗن ناک کان کاٹ ڈالے تھے یا اندھا کر دیا تھا اون کو اور اون کے وارثون کو روپیہ دیکر راضی کیا اور عفو جرائم کی سندین لیکر اور ایک صندوق مین بند کر کر قبر کے سرھانے رکھوا دیا تھا۔

درگاہ حضرت نظام الدین اولیا

یہ درگاہ پُرانے قلعہ سے ایک میل آگے بہت نامی ہی جبکہ حضرت نظام الدین کا سنہ ۷۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی کے انتقال ہوا تو آپکے مزار پر ایک چھوٹا سا گنبد اور جالیان تھین فیروز شاہ[1] نے اپنے وقت مین اوسپر صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا اور برج کے چارون کونون مین سونے کے کٹورے سونے کی زنجیرون مین لٹکائے سنہ ۹۷۰ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۲ عیسوی کے سید فریدون خان نے بڑے اکبر کے عہد مین گنبد کے گرد سنگ مرمر کی جالیان لگائین اور گنبد کے اندر ایک لوح پر چند اشعار تاریخ کے لگائے کہ مادہ تاریخ اوسکا۔ قبلہ کہ خاص ۹۷۰ وعام ہی۔ بعد اسکے نور الدین جہانگیر بادشاہ کے عہد مین فرید خان المخاطب بمرتضی خان نے سنہ ۱۰۱۷ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۸ عیسوی کے آپکے مزار پر سیپ کی پچیکاری کا بہت تحفہ چھپر کھٹ چڑھایا حقیقت مین اسکی پچی کاری بہت تحفہ ہی اور اوس پچی کاری مین چند اشعار تاریخ کندہ ہین کہ مادہ تاریخ اوسکا۔ قبہ شیخ ۱۰۱۷ ہی۔ بعد اسکے سنہ ۱۰۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۳ عیسوی کے شاہجہان کے عہد مین خلیل اللہ خان نے اس گنبد کے گرد سنگین بارہ دری

[1] فتوحات فیروز شاہی





دیکھو کتبہ نمبر ۱۹

سنگ سرخ کے ستونون کی بنائی اور اوسکے دوسرے اور چوتھے در پر کتبہ کھودوا یا
سنہ ۱۱۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۵ عیسوی کے عزیز الدین عالمگیر ثانی نے چند اشعار اردو ایک
پتھر پر کھودوا کر گنبد کے اندر لگا دیے بعد اسکے سنہ ۱۲۲۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۸ عیسوی
کے نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروزپور نے غلام گردش کے سنگ سرخ
کے ستون نکلوا ڈالے اور سنگ مرمر کے ستون بہت تحفہ اور خوبصورت
لگا دیے سنہ ۱۲۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۰ عیسوی کے فیض اللہ خان بنگش نے
غلام گردش مین تانبے کی چھت چڑھا دی اور سونے اور لاجورد سے بہت تحفہ
مینا کاری کروا دی بعد اسکے سنہ ۱۲۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۳ عیسوی کے اکبر شاہ ثانی
نے اوس برج کو سنگ مرمر کا بنوا دیا اور اوسپر بہت خوشنما سنہرا کلس لگوا دیا اب
یہ درگاہ بہت عمدہ عمارتون مین سے ہی سترھوین ربیع الثانی کو ہر برس بڑی
دھوم سے یہان عرس ہوتا ہی اور موسم بہار مین بسنت بھی بہت دھوم سے
ہوتا ہی مسجد اس درگاہ کی فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہی

ست پلہ

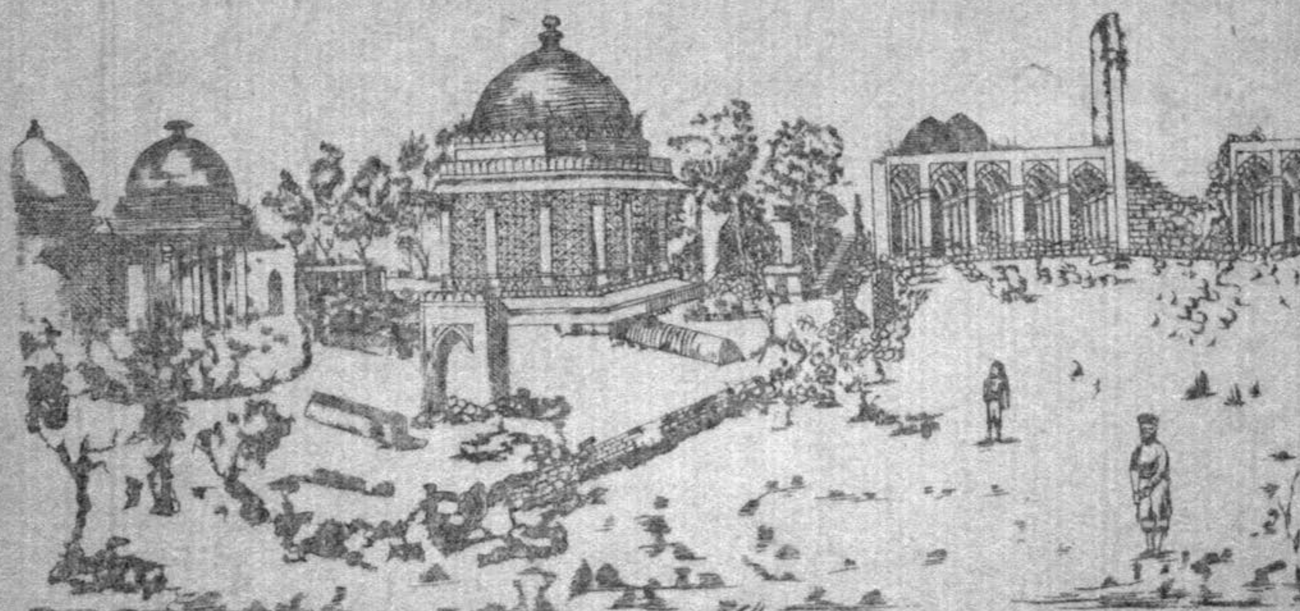
اخبار الاخیار

موضع کھڑکی کی سرحد مین متصل درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی یہ پل ہی سنہ ۷۲۷
ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۶ عیسوی کے سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے یہ پل بنایا ہی حقیقت مین
یہ بند ہی اور دور دور کا پانی اسمین گھر اہی نالے کے نکلنے کو بیچ مین سات در بطور
پل کے بنائے ہین اور اسی سبب سے ست پلہ مشہور ہی اسکے اوپر بھی مکان

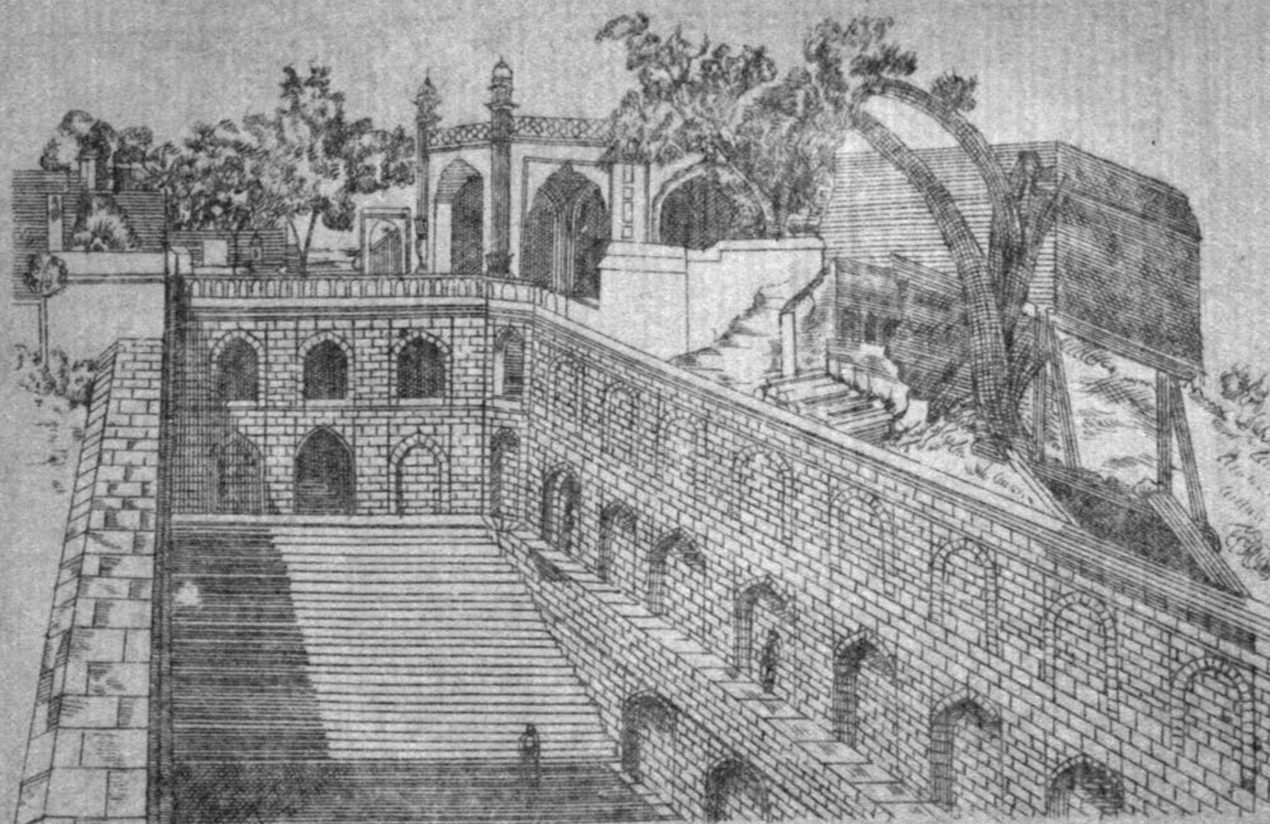
بنے ہوئے ہین اور دو دروازے بہت خوشنمائی سے بنائے ہین ایک جگہ سے یہ پل ٹوٹ گیا تھا وہان کچا بند بنادیا ہی اس پل کے درون کے پاس ایک کنوان تھا اگرچہ وہ کنوان اب نہین رہا مگر نالے مین ایک گڑھا کر پانی جمع کرتے ہین اور اوسکو تبرک سمجھتے ہین بیمارون کو نہلاتے ہین اور بچون کے لیے ٹھلیون مین پانی بھرکر اور سرس کی پتی رکھ کر دور دور لیجاتے ہین کاتک کے مہینے مین دیوالی کے قریب ہفتہ اور اتوار اور منگل کے دن بڑا ہجوم ہوتا ہی صدہا زن و مرد اور بچے نہانے کو آتے ہین تاکہ آسیب جن اور بھوت اور جادو سے محفوظ رہین کہتے ہین کہ یہان حضرت روشن چراغ دہلی نے وضو کیا تھا اوسکے سبب یہان کے پانی کو بزرگ جانتے ہین دیوالی کے دنون مین یہان کے پانی کی چھوٹی سی ٹھلیا چھ ٹکے کو بکتی ہی۔

درگاہ شیخ صلاح الدین

اخبار الاخیار حضرت شیخ صلاح الدین سلطان محمد عادل تغلق شاہ کے وقت مین تھے اور آپ مرید ہین شیخ صدر الدین کے محمد تغلق شاہ کو ہمیشہ سخت جواب دیتے تھے جب آپ کا انتقال ہوا تو موضع کھڑکی کے متصل دفن کیا یقین ہی کہ ۷۵۵ ہجری مطابق ۱۳۵۳ عیسوی کے فیروز شاہ کے وقت مین یہ درگاہ بنی آپکے مزار پر ایک گنبد ہی اور اوسکے چارون طرف جالیان ہین اوسکے پاس بہت بڑی مسجد تھی اب اکثر جگہ سے گر پڑی ہی اوسکے پاس مجلس خانے کا



درگاہ شیخ صلاح الدین



نقشۂ مسجد درگاہ مع باؤلی

دالان ہی ایک اور چھوٹے سے گنبد مین اور قبرین ہین اٹھائیسوین صفر کو ہر برس یہان عرس ہوتا تھا اب چندے سے موقوف ہوگیا ہی۔

مسجد درگاہ حضرت نظام الدین

یہ مسجد جو کتابون مین جماعت خانہ کر کر لکھا ہی حضرت نظام الدین کی درگاہ مین ہی اس مسجد کو فیروز شاہ بادشاہ نے قریب ۷۵۴ھ ہجری مطابق ۱۳۵۳ عیسوی کے بنایا ہی خود فیروز شاہ لکھتا ہی کہ یہ جماعت خانہ نئے سر سے مینے بنایا پہلے یہان نہ تھا اس سے ثابت ہوتا ہی کہ خادمون مین جو اس مسجد کا پہلے سے ہونا مشہور ہی غلط ہی یہ مسجد بہت نادر ہی اس مسجد کا بیچ کا درجہ نرا سنگ سرخ کا ہی اور چودہ گز کے قطر کا گنبد ہی او سکے بیچ مین سونے کا کٹورہ لٹکتا ہی جاٹون نے اسمین گولیان ماری تھین مگر ٹوٹا نہین دو درجے اس بڑے درجے کے ادھر اودھر ہین اور اونکی چھت پر دو دو برج ہین کہ ساری مسجد کے پانچ برج ہوئے مسجد کے درون کی پیشانی پر بعضی جگہہ نسخ خط اور بعضی جگہہ کوفی خط مین آیات قرآنی کندہ ہین مگر تاریخ نہین ہی باہر کی دیوار پر صحن کے رخ تھوڑے دن ہوئے ہونگے کہ کسی شخص نے حضرت نظام الدین کے انتقال کی تاریخ کھود دی ہی مگر پہلے کی کھودی ہوئی نہین ہی

تاریخ

نظام دو گیتی شہ ما و طین | سراج دو عالم شدہ بالیقین
چو تاریخ فوتش بجستم ز غیب | ندا داد ہاتف شہنشاہ دین ۷۲۵

¹ فتوحات فیروز شاہی شیخ علی محمد نبیرہ شیخ عبد الحق محدث نے کتاب ذکر شیخ خواجہ مین لکھا ہی کہ یہ مسجد شاہزادہ خان اور خضر خان سلطان علاء الدین کے بیٹون نے بنائی ہی یعنی تخمیناً ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۲۹۵ عیسوی کے اور یہ اصلی مسجد ہی یہ جماعت خانہ فیروز شاہ کا ہوگا جو مجلس خانے کے نام سے مشہور ہی ۱۲ منہ

مسجد جامع فیروزی

فیروز شاہ نے اپنے کوٹلہ مین قریب ۷۵۵ ہجری مطابق ۱۳۵۴ عیسوی کے یہ مسجد بنائی تھی چنانچہ ابتک یہ مسجد ٹوٹی پھوٹی لاٹھ کے پاس موجود ہی اس مسجد[1] کا گنبد ہشت پہلو تھا اور اوسکے آٹھون طرف بادشاہ نے تاریخ فتوحات فیروز شاہی کا خلاصہ جو اس بادشاہ نے خود اپنے حالات مین تصنیف کی تھی پتھر مین کھودوا کر لگا دیا تھا اور اسمین خلاصہ اون احکامات کا تھا جو اس بادشاہ نے درباب اوقاف اور درباب کرنے سیاست بدنی اور لینے خراج اور آسایش رعایا مین جاری کیے تھے لیکن اس گنبد کا اب نشان بھی نہین رہا ٹوٹے ہوئے پتھر بھی کہین نہین ملتے مگر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ گنبد جہانگیر بادشاہ کے زمانے تک ثابت تھا پھر معلوم نہین کہ کس زمانے مین ٹوٹا ۸۰۱ ہجری مطابق ۱۳۹۸ عیسوی مین جب[2] تیمور نے دلی کو فتح کیا تو اسی مسجد مین تیمور کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

تاریخ فرشتہ[1]

تزک تیموری[2]

کوشک انور یا مہندیان

یہ ایک کہنہ عمارت ہی کوٹلہ فیروز شاہ کے سامنے جیلخانے کے پاس اگرچہ اسکا حال کچھ معلوم نہین مگر کتابون مین اسکا نام کوشک[3] انور لکھا ہی اسکے نام سے یقین پڑتا ہی کہ کسی بادشاہ کی بنائی ہوئی ہی کیونکہ اسطرح کے نام اوس زمانے مین بادشاہی عمارتون کے ہوتے تھے اور جس موقع پر یہ عمارت محاذی کوٹلہ کے واقع ہی اس قرینے سے متصور ہوتا ہی کہ فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہی پھر کچھ

اخبار الاخیار[3]

118

عجب نہین کہ قریب ۷۵۵ھ ہجری مطابق ۱۳۵۴ء عیسوی کے بنی ہو ہندوستان مین رواج ہو گیا ہی کہ برسوین دن بڑے پیر کی نیاز مین کاغذ کی برجی جسکو مہندی کہتے ہین بناکر اوسکے چارون طرف روشنی کرتے ہین یا تو اس سبب سے کہ اس عمارت کی صورت اوسی طرح کی ہی اور یا اس سبب سے کہ خاص اوسی دن کی روشنی کو بنی تھی مہندیان اسکا نام مشہور ہو گیا ہی بہر حال اسکے دونون نامون سے ثابت ہی کہ یہ عمارت روشنی کرنے کے لیے بنی ہی یہ مکان نئے قطع کا ہی اسکے نیچے درہ لادکر کرسی دی ہی اور پھر اوسکے اوپر پانچ برج بنائے ہین چار چارون کونون پر اور ایک بیچ مین برجون کی قطع بھی بہت خوبصورت ہی مگر اب یہ مکان بہت شکستہ ہو گیا ہی اور جو کہ نرے چونے اور پتھر سے بنا ہوا تھا اسواسطے بالکل گر پڑا ہی دو ایک برجیان باقی رہ گئی ہین۔

بو لی بھٹیاری کا محل

یہ ایک شاہی شہر شاہجہان آباد کے باہر تھوڑے فاصلے پر درگاہ سید حسن رسول نما کے پاس غالب ہی کہ یہ بند فیروز شاہ کا اوس زمانے کا بنایا ہوا ہو جس زمانے مین کہ اوسنے کوشک شکار بنایا یعنی قریب ۷۵۵ھ ہجری مطابق ۱۳۵۴ء عیسوی کا اور اس بند پر ایک مکان چھوٹا سا بہت بدقطع بنا ہوا ہی اوس مکان کا یہ نام ہی مشہور ہی کہ کسی زمانے مین بو علی خان بھٹی اس مکان مین رہتے تھے جب سے بو لی بھٹیاری کا محل مشہور ہو گیا ہی یہ بند بہت خوب بنا ہوا ہی

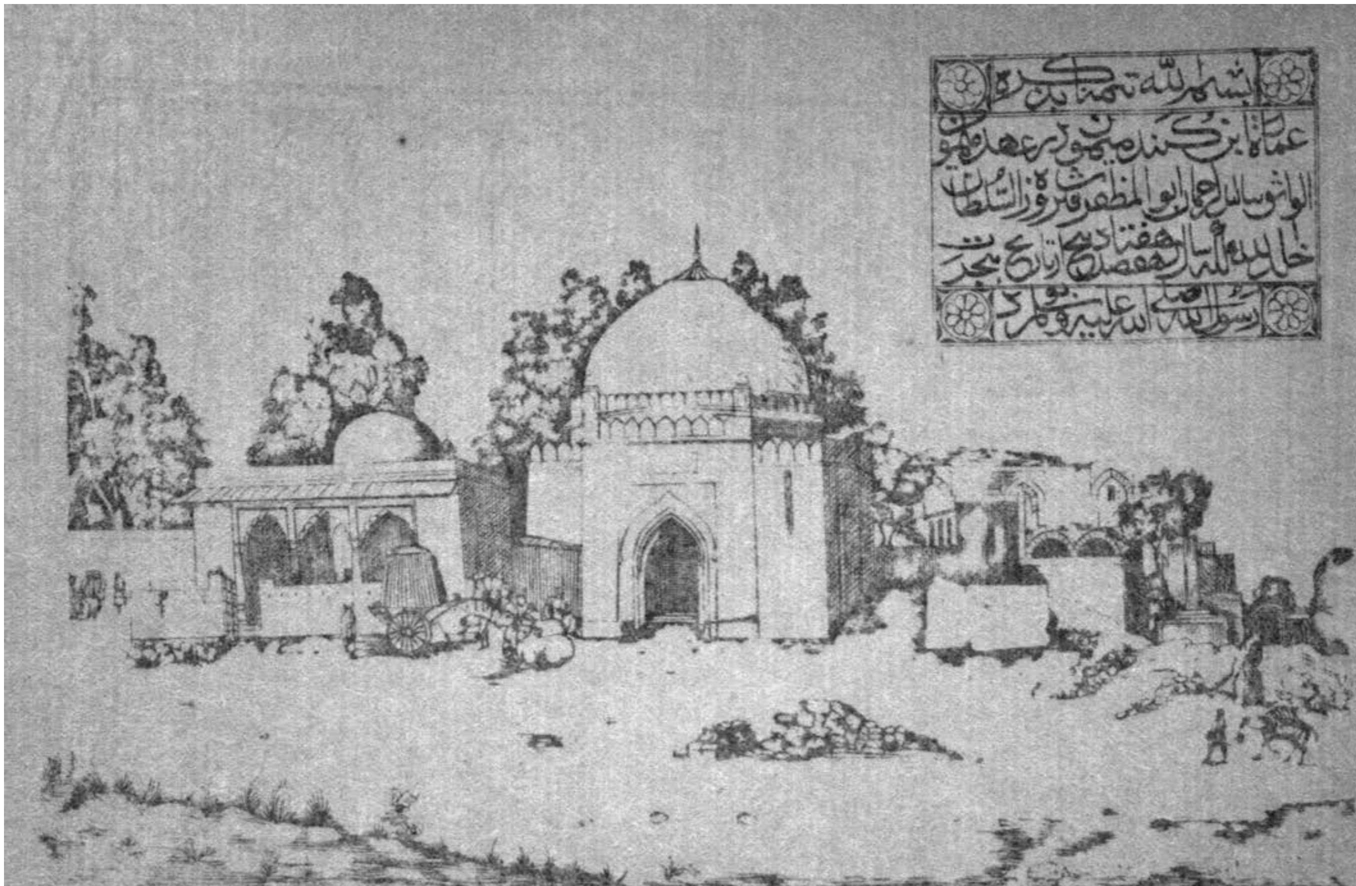
اور ابتک بجز تھوڑے سے نقصان کے اور کچھ نہین بگڑا اسی بند پر ہر سال اساڑھ کے مہینے مین پورنماشی کو پون پرچھیا کا میلہ ہوتا ہی اور برہمن جاکر اس میدان مین ایک جھنڈی کھڑی کرکر ہوا کو دیکھتے ہین اور اوس سے موسم کی بھلائی برائی کا حال بتاتے ہین اور اوس روز یہان بڑا میلہ اکٹھا ہوتا ہی۔

کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مسجد خانجہان فیروزشاہی کی بنائی ہوئی ہی اوسنے ۷۷۲ہجری مطابق ۱۳۷۰عیسوی کے بنائی قطع اس مسجد کی ایسی ہی جیسے کالی مسجد اور بیگم پور وغیرہ مسجدون کی ہی چونے اور پتھر سے یہ مسجد بنی ہی اور دروازے پر کتبہ سال بنا کندہ ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۲۰

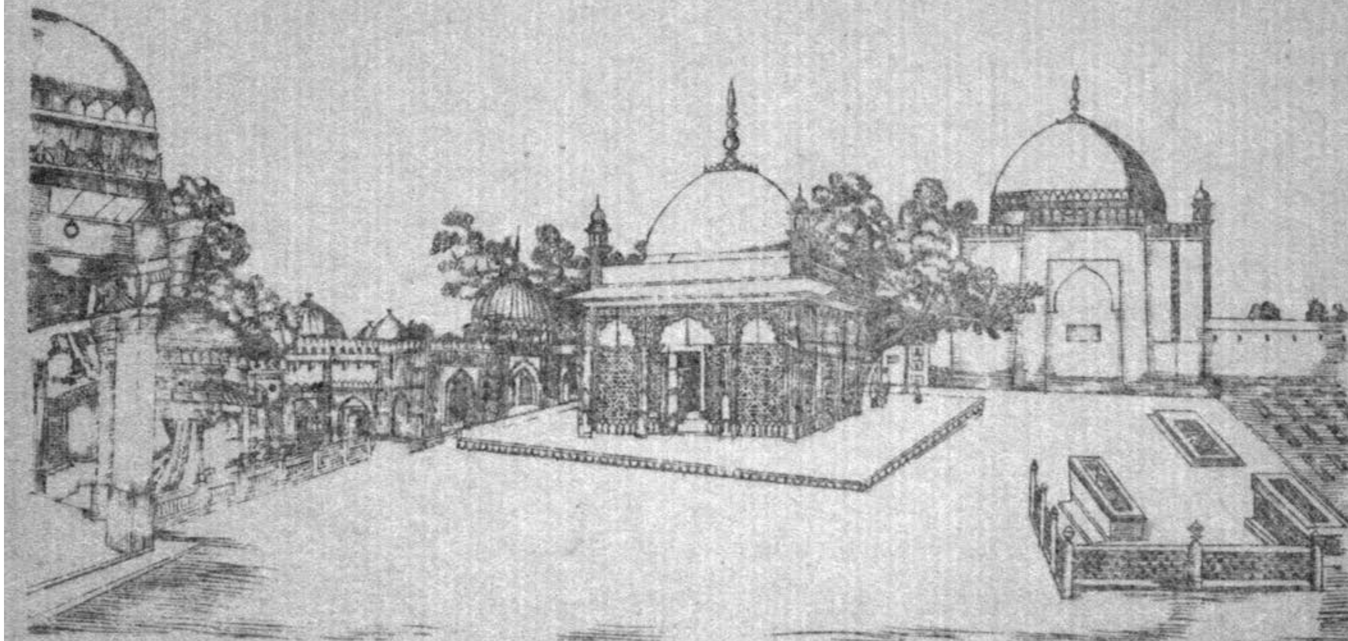
درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

یہ درگاہ حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کی بہت نامی ہی انتقال آپکا اٹھارھوین رمضان ۷۵۷ہجری مطابق ۱۳۵۶عیسوی جمعہ کے دن ہوا ہی مگر یہ عمارت فیروزشاہ بادشاہ نے ۷۷۵ہجری مطابق ۱۳۷۳عیسوی مین بنائی ہی درگاہ کے گنبد کے بارہ در ہین اور سنگ خارا کے ستون لگے ہوئے ہین سب دروازون مین سنگ سرخ کی جالیان ہین جنوب کے ایک در مین دروازہ ہی گنبد چونے پتھر سے بنا ہی اور اوپر سنہر اکلس ہی اور گنبد کے اندر سنہرا کٹورا لٹکتا ہی سنگین چھجہ گنبد مین خواجہ محمد خان نے حال مین بنوا دیا ہی اور میرزا غلام حیدر نے



نقشه دروازه روشن مع نقل کتبه

120



درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

گنبد کے گرد بارہ دری بنوائی تھی کہ وہ گر پڑی درگاہ کے صحن مین دو گنبد اور ہین
ایک مین حضرت شیخ فرید شکر گنج کی پوتی کی قبر ہی اور دوسرے مین مخدوم
زین الدین کی قبر ہی جو آپ کے بھانجے اور خلیفہ تھے اوسکے پاس مخدوم
کمال الدین کی قبر ہی جو مولوی فخر الدین صاحب کے پیرون مین ہین اور اسی
مقام پر نواب فیض طلب خان بنگش کی قبر ہی درگاہ کے پاس ایک مسجد ہی
فرخ سیر کے عہد کی اس درگاہ کا دروازہ بھی گنبد نما ہی اور اوسپر فیروز شاہ
دیکھو کتبہ نمبر ۲۱ — کے نام کا کتبہ لگا ہوا ہی ۱۱۴۲ہجری مطابق ۱۷۲۹عیسوی کے محمد شاہ بادشاہ
نے اس درگاہ کے گرد پونے چار لاکھ روپیہ خرچ کر کر شہر پناہ بنوا دی ہی اور
اوسمین چار دروازے اور ایک کھڑکی ہی۔

نمبر (۳۲) قدم شریف یا مقبرۂ فتح خان

یہ درگاہ بہت نامی اور درحقیقت یہ مقبرہ ہی شاہزادۂ فتح خان بن فیروز شاہ کا
تاریخ فرشتہ — جبکہ ۷۷۶ہجری مطابق ۱۳۷۴عیسوی کے شاہزادۂ فتح خان نے انتقال کیا تو
اوسکی لاش یہان دفن ہوئی اور فیروز شاہ نے اوسکے گرد مکانات اور مدرسہ اور مسجد
بنائی اور چار دیواری کے پاس ایک بہت بڑا حوض بنوایا کہ اب تک موجود ہی
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معجزہ ہوا تھا کہ اوسکے سبب پتھر
قصیدہ عمرہ — پر نقش قدم پڑ گئے تھے چنانچہ اکثر کتابون مین یہ مذکور ہی مشہور ہی کہ انھین
نقش قدم کے پتھرون مین کا ایک پتھر فیروز شاہ کے عہد مین آیا اور اوسنے وہ پتھر

بطور تبرک اپنے بیٹے کی قبر پر لگا دیا اور اسی سبب سے یہ مقبرہ قدم شریف کے نام مشہور ہوا اس قبر پر حوض بنا دیا ہی اور اوسکے گرد سنگ مرمر کا کٹہرا لگایا ہی وہین اسمین پانی بھرتے ہین اور نقش قدم کو دھو کر پانی کا تبرک لے جاتے ہین اور زبان حال سے یہ شعر پڑھتے ہین **شعر**

اے خضر دل اسی کے پیے سے نجات ہی
پانی قدم شریف کا آبِ حیات ہی

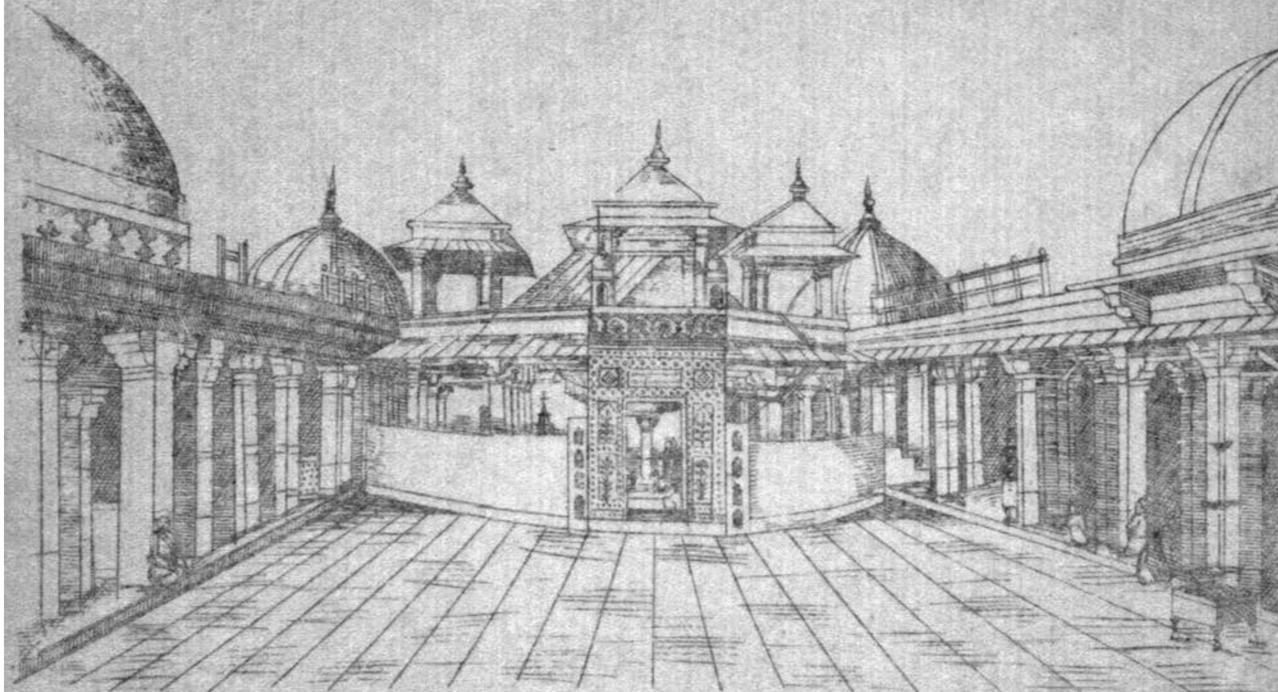
بارھوین ۱۲ ربیع الاول کو ہر سال یہان بہت بڑا میلہ ہوتا ہی تمام خلقت جمع ہوتی ہی اور ہزارون ملنگ آتے ہین اور روردا نے کے آگے دھمال کرتے ہین۔

مسجد چوراہیہ قدم شریف

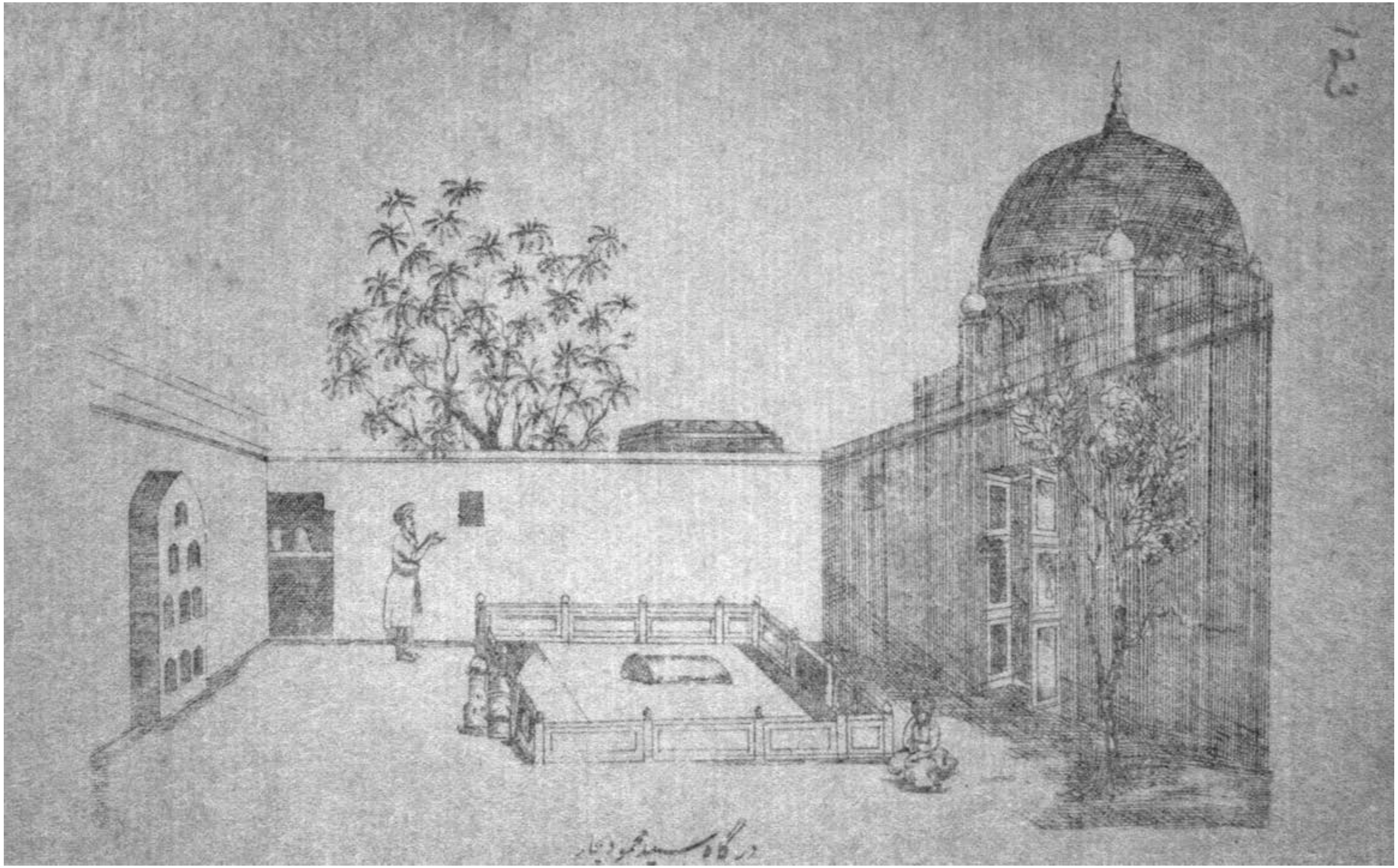
یہ مسجد بھی فیروز شاہ کے وقت کی بنی ہوئی ہی اور قطع اسکی ایسی ہی ہی جیسے خانجہان کی بنائی ہوئی مسجدین ہین مگر خیال مین یہ آتا ہی کہ جب فیروز شاہ نے یہ مقبرہ بنایا یعنی قریب سنہ ۷۷۶ ہجری مطابق سنہ ۱۳۷۴ عیسوی کے تب اوسنے آپ یہ مسجد بھی بنائی یہ مسجد چونے اور پتھر سے بر جیون دار نہایت مستحکم بنی ہوئی ہی اور چوراہیہ قدم شریف کی مسجد کے نام سے مشہور ہی۔

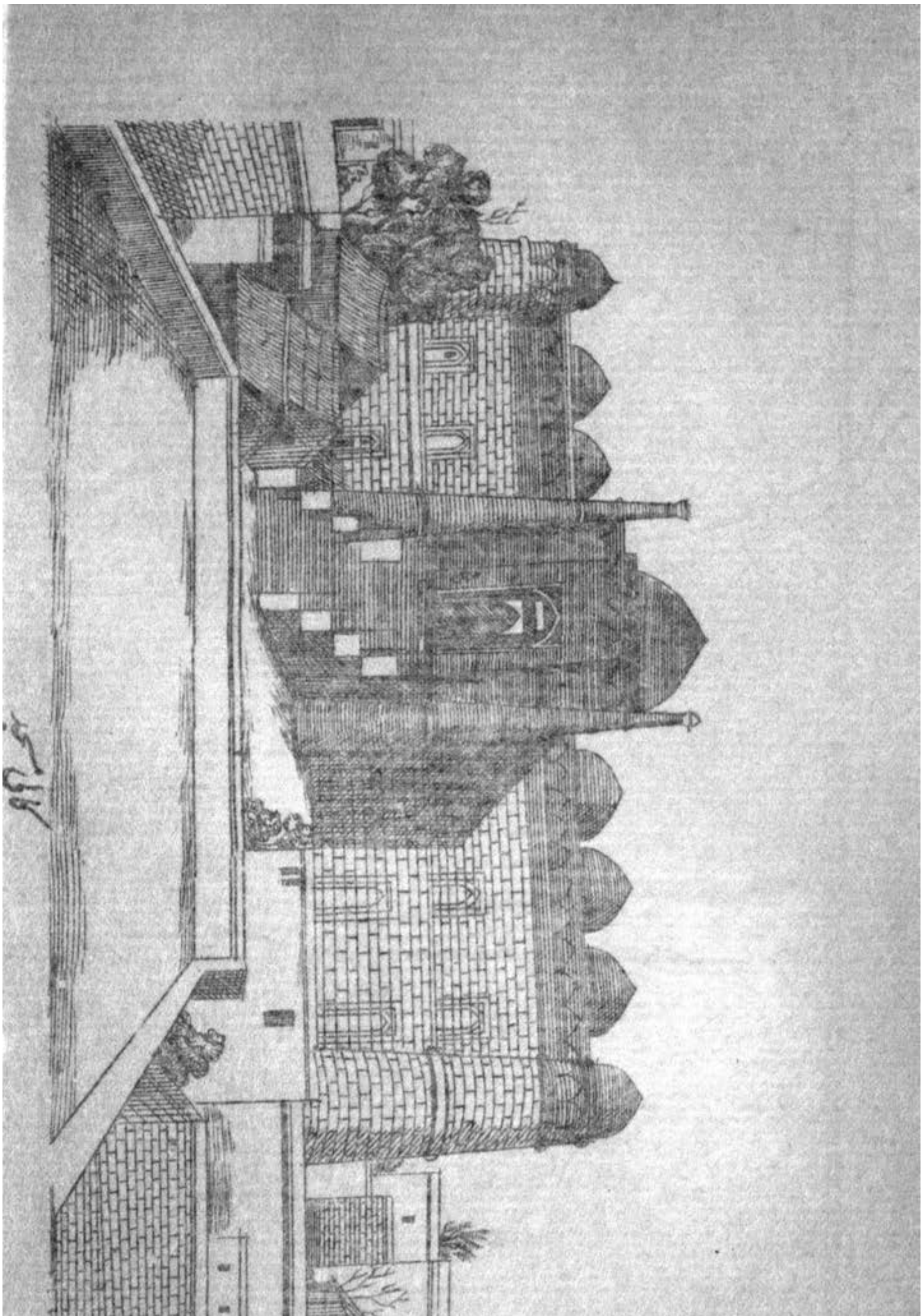
درگاہ حضرت سید محمود بحار

یہ درگاہ سرحد موضع کیلوکھڑی مین واقع ہی اور اگرچہ یہان کوئی عمدہ عمارت نہین مگر یہ درگاہ بہت متبرک مانی جاتی ہی حضرت سید محمود بحار بڑے عالم اور بہت بڑے ولی تھے حضرت سید ناصر الدین سونی پتی کی اولاد مین ہین



نقشۂ درگاہ قدم شریف


123
درگاه سید محمود بهار



۷۳۶ سنہ ہجری مطابق ۱۳۳۶ سنہ عیسوی کو آپ کا انتقال ہوا مشہور ہی کہ آپکی دعا سے ایک مردہ جی اوٹھا تھا اس سبب سے محی العظام اور راجہ ہار گور آپ کا لقب ہو گیا ہی ستائیسوین صفر کو ہر برس یہان عرس ہوتا ہی۔

کالی مسجد یا کلان مسجد

فیروز شاہ کے وقت مین جب شہر فیروز آباد آباد ہوا تھا اوسکے ایک محلے مین خانجہان نے ۷۸۹ سنہ ہجری مطابق ۱۳۸۷ سنہ عیسوی کے یہ مسجد بنائی تھی جب وہ شہر ویران ہوا اور شاہجہان نے یہ شہر بسایا تو یہ مسجد شہر مین آگئی اس مسجد کو بہت کرسی دیکر بنایا ہی کہ بتیس ۳۲ سیڑھیان چڑھ کر مسجد مین جاتے ہین اندر سے مسجد کو سہ گھا بنایا ہی اور ہر گہ مین پانچ پانچ در ہین اور اوسکی چھت پر لداؤ کے چھوٹے چھوٹے گنبد بنائے ہین اور اوسکے دروازے پر کتبہ ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۳۲

مسجد بیگم پور

یہ مسجد بھی منجملہ اونھین مسجدون کے ہی جنکو خانجہان فیروز شاہی نے ۷۸۹ سنہ ہجری مطابق ۱۳۸۷ سنہ عیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد نرے چونے اور پتھر کی ہی قطع اسکی نری بھدی بالکل پٹھانون کے وقت کی ہی مگر البتہ مستحکم خوب ہی اسکی قطع اور کھڑکی کی مسجد کی قطع بہت قریب قریب معلوم ہوتی ہی۔

مسجد کالو سرائے

متصل مسجد بیگم پور کے ایک اور مسجد ہی خانجہان فیروز شاہی کی بنائی ہوئی

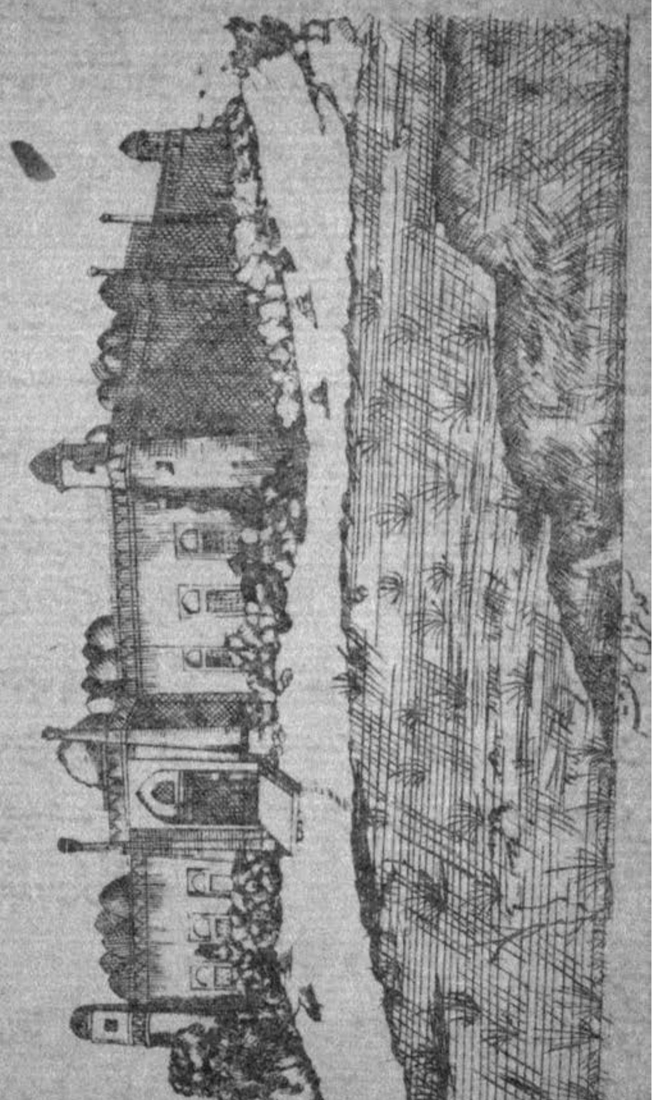
یہ مسجد بھی چونے اور پتھر سے برجیون دار بنی ہوئی ہی اور جب کہ یہ سب مسجدین خانجہان نے قریب قریب زمانے مین بنائی ہین اسواسطے اسکی ہمال بنا بھی قریب ۷۸۹ سنہ ہجری مطابق ۱۳۸۷ء عیسوی تصور کی جاتی ہی اس مسجد کے ضلع شمالی وجنوبی منہدم ہو گئے ہین اور اب زمیندار اسمین بستے ہین۔

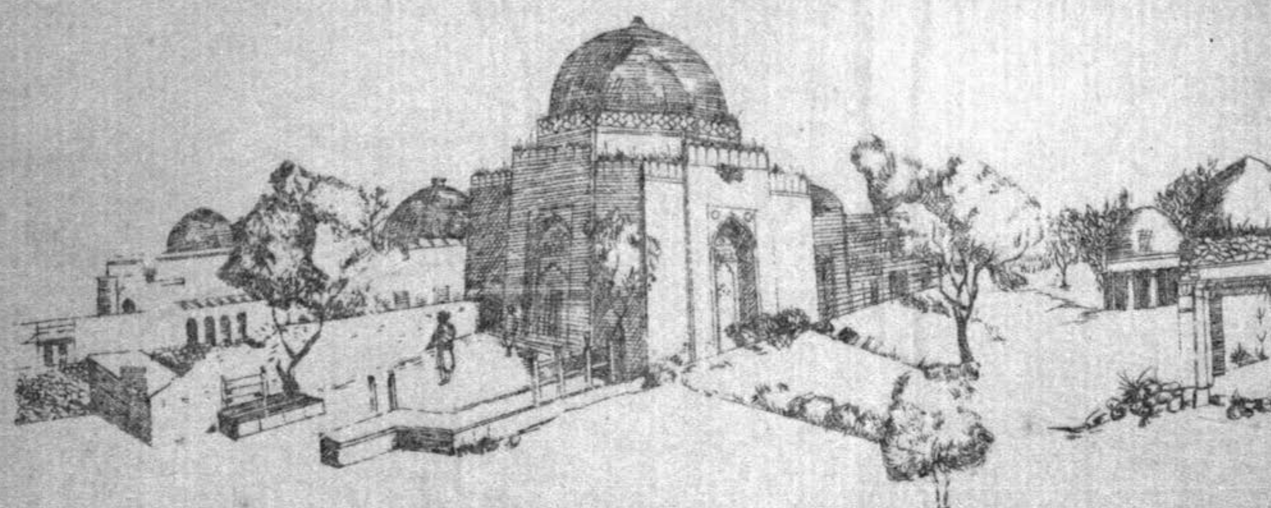
مسجد کھڑکی

موضع کھڑکی مین ست پلے کے پاس یہ مسجد ہی قریب ۷۸۹ سنہ ہجری مطابق ۱۳۸۷ء عیسوی فیروزشاہ کے وقت مین خانجہان نے یہ مسجد بنائی ہی اب اس مسجد مین زمیندار بستے ہین یہ مسجد چوکھونٹی ہی اور چارون طرف مربع کے ضلعون کے بیچ مین ایک ایک مربع بطور تاج کے نکالا ہی تین طرف تو دروازے ہین اور قبلے کی طرف سے بندہی تمام مسجد مین بہت سے ستون لگائے ہین ایک ایک برج چارون تاج کے مربعون پر ہی اور مسجد کی چھت پر نو جگہ ملے ہوئے نو نو برج ہین ہر ہر برج کے تلے چار چار ستون ہین مسجد کے صحن مین چار چوک چھوٹے ہین اس قطع کی مسجد اس نواح مین کہین نہین ہی بلاد روم کی مسجدون کی قطع معلوم ہوتی ہی۔

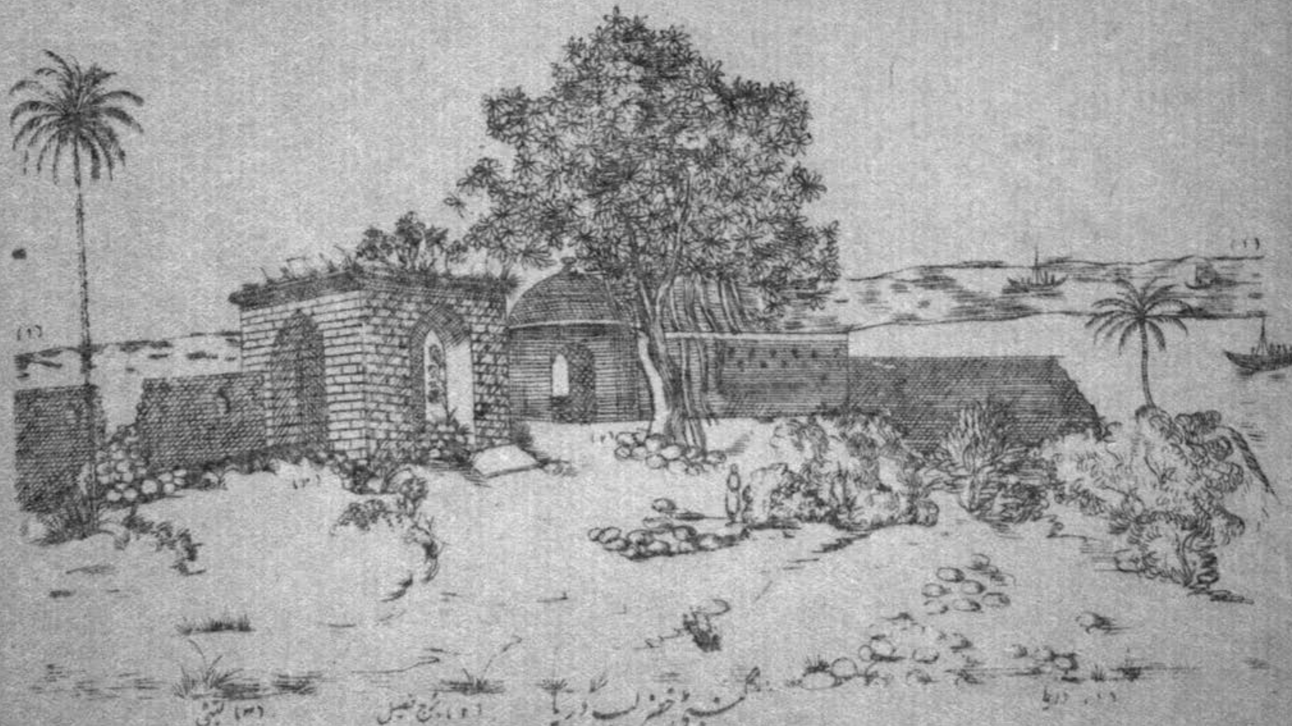
مقبرۂ فیروزشاہ

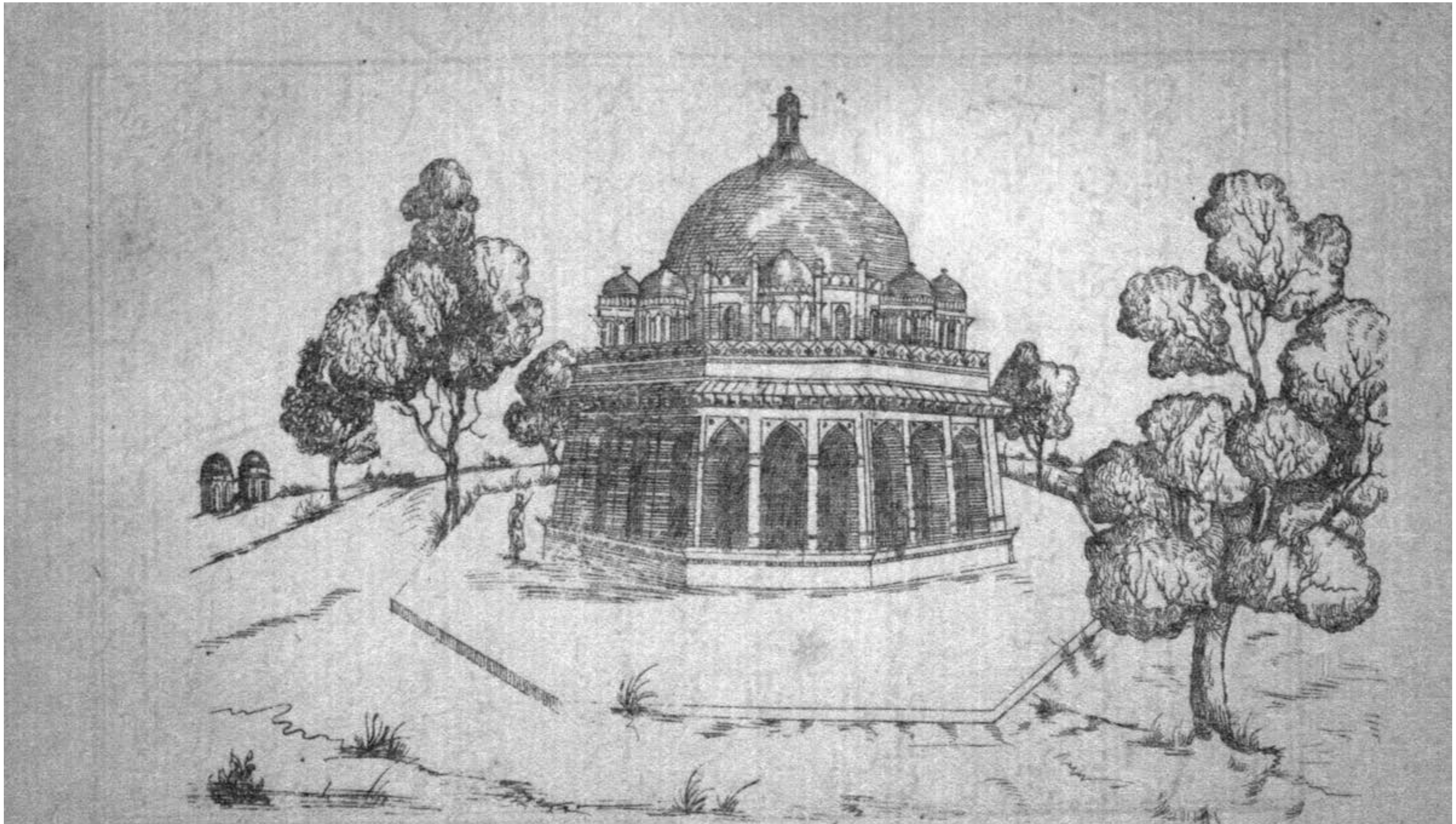
یہ مقبرہ حوض خاص کے کنارے واقع ہی جبکہ ۷۹۰ سنہ ہجری مطابق ۱۳۸۸ء عیسوی کے فیروزشاہ کا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا میری ۱/ ے مین یہ مقبرہ





نقشۂ مقبرۂ فیروز شاہ بالاے حوض خاص


(۱) دریا
گنبد خضر لب دریا
(۲) برج فصیل
(۳) کشتی



نقشۂ مقبرۂ مبارک پور کوٹلہ

ناصرالدین محمد شاہ کے وقت مین ۷۹۲ھ ہجری مطابق ۱۳۸۹ء عیسوی کے بنا ہی یہ مقبرہ
بالکل چونے اور پتھر سے بنا ہوا ہی اسکی پیشانی پر چونے کے حرفون سے کتبہ[١] بھی ہی — دیکھو کتبہ نمبر ۲۳
مگر اکثر حرف جھڑ گئے ہین اسی جگہ اور بھی چھوٹے چھوٹے برج بنے ہوئے ہین
اور ناصرالدین محمد شاہ اور علاءالدین سکندر شاہ کی یہین قبر ہی اور ایک
چھوٹا سا برج شہاب الدین تاج خان اور سلطان ابو سعید کا ہی اور اوسپر
کتبہ[٢] لگا ہوا ہی — — دیکھو کتبہ نمبر ۲۴

خضر کی گنبٹی

دریا کے کنارے موضع اوکھلہ کی سرحد مین خضر خان کا یہ مقبرہ ہی ۸۲۴ھ ہجری
مطابق ۱۴۲۱ء عیسوی مین ابو الفتح مبارک شاہ اوسکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا
یہ مقبرہ کچھ اچھا نہین ہی صرف ایک گنبد تھا کہ وہ گر پڑا ہی فصیل مین کا
ایک برج باقی رہ گیا ہی البتہ دریا کے بہنے اور کشتیون کے چلنے
کی ایک کیفیت ہی —

مبارک پور کوٹلہ

یہ مقبرہ موضع مبارک پور مین شاہجہان آباد سے تین چار کوس جنوب کیطرف
واقع ہی جبکہ معزالدین ابو الفتح مبارک شاہ ۸۳۷ھ ہجری مطابق ۱۴۳۳ء
عیسوی مین مراتب یہ مقبرہ بنا یہ مقبرہ بھی بہت خوش قطع ہی سنگ خارا
سے بنا ہوا ہی اور سنگ خارا ایسی خوبصورتی سے لگایا ہی کہ دیکھنے سے

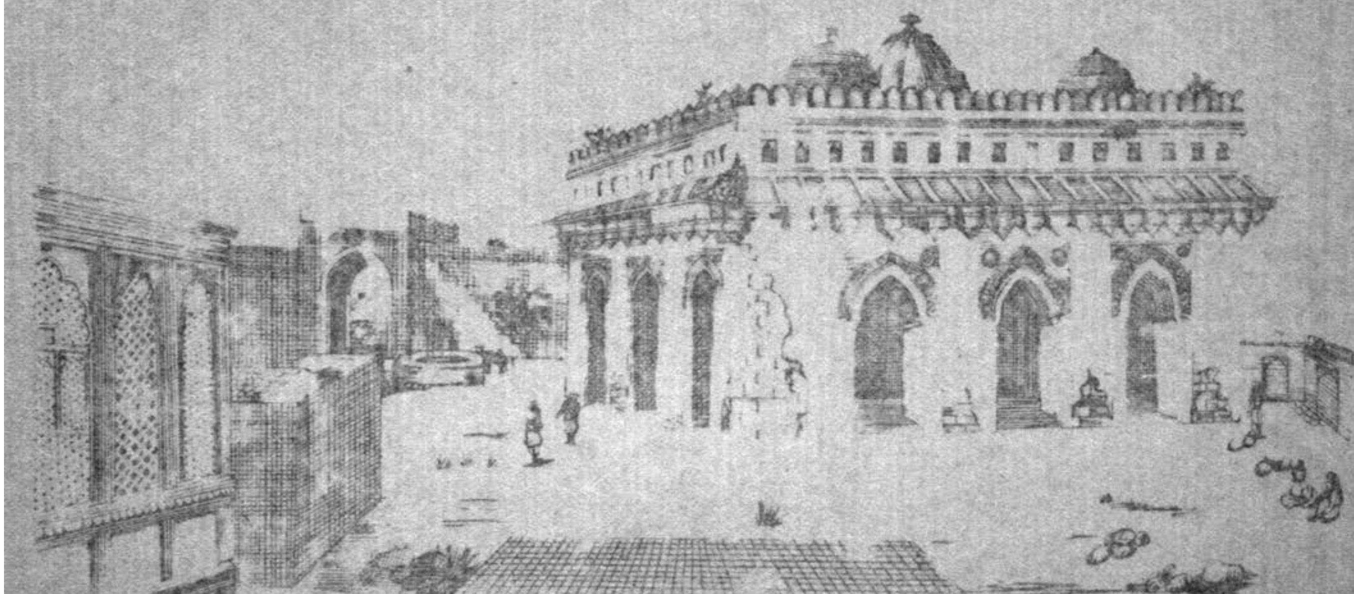
علاقہ رکھتا ہی بعضے لوگ یون خیال کرتے ہین کہ اس بادشاہ نے شہر مبارک آباد بھی اسی مقام پر آباد کرنا چاہا تھا مگر یہ بات صحیح نہین بلکہ اس بادشاہ نے موضع مبارک پور ریتی مین شہر مبارک آباد آباد کرنا چاہا تھا۔

مقبرہ محمد شاہ

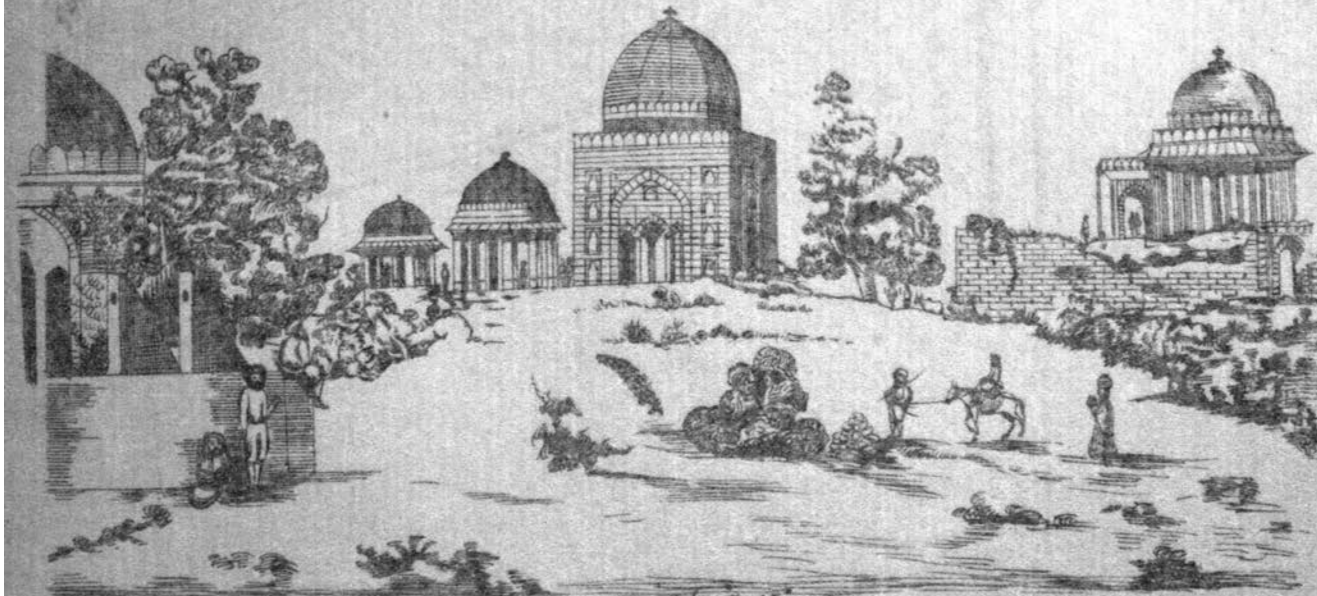
منصور کے مقبرے کے سامنے سواد موضع کے خیر پور مین یہ مقبرہ ہی سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا جو سلطان معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان کے بعد تخت پر بیٹھا جبکہ ۸۴۹ھ ہجری مطابق ۱۴۴۵ء عیسوی کے اس بادشاہ کا انتقال ہوا تو یہان دفن کیا اور یہ مقبرہ اوسکے بیٹے علاء الدین عالم شاہ نے بنایا یہ مقبرہ نرا چونے اور پتھر کا بنا ہوا ہی لیکن قطع اسکی بہت نفیس ہی اندر کا مکان اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی برجیان بہت خوبصورتی سے بنائی ہین۔

مقبرہ سلطان بہلول لودھی

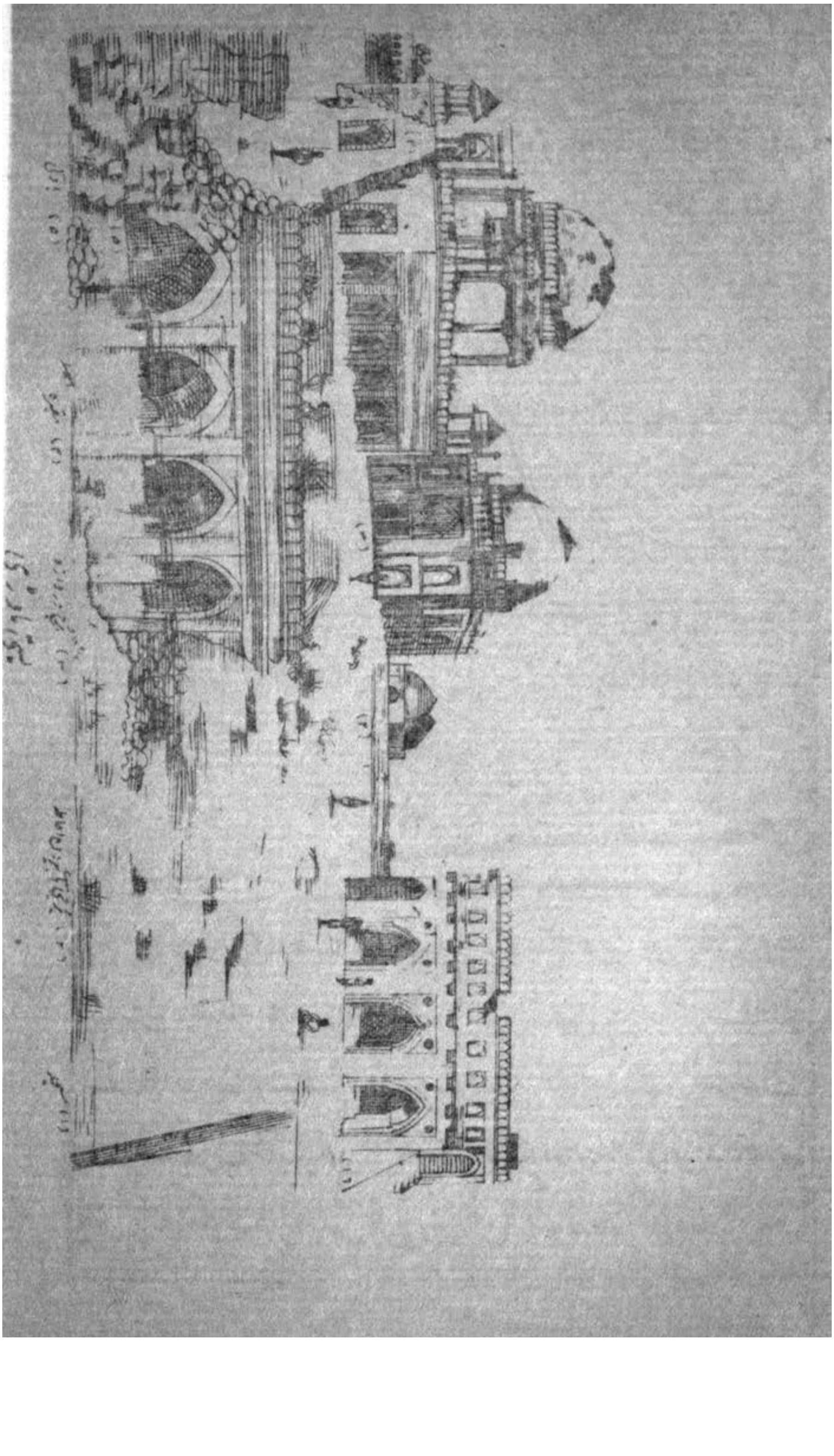
جبکہ سلطان بہلول لودھی موضع بھڈاؤلی نواح سکیٹ مین ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ء عیسوی کے مرا اوسکی نعش کو اس مقام پر حضرت روشن چراغ دہلی کی درگاہ کے پاس لاکر دفن کیا اور سلطان سکندر اوسکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ عجب قطع کا بنا ہوا ہی نیچے تو بارہ در ہین اور اوپر پانچ برج ہیأت مجموعی مقبرے کی بہت خوبصورت ہی اس مقام پر اور بھی قبرستان



مقبرہ سلطان بہلول لودھی



نقشه برجه زمرد پور



بن گیا ہی اور سنگ سرخ کے محجر مین قبرین بنی ہوئی ہین یہان سے روشن چراغ دہلی کی درگاہ کی فصیل جو محمد شاہ نے بنائی ہی اور ایک دروازہ فصیل کا بہت خوشنمائی سے دکھائی دیتا ہی۔

پنج برجہ زمردپور

زمردپور ایک گانون ہی شاہجہان آباد سے چھ میل جانب جنوب پہلے اس گانون کا نام گنچن سرا ے تھا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سلطان سکندر بہلول کے وقت مین زمرد خان کی جاگیر مین ملا جب سے زمردپور نام پڑا اس گانون مین زمرد خان کا قبرستان ہی اور قبرون پر چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے برج ستوندار بنے ہوئے ہین عمارت دیکھنے سے کچھ شک نہین رہتا کہ یہ عمارت سلطان سکندر کے وقت کی ہی اسی سبب سے اس قبرستان کی بنا بھی تخمیناً پندرھوین صدی یعنی قریب سنہ ۸۹۴ ہجری مطابق سنہ ۱۴۸۸ عیسوی کے خیال کی گئی ہی۔

بستی باوڑی

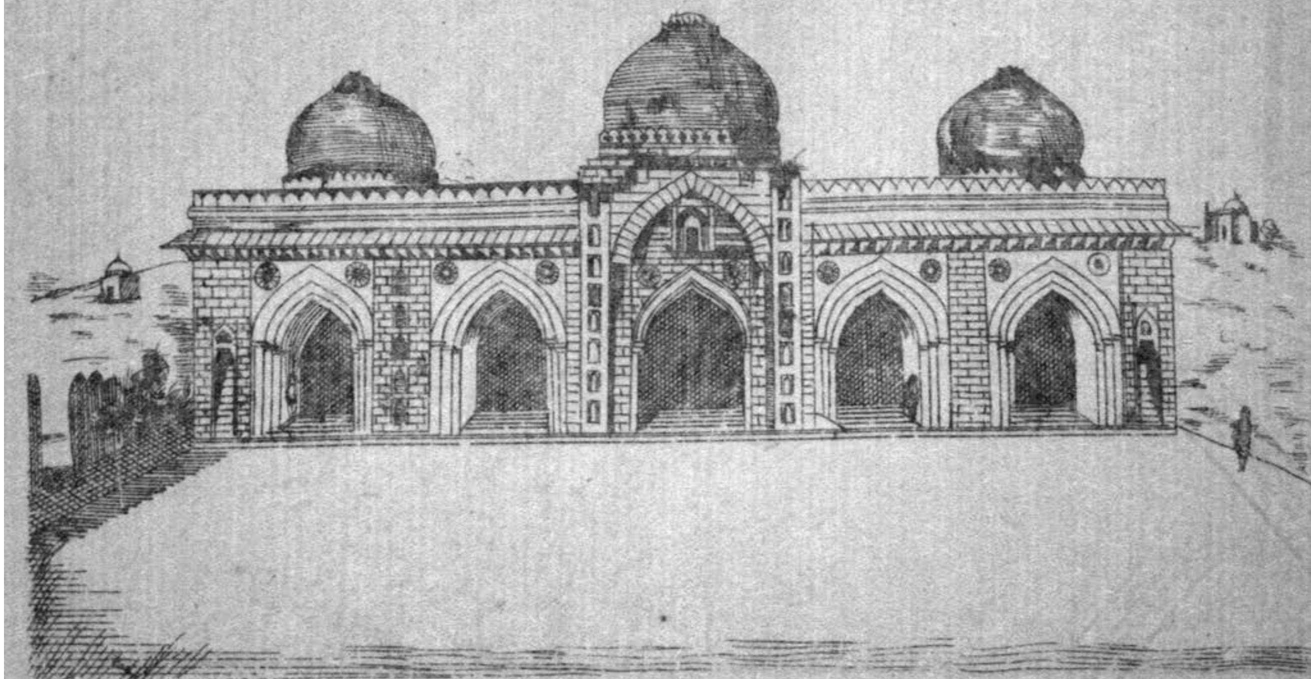
یہ مقبرہ ہی قریب درگاہ حضرت نظام الدین کے سلطان سکندر بہلول کے وقت مین بستی خواجہ سرا تھا اوسنے اپنا مقبرہ قریب سنہ ۸۹۴ ہجری مطابق سنہ ۱۴۸۸ عیسوی کے بنایا اس مقام پر ایک باؤلی بہت نفیس ہی اوسمین نیچے اوپر دالان بنے ہوئے تھے جانب غرب باؤلی کے ایک مسجد ہی اور اوسپر چونے کی منبت کاری مین آیات قرآنی کندہ ہین مسجد کی بغل مین بائین طرف دروازہ ہی اور اوسپر

بھی برج بنا ہوا ہی اوس دروازے کے سامنے قبر کا گنبد ہی پہلے تو بہت اونچا چبوترہ بنا کر اوسمین کمرے کے طور پر گھر بنائے ہین اور اوسپر قبر بنائی ہی اور قبر پر برج ہی برج مع لداؤ اور ستون کے سنگ سرخ کا بہت نفیس بنا ہوا ہی چبوترہ بھی بہت خوبصورت ہی اوسکے چارون کونون پر بھی خوشنائی کے لیے چار برجیان بنائین تھین اون مین کی تین برجیان قائم ہین اور ایک ٹوٹ گئی ہی۔

موٹھ کی مسجد

مبارک پور کوٹلے سے تھوڑی دور آگے یہ مسجد اور اوسکے ساتھ کا ایک کنوان ہی اگرچہ یہ مسجد بہت نامی اور نہایت خوشنما چونے اور پتھر کی ہی دروازہ اسکا مسجد سے بھی اچھا بنا ہوا تھا سنگ مرمر مین آیات قرآنی کندہ تھین مگر اب بالکل شکستہ اور خراب ہوگیا ہی مشہور ہی کہ کسی شخص نے راہ چلتے مین زمین پر سے موٹھ کا دانہ اوٹھا لیا تھا اوس دانے کو بوایا جو اوسمین خوشے لگے دوسرے برس پھر سب کو بوایا یہان تک کہ چند سال مین بہت روپون کی موٹھ ہو گئی اوسکی یہ مسجد بنی اور اسی سبب سے موٹھ کی مسجد مشہور ہی کنوئین کے اندر ایک کتبہ سنگ سرخ کے پتھر پر ہی اوسکے اکثر حرف شور لگنے سے جھڑ گئے ہین جسقدر کہ باقی ہین اونسے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مسجد اور کنوان سلطان سکندر بن سلطان بہلول کے وقت مین یعنی تخمیناً ۹۱۴ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی کے بنے ہین۔

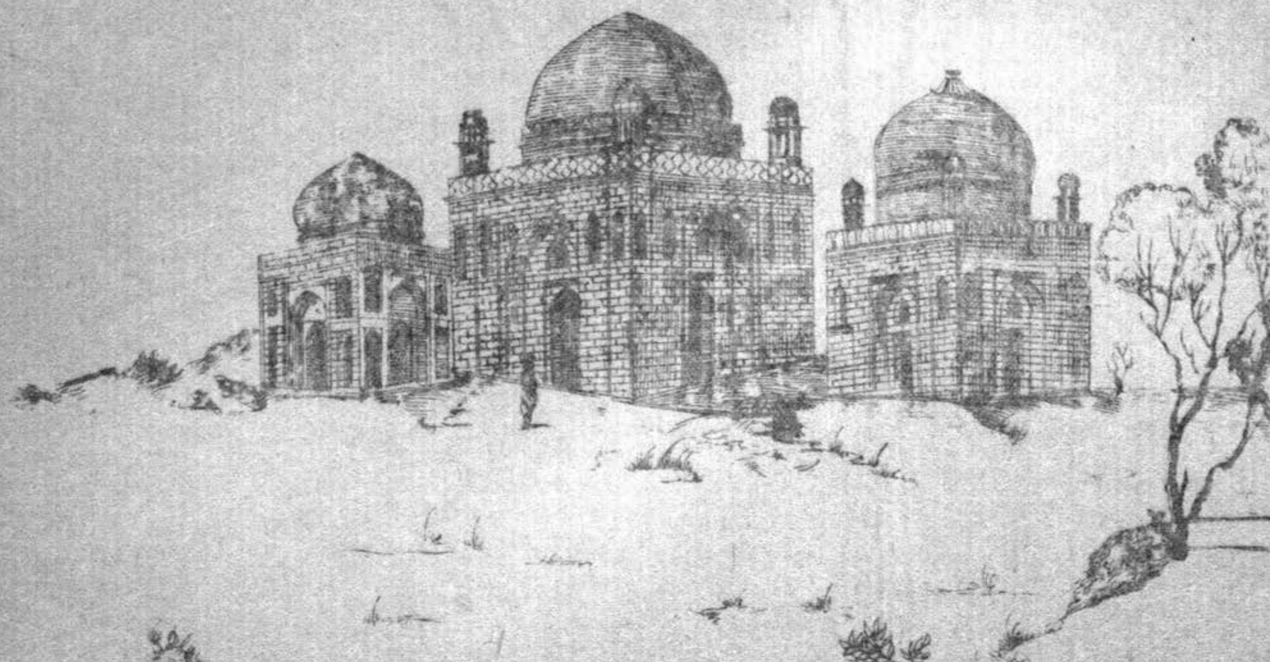
دیکھو کتبہ نمبر ۲



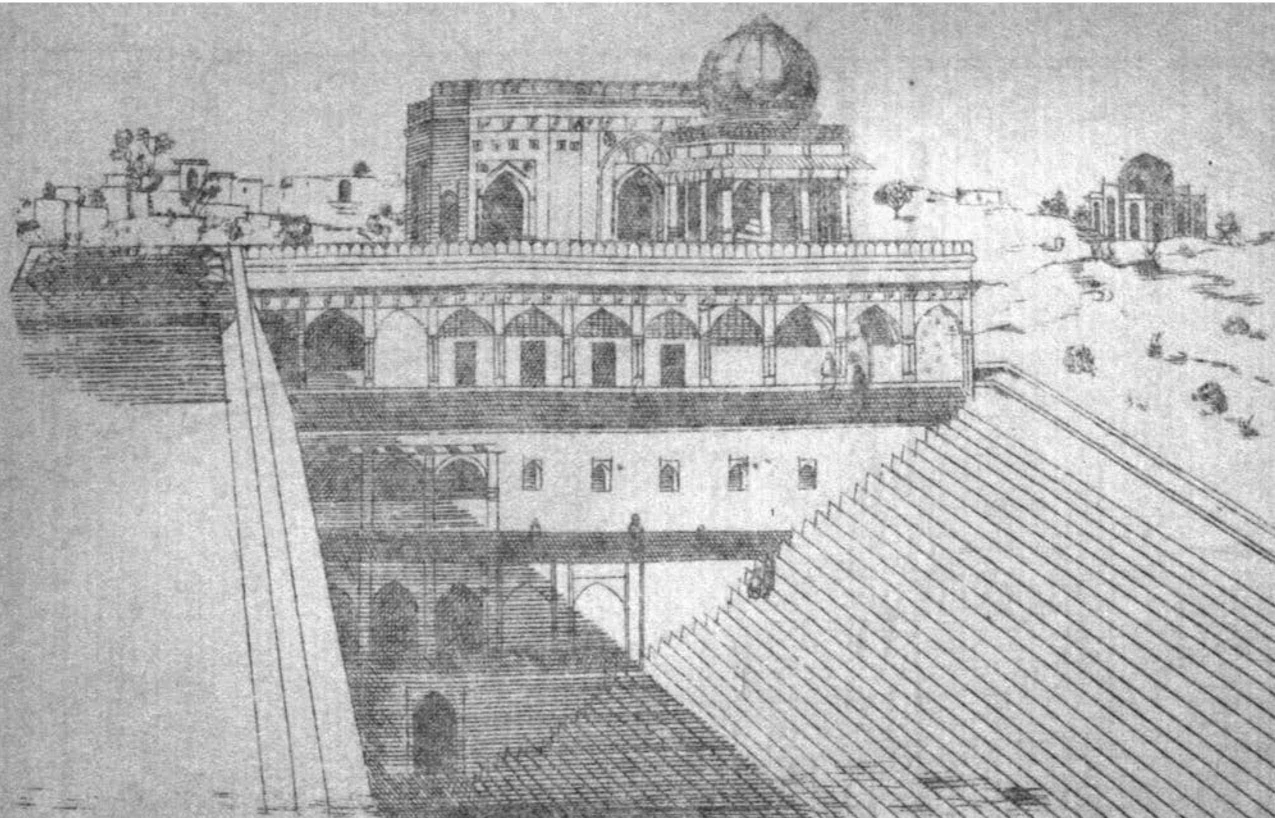
نقشۂ مسجد موٹھ



مقبرہ لنگر خان



نقشۂ تربت حب



نقشۂ راجون کی بائین

مقبرۂ لنگر خان

موضع زمرد پور کے پاس ہے اور ایک گانوٗن ہے اوسکی سرحد مین یہ مقبرہ ہے لنگر خان سلطان بہلول لودھی کے وقت کے امیرون مین سے تھے اون کا یہ مقبرہ ہے اور اسی واسطے اسکی بنا تخمیناً ۹۰۰ سنہ ہجری مطابق ۱۴۹۴ء عیسوی کے خیال کی گئی ہے یہ مقبرہ نہایت بھدّا چھوٹے پتھر کا بنا ہوا ہے مگر اسکے اندر کی قبر اتنی اونچی بنائی ہے کہ اگر آدمی اسکے پاس کھڑا ہو کر ہاتھ اونچا کرے تو بھی انگلیان قبر کے سر تک نہین پہونچین اسی مقبرے کے پاس ایک چوکھنڈی کی برجی اور ہے اور اوسمین بھی کسی کی قبر ہے شاید کہ انھین کے خاندان مین سے کسی کی ہوگی۔

تین برج

موٹھ کی مسجد کے پاس یہ تین برج برابر بنا ہے ہین معلوم نہوے کہ یہ کسکے مقبرے ہین مگر اسمین کچھ شک نہین کہ سلطان سکندر کے عہد کے یعنی تخمیناً ۹۰۰ سنہ ہجری مطابق ۱۴۹۴ء عیسوی کے بنے ہوئے ہین یہ تینون مقبرے چھوٹے ادر پتھر سے بنے ہوئے ہین پہلا مقبرہ اور مقبرون سے اچھا بنا ہوا ہے اور کہین کہین اوسمین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہے۔

راجون کی بائین

نواح قطب صاحب مین کوٹھی دلکشا سے تھوڑی دور پرے یہ باوٗلی ہے

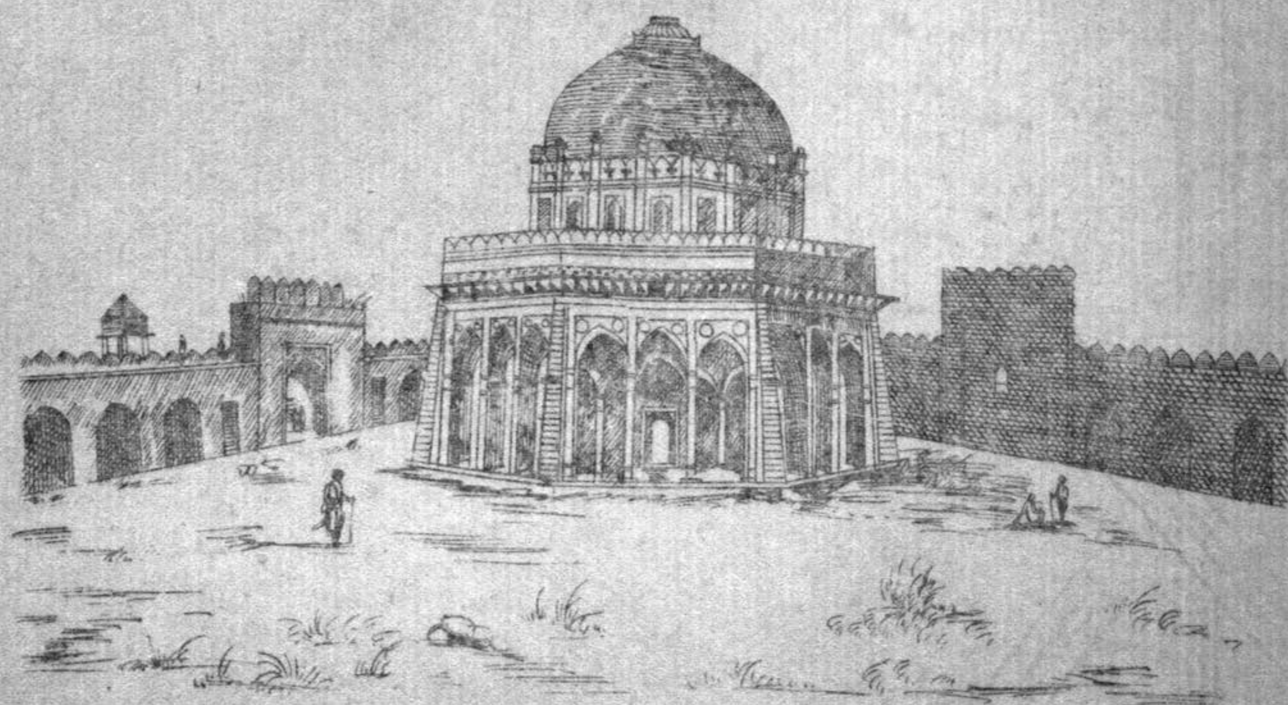
سنہ ۹۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۶ عیسوی کے سکندر شاہ کے وقت مین دولت خان نے
اوسکو بنایا ساخت اس باؤلی کی بہت اچھی ہی سر سے پاؤن تک چونے پتھر کی ہی
اور ابتک سب جگہ سے ثابوت ہی اسکے پاس ایک مسجد ہی اور اوسکے صحن مین
گنبد ہی پتھر کے ستون کھڑے کر کر اوپر برجی بنائی ہی کسی زمانے مین اس باؤلی
کے مکانات مین راج آبسے تھے جب سے راجون کی باؤلی مشہور ہی اس
باؤلی کے برج کی پیشانی پر یہ کتبہ لگا ہوا ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۲۶

مقبرۂ سلطان سکندر بہلول

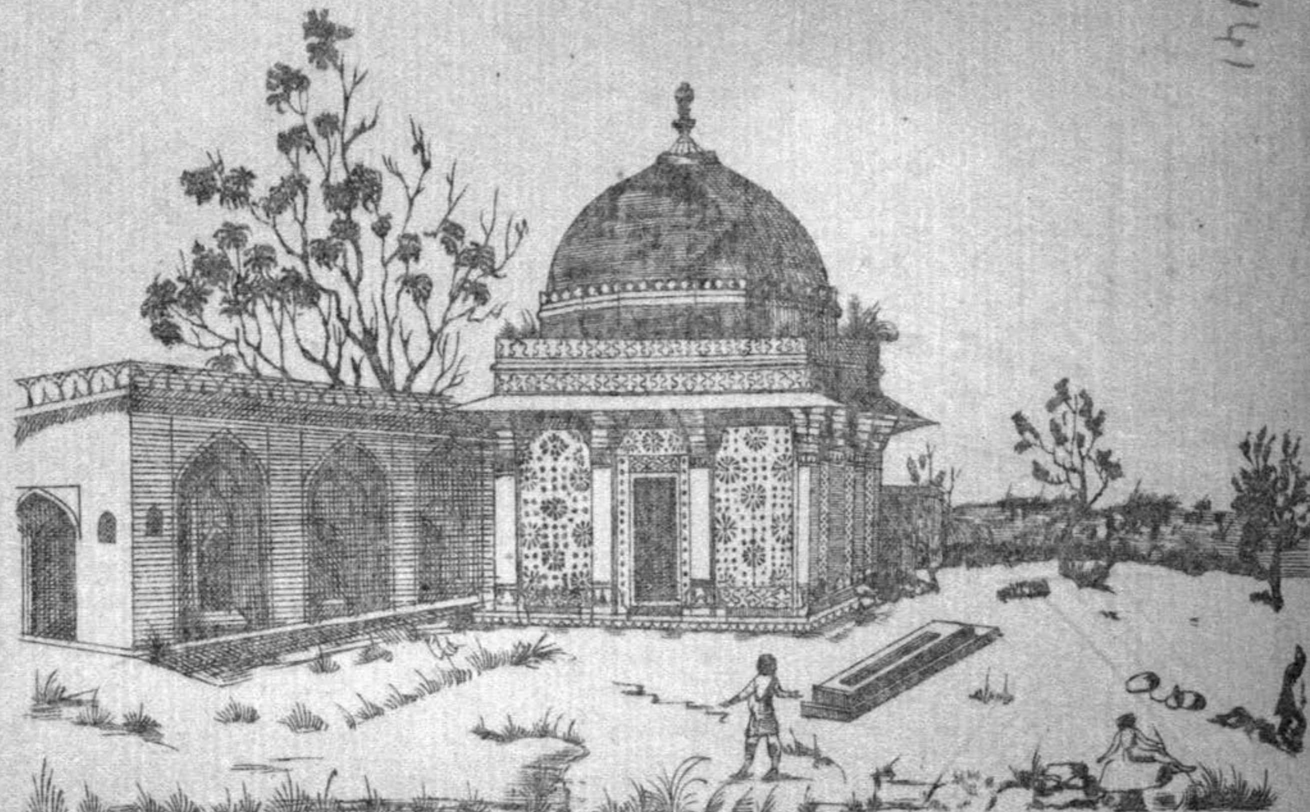
موضع خیرپور کے پاس یہ مقبرہ ہی سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا یہ مقبرہ
سنہ ۹۲۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۷ عیسوی کے سلطان ابراہیم اوسکے بیٹے نے بنایا اگرچہ
یہ مقبرہ نرے چونے اور پتھر کا ہی الا اندر کا درجہ اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی
برجیان بہت خوشنمائی سے دکھائی دیتی ہین۔

درگاہ شیخ یوسف قتال

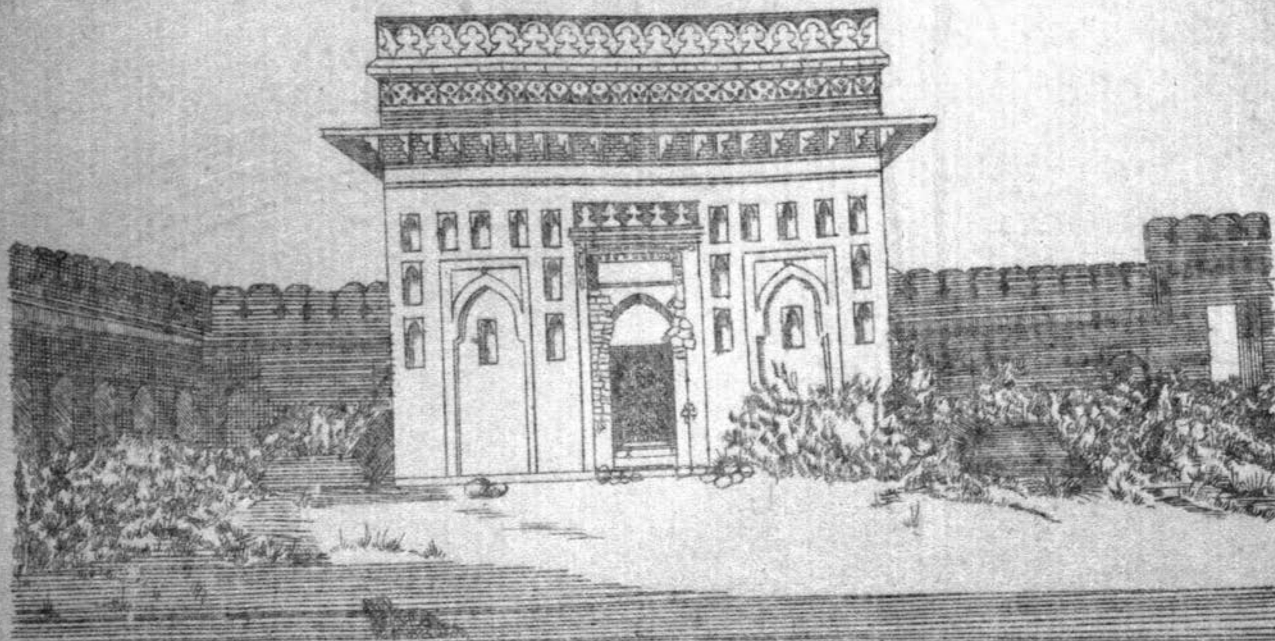
کھڑکی کی مسجد کے پاس یہ درگاہ ہی شیخ یوسف قتال کی جو مرید ہین قاضی اخبار الاخیار
جلال الدین لاہوری کے سنہ ۹۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۶ عیسوی کے آپ کا انتقال
ہوا اور شیخ علاء الدین حضرت شیخ فرید شکر گنج کے نواسے نے یہ مکانات بنائے دیکھو کتبہ نمبر ۲۷
یہ درگاہ سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی چارون طرف کی جالیان بھی سنگین ہین برج
چونے کا ہی اور اوسکے حاشیے پر چینی کا کام بنا ہوا ہی اوسکے پاس ایک



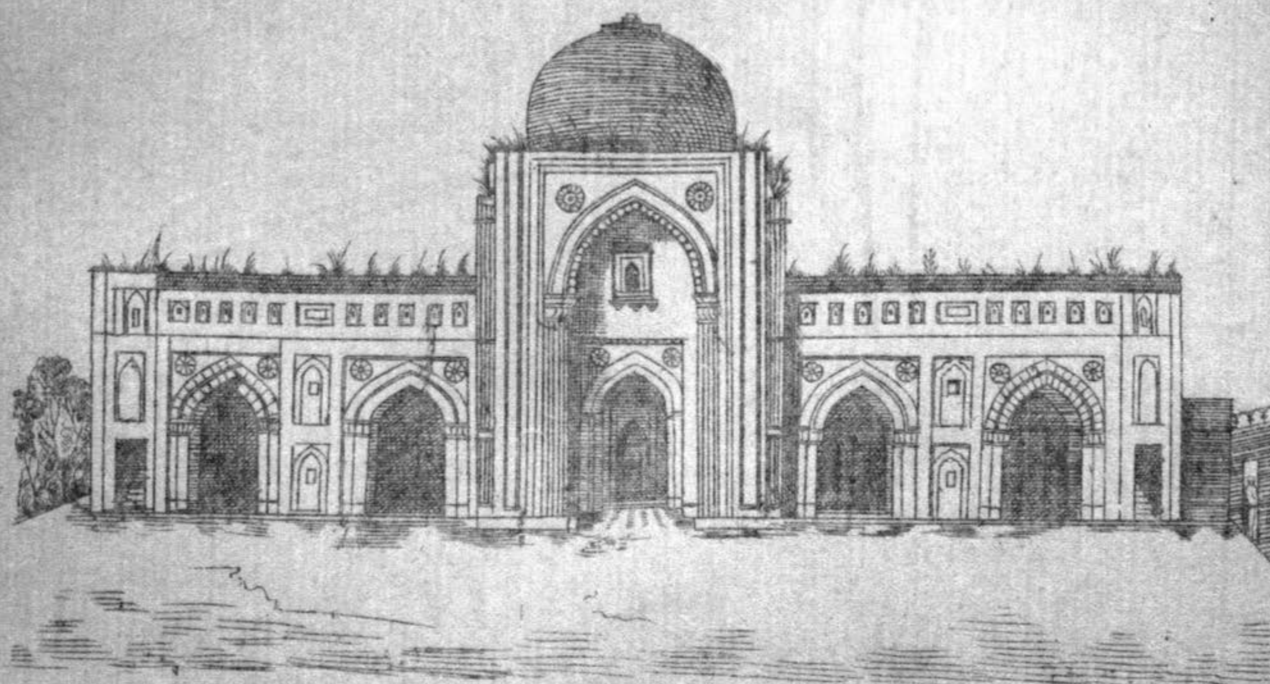
نقشہ مقبرہ سلطان سکندر بہلول لودی



نقشہ درگاہ یوسف قتال



نقشۂ درگاہ مولانا جمالی



نقشہ مسجد درگاہ مولانا جمالی

مسجد بھی چونے پتھر سے بنی ہوئی ہے لیکن اب بہت ٹوٹ گئی ہے۔

درگاہ مولانا جمالی

نواح قطب صاحب مین یہ بہت مشہور درگاہ ہے شیخ فضل اللہ معروف جلال خان نے قریب ۹۳۵ھ ہجری مطابق ۱۵۲۸ء عیسوی کے اپنے جیتے جی[1] یہ کوٹھری بنائی تھی اور آزادون کی طرح اسمین رہتے تھے جب ۹۴۲ھ ہجری مطابق ۱۵۳۵ء عیسوی کے انکا انتقال ہوا تو اسی حجرے مین مدفون ہوئے بابر اور ہمایون اور سلطان سکندر کے عہد کے بڑے نامی شاعرون مین سے ہین اور جمالی اپنا تخلص کرتے تھے اسی سبب سے درگاہ مولانا جمالی مشہور ہے یہ حجرہ بہت اچھا چونے کا بنا ہوا ہے اور تھوڑی تھوڑی سی چینی کاری بھی کی ہوئی ہے حجرے کے اندر چونے کی منبت کاری مین دو غزلین انھین کی کہی ہوئی کھدی ہوئی ہین۔

مسجد درگاہ مولانا جمالی

مولانا جمالی کی درگاہ کے پاس یہ مسجد ہے بہت بڑی اور نہایت شاندار چونے اور پتھر سے بنی ہوئی اس مسجد کو بھی مولانا جمالی نے اپنے جیتے جی[2] قریب ۹۳۵ھ ہجری مطابق ۱۵۲۸ء عیسوی کے بنایا تھا جس جگہ یہ مسجد واقع ہے پہلے آبادی قطب صاحب کی اسی مقام پر تھی چنانچہ اب بھی اس جگہ پرانی بستی کے کھنڈر پڑے ہوئے ہین بلکہ جس زمانے مین پتھورا نے یہان قلعہ بنایا اوس زمانے مین بھی آبادی اسی مقام پر تھی۔

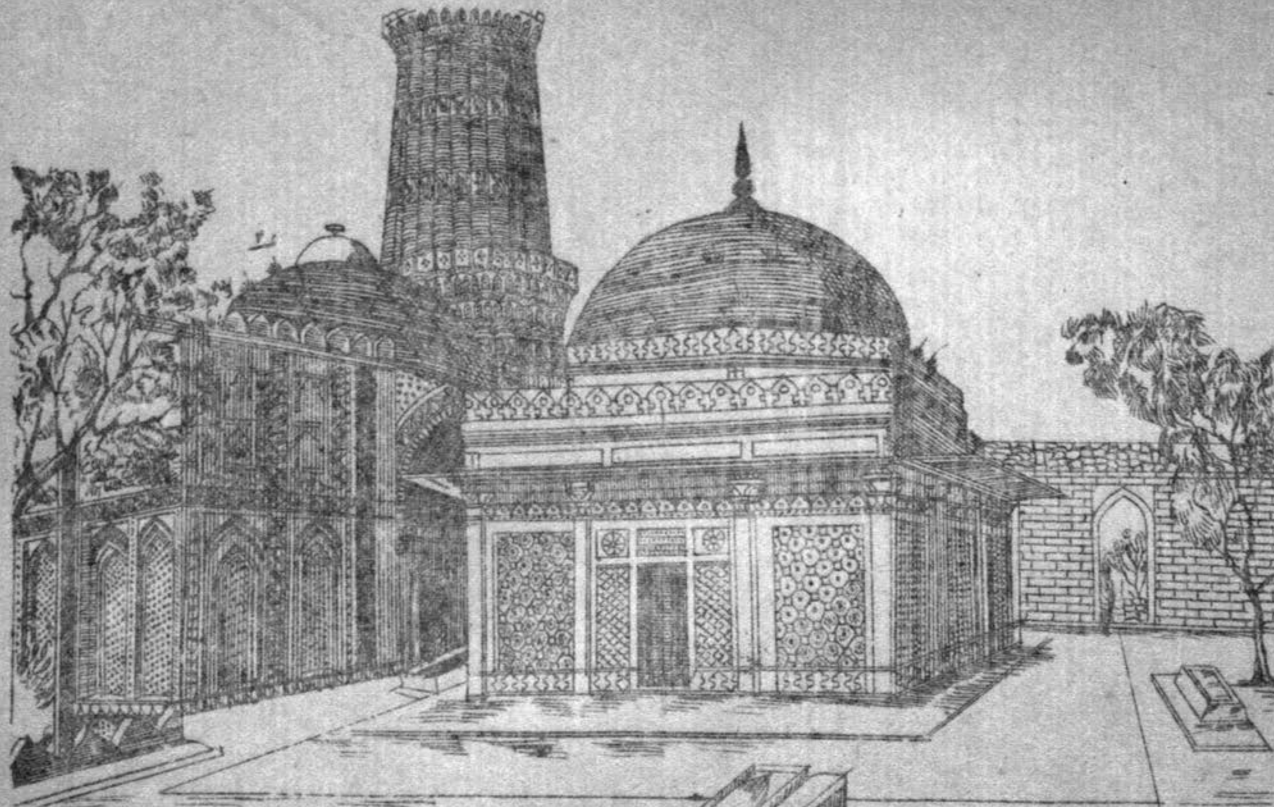
[1] اخبار الاخیار

[2] اخبار الاخیار

نیلی چھتری

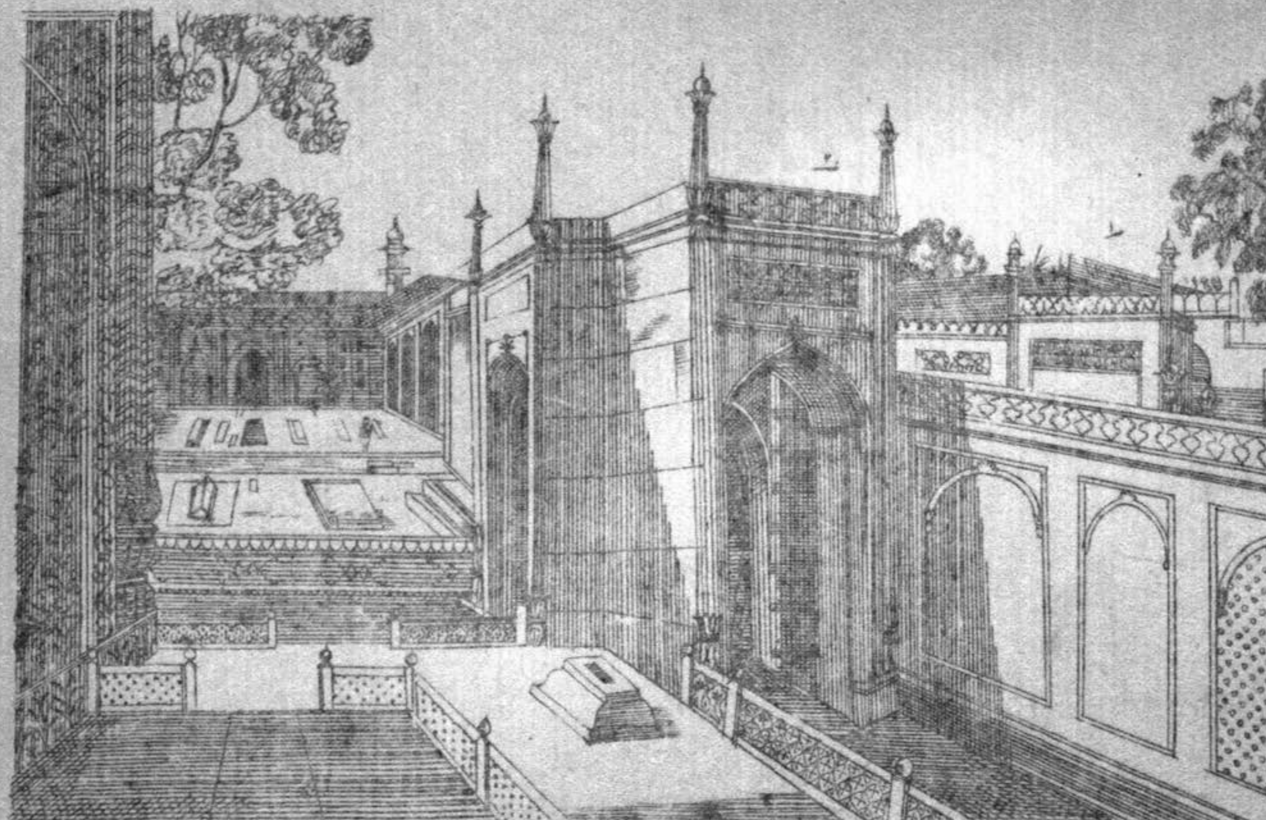
سلیم گڈھ کے نیچے دریا کے کنارے نگمبود کے گھاٹ پر ایک چھوٹی سی بارہ دری ہی
بنگلے نما اور اوسپر چینی کاری کا نیلے رنگ مین کام کیا ہوا ہی اس سبب سے اوسکو
نیلی چھتری کہتے ہین سنہ ۹۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۲ عیسوی کے ہمایون بادشاہ نے دریا (۱ تزک جہانگیری)
کی سیر دیکھنے کو یہ چھتری بنائی اگرچہ ہندو اس چھتری کو پانڈون کے وقت کی بتاتے
ہین اور گو یہ بات صحیح نہو مگر اتنی بات مسلم ہی کہ اس چھتری پر جو چینی کاری کی اینٹین
لگی ہوئی ہین وہ اور کسی ہندوون کی جگہہ سے اوکھاڑ کر اسمین لگائی ہین کیونکہ اون
اینٹون مین مورتین شکستہ اور برہم خوردہ موجود ہین اور مورتون کے ناقص ہو جانے
سے کہ کسی کا سرہی رہ گیا ہی کسی کا دھڑ ہی باقی ہی اور بیل بوٹون کے انتظام کے
اولٹ پلٹ ہونے سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ اینٹین اور جگہہ سے اوکھاڑ کر
یہان لگائی ہین ہندوون کی تاریخ بموجب[۲] راجہ جدہشٹر نے اس گھاٹ پر جگ (۲ ہندو پرت مہاتم)
کیا تھا کچھ عجب نہین کہ ہندوون کے عہد مین اس گھاٹ پر کسی مقام کو اوس
جگ کی جگہہ تصور کر کر چھتری بنادی ہو اور ہمایون کے عہد مین وہی چھتری ٹوٹ کر
یہ چھتری بنی ہو سنہ ۱۰۲۸ ہجری مطابق سنہ ۱۶۱۸ عیسوی کے جب جہانگیر بادشاہ بارادہ
جانے کشمیر کے دلی مین پہونچا تو اوسنے ایک کتبہ[۳] اسمین لگا دیا اور رجب سنہ ۱۰۳۰ (۳ دیکھو کتبہ نمبر ۲۸)
ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۱ عیسوی وہان سے پھرا تو دوسرا کتبہ[۴] لگا دیا۔ (۴ دیکھو کتبہ نمبر ۲۹)

درگاہ امام ضامن یعنی مقبرۂ سید حسین مائی منار



نقشہ درگاہ امام ضامن مع دروازہ متصل لاٹھ

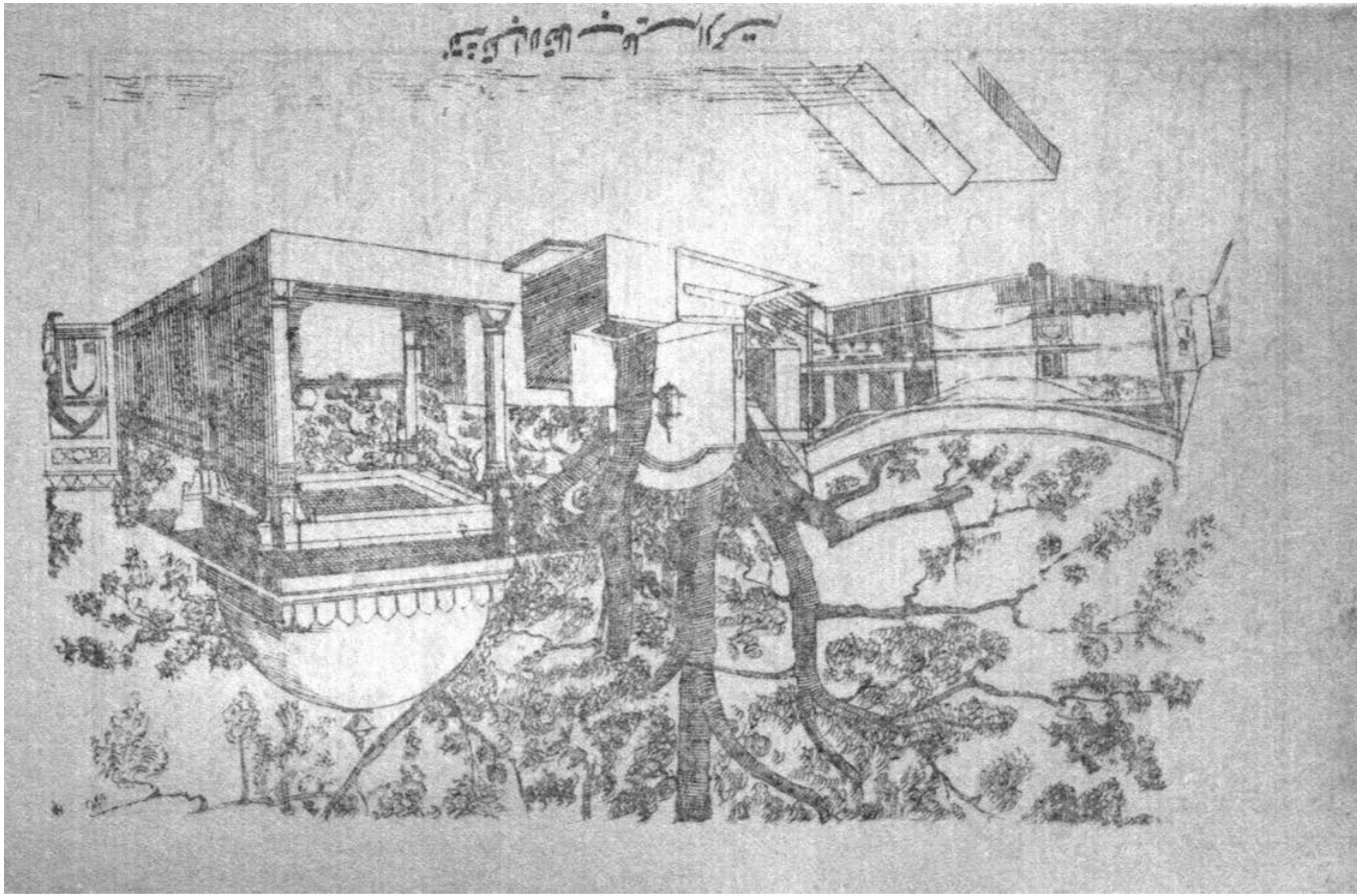
۱ درگاہ — ۲ دروازہ



ا۔ دروازۂ اندرون ۲۔ دروازۂ بیرون

نقشہ دروازہائے درگاہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب مع مزار مولانا فخر الدین

۳۔ مزار مولانا فخر الدین



168

لاٹھ کے نیچے بڑے دروازے کے پاس یہ ایک مقبرہ ہی امام محمد علی شہدی کا جنکو سید حسین پا برہنہ منار بھی کہتے ہین یہ بزرگ مشہد مقدس طوس سے سلطان سکندر کے وقت مین دلی مین آئے اور اسی مقام پر سکونت اختیار کی اور یہ مقبرہ اپنے سامنے آپ بنایا جب کہ سنہ ۹۴۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۷ عیسوی مین انکا انتقال ہوا تو بموجب وصیت کے اسی مقبرے مین دفن ہوئے قطع اس قبر کی بہت اچھی ہی برج بھی خوشنما ہی اندر سنگ مرمر کا فرش ہی اور دروازے پر کتبہ لگا ہوا ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲

درگاہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ درگاہ ہی حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ کا انتقال شب دوشنبہ چودھوین ربیع الاول سنہ ۶۳۴ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۶ عیسوی کے ہوا اور اس مقام پر مدفون ہوئے مگر یہان کچھ عمارت نتھی سنہ ۹۴۶ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۱ عیسوی کے شیر شاہ کے وقت مین خلیل اللہ خان نے ایک چار دیواری بنوائی تھی کہ وہ چار دیواری اب نہین رہی سنہ ۹۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۵۱ عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت مین یوسف خان نے بھی ایک دروازہ اس درگاہ مین بنایا کہ اوسکی تاریخ بنا۔ درگاہ خواجہ اقطاب ہی (سنہ ۹۵۸)۔ بعد اسکے سنہ ۱۱۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۸ عیسوی کے شاکر خان نے شاہ عالم بہادر شاہ کے وقت مین ایک دروازہ جانب غرب بنایا کہ اب تک موجود ہی اور سنہ ۱۳۱۰ ہجری

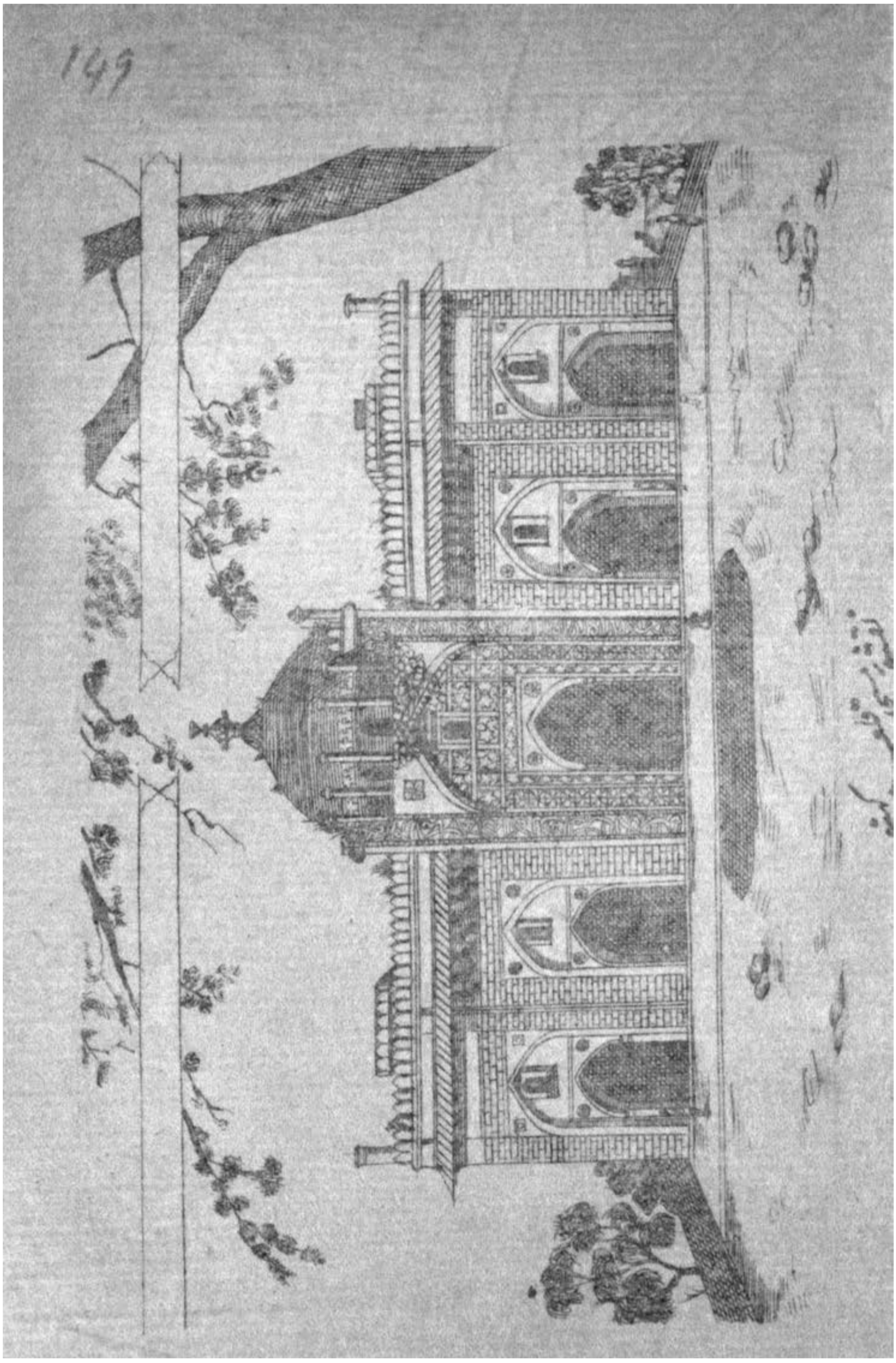
مطابق سنه ١٧١٧ عیسوی کے فرخ سیر نے آپ کے مزار کے گرد سنگ مرمر کی بہت نفیس جالیان بنوادین اور سنگ مرمر کے دروازے بہت لطیف بنوائے اور اون دروازون پر کتبے[١] لگائے

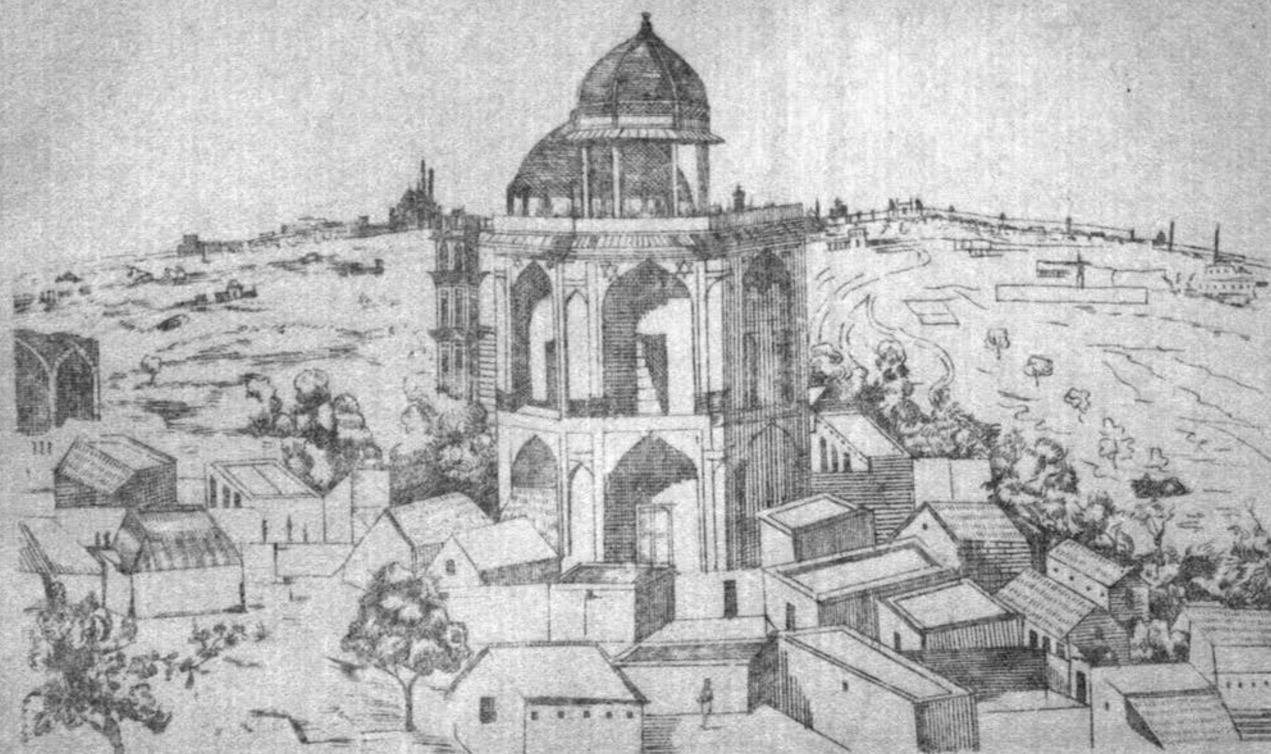
مسجد قلعهٔ کہنه

جبکه شیر شاه بادشاه ہوا تو اوسنے سنه ٩٤٩ ہجری مطابق سنه ١٥٤١ عیسوی کے اس مسجد کو پرانے قلعه[٢] کے اندر شمالی دیوار کے متصل بنایا اوس زمانے کی عمارتون مین یه مسجد بہت خوبصورت عمارت ہی اندر سے اور ساری روکار سنگ سرخ کی بنی ہوئی اور کہین کہین نہایت خوشنمائی سے سنگ مرمر بھی لگایا ہی ہر جگه قرآن کی آیتین نسخ اور کوفی خط مین کنده ہین ہر ہر محراب اور گوشے اور کونے پر بہت تحفه منبت کاری اور بہت خوب پچیکاری کی ہوئی ہی اسکی ساخت قابل دیکھنے کے ہی لداؤ اس مسجد کا نہایت عمده ہی سنگ سرخ کے پتھرون کو چھوٹا چھوٹا تراش کر بہت خوبصورتی اور دانائی اور اوستادی سے ایسا خوبصورت اور مضبوط لداؤ لادا ہی که دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی اوس لداؤ مین ہر جگه بہت تحفه منبت کاری بنائی ہی اسکے صحن مین ایک بہت خوبصورت سوله پہلو کا حوض ہی مگر اب بے مرمتی کے سبب بالکل خراب ہو گیا ہی اس مسجد کی دیوارون کے آثار بہت چوڑے ہین اور آثارون مین چھت پر چڑھنے کا زینه اور طرح طرح کے نشیمن نکالے ہین اس مسجد کی چھت پر ایک

[١] دیکھو کتبہ نمبر ٣١ و ٣٢

[٢] تاریخ مرزا ہیبت اللہ خان





نقشۂ شیر منڈل

گنبد اب تک موجود ہی اور ادھر اودھر گنبد کے دو چھتریان تھین کہ اب ٹوٹ گئین ہین اس مسجد کو اکبر نامے مین جامع مسجد کر کر لکھا ہی شاید ہمایون کے وقت مین یہی جامع مسجد ٹھہر گئی ہو اس مسجد پر کہین تاریخ کا کتبہ نہین ہی الا مسجد کی آگے پیش طاق کے دائین بائین طاقون مین چند شعر کندہ ہین[1]۔

[1] دیکھو کتبہ نمبر ۳۲

شیر منڈل

اسی پرانے قلعہ مین شیر شاہ نے ۹۴۸ھ ہجری مطابق ۱۵۴۱ء عیسوی کے مسجد کے پاس بہت بلند سہ منزلی ایک عمارت بنائی اور شیر منڈل اوسکا نام رکھا کہ اب تک اسی نام سے مشہور ہی یہ عمارت تمام سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی پہلے اور دوسرے درجے کے بیچون بیچ مین ایک کمرہ بنایا ہی اور چارون طرف بہت پتلی غلام گردش ہی اور دیوار مین سے اوپر کو زینہ چڑھایا ہی اور تیسرے درجے پر ایک برجی بنائی ہی بجز سیر کے اور کچھ اس عمارت سے فائدہ معلوم نہین ہوتا جبکہ ہمایون بادشاہ دوبارہ دلی مین بادشاہ ہوئے تو اس مکان مین کتب خانہ[2] رکھا تھا ۹۶۳ھ ہجری مطابق ۱۵۵۵ء عیسوی شام کے وقت ہمایون بادشاہ اس کتب خانے مین آئے اور اوسی رات احتمال تھا کہ زہرہ طلوع کرے اوسکو دیکھنا چاہا جب وہان سے اوترنے لگے تو زینے پر سے کہ نہایت پیچدار ہی پانون پھسل گیا اور بادشاہ نیچے گر پڑے کن پٹی مین بہت چوٹ آئی اور چند روز بعد مر گئے میرزا ہدایت اللہ خان نے

[2] اکبر نامہ

اپنی تاریخ مین اس عمارت کو ہمایون بادشاہ کی بنائی ہوئی خیال کیا ہی یہ صحیح نہین ہی۔

مسجد و مقبرہ خیرپور

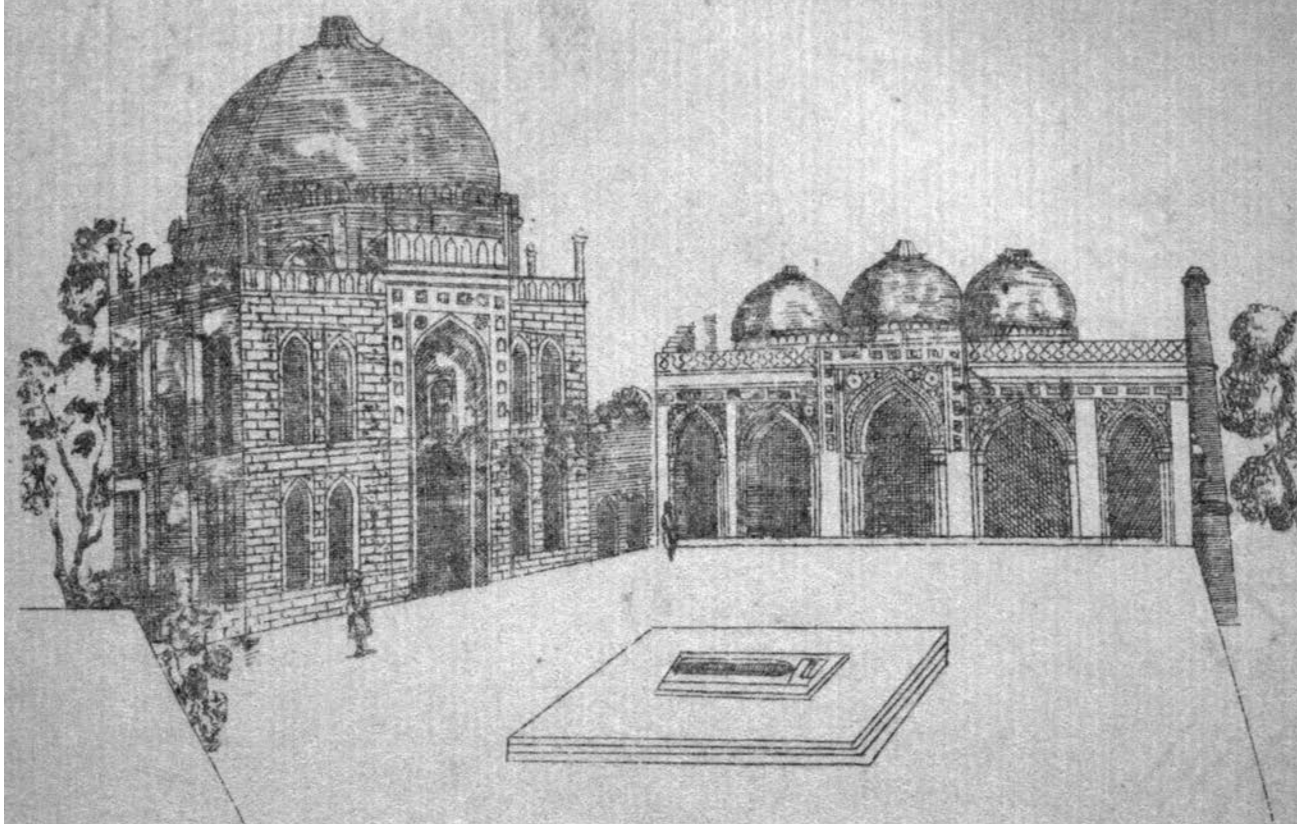
اسمین تو کچھ شک نہین کہ یہ مقبرہ اور مسجد پٹھانون کے وقت کی ہی اور تخمیناً ۹۵۰ ہجری مطابق ۱۵۴۳ عیسوی یعنی قریب زمانہ شیر شاہ کے بنی ہوئی ہی اگرچہ اسکے بنانے والے کا نام تحقیق نہین ہوا لیکن اسمین کچھ شک نہین رہا کہ پٹھانون کے وقت کی کسی امیر کا جسکے نام پر یہ گانوٗن آباد ہی یہ مقبرہ ہی اور اوسکی یہ مسجد بنائی ہوئی ہی اگرچہ یہ مسجد چونے اور پتھر سے بنی ہوئی ہی مگر اسکے خوش قطع ہونے مین کلام نہین اس مسجد مین چونے کاری کی بہت تحفہ منبت کاری کی ہوئی ہی اور پیشانی مین چونے کاری سے آیات قرآنی کھدی ہوئی ہین ایسی خوش قطع مسجد پٹھانون کے وقت کی بہت کم دیکھنے مین آئی ہی۔

کھاری باوٗلی

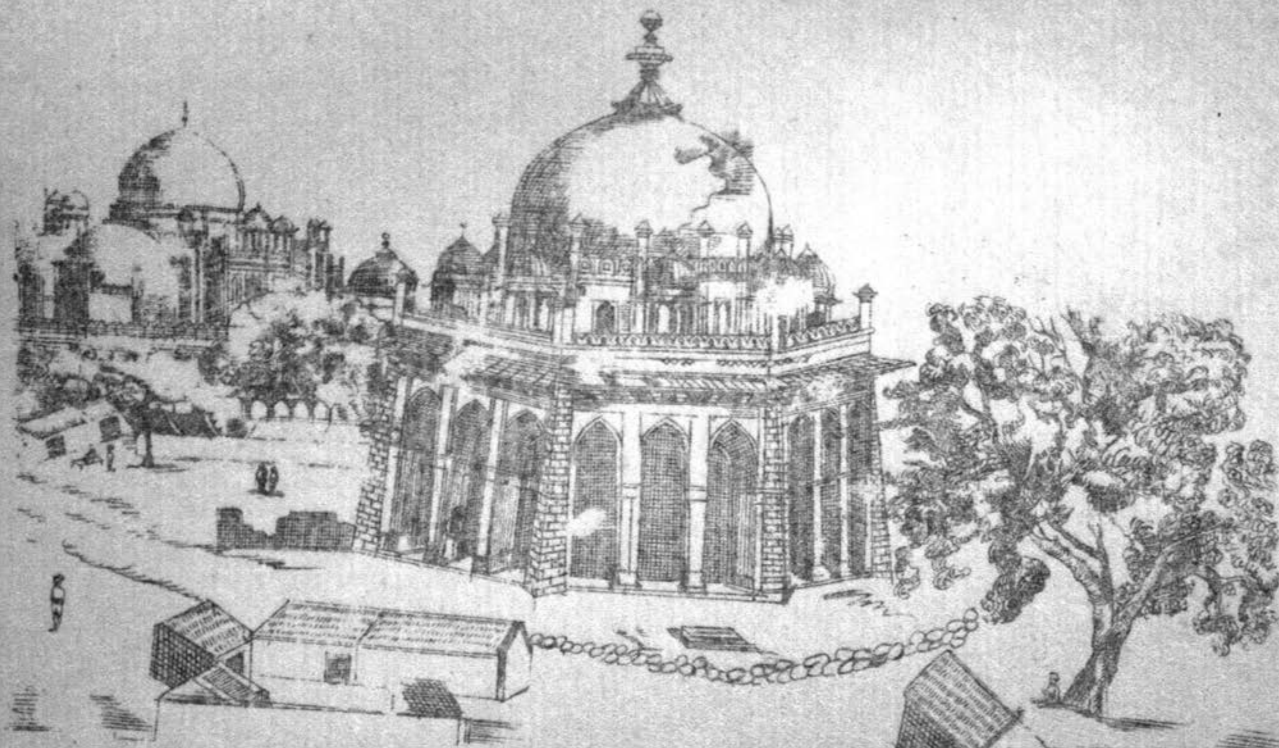
پہلے اس مقام پر عماد الملک عرف خواجہ عبد اللہ نے اسلام شاہ کے وقت مین ۹۵۲ ہجری مطابق ۱۵۴۵ عیسوی کے ایک کنوان بنایا تھا چھ برس بعد یعنی ۹۵۸ ہجری مطابق ۱۵۵۱ عیسوی کے اوس کنوئین کے آگے باوٗلی بنادی جب شاہجہان نے شہر بسایا تو یہ باوٗلی بھی شہر مین آگئی اب یہان بہت لوگون نے مکان



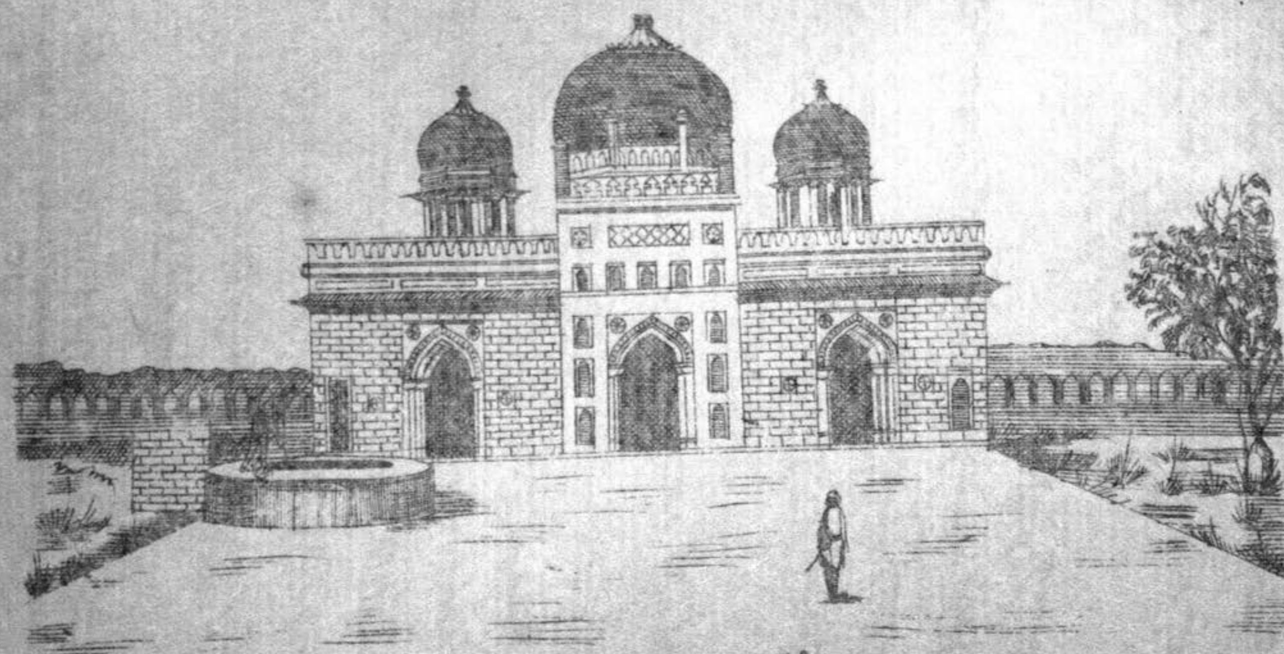
نقشهٔ مقبرهٔ خیرپور



نقشۂ مسجد و مقبرہ



نقشہ مقبرۂ عیسیٰ خان



نقشۂ مسجد عیسیٰ خاں

بنا لیے ہین اور یہ بھی ایک محلہ ہو گیا ہی اور یہ کتبے اس باؤلی کے ہین۔ دیکھو کتبہ نمبر ۲۴

مقبرہ عیسی خان

عرب سرای کے پاس ایک چار دیواری ہی اوسکو عیسی خان کا کوٹلہ کہتے ہین اوس کوٹلے مین یہ مقبرہ ہی اس مقبرے کو عیسی خان نے جو اسلام کے عہد کے بڑے نامی امیرون مین سے ہین ۹۵۴ھ ہجری مطابق ۱۵۴۷ء عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا مقبرے کے اندر کتبہ لگا ہوا ہی پٹھانون کے وقت کی عمارتون مین یہ مقبرہ نہایت خوبصورت ہی بیچ مین برج ہی اور چارون طرف غلام گردش سنگ خارا اور چونے سے بہت خوبصورت بنائی ہی اس مقبرے مین گنوار بستے ہین اوس نفیس عمارت کو خراب کرتے جاتے ہین۔ دیکھو کتبہ نمبر ۲۵

مسجد عیسی خان

یہ مسجد عیسی خان کے مقبرے کے پاس ہی اور اس مسجد کو بھی عیسی خان نے ۹۵۴ھ ہجری مطابق ۱۵۴۷ء عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت مین مقبرے کے ساتھ بنایا ہی یہ مسجد نرے چونے اور پتھر سے بنی ہوئی ہی اور محرابون مین کہین کہین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہی۔

مسجد درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کے مزار کے پاس جالیون کے قریب یہ مسجد ہی اس مسجد کے تین درجے ہین پہلا درجہ دو محراب کا کچا ہی صرف مٹی کا اس درجے کو

حضرت قطب صاحب نے آپ بنایا تھا سنہ ۹۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۵۱ عیسوی کے سلیم شاہ کے وقت مین اوس پہلے درجے کے آگے ایک اور درجہ بنا بعد اوسکے سنہ ۱۱۳۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۷ عیسوی کے فرخ سیر نے اوسکے آگے ایک اور تیسرا درجہ بنایا اور اوسکی پیشانی پر تاریخ لگائی جسکا مادۂ تاریخ۔ بیت ربی مستجاب ہی۔

عرب سرا

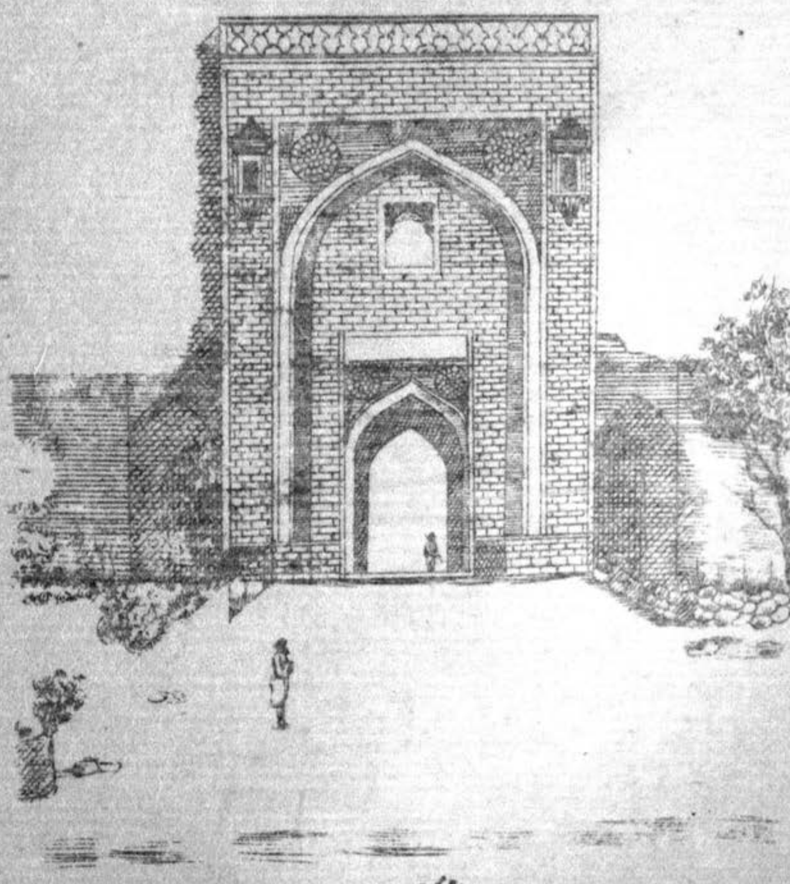
ہمایون کے مقبرے کے پاس یہ سرا ہی اور اس سرا کو نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی نے سنہ ۶ جلوس اکبری مطابق سنہ ۹۶۸ ہجری موافق سنہ ۱۵۶۰ عیسوی کے بنایا ہی اس سرا مین تین سو عرب آباد ہوئے تھے اس سبب سے عرب سرا کے نام سے مشہور ہی اگرچہ عمارت اس سرا کی بہت بدل گئی ہی الا قدیم دروازہ جو بہت خوبصورت اور نہایت تحفہ بنا ہوا ہی اب بھی موجود ہی۔

خیر المنازل

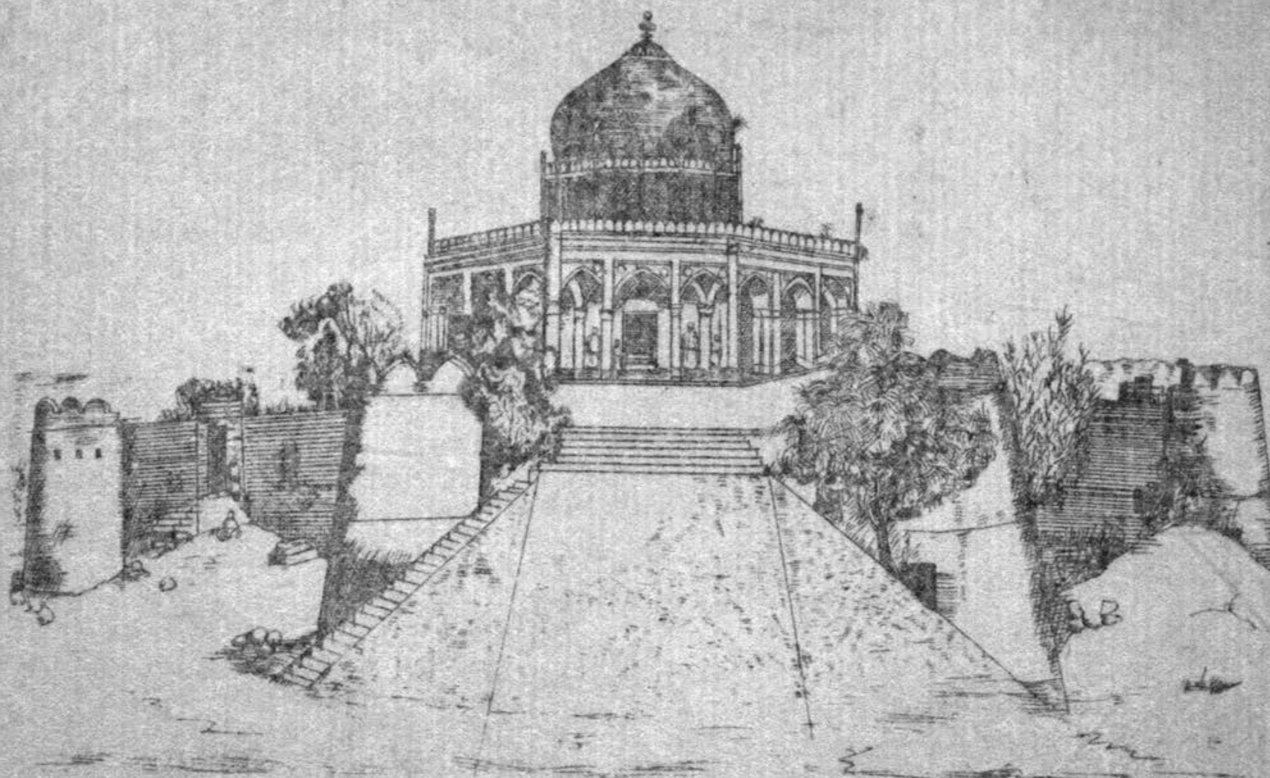
یہ مدرسہ ہی ماہم بیگم کا جنھون نے بڑے اکبر کو دودھ پلایا تھا سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۱ عیسوی کے یہ مسجد اور مدرسہ پرانے قلعہ کے پاس بنایا یہ عمارت بالکل چونے اور پتھر کی ہی اور اب بالکل شکستہ ہو گئی ہی مسجد کی پیشانی پر یہ کتبہ لگا ہوا ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۳

بھول بھلیان

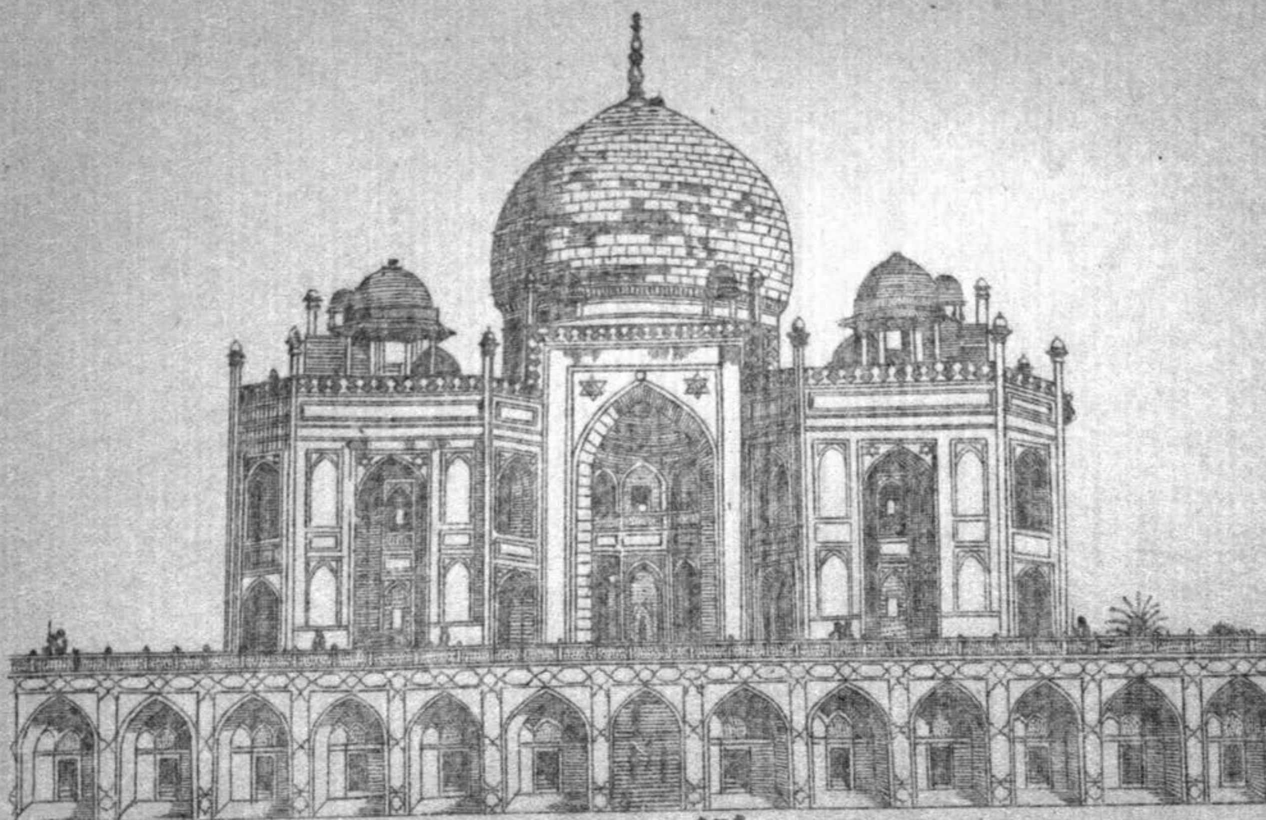
قطب صاحب کے نواح مین لاٹھ کے قریب ادہم خان ماہم آتکہ کی بیٹی اور اکبر بادشاہ کے



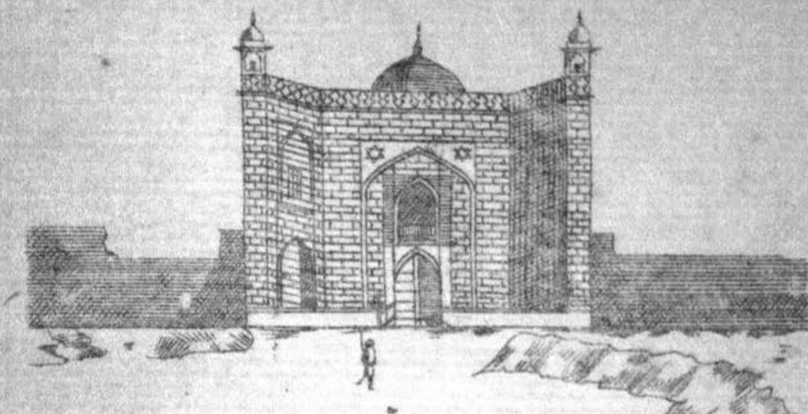
دروازۂ عرب سرا



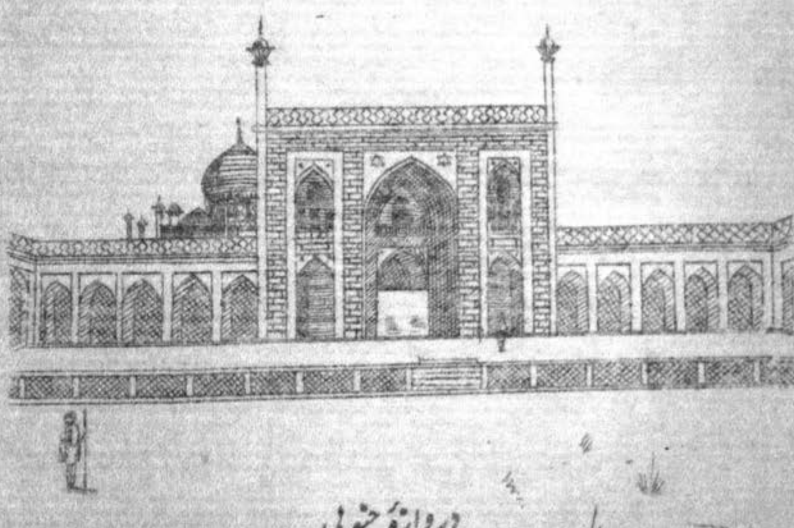
نقشہ مقبرہ ادہم خان عرف بھول بھلیاں



نقشہ مقبرۂ ہمایوں



دروازہ غربی



دروازۂ جنوبی

161

کوکہ کا یہ مقبرہ ہی سنہ ۸ جلوس اکبری موافق سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۱ عیسوی کے
ادہم خان نے شمس الدین محمد خان اتکہ کو مار ڈالا اوسکے عوض بادشاہ نے ادہم خان کو
قلعہ پر سے گرا کر مار ڈالا ماہم انکہ بھی اوسی زمانے مین مرگئی اور دونون لاشین اکبر آباد
سے یہان لاکر دفن کین اور اکبر بادشاہ کے حکم بموجب یہ مقبرہ بنا یہ مقبرہ نرا چونے ماثر الامرا
اور پتھر کا ہی اسکی ایک دیوار مین زینہ بنایا ہی اور برج کی دیوار اسطرح پر بنائی
ہی کہ اوسکے گرد پھر آسکتے ہین اور اوسمین ایک مقام پر ایسا دھوکا رکھا ہی کہ
آدمی یہ خیال کرتا ہی کہ جس راستے کو مین جاتا ہون اسی راستے سے نیچے اترونگا
حالانکہ برخلاف اپنے قیاس کے اوپر چڑھ جاتا ہی اور پھر جب نیچے اوترنے کا
ارادہ کرتا ہی تو بسبب اسکے کہ نیچے اوترنے کا راستہ ایک کونے مین نظر سے
پوشیدہ ہی اوسی راستے پر آن پڑتا ہی اور پھر اوپر چڑھ جاتا ہی اور اسی سبب سے
بھول بھلیان یعنی مقام گم گشتگی اسکا نام مشہور ہوگیا ہی۔

مقبرہ ہمایون

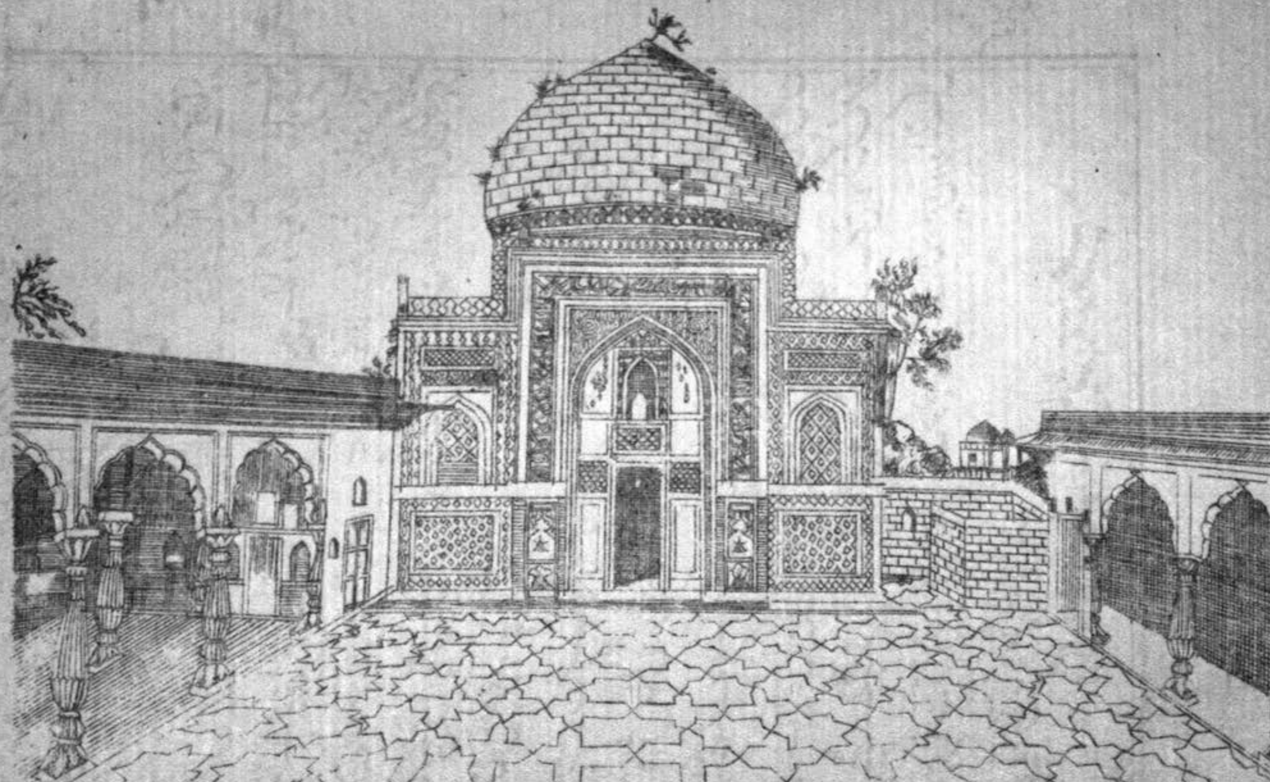
ہر کہ میخواہد کہ بیند شکل فردوس برین گو بیا این قصر و این باغ ہمایون را ببین

یہ مقبرہ شہر شاہجہان آباد سے ڈھائی کوس جنوب کیطرف معز الدین کیقباد کی
کیلوکھڑی مین واقع ہی اور اسمین ہمایون بادشاہ کی قبر ہی اس مقبرے کی
عمارت ایسی خوب ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتی سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے
ملا کر اسکو بنایا ہی سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شرما ہو اور اوس کے آگے

دریاے خجالت مین ڈوب جاتا ہی اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب کی پنکھریون پر شرف لیجاتا ہی برج اسکا نرا سنگ مرمر کا گویا خدا کی قدرت کے دریا کا ایک موتی ہی قطع اسکی ایسی خوبصورت ہی کہ آسمان بھی اسکے آگے پانی کا ایک بلبلہ ہی چوڑان چکلان اونچائی مقبرے کی نہایت مناسب ہی باوصف اسقدر بڑائی کے بہت نازک دکھائی دیتا ہی صحن اوسکا بہت دلکشا اور مکانات اسکے نہایت دلربا وضع اسکی نہایت خوب قطع اسکی بغایت مرغوب کسی زمانے مین یہ باغ بھی بہت آراستہ تھا چارون طرف نہرین جاری تھین جابجا حوض بنے ہوئے تھے پانی لہراتا تھا فوارے چھوٹتے تھے پھول کھلتے تھے بلبلین چہچہاتین تھین مگر اب سب ویران ہوگیا وہ سرو جو قدیار پر طعنہ مارتے تھے اور وہ پھول جو لب دلبرون پر ہنستے تھے نام کو بھی نرہے نہرین ٹوٹ گئین حوض بند ہوگئے فوارے چپ ہورہے کنوئین اٹے ہوگئے آبشارون کا نام نرہا کہین کہین ٹوٹا پھوٹا ان باتون کا نشان پایا جاتا ہی ۹۷۳ھ ہجری مطابق ۱۵۶۵ء عیسوی کے نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی نے ۱۲ سنہ جلوس اکبری مین اس مقبرے کا بنوانا شروع کیا سولہ برس کے عرصے مین پندرہ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر تیار ہوا خاندان تیموریہ کا یہ مقبرہ قبرستان ہی۔ مرآۃ آفتاب نما

نیلی چھتری یا مقبرۂ نوبت خان

پرانے قلعہ کے پاس یہ مقبرہ ہی نواب نوبت خان اکبری کا اونھون نے



نقشۂ مقبرۂ اتگہ خان

سنہ ۹۷۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۵ عیسوی کے یہ مقبرہ اپنے جیتے جی بنایا اس مقبرے کا برج چینی کاری کا نیلا تھا اس سبب سے نیلی چھتری کرکر مشہور ہی اب یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا ہی برج بھی گر پڑا ہی مقبرے کی نمایش بھی خراب ہو گئی ہی۔

مقبرۂ تکہ خان

یہ مقبرہ شمس الدین محمد خان غزنوی کا جنکا اعظم خان خطاب تھا بڑے اکبر کی اَتّا کے خاوند
تھے سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۱ عیسوی کے ادہم خان نے انکو مار ڈالا تھا بادشاہ نے [1] مآثر الامرا
اونکے بیٹے ادہم خان کو دو دفعہ قلعہ پر سے گروا کر مار ڈالا۔ دو خون شد۔ بزیادتی ایک کے
اسکی تاریخ ہی اور یہ مصرع بھی تاریخ کا ہی۔ رفت از ظلم سر اعظم خان۔ اور یہ قطعہ بھی تاریخ کا ہی

خان اعظم سپاہ اعظم خان — کہ چو او کس درین زمانہ ندید
بشہادت رسید ماہ صیام — شربت موت روزہ دار چشید
کاش سال دگر شہید شدے — کہ شدی سال فوت خان شہید

غرضکہ انکے مارے جانے کے بعد انکی لاش دلی مین لائے اور حضرت نظام الدین
کی درگاہ کے پاس دفن کیا سنہ ۹۷۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۶ عیسوی کے کوکلتاش خان
انکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بھی بہت خوب ہی سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا
بنا ہوا ہی آیات قرآنی اور گل بوٹے بہت خوبصورتی سے کندہ ہین دروازے کی
پیشانی پر تاریخ بنا کا کتبہ لگا ہوا ہی۔ [2] دیکھو کتبہ نمبر ۳

درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ درگاہ شہر شاہجہان آباد سے تھوڑی دور فراش خانے کی کھڑکی کے باہر واقع ہی حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب نقشبندی کی یہ درگاہ ہی سنہ ۱۰۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۳ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور جب ہی آپ کا مزار بنا پھر رفتہ رفتہ ایک مسجد بھی بن گئی اور بہت قبرین ہو گئین آپ کے مزار کے سرہانے ایک دیوار ہی کہ اوسمین طاق طاق بنے ہوئے ہین اوسمین چراغان روشن ہوتے ہین۔

درگاہ حضرت امیر خسرو

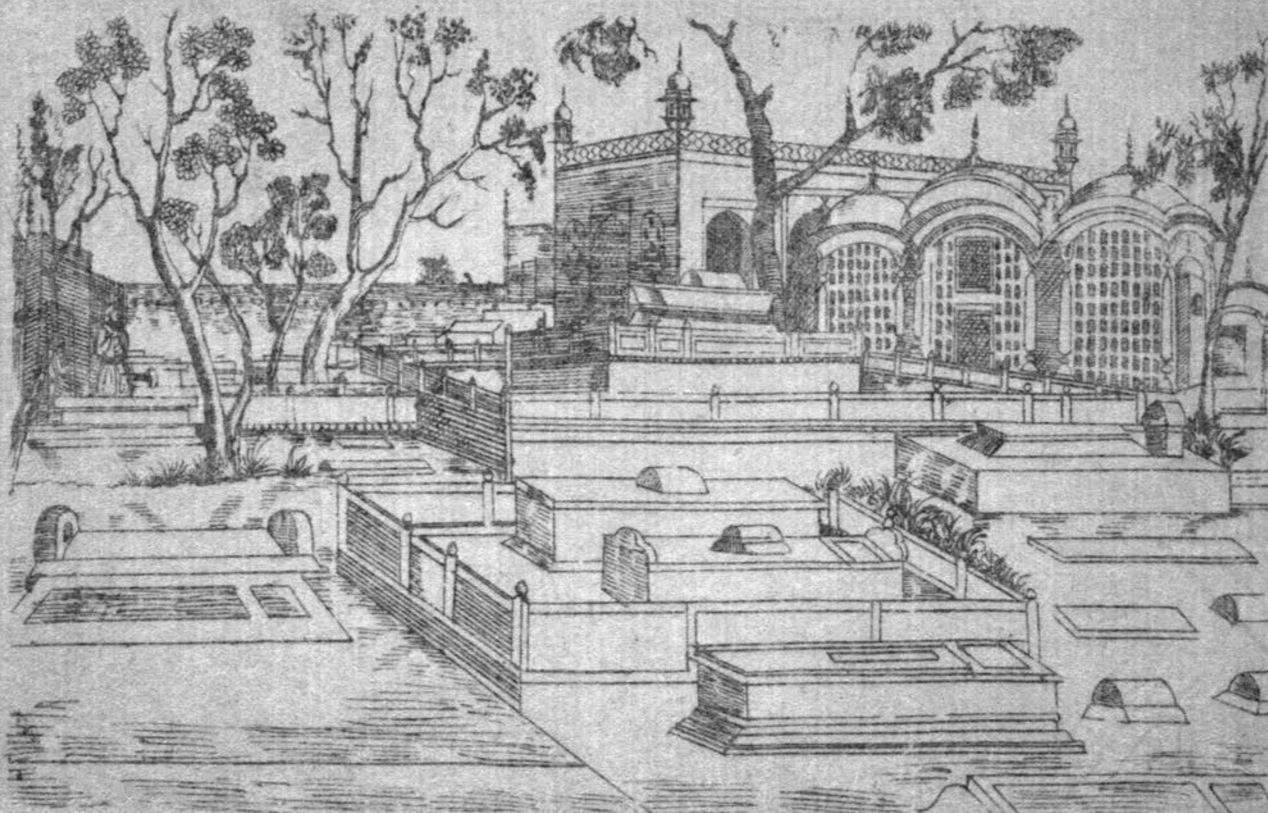
حضرت نظام الدین کی درگاہ کے پاس یہ درگاہ ابوالحسن عرف امیر خسرو کی ہی اونتیسوین ذیقعدہ[1] سنہ ۷۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور اس مقام پر جو یارانی چبوترہ کہلاتا تھا دفن ہوئے آپ کے مزار کے سرہانے لوح پر تاریخ انتقال کندہ ہی جسکا پہلا مادہ۔ عدیم المثل۔ اور دوسرا۔ طوطی شکر مقال ہی سنہ ۹۹۷ ہجری مطابق سنہ ۱۵۸۸ عیسوی سید مہدی نے صرف مجر بنا کر یہ عمارت جواب موجود ہی سنہ ۱۰۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۵ عیسوی کے عماد الدین حسن نے یہ عمارت سنگ مرمر کی تعمیر کی برج کے اندر چند اشعار اور کتبہ[2] تاریخ بنا کندہ ہی اس درگاہ مین ہر برس کی سترھوین شوال کو بہت دھوم سے میلہ ہوتا ہی اور موسم بہار مین بسنت بھی بہت خوب ہوتا ہی۔

[1] اخبار الاخیار

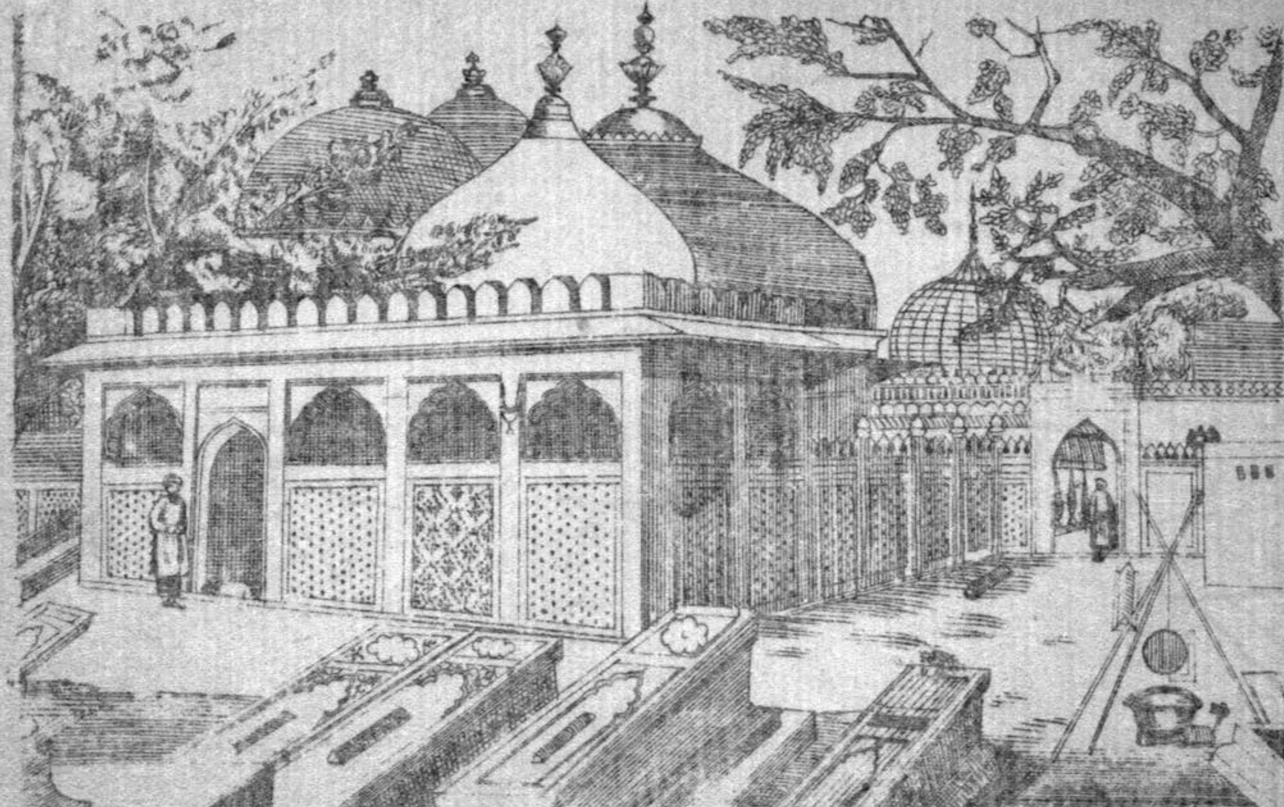
[2] دیکھو کتبہ نمبر ۲

جیل خانہ یا سرای فرید خان

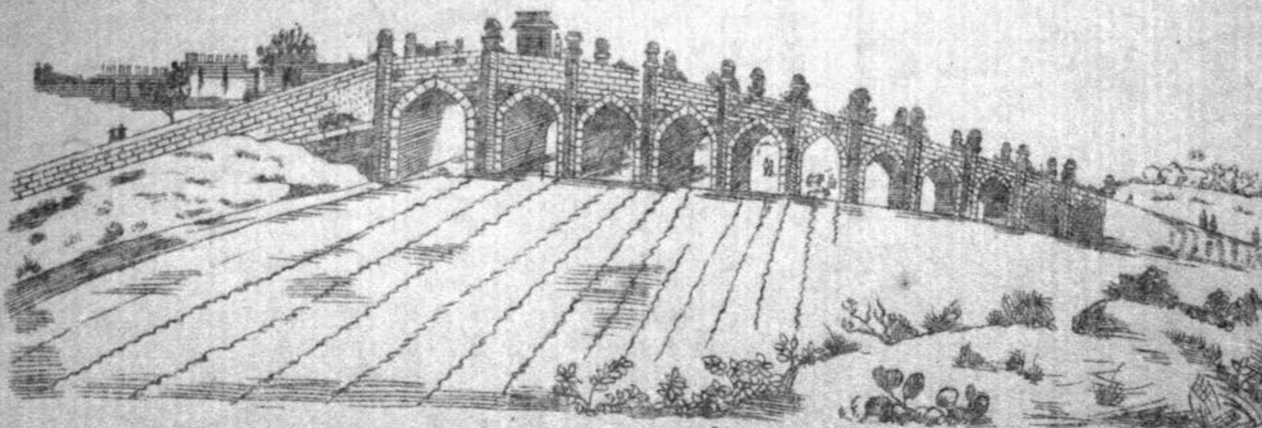
درحقیقت یہ سرای ہی نواب فرید خان جہانگیری المخاطب بہ مرتضی خان کی بنائی ہوئی



نقشۂ درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ



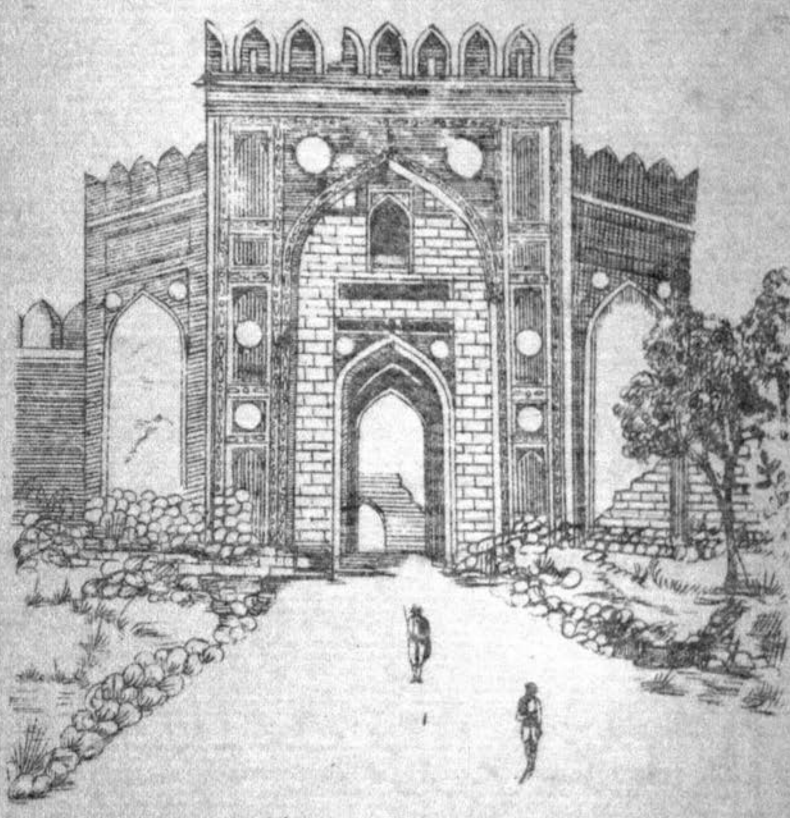
نقشہ درگاہ حضرت امیر خسرو



نقشه باره پله

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ — اللہ — مہر بانو قدیمی جہانگیر شاہ



دروازۂ شرقی

تخمیناً سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے اونھون نے یہ سرا بنائی تھی جب پرانی دلی ویران ہو گئی یہ سرا بھی ویران پڑی تھی سرکار انگریزی نے اسکی مرمت کی اور اوسکو جیل خانہ تجویز کیا اس سرا کا دروازہ بہت عالیشان بنا ہوا ہی اور اوسکے اوپر بھی مکانات ہین کہ داروغہ جیل خانہ اوسمین بفراغت رہ سکتا ہی اب اسکے قریب اور بہت سے مکانات جیل خانے اور کانجی حوض اور پاگل خانے کے بن گئے ہین۔

بارہ پلہ

یہ پُل شاہجہان آباد سے چار میل جنوب کیطرف واقع ہی ایسا نفیس پُل اسطرف نہین ہی اس پُل کو جہانگیر بادشاہ کے عہد مین سنہ ۱۰۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۶۱۲ عیسوی کے مہربان آغا عرف آغا مان المخاطب بہ آغاے آغایان خواجہ سرا نے بنایا ہی یہ آغا اکبری[۱] اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی خواجہ سراؤن مین سے ہین اور یہ پُل بھی بہت خوبصورت پتھر اور چونے سے بنا ہوا ہی اوسکے سر پر ایک پتھر پر چند شعر پُل بننے کی تاریخ[۲] اور جہانگیر بادشاہ کی تعریف مین کندہ ہین۔

[۱] تزک جہانگیری

[۲] دیکھو کتبہ نمبر ۳۱

منڈی

یہ منڈی مہربان آغا خواجہ سرا کی بنائی ہوئی ہی اور جس زمانے مین کہ اوسنے بارہ پلہ بنایا یعنی سنہ ۱۰۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۶۱۲ عیسوی کے اوسی زمانے مین منڈی

بنائی اس منڈی کا دروازہ بہت خوبصورت ہی اور اوسپر بانی کا نام کھدا ہوا ہی منڈی کے اندر ایک مسجد تھی وہ تو ٹوٹ گئی مگر ایک کنوان سیڑھیون دار اب تک موجود ہی اور بائین کے نام سے مشہور ہی اس قسم کے کنوئین ہاڑوے کیطرف بہت ہین مگر اسطرف ایسا کنوان عجائبات سے ہی۔

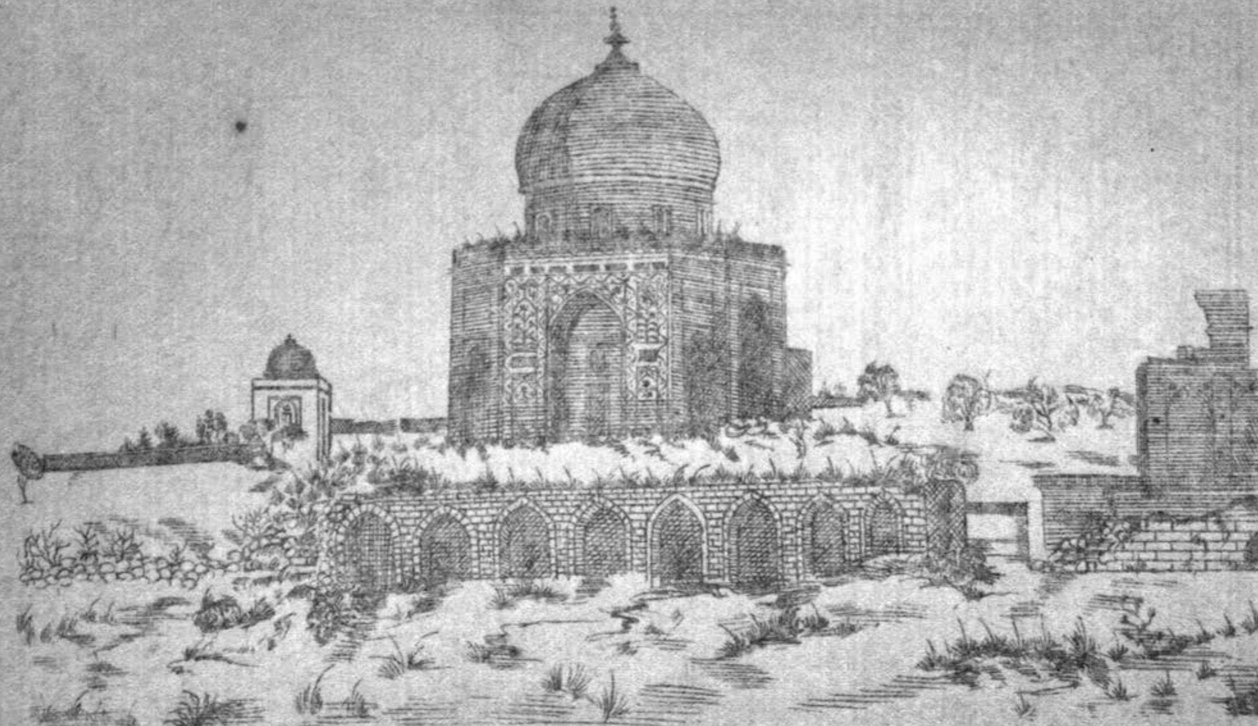
کوس منارہ

جہانگیر بادشاہ نے اپنے عہد مین بنگالے سے آگرے ہوتے ہوئے دریاے اٹک تک سڑک بنوا کر دو طرفہ درخت لگائے تھے سنہ ۱۴ جلوسی مطابق سنہ ۱۰۲۸ ہجری موافق سنہ ۱۶۱۹ عیسوی کے یہ بھی حکم دیا کہ آگرے سے لاہور تک ہر کوس کے سرے پر ایک منارہ بنوا دیا جائے اور تین کوس پر ایک کنوان چنانچہ یہ منارہ چونے اور پتھر کے بہت مستحکم اور بلند اب تک بنے ہوئے موجود ہین اکثر مناروں مین معلوم ہوتا ہی کہ تعداد کوس کے لیے پتھر لگانے کو خانہ چھوڑا ہی مگر کسی مین پتھر لگا ہوا نہین ہی۔

تزک جہانگیری

پل سلیم گڈھ

ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سلیم شاہ نے جب سلیم گڈھ بنایا تھا تو اوسوقت دریا اسکے نیچے بہتا تھا اور جنوب کیطرف پانی نہ تھا اور اوسی طرف کے دروازے سے اس قلعہ مین جاتے تھے اور ایک دروازہ شمال کی جانب دریا کے کنارے پر تھا شاید ایک مدت کے بعد پانی کی ٹکر سے جنوب کیطرف کا کرار دریا کا کٹ گیا اور اس قلعہ کے چارون طرف پانی ہو گیا اور قلعہ مین جانے کا رستہ نرہا تب



نقشہ برج نیلہ

170

نورالدین جہانگیر بادشاہ نے ۷ سنہ جلوس مطابق ۱۰۲۱ سنہ ہجری موافق ۱۶۱۲ سنہ عیسوی کے
اس قلعہ کے جنوبی دروازے کے آگے بہت تحفہ اور نہایت مضبوط پختہ چونے
اور پتھر کا پُل بنوایا ہی کہ وہ پُل اب تک موجود ہی اور اوس پر دو کتبے[۱] بھی لکھے
ہوئے ہین جب شاہجہان نے قلعہ بنایا تو یہ پُل قلعہ مین ایسا مل گیا کہ گویا
اس قلعہ ہی کے لیے بنایا تھا۔

[۱] دیکھو کتبہ نمبر ۱۴۰ و ۱۴۱

مقبرۂ شیخ فرید

بیگم پور کی مسجد کے پاس یہ مقبرہ ہی شیخ فرید ابن شیخ احمد بخاری کا جنکو جہانگیر
کے عہد مین مرتضی خان کا خطاب ملا تھا اس مقبرے کے مکانات بالکل
ٹوٹ گئے ہین صرف دالان باقی رہ گیا ہی ۹ سنہ جلوس جہانگیری مطابق
۱۰۲۳ سنہ ہجری موافق ۱۶۱۳ سنہ عیسوی کے انکا انتقال ہوا کہ سال وفات اونکی
قبر پر کندہ ہی اور اسی زمانے کے قریب یہ مقبرہ بنا۔

نیلہ برج یا مقبرۂ فہیم

یہ مقبرہ ہی ہمایون کے مقبرے کے پاس کوئی تو اسکو حجام کا مقبرہ بتاتا ہی اور
کوئی فہیم کا پہلی بات تو یقینی غلط ہی اور دوسری بات اگر صحیح ہو تو یہ مقبرہ
عبدالرحیم خان خانخانان کا بنایا ہوا ہی ۱۰۳۳ سنہ ہجری مطابق ۱۶۲۳ سنہ عیسوی کے
جبکہ مہابت خان نے خانخانان کو براہ دغا نظر بند کیا تو پہلے فہیم پاس جو
خانخانان کے بڑے عزیز چیلون مین سے تھا پیغام سازش کا بھیجا اوسنے

نمانا اور آپنے بیٹے اور اپنے چالیس رفیقون کے ساتھ لڑ کر مارا گیا غالب ہی کہ جب ¹
خانخانان ۲۰ سنہ جلوس جہانگیری مطابق ۱۰۳۴ سنہ ہجری موافق ۱۶۲۴ سنہ عیسوی کے چھوٹا
جب اوسنے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بالکل چینی کاری کا ہی اور ایسی خوشرنگ اور خوبصورت
چینی کاری اور رنگ آمیزی کی ہوئی ہی کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہی برج اس مقبرے
کا بالکل نیلے رنگ کا ہی اور اسی سبب سے نیلے برج کے نام سے مشہور ہی۔

¹ ماثر الامرا و تزوک جہانگیری

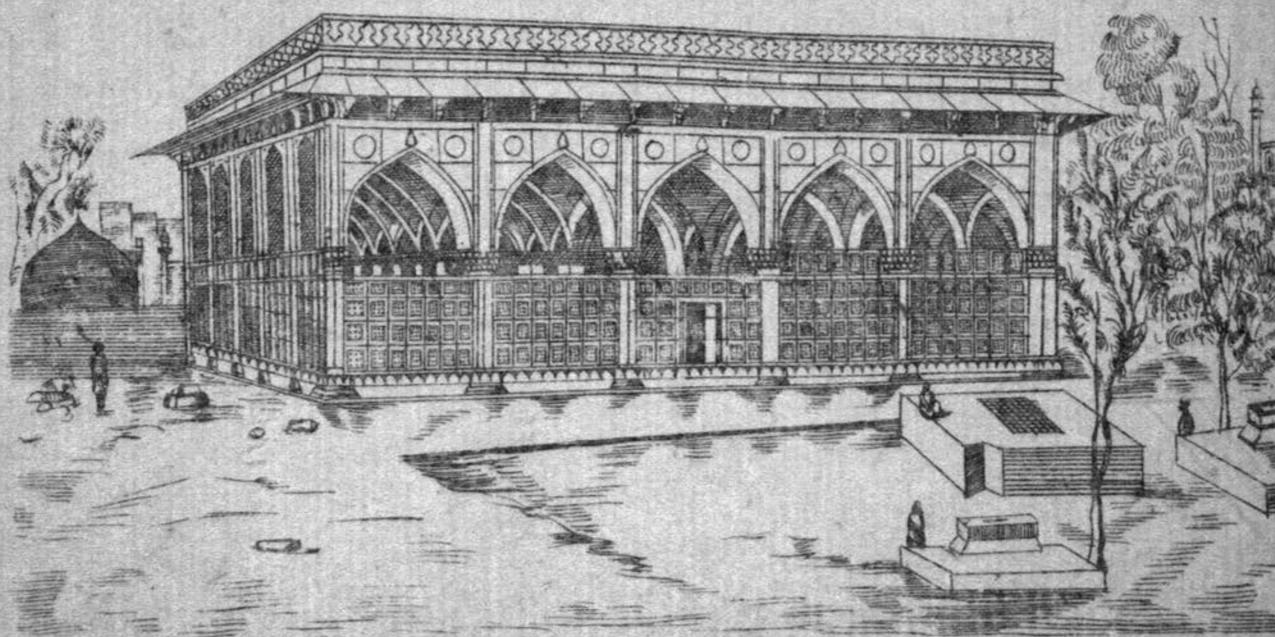
چونسٹھ کھنبہ

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مقبرہ میرزا عزیز کوکلتاش خان بیٹے
خان اعظم اتکہ خان کا ہی جبکہ ۱۰۳۴ سنہ ہجری مطابق ۱۶۲۴ سنہ عیسوی کے احمد آباد گجرات
مین جہانگیر کے عہد مین انکا انتقال ہوا تب اونکی لاش کو یہان لاکر دفن کیا اور یہ
مقبرہ اونکی قبر پر بنایا یہ مقبرہ درحقیقت نئی طرح کا ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتا سر سے
پانٔون تک سنگ مرمر کا ہی اس عمارت مین چونسٹھ ستون سنگ مرمر کے لگے
ہوئے ہین اس سبب سے اسکو چونسٹھ کھنبہ کہتے ہین اسکی محرابون کا لداؤ اور ستونون
کی قطع اور سنگ مرمر کی نمایش بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہی۔

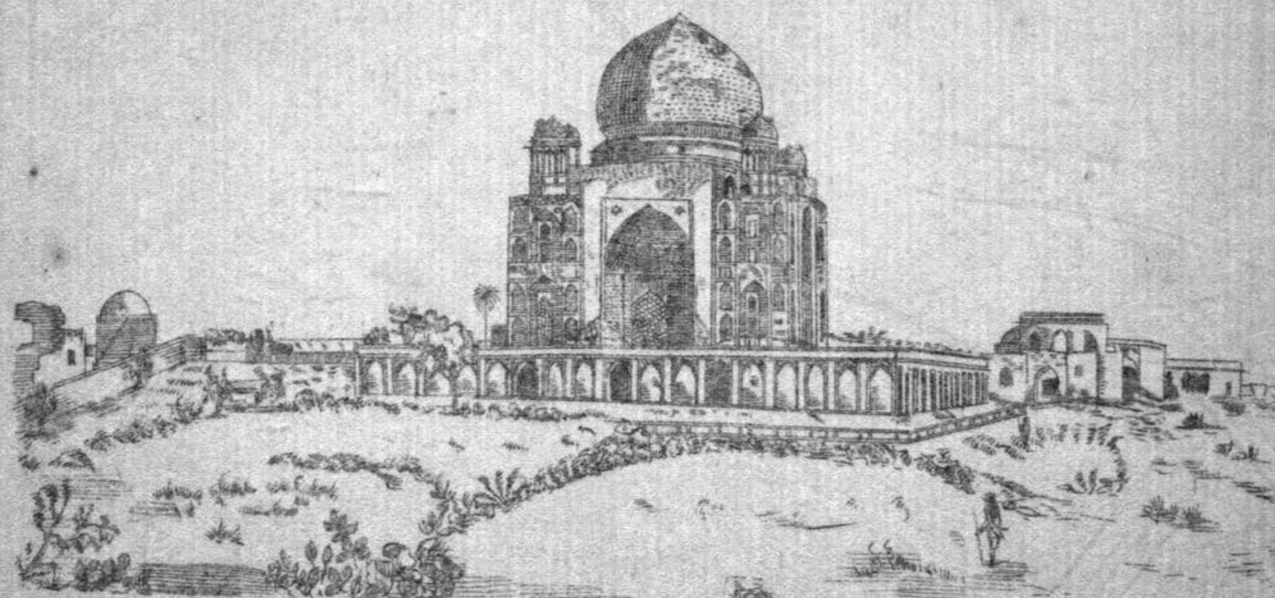
مقبرہ خانخانان

یہ مقبرہ بارہ پلہ اور ہمایون کے مقبرے کے پاس عبدالرحیم خان خانخانان بن بیرم خان
خانخانان کا ہی ۱۰۳۶ سنہ ہجری مطابق ۱۶۲۶ سنہ عیسوی کے بہتر برس کی عمر مین انکا انتقال ہوا
اور اسی مقبرے مین دفن ہوئے۔ خان سپہ سالار کو۔ انکے مرنیکی تاریخ ہی یہ مقبرہ بھی ²

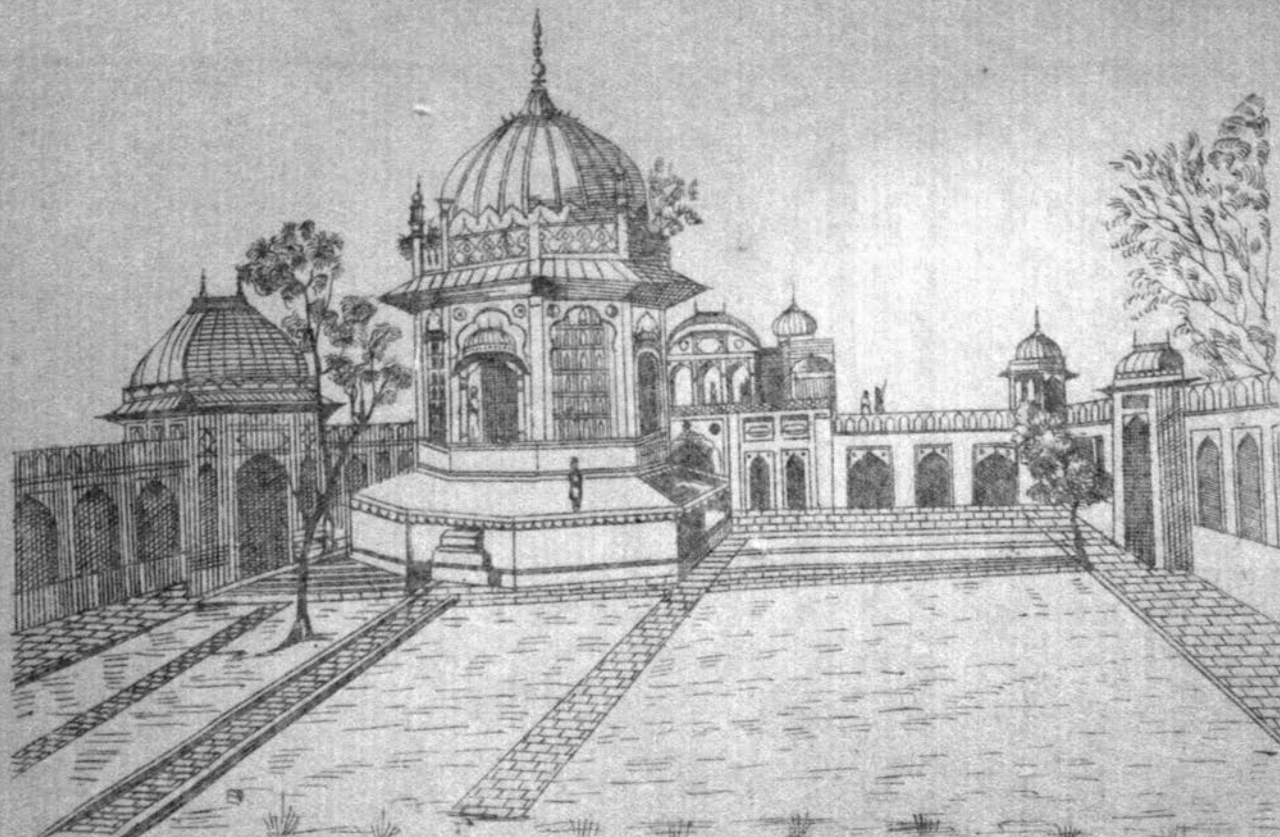
² ماثر الامرا



نقشہ چونسٹھ کھنبہ



نقشہ مقبرۂ خانخانان



نقشهٔ مقبرهٔ سید عابد

کسی زمانے مین بہت خوب بنا ہوا تھا سارا برج سنگ مرمر کا اور مقبرہ سنگ سرخ کا سنگ مرمر کی پچی کاری کا تھا آصف الدولہ کے عہد مین اس مقبرے کا تمام پتھر اوکھڑ کا بکا افسوس ہی کہ یہ ایسی عمدہ عمارت یون خراب ہو گئی اب یہ مقبرہ زرا چونے کا بھنڈا اور بالکل لنڈ منڈ رہ گیا ہی یہ خانخانان اکبر اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی امیرون مین سے ہین انکو سنسکرت مین بڑا دخل تھا اور شعر بھی خوب کہتے تھے۔

مقبرۂ سید عابد

سید عابد نواب خان دوران خان کے رفیقون مین تھے کسی لڑائی مین مارے گئے جب یہ مقبرہ تخمیناً سنہ ۱۰۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۶ عیسوی کے بنا لال بنگلہ جو مکان مشہور ہی او سکے پاس یہ مقبرہ ہی ساخت اسکی بالکل چونے اور اینٹ کی ہی اور کہین کہین چینی کاری کا بھی کام ہی یہ مکان بھی اچھا بنا ہوا ہی اسکے صحن مین حوض تھا چارون طرف نہرین تھین مگر اب خراب ہو گئین ہین دروازہ بھی اسکا خوش قطع بنا ہوا ہی اور اوسپر ایک سہ دری معقول ہی۔

خاص محل

پرانے قلعہ کے پاس ایک محل تھا شاہجہان کے وقت کا سنہ ۱۰۴۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۳۲ عیسوی کے زین خان کے بیٹے نے جنکا خاص محل خطاب تھا یہ محل بنایا تھا اب یہ محل بالکل ٹوٹ گیا ہی دروازہ باقی ہی۔

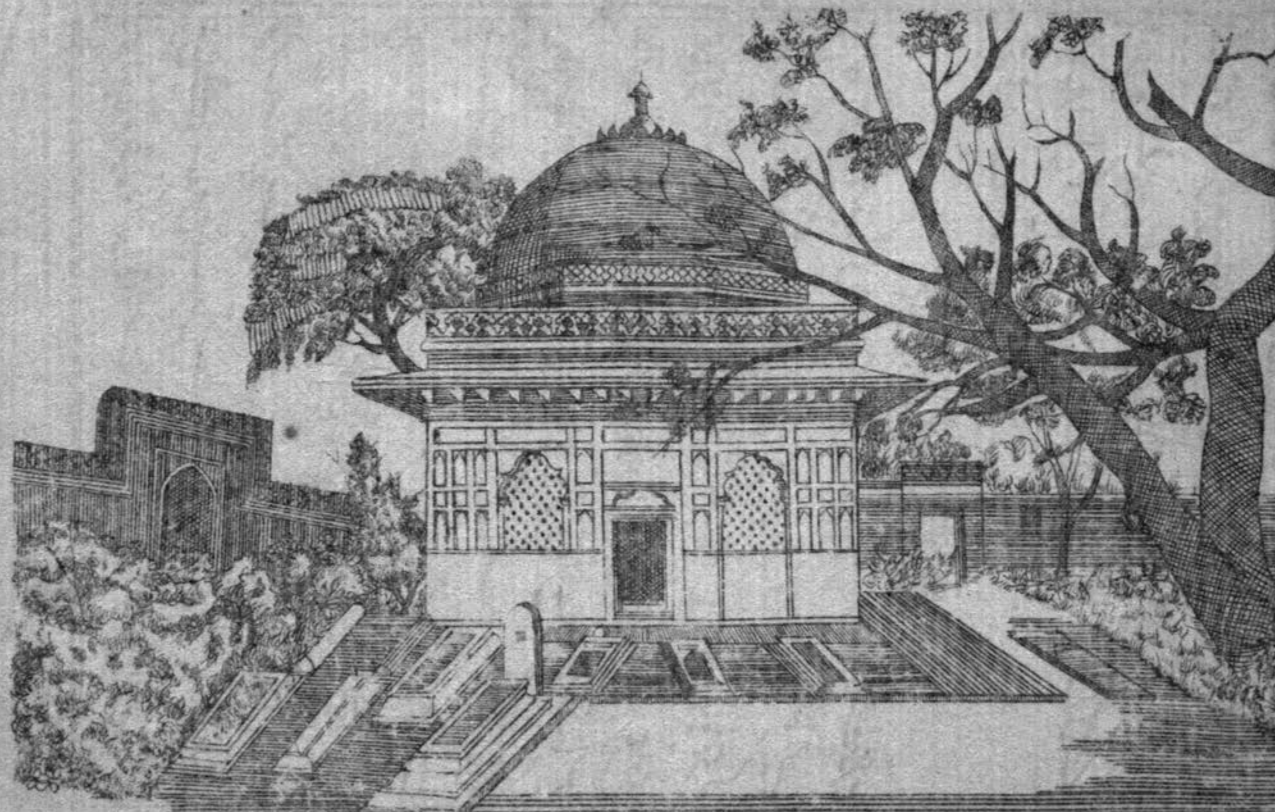
مقبرۂ شیخ عبدالحق محدث

حوض شمسی کے کنارے شیخ عبدالحق محدث کا یہ مقبرہ ہی جو اکبر اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی عالمون مین سے ہین ۱۰۵۲ سنہ ہجری مطابق ۱۶۴۲ سنہ عیسوی کے انکا انتقال ہوا اور اوسی زمانے مین یہ مقبرہ بنا مقبرے کے اندر قبر کے سرہانے ایک دیوار پر انکا سارا حال لکھ رکھا ہی یہ مقبرہ گرے چونے پتھر کا ہی مگر تالاب کے کنارے پر واقع ہونے سے البتہ ایک سیر کی جگہ ہی۔

مسجد جہان نما یا مسجد جامع

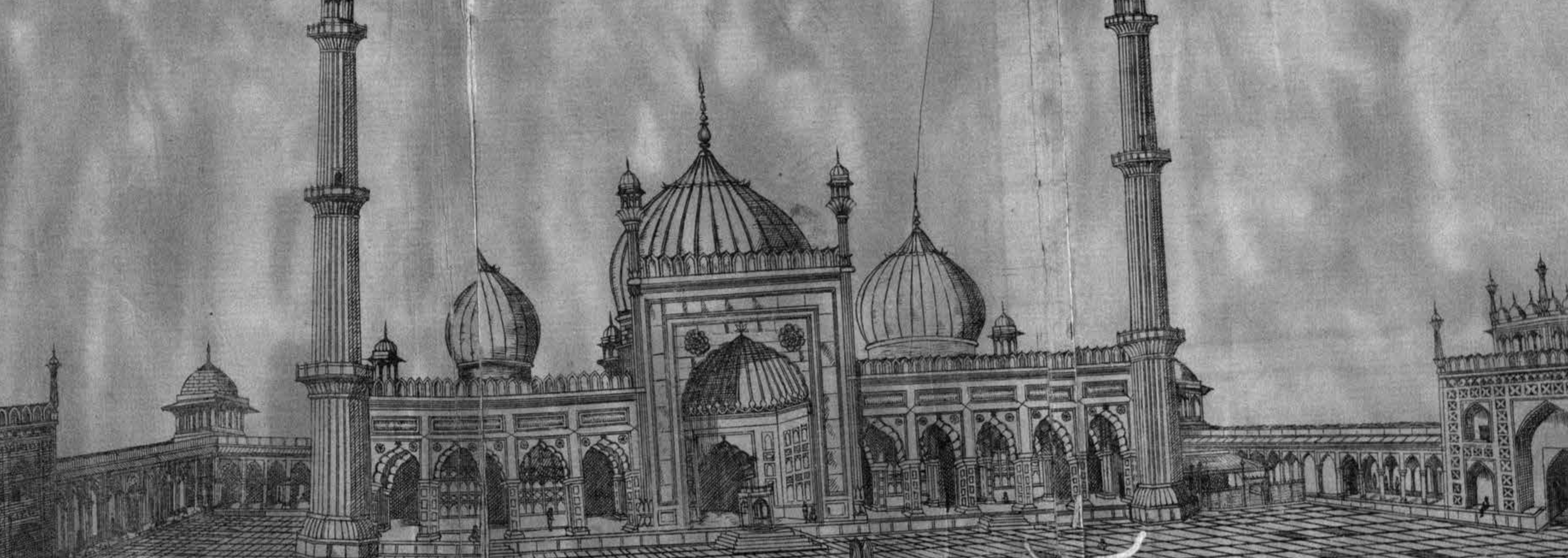
[1] شاہجہان نامہ [illegible]

یہ مسجد اقصی اور یہ معبد اعلیٰ ارک شاہجہان آباد سے ہزار گز کے فاصلے پر غرب کیطرف ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہی کہ وہ پہاڑی اوسمین بالکل چھپ گئی ہی اور شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے اس مسجد کو بنایا ہی کہ لطافت اور نزاکت اور خوبی اور خوشنمائی اسکی بیان سے باہر ہی آدمی کی طاقت نہین کہ اوسکا بیان کر سکے ایسی خوش قطع اور خوشنما مسجد روے زمین پر نہین سر سے پانون تک ایک رنگ کے سنگ سرخ کی ہی اور اندر سے اجارے تک سنگ مرمر کی اور جا بجا سنگ سرخ مین سنگ مرمر کی دھاریان اور سنگ موسی کی پچی کاری کی ہوئی ہی برج اسکے تمام سنگ مرمر کے ہین اور اوسمین سنگ موسی کی دھاریان بنی ہوئی ہین ہین ایسے مہندس بے بدل نے یہ مسجد بنائی ہی کہ کوئی در و دیوار طاق و محراب مرغولہ و کنگورہ تناسب سے خالی نہین دسوین شوال ۱۰۶۰ سنہ ہجری



نقشۂ درگاہ حضرت شیخ عبد الحق

175

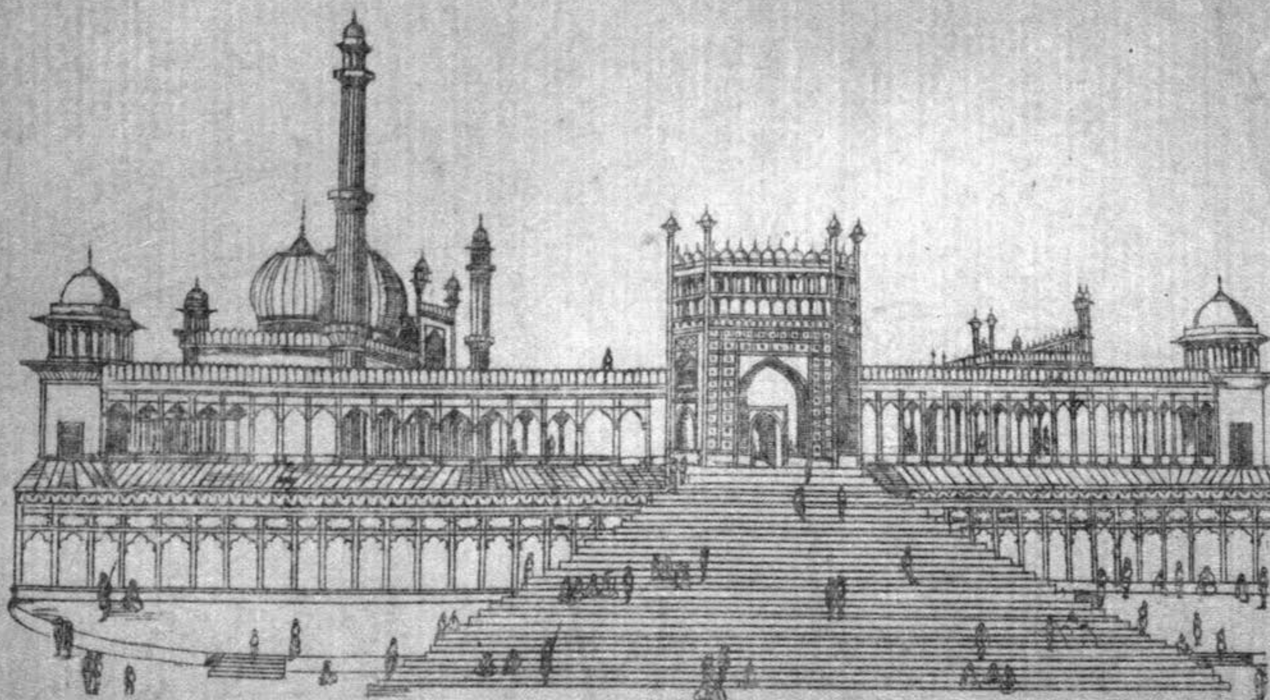


176

موافق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی مطابق سال بست وچہارم جلوس مین اس مسجد کی بنیاد باہتمام
سعد اللہ خان دیوان اعلی اور فاضل خان خانساماں کے پڑنی شروع ہوئی
اور ہر روز پانچہزار راج مزدور بیلدار سنگ تراش کام کرتے تھے باوجود اس
اہتمام کے چھ برس مین دس لاکھ روپیہ خرچ ہوکر یہ مسجد تمام ہوئی اس
مسجد کے تین گنبد ہین نہایت خوشنما نوے گز کی طول اور بیس گز کے
عرض مین اندر کو سات محرابین ہین اور باہر صحن کی طرف گیارہ در ایک در تو
بہت بلند ہی اور پانچ پانچ در ادھر اودھر ہین بڑے در تو یا ہادی بطور طغرا
اور باقی درون پر کتبہ نام نامی شاہجہان اور تاریخ تعمیر اور زر مصارف
سنگ موسی کی پچی کاری سے کھدا ہوا ہی ان درون کے دونون طرف
مینار ہین نہایت بلند اور بغایت خوشنما اور اوسمین زینے بنے ہوئے
ہین کہ اوس راستے سے مینار کے اوپر چلے جاتے ہین میناروں کے اوپر
بارہ دری کی برجیان سنگ مرمر کی نہایت دلکشا دلربا بنی ہوئین ہین
ان میناروں پر چڑھنے سے شہر کی عجب کیفیت معلوم ہوتی اور نہایت
سیر دکھائی دیتی ہی تمام شہر مثل کٹورے کے معلوم ہوتا ہی اور درختون کی
رونق اور مکانون کی خوشنمائی سے ایک عالم دکھائی دیتا ہی شمالی منارہ
بسبب بجلی کے گر پڑا تھا اور اوسی عمارت اور صحن کا فرش بھی کہ وہ تمام
سنگ سرخ کا ہی جا بجا سے بگڑ گیا تھا سرکار انگریزی نے سنہ ۱۲۳۳ ہجری

دیکھو کتبہ نمبر ۲

مطابق ۱۸۱۷ سنه عیسوی کے معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے عہد مین اس منار کو بنوا دیا
اور فرش بھی درست کروا دیا کثرت نمازیون کی ماشاءالله اس مسجد مین مورو ملخ
سے زیادہ ہوتی ہی اور امام کی آواز تکبیر سب نمازیون کو نہین پہونچ سکتی
اسو اسطے شاہزادہ میرزا سلیم ابن معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ نے ۱۲۴۵ سنه
ہجری مطابق ۱۸۲۹ سنه عیسوی کے بڑے در کے بیچ مین ایک تکبیر سنگ باسی کا
بہت خوشنما بنوا دیا ہی کہ مکبرہ اوس مکبر پر کھڑے ہو کر آواز الله اکبر و ربنا لک الحمد
سب کے کان کا آویزہ کرتا ہی اس مسجد مین تمام فرش سنگ مرمر کا ہی اور
اوسمین سنگ موسی کی پچیکاری سے مصلے بنا دیے ہین ممبر اس مسجد کا سنگ مرمر
کا ہی اور ایسا خوش قطع بنا ہوا ہی کہ جسکا بیان ممکن نہین جانب شمال کے دالان مین
کچھ تبرکات جناب خاتم الانبیا علیہ الصلوة والسلام کے رکھے ہین اور وہ مقام
درگاہ آثار شریف کہلاتا ہی صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور بغایت فرحت بخش ہی
ایک سو چھتیس گز کے عرض و طول سے اور اوسکے بیچون بیچ مین حوض ہی
فرحت بخش روح افزا دلکش اور دلربا پندرہ گز سے بارہ گز کا زرا سنگ مرمر
کا اور اوسکے بیچ مین فوارہ لگا ہوا ہی اور جمعہ اور عیدین اور الوداع کو
چھوٹا کرتا ہی اوس حوض کے غربی گوشے پر محمد تحسین خان محلی بادشاہی
نے ۱۱۸۰ سنه ہجری مطابق ۱۷۶۶ سنه عیسوی مین یہ بات بیان کر کر کہ مین نے
جناب رسول خدا صلی الله علیہ وسلم کو خواب مین اس جگہ بیٹھے دیکھا ہی



نقشہ دروازہ جنوبی مسجد جامع

ایک چھوٹا سا کٹہرہ پتھر کا لگا ہوا ہی اس مسجد کے صحن کے چارون طرف ایوانہای خوشنما اور دالانہای فرحت افزا اور حجر ہای دلکش اور مکانات فرحت بخش بنے ہوئے ہین اور چارون کونون پر چار برج ہین بارہ دری کے بہت دلچسپ کہ اوس سے ایک عجب رونق اور بہار حاصل ہو گئی ہی جنوبی اور شرقی دالان کے سامنے دائرۂ ہندی وقت نماز جاننے کو بنا ہوا ہی اس مسجد کے تین دروازے بہت عالی ہین تینون دروازون مین برنجی کواڑ چڑھے ہوئے ہین۔

دروازۂ جنوبی مسجد جامع

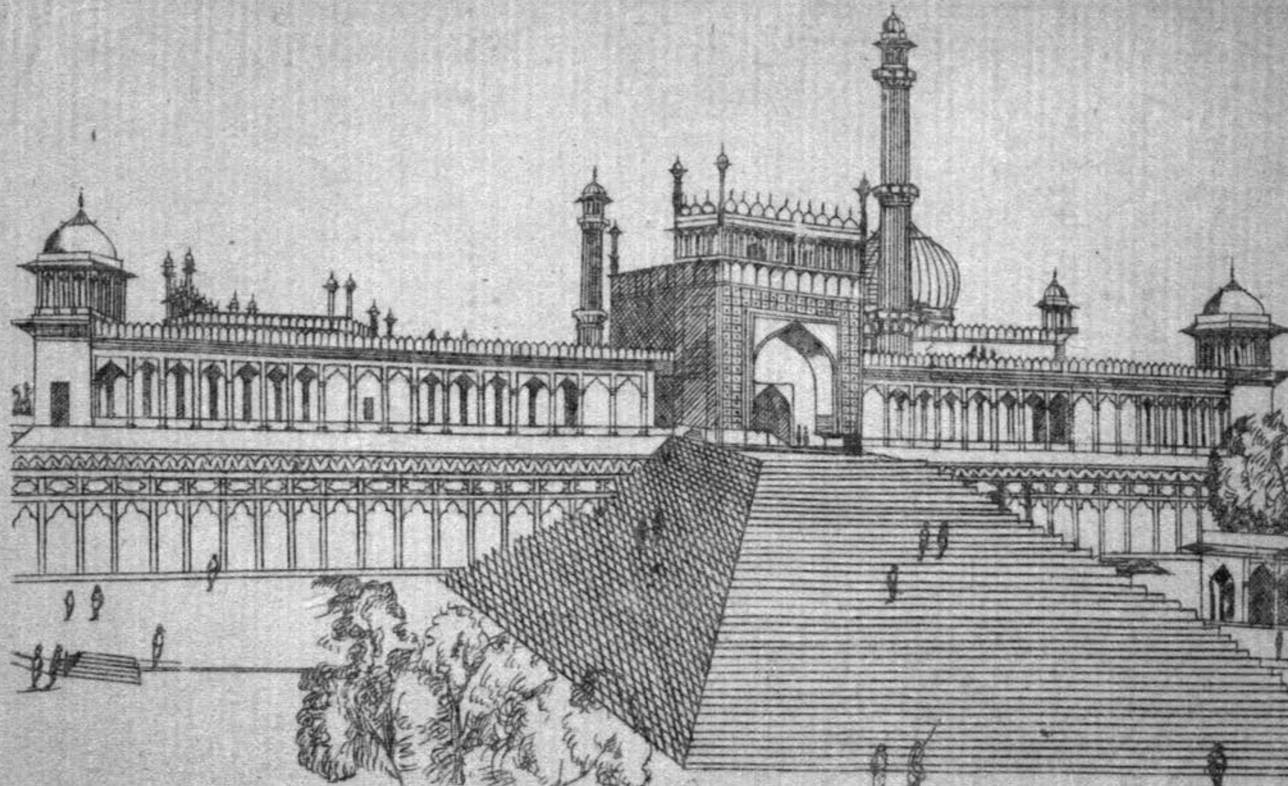
جنوبی دروازہ اس مسجد کا چتلی قبر کے بازار کی طرف بہت خوشنما بنا ہوا ہی دروازے پر رہنے کے لائق حجرے بنے ہوئے ہین اس دروازے کی تینتیس سیڑھیان ہین ان سیڑھیون پر تیسرے پہر کو مجمع عام ہوتا ہی اور بساطی اپنی اپنی دوکانین لگاتے ہین اور طرح بطرح کی چیزین بیچتے ہین اور فالودے والا اپنی دوکان لگاتا ہی اور شربت قند اور فالودہ رنگین بیچتا ہی کبابی ہر ہر طرح کے کباب بناتے ہین کہ اوسکی بو پر عاشق برشتہ جان حسرت لیجاتے ہین عجب عجب طرح کے جانور اور اصیل اصیل مرغ بکتے ہین اور جوانان فرشتہ صورت ایام نوروز مین انڈے لڑاتے ہین کہ آسمان بھی اونکی جفا کاری اور نیرنگی پر رشک کھاتا ہی یاران ہم عمر اور جوانان ہم سیرت ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوئے سیر و تماشا کرتے پھرتے ہین۔

دروازۂ شمالی مسجد جامع

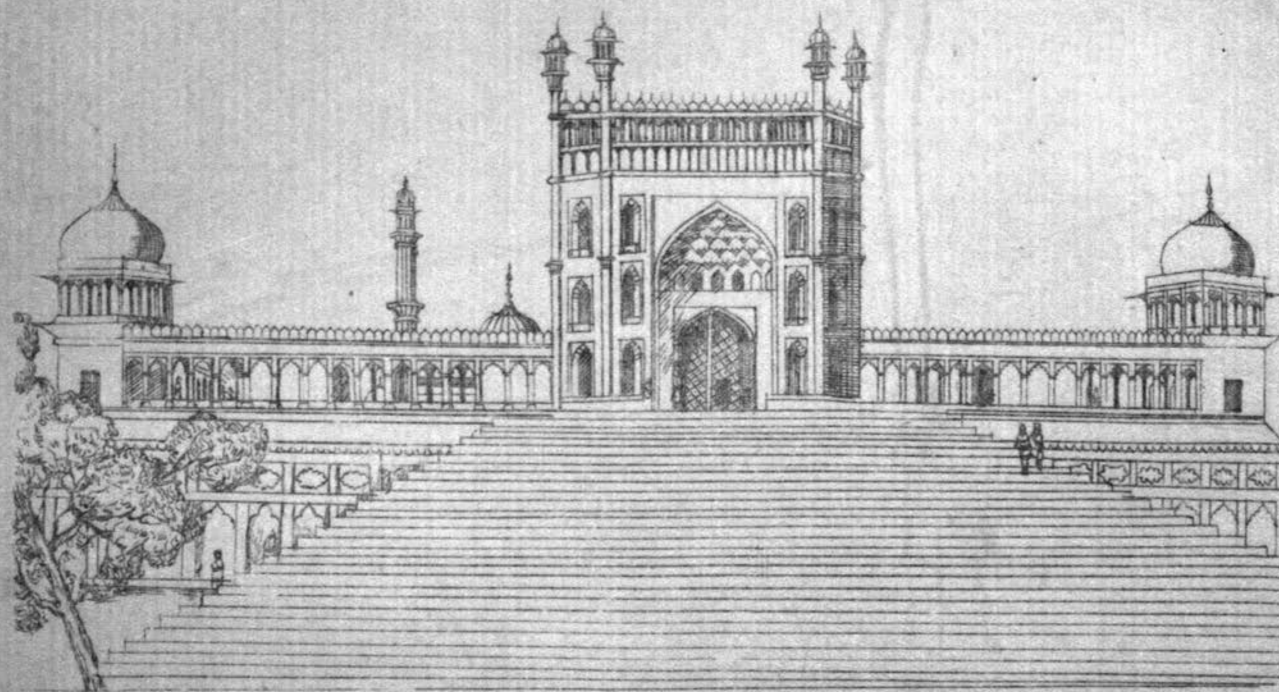
دروازہ شمالی اس مسجد کا پائے والون کے بازار کی طرف واقع ہی یہ دروازہ بھی بہت خوبصورت ہی اور اسپر بھی حجرے رہنے کے لائق بنے ہوئے ہین اور اسطرف اونتالیس سیڑھیان ہین اگرچہ اسطرف بھی کبابی بیٹھتے ہین اور سودے والے دوکانین لگاتے ہین لیکن بڑا تماشا اسطرف مداریون اور قصہ خوانون کا ہوتا ہی تیسرے پہر ایک قصہ خوان مونڈھا بچھائے ہوئے بیٹھتا ہی اور داستان امیر ہمزہ کہتا ہی کسی طرف قصہ حاتم طائی اور کہین داستان بوستان خیال ہوتی ہی اور صدہا آدمی اوسکے سننے کو جمع ہوتے ہین ایک طرف مداری تماشا کرتا ہی اور بھانمتی کا کھیل ہوتا ہی اور بوڑھے کو جوان اور جوان کو بوڑھا بناتا ہی۔

دروازۂ شرقی مسجد جامع

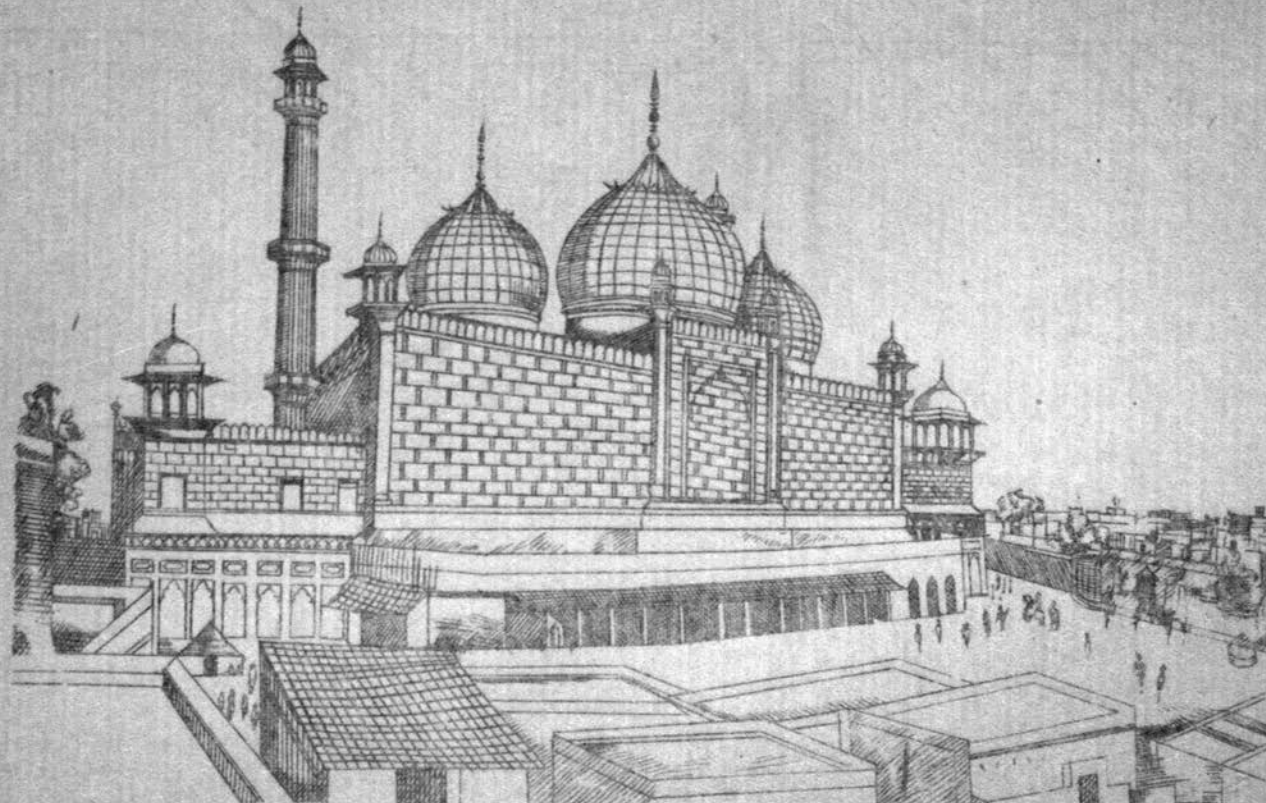
شرقی دروازہ اس مسجد عالی کا خاص بازار کیطرف ہی یہ بہت بڑا دروازہ ہی اوسپر مکانات بھی بہت بنے ہوئے ہین اس دروازے کے آگے پینتیس سیڑھیان ہین ان سیڑھیون پر ہر روز گذری ہوتی ہی یہ گذری بھی شاہجہان آباد مین گویا ہر روز کا میلہ ہی ہزار طرح طرح کے کپڑے الگنیون پر ڈالتے ہین اور عجب عجب خوشنمائی سے درودیوار پر باغ سا کھلا معلوم ہوتا ہی جوانان عشق سرشت طرح طرح کے جانور پنجرون مین لیے ہوئے سیر کرتے پھرتے ہین اور اونکی



نقشہ دروازہ شمالی مسجد جامع



نقشۂ دروازۂ شرقی مسجد جامع



نقشہ عقب مسجد جامع

اچھی اچھی آوازین سناتے ہین ایک طرف کبوتر والے کبوتر بیچتے ہین اور ایک طرف گھوڑے والے گھوڑے لیے کھڑے ہین خریدار جوق جوق ٹھٹھے پھرتے ہین اور ایک ایک چیز نقد دل کے بدلے مول لیتے ہین۔

دار الشفا اور دار البقا

اس مسجد کے گرد بہت چوڑا بازار چھوڑ کر شرقی دونون کونون کی طرف دو حوض بڑے بڑے بنائے تھے اب وہ حوض بند ہوگئے ہین اور اون پر مکانات بن گئے ہین اور غربی دونون کونون مین سے شمال کیطرف دار الشفا تھی اور بادشاہ کیطرف سے حکیم مقرر تھے اور بیمارون کو دوا ملتی تھی اب وہ کارخانہ نہین رہا بادشاہزادون نے اسپر مکان لیے ہین اور رہتے ہین اور جنوب کیطرف دار البقا یعنی مدرسہ ہی یہ مدرسہ بھی بالکل ویران ہوگیا تھا اور اکثر مکان گر پڑے تھے مولوی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور شاہجہان آباد نے اس مدرسے کو بادشاہ سے لیکر آباد کیا ہی اور اکثر مکانات شکستہ کی مرمت کی ہی اور بہت مستعد طالب علم بسائے ہین یہ دونون مکان بھی شاہجہانی ہین اور جامع مسجد کے ساتھ تخمیناً سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی مین بننے شروع ہوئے۔

بیگم کا باغ یا صاحب آباد

یہ باغ شہر شاہجہان آباد کے اندر چاندنی چوک کے پاس واقع ہی اس باغ کو ملکہ جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے بنایا تھا

کسی زمانے مین یہ باغ بہت نفیس تھا اور مکانات لطیف بنے ہوئے تھے اور جابجا نہرین جاری تھین مگر اب بہت خراب ہوگیا ہی طول اس باغ کا نوسو ستر گز کا ہی اور عرض دو سو چالیس گز کا۔

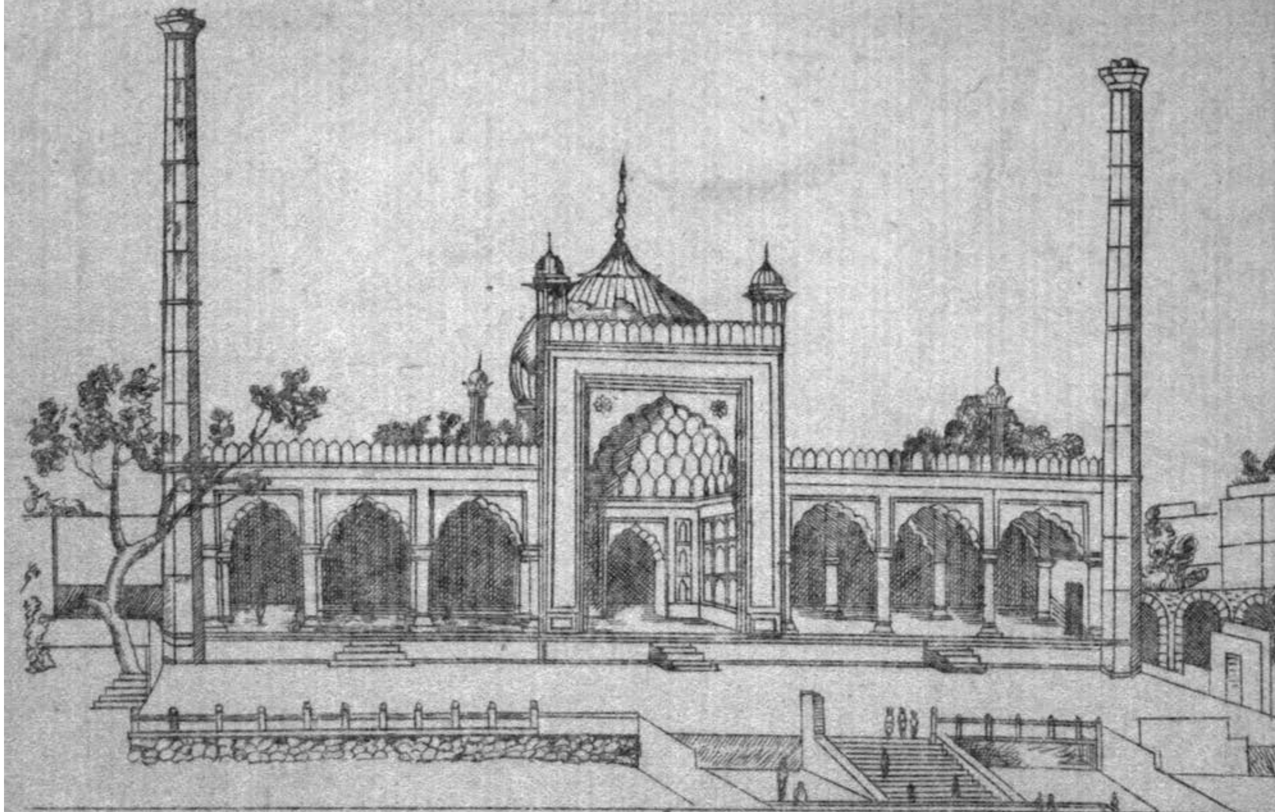
مسجد فتحپوری

شہر شاہجہان آباد مین اردو بازار اور چاندنی چوک سے آگے بڑھکر یہ مسجد ہی نواب فتحپوری بیگم زوجۂ شاہجہان کی بنائی ہوئی ہی یہ مسجد بھی سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے بنی ہی طول اس مسجد کا پینتالیس گز کا ہی اور عرض بائیس گز کا اور سر سے پاؤن تک سنگ سرخ کی ہی گنبد کے دونون طرف تین تین در کے ایوان در ایوان ہین فرش سنگ مرمر کا ہی دونون کونون پر دو مینار ہین پینتیس پینتیس گز اونچے مگر اب اونکی برجیان ٹوٹ گئی ہین اسکے آگے ایک چبوترہ ہی سنگ سرخ کا پینتالیس گز کا لنبا اور پینتیس گز کا چوڑا اوس چبوترے کے آگے سنگ سرخ کا حوض ہی سولہ گز سے چودہ گز کا اور اوسکے آگے صحن ہی سو گز سے سو گز کا صحن کے گرد اوسکے حجرے طالب علمون کے رہنے کے لیے بنے ہوئے ہین۔

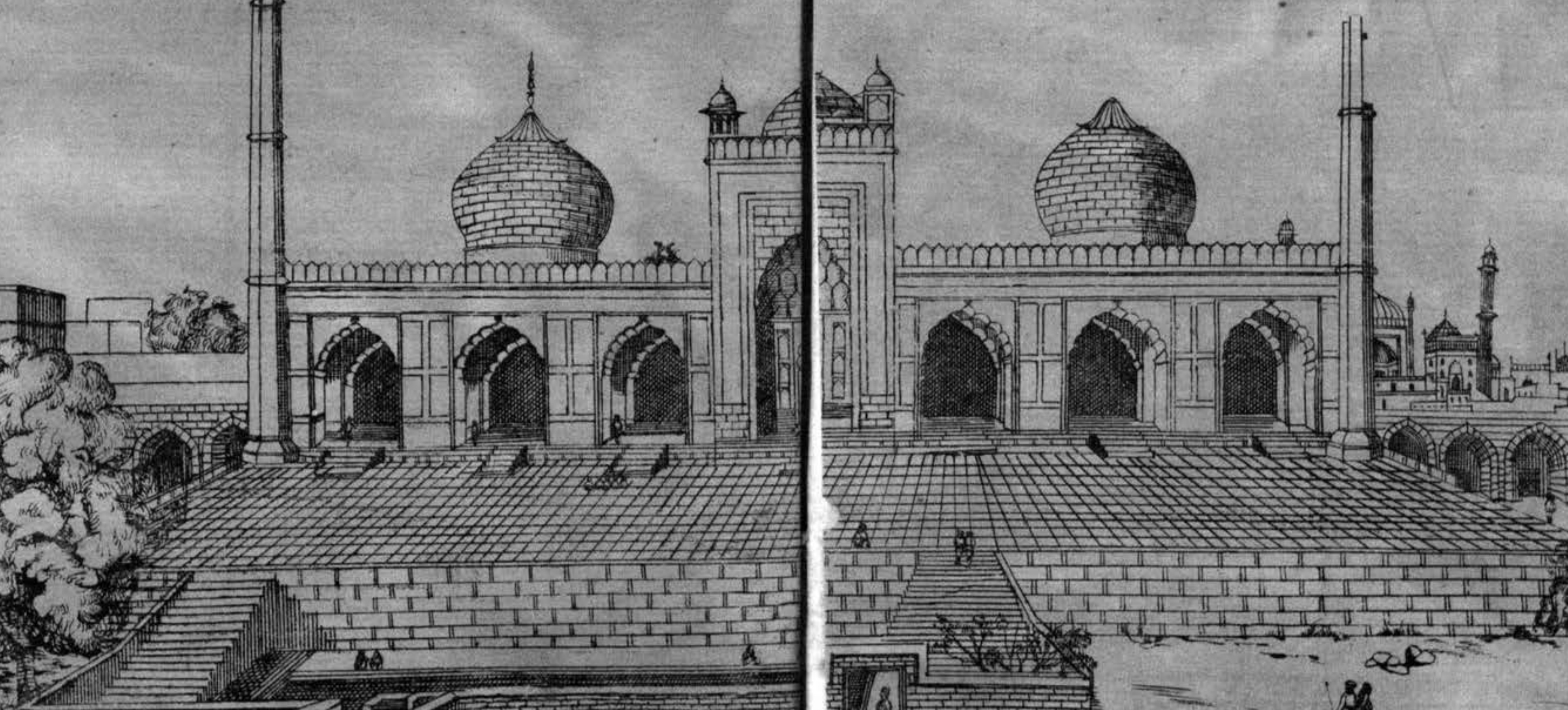
ملک آفتاب نما

مسجد اکبر آبادی

شہر شاہجہان آباد کے فیض بازار مین یہ مسجد واقع ہی نواب اعزاز النسا بیگم عرف اکبر آبادی بیگم زوجۂ شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے



نقشۂ مسجد فتحپوری



[۱] مرآت آفتاب نما

یہ مسجد بنائی[۱] اس مسجد کے تین برج اور سات درہین مسجد کی عمارت ترسیٹھ گز لنبی اور سترہ گز چوڑی نری سنگ سرخ کی ہی اوسکا پیش طاق نرا سنگ مرمر کا نہایت پرچین کارہی اوسکے آگے ایک چبوترہ ہی سنگ سرخ کا کٹہرے دار ترسیٹھ گز کا لنبا اور ستاون گز کا چوڑا اور ساڑھے تین گز کا اونچا اوسکے آگے سنگ سرخ کا ایک حوض ہی مسجد کا صحن ایک سو چون گز لنبا اور ایک سو چار گز چوڑا ہی اور اوسکے گرد طالب علمون کے رہنے کے لیے حجرے بنے ہوئے ہین مسجد کے دروازے[۲] پر کتبہ سنگ موسی کی پچی کاری سے کھدا ہوا ہی۔

[۲] دیکھو کتبہ نمبر ۲۱

مسجد سرہندی

یہ مسجد لاہوری دروازے کے باہر اب تک موجود ہی اگرچہ صحن مسجد کا اکثر خندق کے دمدمے مین آگیا ہی لیکن مسجد کا دالان بدستور موجود ہی اس مسجد کو سرہندی بیگم نے جو شاہجہان کی بیوی تھین سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد سر سے پانون تک سنگ سرخ کی ہی مگر اکثر جگہہ سے بسبب کہنہ ہونے کے شکستہ ہو گئی ہی۔

باغ شالہ مار

[۳] مرآت آفتاب نما

یہ باغ ہی لاہوری دروازے کے باہر شہر پناہ سے چھ میل شاہجہان[۳] بادشاہ کا بنایا ہوا جبکہ بادشاہ شہر پناہ کے بنانے سے فارغ ہوا تب تخمیناً سنہ ۱۰۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۳ عیسوی کے یہ باغ بنانا شروع کیا اس باغ مین بہت خوبصورتی

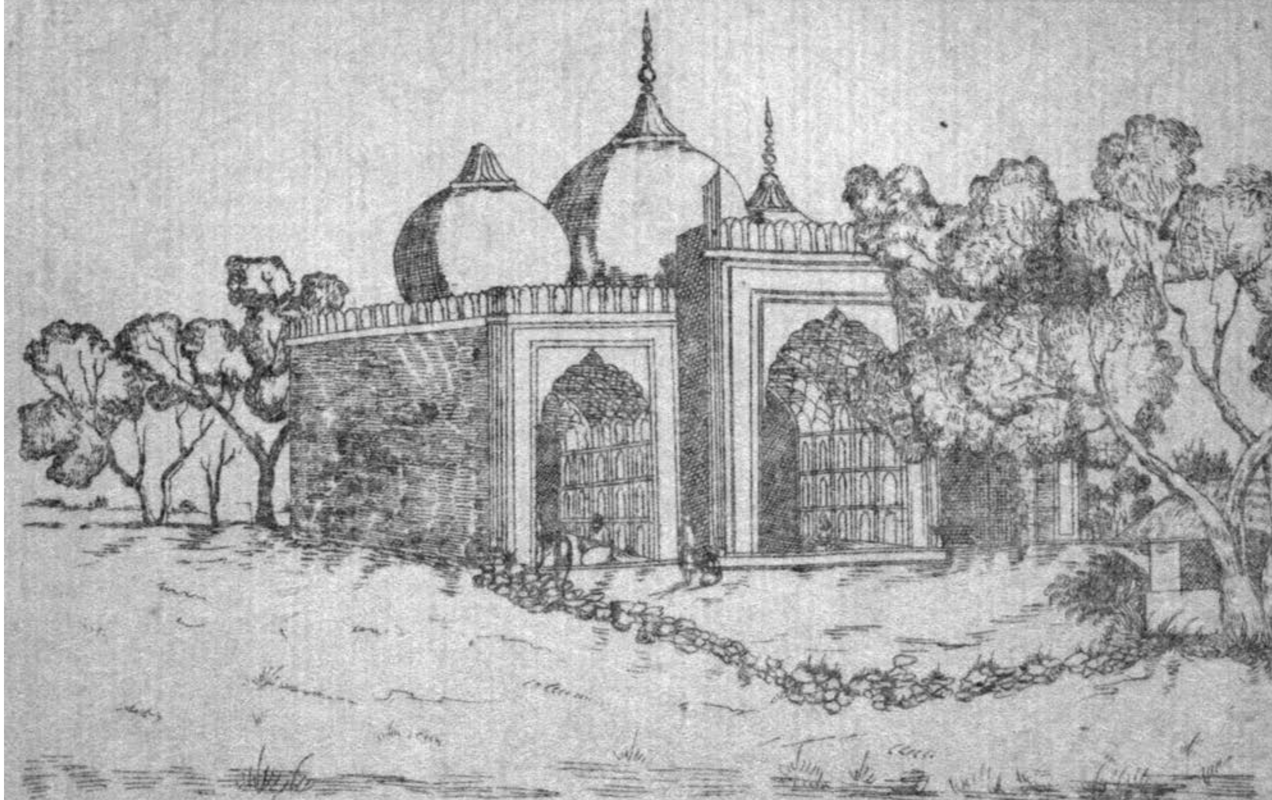
سے نہرین اور حوض اور مکانات بنے ہوئے ہین اور عجب عجب طرح کے درخت اس
باغ مین تھے اب بھی تین چار درخت انبہ کے ایسے باقی ہین کہ اوس ضائقہ
کا انبہ اور کہین نہین ہی یہ نام اس باغ کا خود شاہجہان کا رکھا ہوا ہی یعنی
خانۂ عیش و عشرت کیونکہ ہندی زبان مین شالہ کے معنی کھڑکی ہین اور مار توزک جہانگیری
کے معنی عیش اور خوشی کے۔

باغ روشن آرا

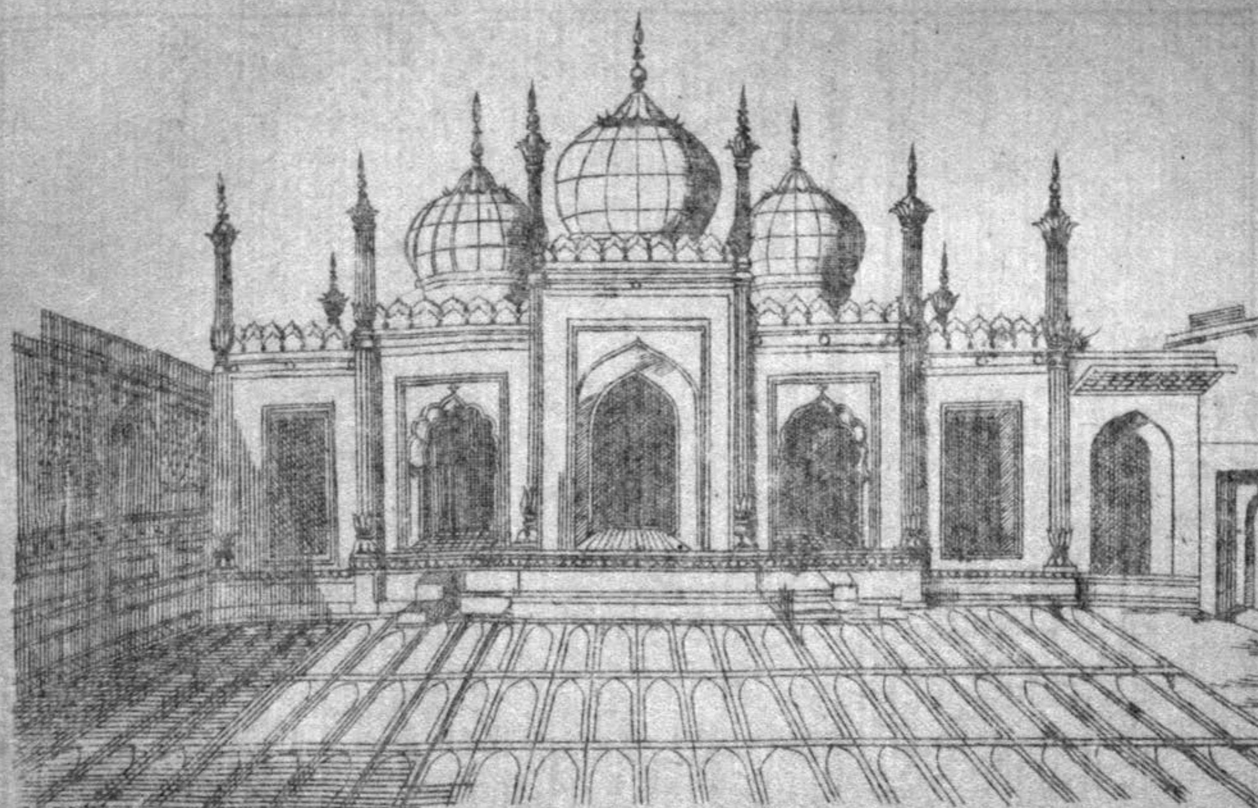
یہ باغ سبزی منڈی مین واقع ہی اور شاہجہانی باغات مین سے ہی روشن آرا بیگم
شاہجہان کی بیٹی نے یہ باغ بنایا ہی اور تیرھوین سال جلوس عالمگیر مین انکا انتقال مرآت آفتاب نما
ہوا اور اسی باغ مین دفن ہوئین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ باغ تخمیناً سنہ ۱۰۶۴ ہجری
مطابق سنہ ۱۶۵۳ عیسوی کے یعنی اوس زمانے مین جبکہ شاہجہان نے شہر آباد کر کر
سب بیگمات اور امرا کو باغات اور مکانات بنانے کا حکم دیا بنا ہی یہ باغ بھی
بہت خوب ہی اسکے بیچ مین مقبرہ ہی اور نہرین ہین اور نہر کے پانی سے
بھری جاتی ہین اب بھی یہ باغ آباد و سرسبز ہی۔

باغ سرہندی

سبزی منڈی کے پاس یہ باغ ہی کہ اسکو سرہندی بیگم زوجۂ شاہجہان بادشاہ نے
سنہ ۱۰۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۳ عیسوی کے بنایا تھا یہ باغ بھی کسی زمانے مین بہت آراستہ
ہوگا مگر اب بالکل خراب ہی کچھ کچھ مکانات اسکے بنے ہوئے باقی رہ گئے ہین



نقشهٔ مسجد سرهندی



نقشہ موتی مسجد

اور سرہندی بیگم کی قبر اسی باغ مین ہی۔

موتی مسجد

اس مسجد کو اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے سنہ جلوسی مطابق ۱۰۶۹ھ ہجری موافق ۱۶۵۹ عیسوی کے قلعۂ شاہجہان مین متصل باغ حیات بخش بنایا ہی یہ مسجد سرسے پاؤن تک سنگ مرمر کی ہی فرش اسکا اور در و دیوار محراب و مرغول اور چھت اور منڈیر سب کے سب سنگ مرمر کی ہین اور پھر اوسپر وہ منبت کاری کی ہوئی ہی اور ایسے گل بوٹے بیل پتے بنائے ہین کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہین حقیقت مین ایسی منبت کاری تمام قلعہ مین کسی مکان پر نہین اس مسجد کے تین در ہین بہت خوشنما اور چھوٹے چھوٹے دو مینار ہین اور تین گنبد ہین سنہرے اور اسی سبب سے بعضے لوگ اسکو سنہری مسجد بھی کہتے ہین اس مسجد کے صحن مین ایک حوض ہی بہت چھوٹا بھادون مین سے اس حوض مین پانی آتا ہی اور ابل کر ہر وقت بہتا ہی اس مسجد کے جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہی واسطے عبادت اور وظیفہ و ظائف کے اوسمین بھی ایک مختصر کم عمق بہت نفیس حوض ہی اور اوس کے گرد آئینہ بندی کی ہوئی ہی اس مسجد کی تیاری مین ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپئے خرچ ہوئے ہین۔

مجر جہان آرا بیگم

ماثر عالمگیری

مرات آفتاب نما

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن مین یہ مجھر ہی زرا سنگ مرمر کا چارون
طرف سنگ مرمر کی جالیان ہین اس مجھر کو جہان آرا بیگم بنت شاہجہان
بادشاہ نے ۱۰۹۲ ہجری مطابق ۱۶۸۱ عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا تھا اور اوسی
سال وہ مری اور یہان دفن ہوئی مشہور ہی کہ اوسنے وصیت کی تھی کہ میرے
مرنے کے بعد میرا تین کرورر وپئے کا اسباب جو ہی وہ سب یہان کے خادمون
کو دیدینا مگر اوسکے مرنے کے بعد عالمگیر نے ایک کرور روپئے کا اسباب
دیا اور کہا کہ تہائی سے زیادہ مین وصیت نہین ہوتی اس مجھر مین
جہان آرا بیگم نے خود اپنا کہا ہوا شعر اور تھوڑی سی عبارت ایک
پتھر پر کھدوا کر لگادی ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۴۴

مقبرہ سر نالہ

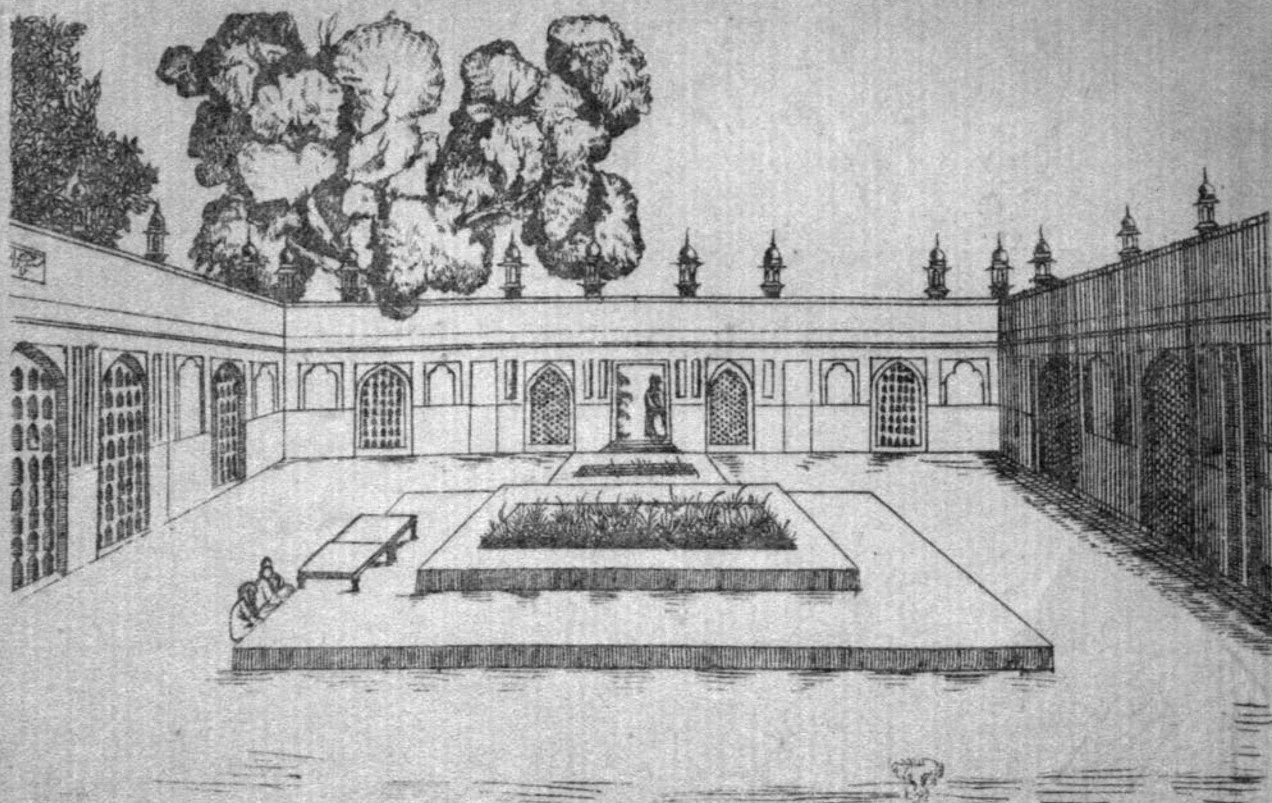
درگاہ روشن چراغ دہلی کے پاس نالے کے سرے پر یہ ایک مقبرہ ہی اس مقبرے
کے ستون اور فرش سب سنگ سرخ کے ہین اور اور بھی اکثر جگہ سنگ سرخ
لگا ہوا ہی کچھ نہین معلوم ہوا کہ یہ مقبرہ کسکا ہی اور کب بنا لیکن طرز عمارت سے
معلوم ہوتا ہی کہ سترھوین صدی سے بھی ویرکا ہی یعنی تخمیناً ۱۱۰۰ ہجری مطابق
۱۶۸۸ عیسوی سے ہی ویرکا بنا ہوا ہی۔

درگاہ حضرت سید حسن رسول نما

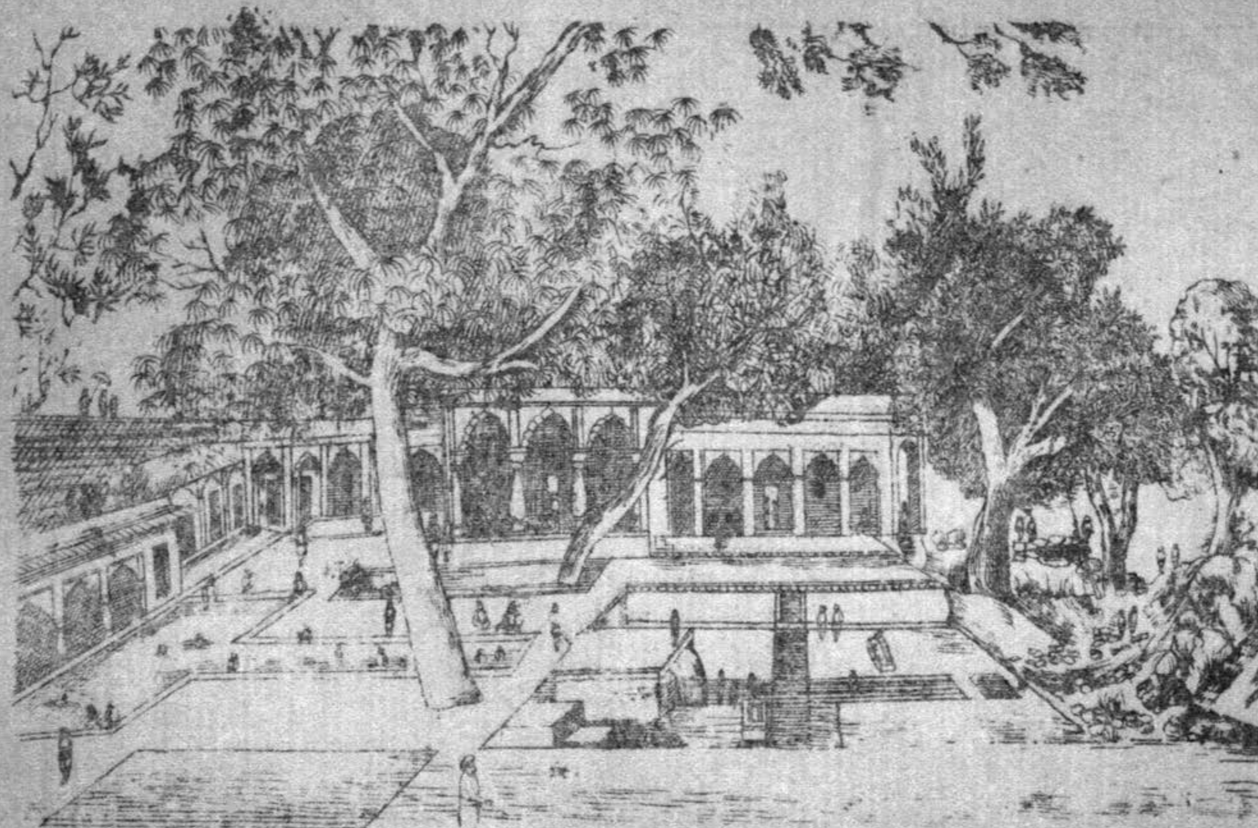
حضرت سید حسن رسول نما سید عثمان نارنولی کی اولاد مین ہین جہان اب مرآۃ آفتاب نما



نقشہ مزار سرنالہ



نقشہ درگاہ حضرت سید حسن رسول نما



نقشہ جھرنا

آپ کا مزار ہی وہ پہلے گلابی باغ مشہور تھا یہان آپ رہتے تھے سنہ ١١٠٣ ہجری مطابق سنہ ١٦٩١ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور اسی مقام پر دفن ہوئے۔ چنانچہ تاریخ آپ کے وفات کی باہر کے دالان پر کندہ ہی

تاریخ

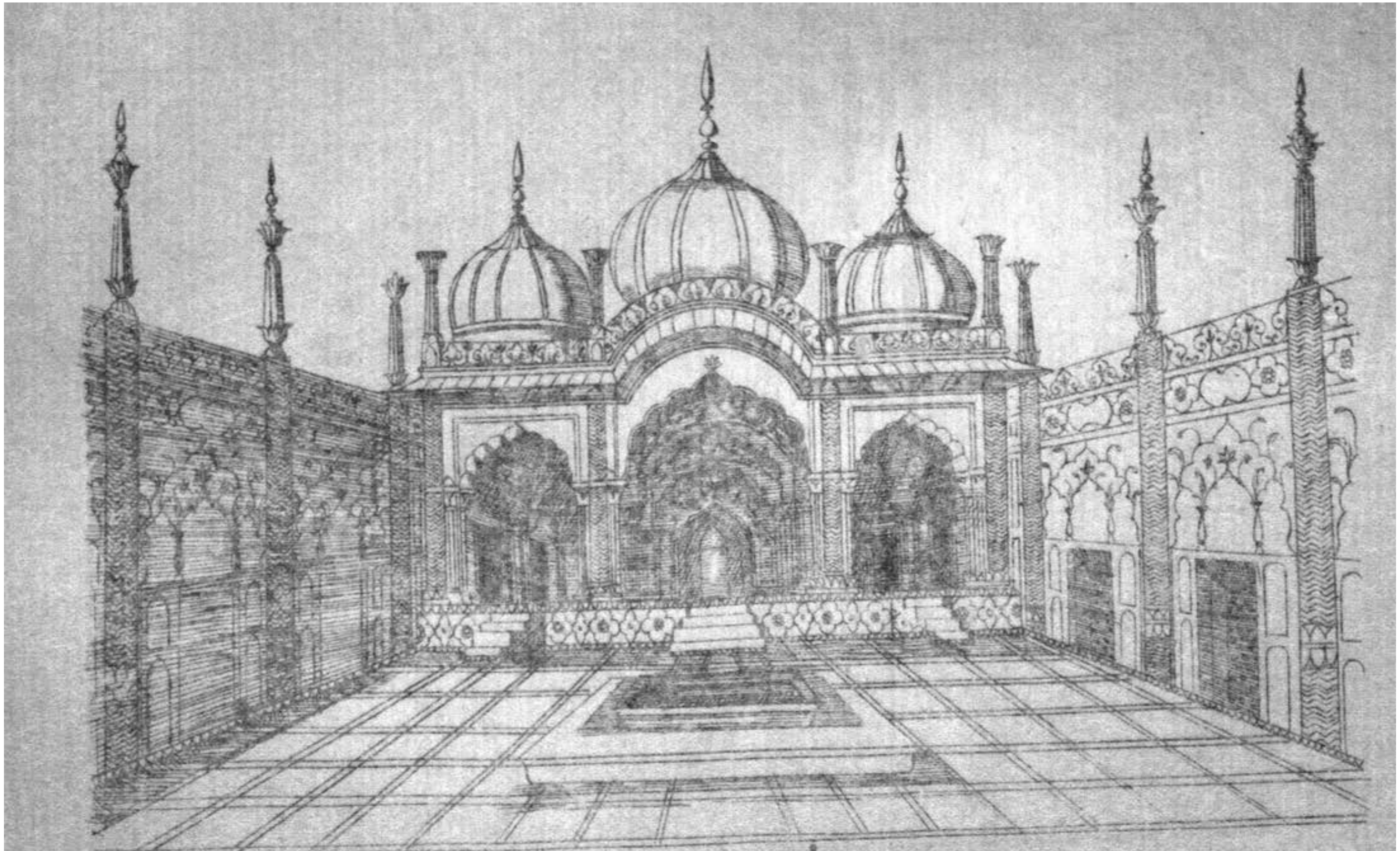
حسن رسول نما بار رسول باقی شد

سنہ ١١٦٢ ہجری مطابق سنہ ١٧٤٩ عیسوی کے حاجی محمد طاہر نے اس درگاہ کے پاس ایک مسجد بنائی اور محمد سعید کا بنایا ہوا ایک حوض یہان موجود ہی سنہ ١٢٣٤ ہجری مطابق سنہ ١٨١٩ عیسوی کے میر محمد شفیع نے جو آپ کی اولاد مین سے ہین نواب امیر خان والی ٹونک سے روپیہ لیکر اس مقام پر ایک چار دیواری پختہ بطور فصیل کے بنائی ہی اور اوسکے دو دروازے انہے بہت معقول بنائے ہین۔

جھرنہ

قطب صاحب کے نواح مین حوض شمسی کے پاس یہ مکان ہی اس مقام پر ایک دیوار بند کی بہت قدیمی ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حوض شمسی جب بنا تو اوسکے پانی کا زور روکنے کو یہ دیوار بنی اس دیوار مین پانی نکلنے کا رستہ بھی تھا کہ جب پانی کا زور ہوتا تھا تو اوسمین سے نکل کر اور نو لکھے نالے مین ہو کر تغلق آباد اور عادل آباد کے نیچے بہہ جاتا تھا قریب سنہ ١١١٢ ہجری مطابق سنہ ١٧٠٠ عیسوی کے نواب غازی الدین خان فیروز جنگ نے اوس دیوار کے

آگے دالان بنایا اور اوسکے آگے پچیس فٹ مربع کا حوض ہی اس دالان مین شمسی
حوض کے پانی سے چادر چھوٹتی تھی اور چھت مین سے بھی فوارے چھوٹتے
تھے اور پانی مین پانی بھر کر آگے کی نہر مین ہو کر بہتا تھا اب وہ چادر اور فوارے
بند ہو گئے ہین الا حوض مین پانی آنے کا راستہ باقی ہی اکبر شاہ ثانی نے اسکے
جنوب اور شمال کو کچھ مکانات سنگین بنائے تھے اور اب بہادر شاہ نے بیچ مین
سنگین بارہ دری بنائی ہی ساون بھادون کے مہینے مین ہر سال بڑی دھوم
سے میلہ ہوتا ہی آٹھ آٹھ روز لوگ جمع رہتے ہین اور بدھ سے جمعے تک تین
دن تو بہت ہجوم ہوتا ہی اور عین میلے کا دن جمعرات ہوتی ہی لاکھ ڈیڑھ لاکھ
آدمی سے کم اس میلے مین جمع نہین ہوتا ہی کل خرچ میلے کا ڈھائی تین
لاکھ روپئے سے کم نہین ہوتا پھول والے اور اور حرفہ والے اس مقام مین
پنکھا بناتے ہین اور حضرت قطب صاحب کی درگاہ مین لیجا کر چڑھاتے ہین اسی
سبب سے اس میلے کا نام پھول والون کا میلہ ہی میلے کے دنون مین اس مقام پر بڑا
تماشا ہوتا ہی سیکڑون آدمی اس حوض مین نہاتے ہین اور دالانون کی چھت اور دیوارون
کی منڈیر اور درختون کے ٹہنون پر سے حوض مین کودتے ہین اور پھسلنے پتھر پر سے
جو اٹھارہ فٹ لنبا ہی اور ساڑھے سات فٹ چوڑا ہی پھسلتے ہین اور انبون کے
کے درختون مین جو امریان کہلاتی ہین رسہ ڈالکر جھولتے ہین افسوس ہی کہ اس
میلے کے بابت ضلع دہلی کی عدالتون مین تعطیل نہین ہوتی۔



نقشہ موتی مسجد

مسجد اورنگ آبادی

شہر شاہجہان آباد مین پنجابی کٹرے کے اندر یہ مسجد ہی اس مسجد کو نواب اورنگ آبادی بیگم اورنگ زیب عالمگیر کی بیوی نے تخمیناً سنہ ۱۱۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۳ عیسوی کے بنایا ہی یہ مسجد بھی سر سے پانوں تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی اور اوسکے صحن مین ایک حوض ہی جسمین نہر کا پانی آتا ہی صحن اس مسجد کا بہت وسیع تھا لیکن اکثر لوگون نے اپنے گھرون مین ملالیا ہی اب اس مقام پر پنجابی سوداگر رہتے ہین اور اسی سبب سے پنجابی کٹرہ مشہور ہوگیا ہی۔

مقبرۂ زیب النسا بیگم

شہر شاہجہان آباد کے کابلی دروازے کے باہر یہ مقبرہ ہی نواب زیب النسا بیگم بنت عالمگیر کا ان بیگم کا انتقال جو بڑی بیٹی عالمگیر کی تھین سنہ ۱۱۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۲ عیسوی کے ہوا اور عالمگیر کے عہد مین یہ مقبرہ اور مسجد بنی انکی قبر کے سرہانے کتبہ لگا ہوا ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۶

موتی مسجد

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس ایک دیوار بیچ یہ مسجد ہی نرے سنگ مرمر کی فرش بھی سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین سنگ موسی کی دھاریان لگائی ہین اس مسجد کے تین در اور تین گنبد ہین اور مسجد کے صحن کے کونون پر دو مینار سنگ مرمر کے ہین قریب سنہ ۱۱۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۹ عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ

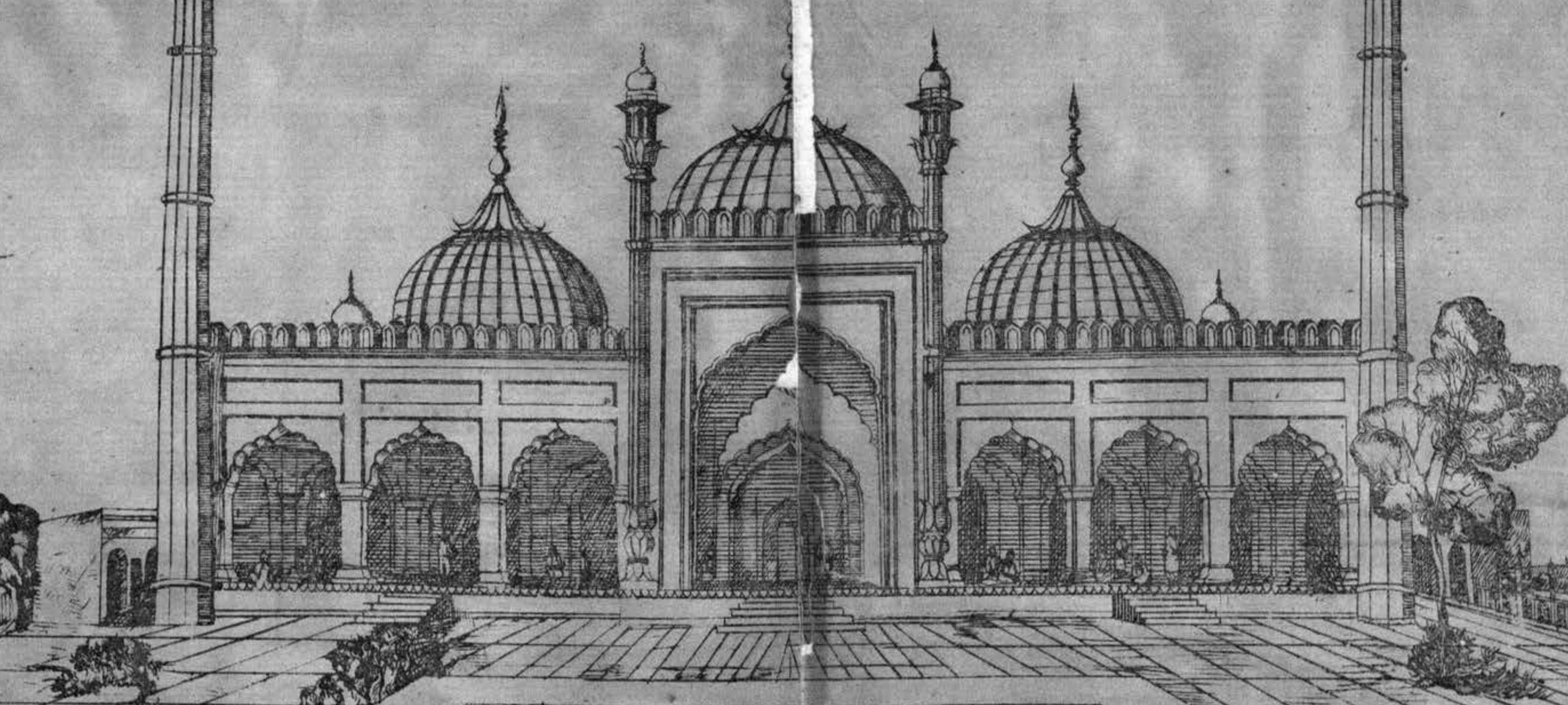
یہ مسجد بنائی تھی شاہ عالم کے وقت مین اس مسجد کا بیچ کا گنبد بھونچال سے گر پڑا تھا اور اوسی زمانہ شاہ عالم مین اسکی مرمت ہوگئی تھی۔

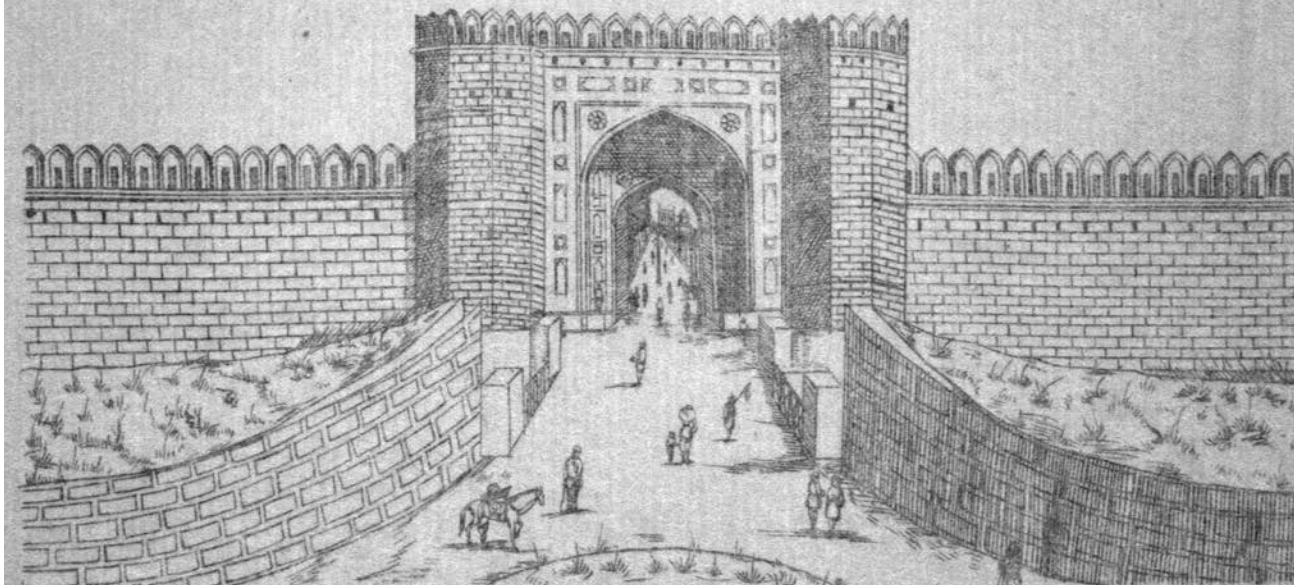
زینت المساجد

شہر شاہجہان آباد مین دریا کے کنارے یہ مسجد ہی زینت النسا بیگم بنت عالمگیر بادشاہ کی ہی اوسنے قریب ۱۱۲۲ہجری مطابق ۱۷۱۰عیسوی کے یہ مسجد اور اپنے دفن ہونے کو مقبرہ بنایا یہ مسجد سر سے پاؤن تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی اور تینون برج سنگ مرمر کے ہین اور اوسمین سنگ موسی کی دھاریان بنائی ہین و منارے اس مسجد کے بہت بلند ہین اور دور دور سے دکھائی دیتے ہین اس مسجد کے سات در ہین ایک بڑا در باقی چھوٹے اور اسکے صحن مین ایک حوض ہی جسمین کنوئین سے پانی آتا تھا اب وہ کنوان بند ہوگیا ہی شمال کی جانب اس مسجد کے ایک مقبرہ ہی سنگ مرمر کا اور دوسرا مقبرہ سنگ باسی کا اندر کے مقبرہ مین زینت النسا بیگم کی قبر ہی اور اوسکے سرہانے پتھر پر کتبہ لگا ہوا ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۱

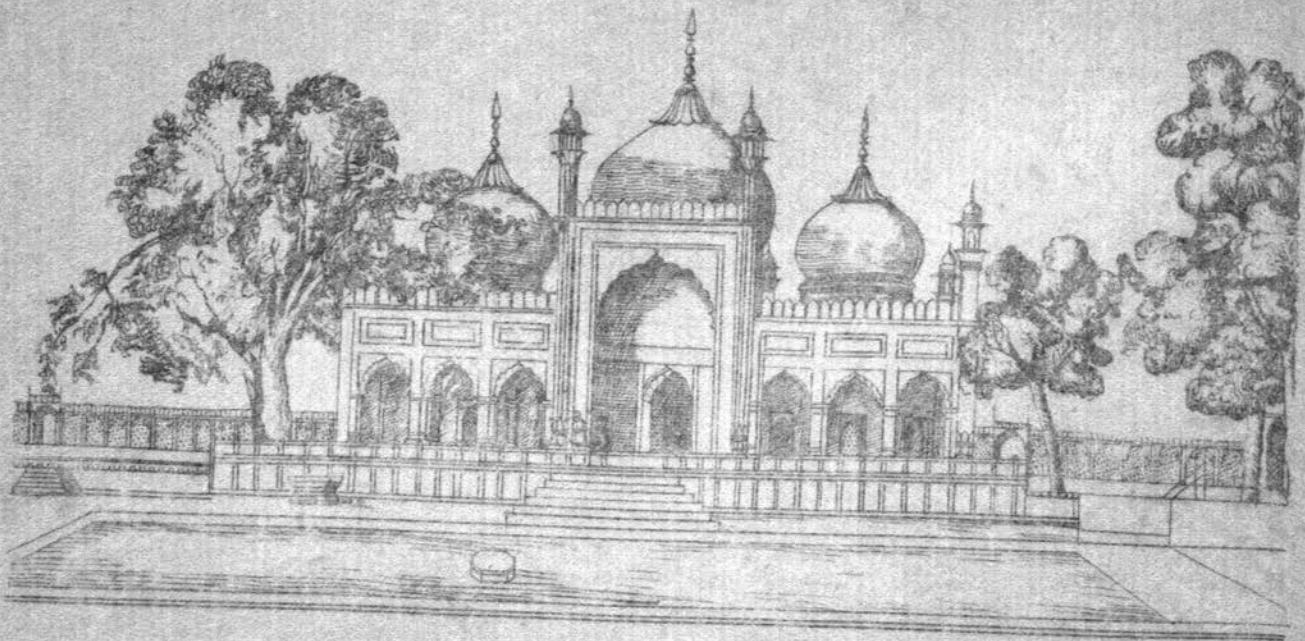
مقبرۂ غازی الدین خان

اجمیری دروازے کے باہر میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ پدر نظام الملک آصف جاہ کا یہ مقبرہ ہی جو عالمگیری عہد کے بڑے نامی امیرون مین سے ہین یہ مقبرہ اونھون نے اپنے جیتے جی آپ بنوایا تھا مآثر الامرا

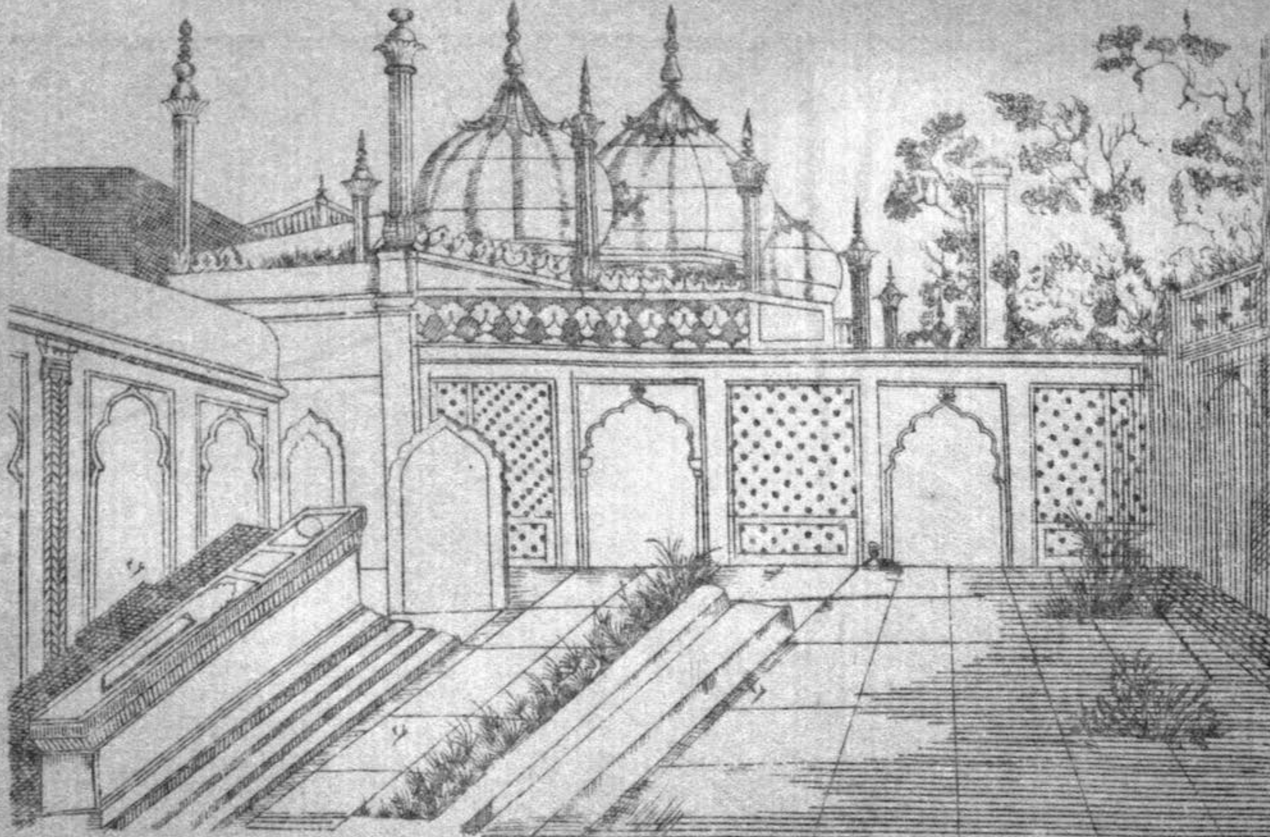




نقشۂ اجمیری دروازہ



نقشہ مدرسہ نواب غازی الدین خان



نقشۂ محجر

۱ قبر شاہ عالم بہادر شاہ

۲ قبر شاہ عالم

۳ قبر اکبر شاہ

۱۹۹

جبکہ سنہ ۱۱۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۰ عیسوی کے سال چہارم جلوس شاہ عالم بہادر شاہ مین بمقام احمد آباد انکا انتقال ہوا تو اونکی نعش کو یہان لاکر اونھین کے بنائے ہوئے مقبرے مین دفن کیا یہ مقبرہ سارا سنگ سرخ کا ہی اور اسکا دروازہ نہایت خوبصورت ہی مقبرے مین ایک صحن وسیع ہی اوسکے جنوب اور شمال کو حجرے متعدد دو گھے اور دالان بنے ہوئے ہین اور جانب شرق دروازہ ہی ترپولیہ کے طور پر اور جانب غرب نری سنگ سرخ کی مسجد ہی اور مسجد کے دونون پہلو مین کچھ صحن چھوڑ کر دالان ہین جنوبی دالان کے پاس ایک محجر ہی سنگ باسی کا اوس محجر مین ایک اور محجر ہی سنگ مرمر کا جالی دار اور بہت نفیس جالیان کھدی ہوئی ہین اوس محجر مین نواب غازی الدین خان اور اون کی اولاد کی قبرین ہین مدت تک اس مدرسے مین سرکار انگریزی کی طرف سے مدرسہ رہا اور اسی سبب سے مدرسے کے نام سے مشہور ہو گیا اعتماد الدولہ نواب فضل علی خان لکھنؤ والے نے اس مدرسے کے خرچ کے واسطے ایک لاکھ ستر ہزار روپئے دیے تھے چنانچہ سرکار کی طرف سے یہ کتبہ اون کے نام کا ایک دیوار پر کھود واکر لگا دیا ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۴۷

محجر شاہ عالم بہادر شاہ

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس موتی مسجد سے ملا ہوا یہ محجر ہی جبکہ سنہ ۱۱۲۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۲ عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ کا انتقال ہوا

تواس مجبر مین رکھے گئے بعد اسکے جبکہ سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ کا سنہ ١٢٢١ ہجری مطابق سنہ ١٨٠٦ عیسوی کے انتقال ہوا تو وہ بھی اسی مجبر مین رکھے گئے بعد اسکے جبکہ محمد اکبر بادشاہ ثانی کا سنہ ١٢٥٣ ہجری مطابق سنہ ١٨٣٧ عیسوی مین انتقال ہوا تو وہ بھی اسی مجبر مین دفن ہوئے اگرچہ تاریخ وفات اونکی قبر کے سرہانے کندہ نہین ہی مگر راقم آثم نے اون کے مرنے کی یہ تاریخ لکہی تھی۔

تاریخ

چون برفت از جہان شہ اکبر — شد سیہ آسمان زدود جگر
پای شادی شکست واحمد گفت — سال تاریخ او وعنم اکبر ١٢٥٣

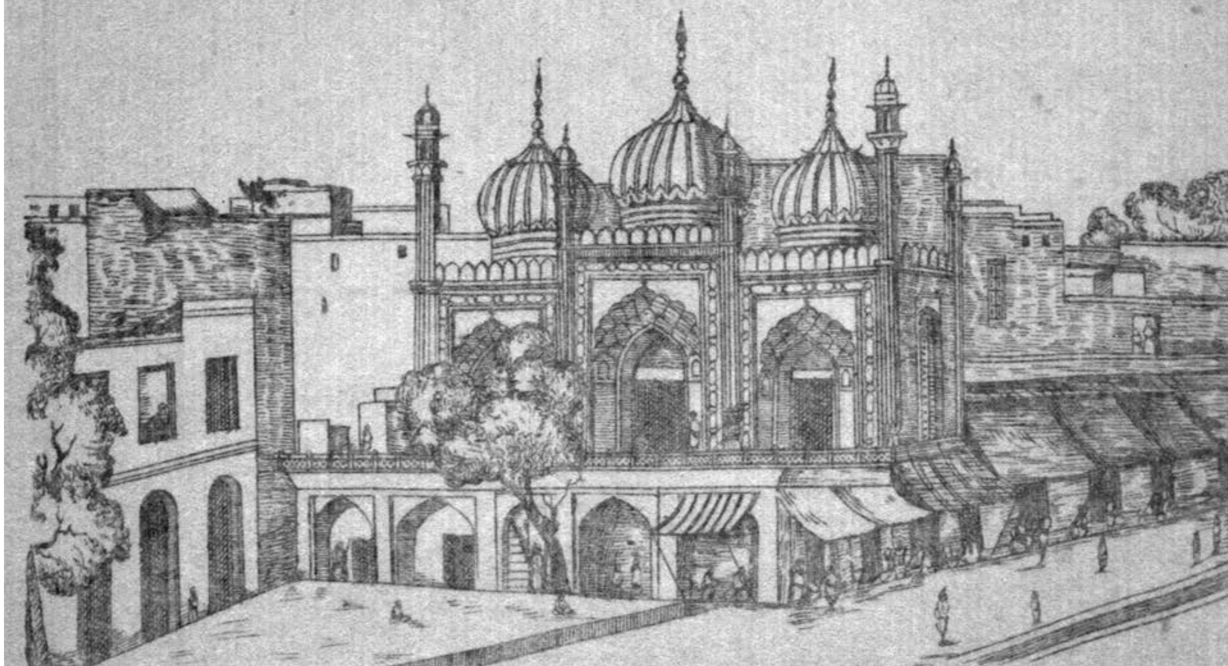
برج اندرون احاطۂ مقبرۂ ہمایون

ہمایون کے مقبرے مین یہ ایک چھوٹا سا برج ہی سنگ سرخ کا اور کہین کہین اوسمین سنگ مرمر بھی لگا ہوا ہی اور اوسمین سنگ مرمر کے تعویذکی دو قبرین ہین اگرچہ نہین معلوم کہ یہ کسکا برج ہی مگر اوسمین کچھ شک نہین کہ ہمایون کے مقبرے کے بہت بعد کا بلکہ حال کا بنا ہوا ہی اور ہم اسکو تخمیناً سنہ ١١٣١ ہجری مطابق سنہ ١٧١٨ عیسوی کا بنا ہوا جانتے ہین۔

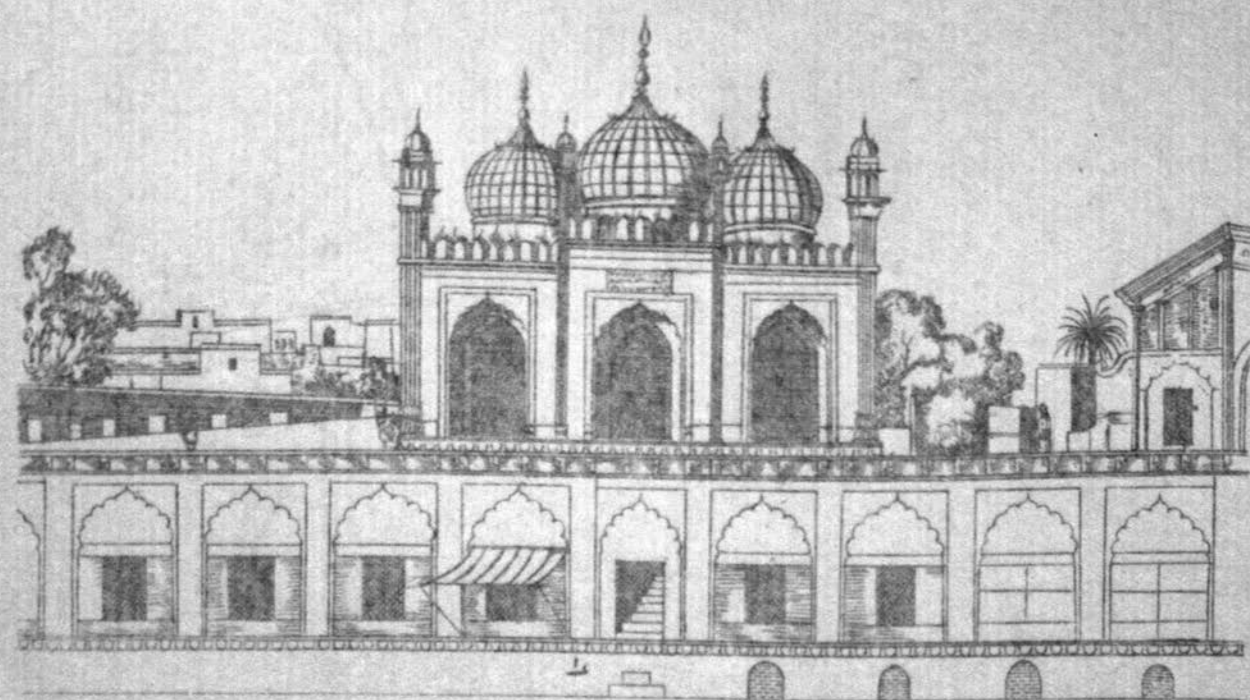
سنہری مسجد کوتوالی

شہر شاہجہان آباد مین کوتوالی چبوترے کے پاس یہ مسجد ہی اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد مین سنہ ١١٣٤ ہجری مطابق

200



نقشۂ مسجد سنہری کوتوالی



نقشہ مسجد شرف الدولہ

مع دکاکین بازار دریبہ

202

سنہ ۱۷۲۱ عیسوی کے بنایا ہی یہ مسجد بھی بہت خوش قطع ہی اگرچہ چونے اور اینٹ سے
بنی ہوئی ہی لیکن اسکے برج اور کلسیان سب سنہری ہین اس مسجد کے برج شکستہ
ہو گئے تھے اسواسطے روشن الدولہ کی دوسری مسجد کے برج اسپر چڑھا دیے
ہین اس مسجد کی پیشانی پر چند اشعار کندہ ہین۔ دیکھو کتبہ نمبر ۴۸

مسجد و مدرسہ شرف الدولہ

شہر شاہجہان آباد مین دریبے کے بازار مین یہ مسجد ہی اور اوسکے پاس مدرسہ
ہی اس مسجد اور مدرسے کو نواب شرف الدولہ بہادر نے محمد شاہ بادشاہ کے
عہد مین سنہ ۱۱۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۲ عیسوی کے بنایا ہی یہ مسجد اگرچہ چونے
اور اینٹ کی بنی ہوئی ہی مگر اوسکے تینون برج سنگ مرمر کے ہین مگر
سنگ مرمر بھی ایسا زرد ہی کہ پیتل کا شبہ جاتا ہی اس مسجد کی پیشانی
پر ایک کتبہ لگا ہوا ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۴۹

جنتر منتر

جنتر کے معنی آلے کے ہین اور یہان مراد آلات رصد سے ہی اور منتر ایک لفظ
مہمل ہی جو زبان کے محاورے مین اصلی لفظ کے ساتھ بولتے ہین جیسے کھانا
وانا غرض کہ یہ رصد خانہ ہی جسکو راجہ سوائی جی سنگہ والی جی پور نے محمد شاہ
بادشاہ کے حکم بموجب سنہ ۶ جلوسی مطابق سنہ ۱۱۳۷ ہجری موافق سنہ ۱۷۲۴
عیسوی کے بنایا اور حساب کی صحت کے لیے اسیطرح کا رصد خانہ سوائے زیچ محمد شاہی

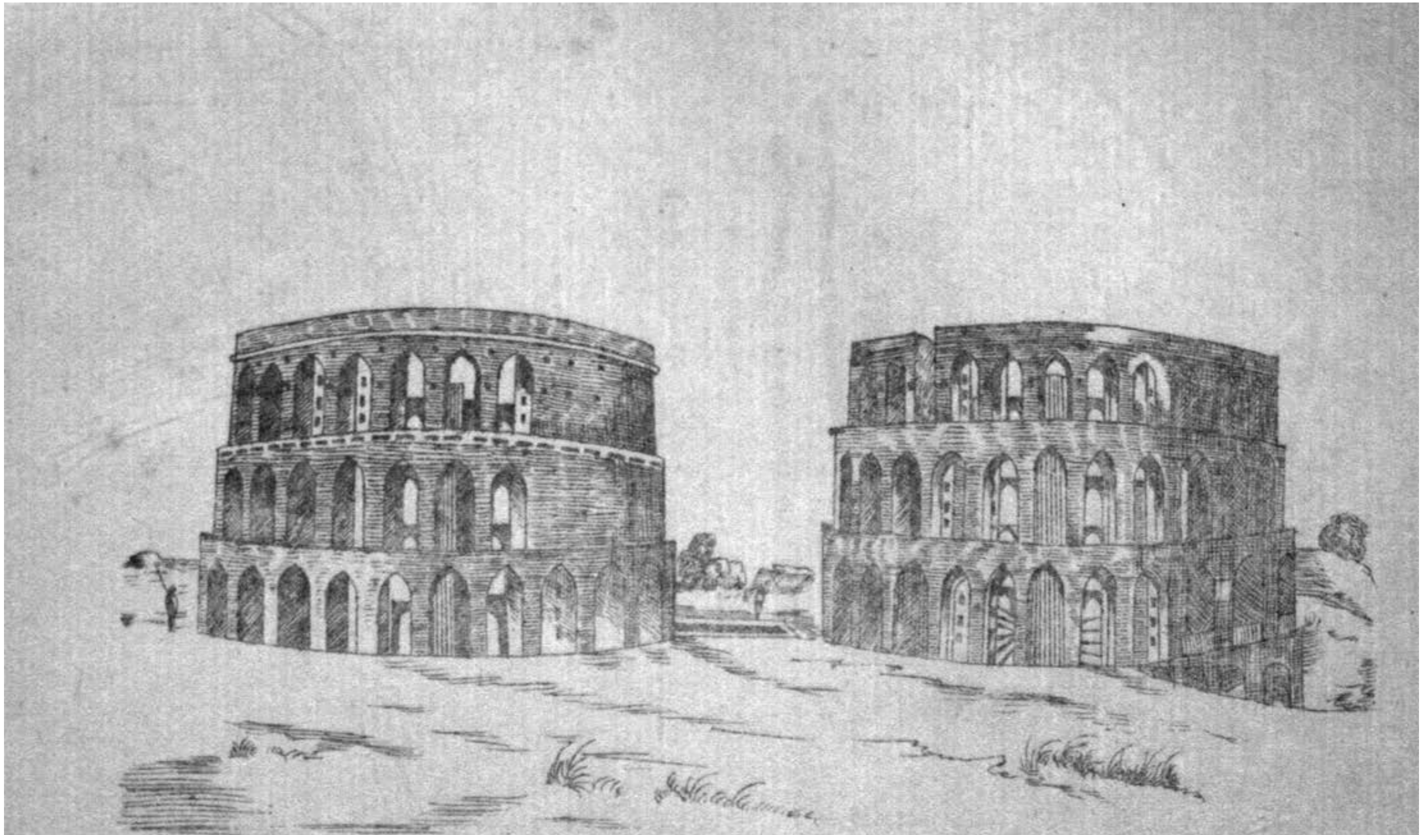
جی پورا اور متھرا اور بنارس اور اوجین مین بھی بنایا گیا اکثر آلات اس رصد خانہ مین چونے اور پتھر کے بنائے تھے تاکہ رصد مین فرق نہ پڑے یہ رصد خانہ اب بالکل خراب ہو گیا ہی سب آلات ٹوٹ گئے ہین اور سب کی تقسیمین مٹ گئی ہین کوئی آلہ اس قابل نہین رہا کہ اوس سے ایک بھی عمل ہو سکے ہین آگے منجملہ آلات کے جو چونے اور پتھر سے بنائے تھے اب بھی ٹوٹے پھوٹے موجود ہین۔

اول جی پرکاشش

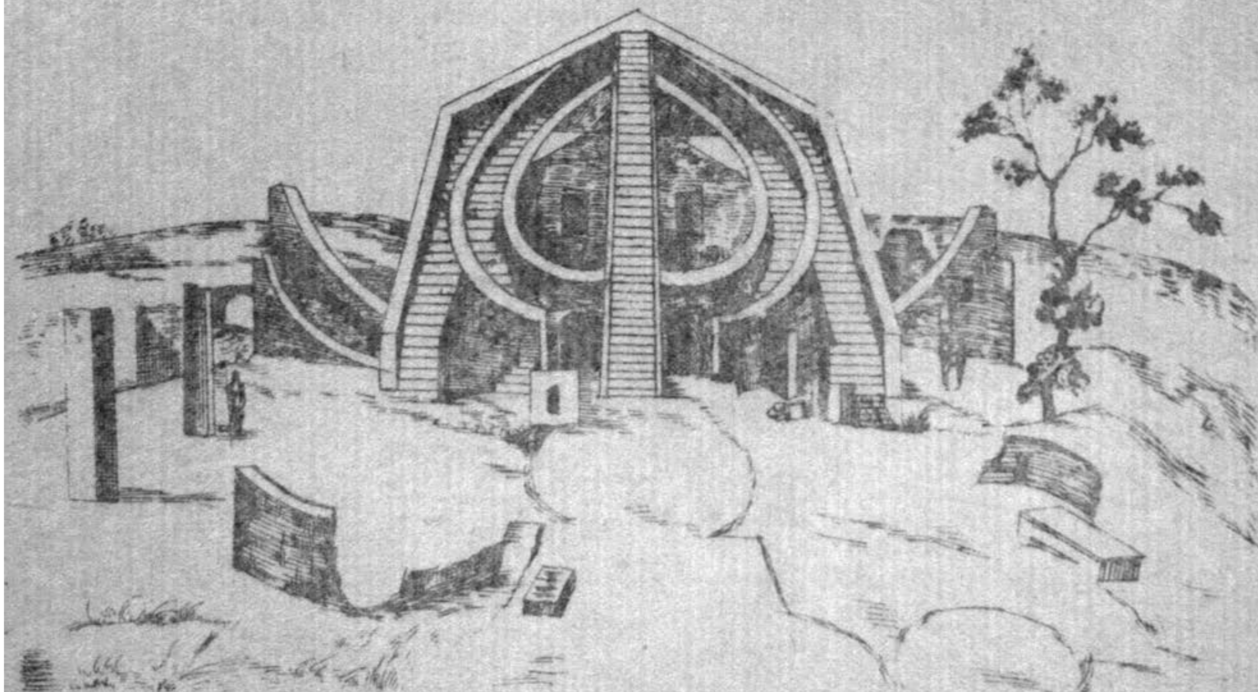
یہ آلہ ہی حساب ظل کا ایک سطح مستوی پر عمود بطور مقیاس کے قائم کر کر گرد اوسکے دائرۂ افق ترپن فٹ آٹھ انچھ کے قطر کا کھینچ کر اوس پر چار درجے کی گول دیوار کنوئین کی کوٹھی کی طرح اوٹھائی ہین کہ ایک درجہ زمین مین دبا ہوا ہی اور زمین اوپر نکلے ہوئے ہین اوسکی ساٹھ پر تقسیم کی ہی ایک خانہ کھلا بطور طاق کے اور ایک بند رکھا ہی اندر کے رخ مقنطرات کھینچے ہین اور درجات کی تقسیم کی ہی اور مقیاس اور سطح دائرہ اور افق اور مقنطرات سب کے سب منقسم ہین۔

دوم رام جنتر

یہ آلہ ایک چبوترہ ہی سلامی شمال کی طرف سے بقدر عرض بلد اوٹھا ہوا اور اوس پر چار قوسین ہین اور ہر ایک قوس کے دونون طرف سیڑھیان بنادی ہین



نقشهٔ رخنه دوار الطش



نقشۂ جنتر قسمی دوایر العظام

تاکہ سیڑھیون پر چڑھکر سایے کا حال دیکھین اوس چبوترے کے نیچے سے دو قوسین اور نکالی ہین معدل النہار اور منطقۃ البروج کی لیکن بقدر عرض بلد کے منحرف اور اوسکی ہر ایک قوس پر تقسیم تھی کہ وہ بالکل مٹ گئی اور قوسین بھی اکثر ٹوٹ گئی ہین۔

سوم سمراٹھ جنتر

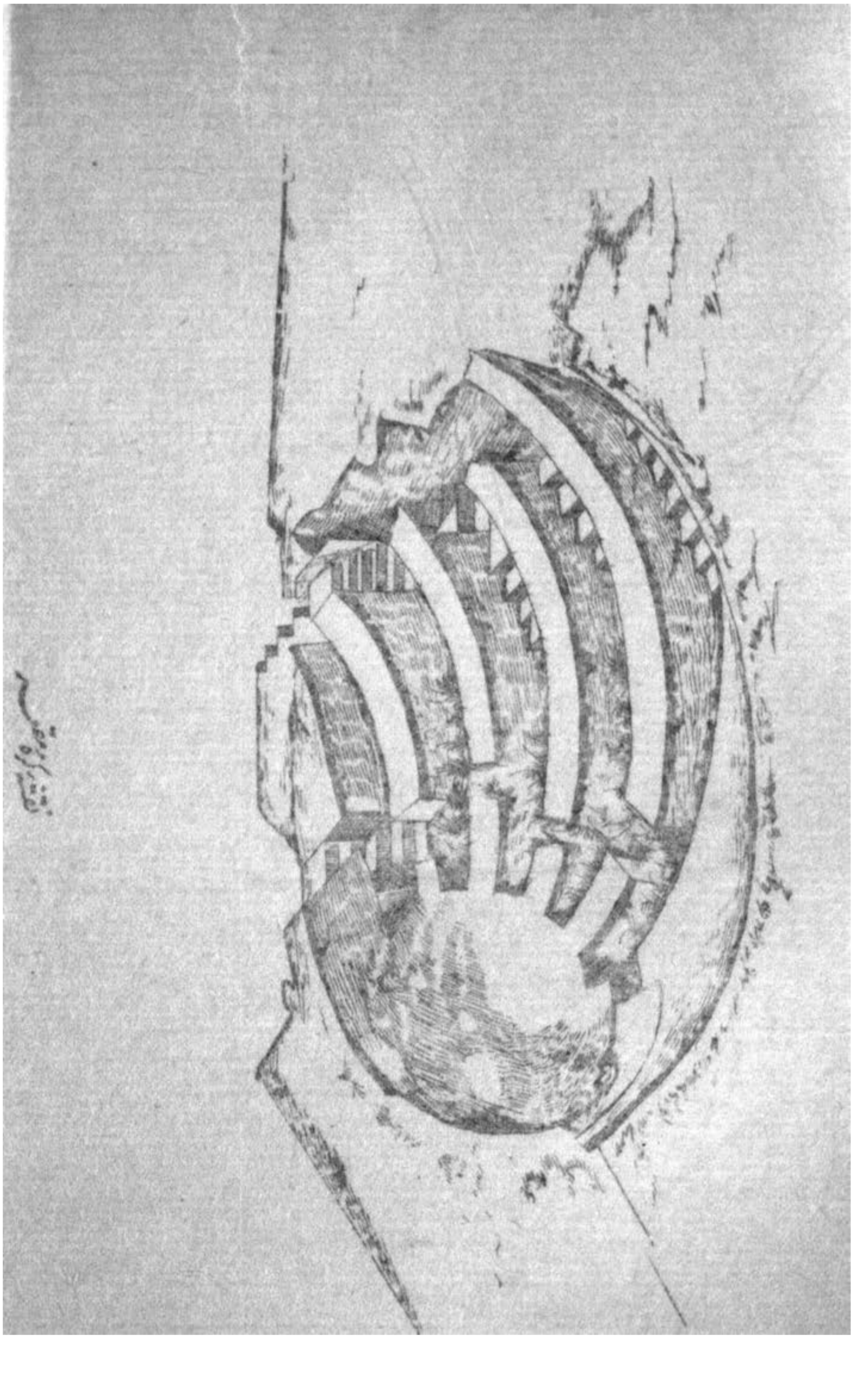
یہ جنتر در حقیقت مقیاس ہی ایک پاکھہ بیچ مین بناکر دائرۂ معدل النہار جسکا نصف قطر اٹھارہ گز کا ہی منحرف بقدر عرض بلد چونے اور پتھر سے نہایت مستحکم بنایا تھا اوسپر ساری تقسیم ہی پاکھے پر سیڑھیان بنائی ہین کہ اوپر سے پاکھے کے سر پر چڑھ جاتے ہین اسیطرح دائرۂ معدل النہار کے دونون طرف سیڑھیان بنائی ہین کہ اون پر سے سایے کو دیکھتے تھے اس جنتر کی کلی تقسیم بالکل خراب ہوگئی ہی اگرچہ ۱۸۵۲ عیسوی مین پاکھے کی مرمت راجہ جی پور نے بموجب تحریک آرکیولاجکل سوسیٹی مقام دہلی کے کی الا پوری مرمت نہین ہوئی یہ تینون آلے خود سوائی جی سنگھ نے ایجاد کیے ہین اور اسی سبب سے انکے منہدی نام رکھے ہین۔

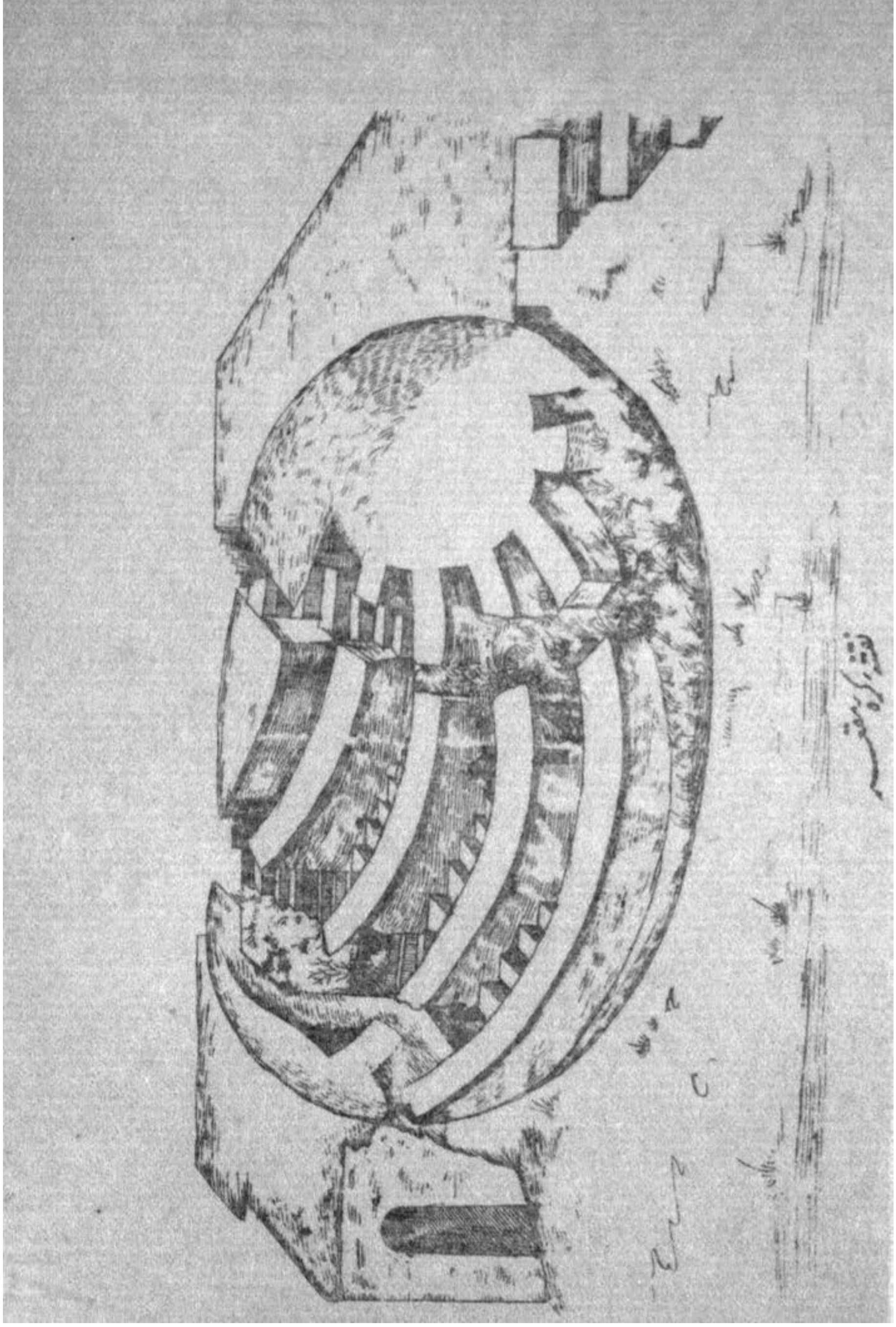
کرۂ مقعر

اسی جنتر کے نیچے دو کرۂ مقعر آدھے آدھے بنائے ہین اسطرح پر کہ مدار قطب بروج کا ہر ایک مین ناقص ہی اگر ایک کرے کو اوٹھا کر دوسرے کرے پر

رکھدین تو سارا کرہ پورا ہو جائے ان کرون مین بازاء قوسین بنائی ہین تقسیم بروج کی چھ خالی اور چھ بھری اور ہر جگہ تقسیم کے خطوط تھے اور شاید قطب کے جانب میل تھا کہ اب وہ بھی ٹوٹ گیا ہی اور تقسیم بھی بالکل مٹ گئی ہر خالی قوس مین زینے بنے ہوئے ہین کہ اون پر سے چڑھ کر سایے کا حال دیکھتے تھے قطران دونون کرون کا چھبیس فٹ کا ہی اور چھوٹی اینٹ سے نہایت مستحکم بنے ہوئے ہین۔

یہ رصد خانہ وہ ہی کہ جسمین پہلے پہل انگریزی ہیئت جدید کے اکثر قواعد تسلیم کیے گئے ہین ورنہ اس سے پہلے یونانی ہیئت والون اور زیچ بنانے والون نے اون قاعدون مین سے ایک کو بھی تسلیم نہین کیا تھا اسی سبب سے یہ رصد خانہ اپنے ساتھیون مین یکا اور بہت نامی ہی سنہ ۱۴ جلوس محمد شاہ مطابق سنہ ۱۱۴۴ ہجری موافق ۱۷۳۱ عیسوی کے راجہ سوائی جی سنگھ نے کئی آدمی ریاضی دان اور دیری نویل کے ساتھ فرنگستان مین بھیجے اور وہان سے آلات رصد اور دوربینین منگوائین اور وہ لوگ خود بھی فرنگستان کا رصد خانہ دیکھکر آئے اور زیچ جدید جسکا لیرنز نام تھا یہان لائے اور اس رصد خانے سے مطابقت کی لیرنز کے حساب مین تقویم قمر مین آدھے درجے کا اور کسوف اور خسوف کے زمانے مین چوتھائی دقیقہ یعنی پندرہ پل کا فرق نکلا انھین باتون سے یقین ہوتا ہی کہ اس رصد خانے مین انگریز بھی شریک تھے بلکہ انگریزی ہیئت جدید کے قواعد کا اس یونانی





رصد خانے مین مان لینے کا بڑا سبب یہی معلوم ہوتا ہی اگرچہ یونانی ہیئت والون نے ان نئی باتون کے مان لینے پر بہت تکرار کی تھی اور یہ بات چاہیے تھی کہ ان نئی باتون کو عقلی دلیلون سے ثابت کیا جائے مگر جو کہ ان نئے قاعدون سے جو بات کہ حساب کی راہ سے نکالی جاتی تھی اور جو بات کہ رصد سے دیکھی جاتی تھین وہ دونون ٹھیک نکلتی تھین اسواسطے یہی مطابقت اون قاعدون کی صحت کو کافی متصور ہو کر عقلی دلیلین قائم کرنے پر یا تو توجہ نہین کی اور یا درحقیقت قائم نہو سکین اب اس مقام پر ایک مختصر فہرست اون باتون کی لکھتے ہین جو برخلاف یونانی ہیئت کے اس رصد خانے مین تسلیم کی گیئن ہین۔

(۱) مدار خارج مرکز شمس کو بیضئی تسلیم کیا۔

(۲) چاند کی حرکتون کو بیضئی مدار پر مانا۔

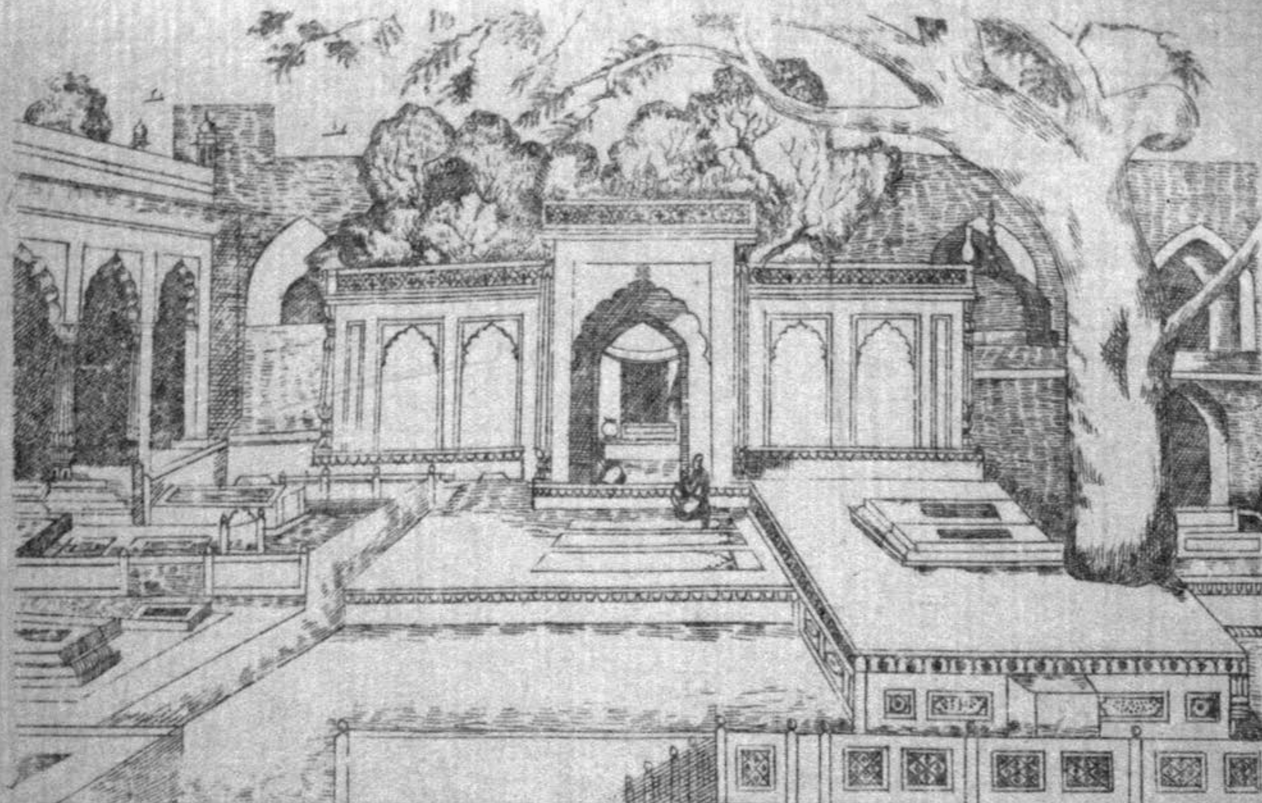
(۳) یہ بات تسلیم کی گئی کہ زہرہ اور عطارد بھی چاند کی طرح آفتاب سے روشن ہین اور بدر اور ہلال ہوتے ہین۔

(۴) یہ بات مانی گئی کہ زحل گول کردی شکل پر نہین بلکہ اہلیلجی شکل پر ہی۔

(۵) مشتری کے گرد چار روشن ستارے قبول کیے گئے جنکا اقمار مشتری نام ہی۔

(۶) آفتاب پر کے نشان مختلف مانے گئے کہ وضعی حرکت سے ایک برس کے قریب دور پورا کرتے ہین۔

(۷) کواکب ثوابت درحقیقت ثوابت نہین ہین بلکہ اوسمین سے اکثر سیارہ ہین
اس رصد خانے مین رویت ہلال کی اور ظہور اور خفائی کواکب اور طلوع اور
غروب منازل قمر کے حساب کرنے کی حاجت نہین رہی تھی کیونکہ دوربین
کی مدد سے یہ سب چیزین دن کو آنکھون سے دیکھ لیجاتی تھین ان مختلط قواعد
یونانی اور انگریزی پر جو اس رصد خانے مین مانے گئے زیچ جدید محمد شاہی
تیار ہوئی ہے اسمین کچھ شک نہین کہ اس زیچ کا حساب اور زیچون
کے حساب سے بہت صحیح نکلتا ہے اسی رصد خانے مین ایک نئی تاریخ
نکالی گئی جو تاریخ محمد شاہی کہلاتی ہے ابتدا اس تاریخ کی پہلی ربیع الثانی
۱۱۳۱ سنہ ہجری روز دوشنبہ مطابق ۱۷۱۹ سنہ عیسوی سے رکھی ہے اور اس
ابتدا کو ابتدائے جلوس محمد شاہ فرض کیا ہے اگرچہ ابتدا جلوس اسکا یہ
نہین لیکن جو کہ جلال الدین فرخ سیر آٹھوین ربیع الثانی ۱۱۳۱ سنہ ہجری مطابق
۱۷۱۹ سنہ عیسوی کے مرا اور اوسکے بعد رفیع الدرجات اوسکے پیچھے رفیع الدولہ
تخت پر بیٹھا اور انکے بعد محمد شاہ بادشاہ ہوا جو کہ ان دونون کی مدت سلطنت
چند ماہ سے زیادہ نہین ہوئی اسواسطے انکی سلطنت کو معدوم تصور کر کر
اور آٹھ دن جو ربیع الثانی مین سے گئے تھے درستی حساب کے لیے
زیادہ کر کر پہلی ربیع الثانی سے ابتدا اس تاریخ کے شمار کی یہ تاریخ قمری
ہے اور برس اور مہینے بھی اسکے قمری ہین اور بالکل ہجری تاریخ سے مطابقت



نقشہ شاہ مردان

رکھتی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ ہجری سال محرم سے شروع ہوتا ہے اور محمد شاہی ربیع الثانی سے ایک تاریخ سے دوسری تاریخ حساب کر کر نکالنے کے قاعدے زیچ کی کتابون مین لکھے ہین اس مقام پر اونکے بیان کی حاجت نہین الا اسقدر بیان کر دینا چاہیے کہ یکم جولائی ۱۸۵۲ء عیسوی مطابق چودھوین رمضان ۱۳۰۸ھ محمد شاہی حسابی اور بارھوین رمضان ۱۳۰۸ھ محمد شاہی ہلالی کی تھی۔

شاہ مردان

یہ ایک درگاہ ہے منصور علی خان صفدر جنگ کے مقبرے کے سامنے حال اسکا یون ہے کہ اودہم بائی زوجہ محمد شاہ بادشاہ جسکو احمد شاہ کی سلطنت مین اول نواب بائی اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا شیعہ مذہب کی تھی ۱۱۳۷ھ ہجری مطابق ۱۷۲۴ء عیسوی اوسکے پاس ایک پتھر آیا جسپر نقش قدم تھا اور یہ بیان کیا گیا کہ یہ حضرت علیؑ کے قدم کا نقش ہے نواب قدسیہ نے اوس نقش قدم کو اس مقام پر سنگ مرمر کے حوض مین جما دیا اور اوس حوض کے نیچے سنگ مرمر کا فرش کر کر مجھر بنایا اور اوسکے کنارے پر یہ شعر کندہ کر دیا **شعر**

برزمینی کہ نشان کف پاے تو بود   سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

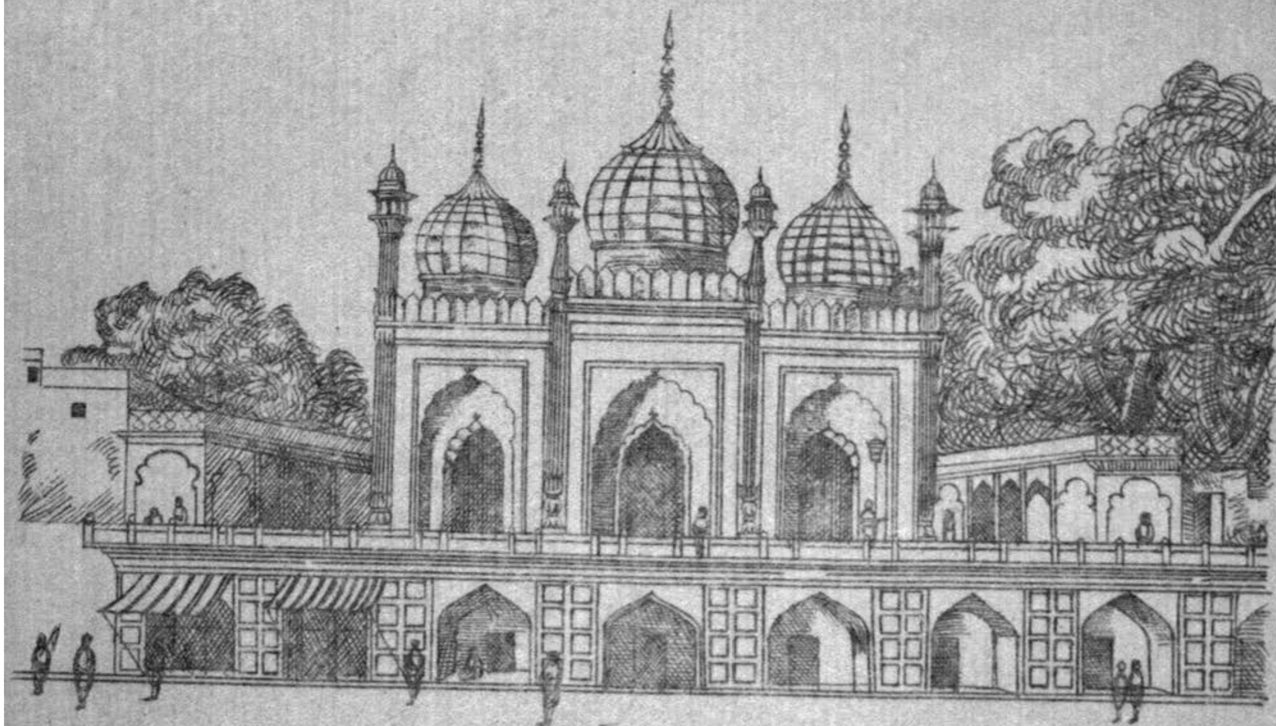
۱۱۳۷ھ

جب سے ہمیشہ اس درگاہ کی ترقی ہوتی گئی احمد شاہ کے عہد مین نواب قدسیہ نے ۱۱۶۲ھ ہجری مطابق ۱۷۴۸ء عیسوی کے جاوید خواجہ سرا کے اہتمام

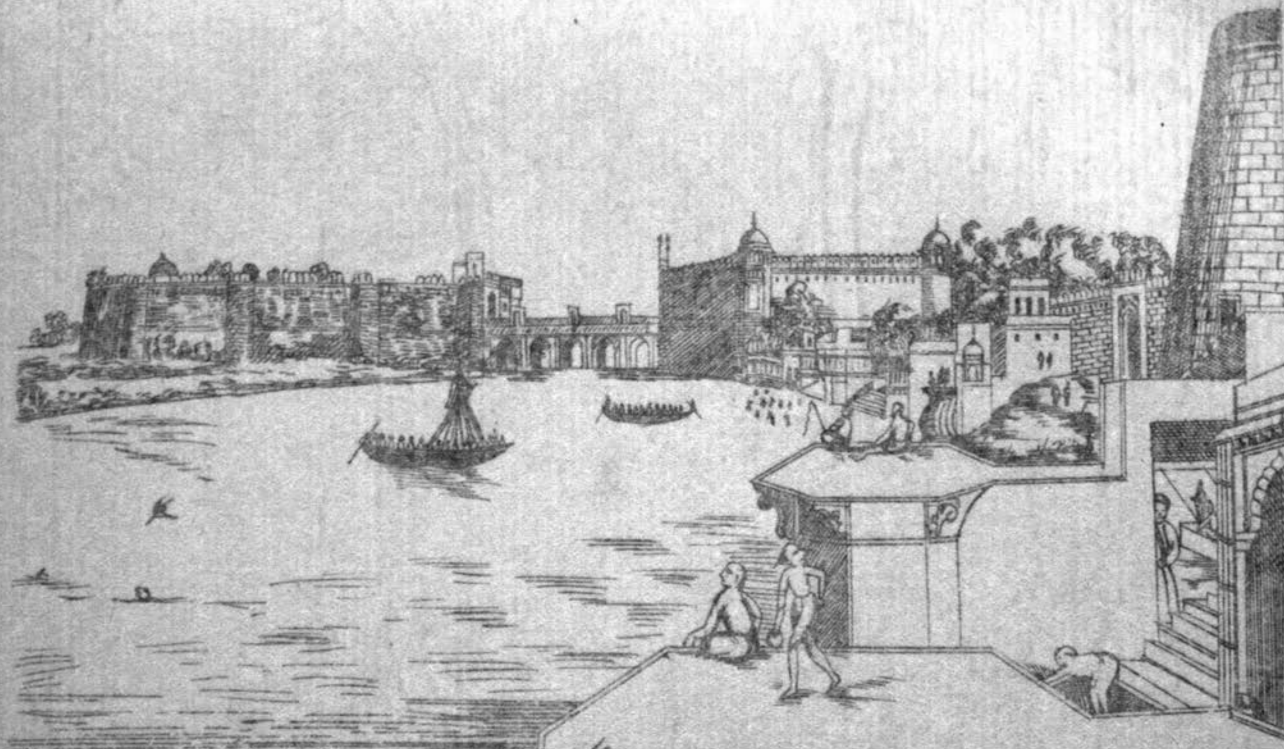
سے چاردیواری اور مجلس خانہ اور مسجد اور حوض بنوایا اور پھر سنہ ۱۲۲۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۸ عیسوی کے عشرت علی خان نے مجلس خانہ بنوایا اور سنہ ۱۲۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۱ عیسوی کے صادق علی خانہ نے نقارخانہ بنوایا اب یہ درگاہ بہت خوب آراستہ ہی ہر مہینے کی بیسوین کو یہان مجلس ہوتی ہی اور رمضان کی بیسوین کو بہت ہجوم ہوتا ہی اور محرم مین تعزیے یہین آتے ہین اور بہت مجمع ہوتا ہی اور جس میدان مین تعزیے ٹھنڈے ہوتے ہین اوسکا نام کربلا رکھا ہی اوسکی بھی چاردیواری میرزا اشرف بیگ خان نے بنوادی ہی۔

فخر المساجد

شہر شاہجہان آباد کے اندر کشمیری دروازے کے پاس یہ مسجد ہی اس مسجد کو فخر النسا خانم بیوی نواب شجاعت خان نے سنہ ۱۱۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۸ عیسوی کے بنایا ہی اگرچہ یہ مسجد بہت بڑی نہین ہی لیکن بہت ہی خوش قطع بنی ہوئی ہی گنبد اس مسجد کے بہت خوبصورت ہین اور خوش وضعی مین نامور ہین رو کار اس مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہی اور جابجا سنگ سرخ کی دھاریان لگی ہوئی ہین مسجد کے اندر اجارے تک سنگ مرمر بہت نفیس لگایا ہی برج اس مسجد کے نرے سنگ مرمر کے ہین اور سنگ موسی کی اوسمین دھاریان لگائی ہین کلس بالکل سُنہری ہین مسجد کے اندر فرش سنگ مرمر کا اور باہر سنگ سرخ کا ہی ضلع شمالی مین دورخہ دالان ہی اور اوس کے آگے حوض بہت ہی



نقشۂ فخر المساجد



نقشہ گھاٹ بگنود

214

خوبصورت بنایا ہوا ہی مگر افسوس ہی کہ وہ حوض اور فوارے اب ٹوٹ گئے ہین۔

باغ محلدار خان

سبزی منڈی سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہی محمد شاہ کے وقت مین ناظر محلدار خان نے سنہ ۱۱۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۸ عیسوی کے یہ باغ بنایا یہ باغ بھی بہت خوب اور نہایت نامی ہی اسکے اندر ایک بارہ دری سنگین بہت خوشنما اور ایک بہت بڑا حوض جسمین نوارڑا پرسکے بنایا ہی اور نہر کے پانی سے ہمیشہ بھرا رہتا ہی اس باغ کے دروازے کے آگے اوسنے بازار بنایا تھا اور بازار کے سرون پر سہ درے دروازے بنائے تھے کہ ترپولیہ کے نام سے مشہور ہین ان ترپولیون پر تاریخ کندہ ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۵

گھاٹ نگمبود

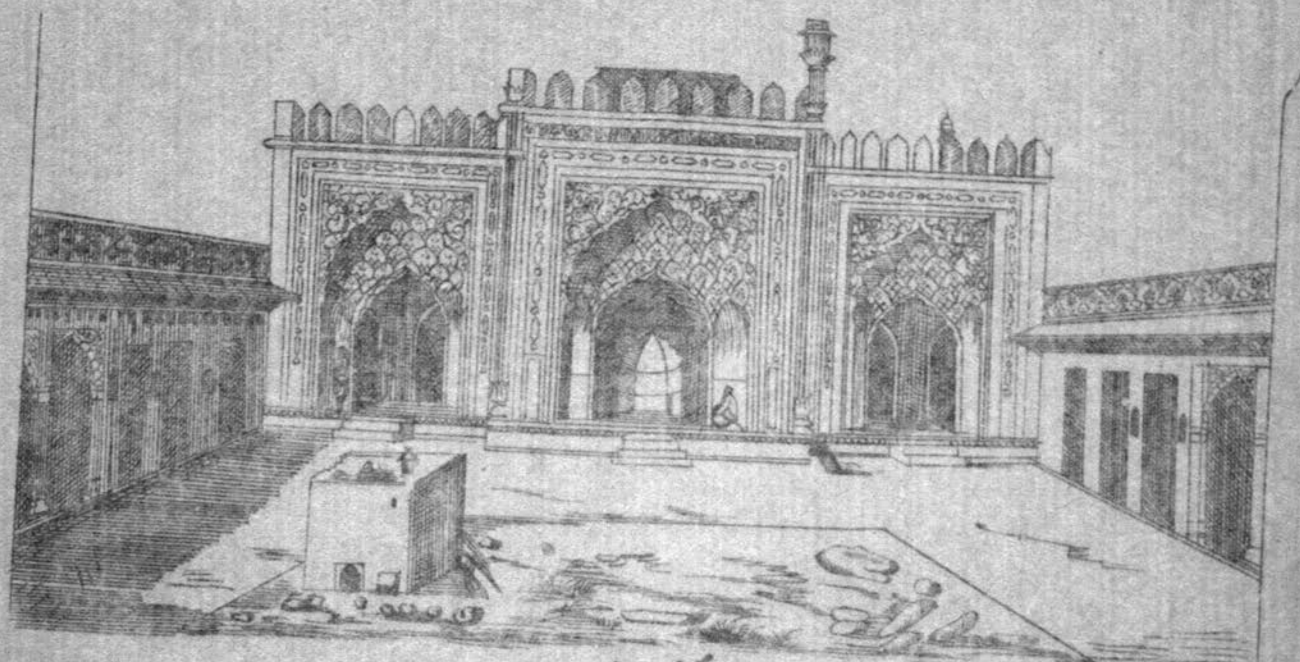
شہر شاہجہان آباد کے شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر یہ ایک گھاٹ ہی نگم کے معنی شاستر مین بیدون کے ہین اور بود کہتے ہین عقل اور سمجھ اور گیان کو ہندؤن کے اعتقاد مین یہ بات ہی کہ دواپر جگ کے ابتدا مین جسکو آجتک اونکے حساب بموجب (۴۹۵۳) برس ہوئے برہما جی سب بیدون کو بھول گئی تھی جب وہ یہان آئی تو پرمیشر نے پھر وہ سب یاد دلائے اور سمجھا دیے اسواسطے نگمبود اسکا نام پڑا اور یہ بھی کہتے ہین کہ راجہ جدہشتر نے اس مقام پر فقیمو تی اماوس کے ملنے کو بڑا

پوتھی اندر پرست مہاتم

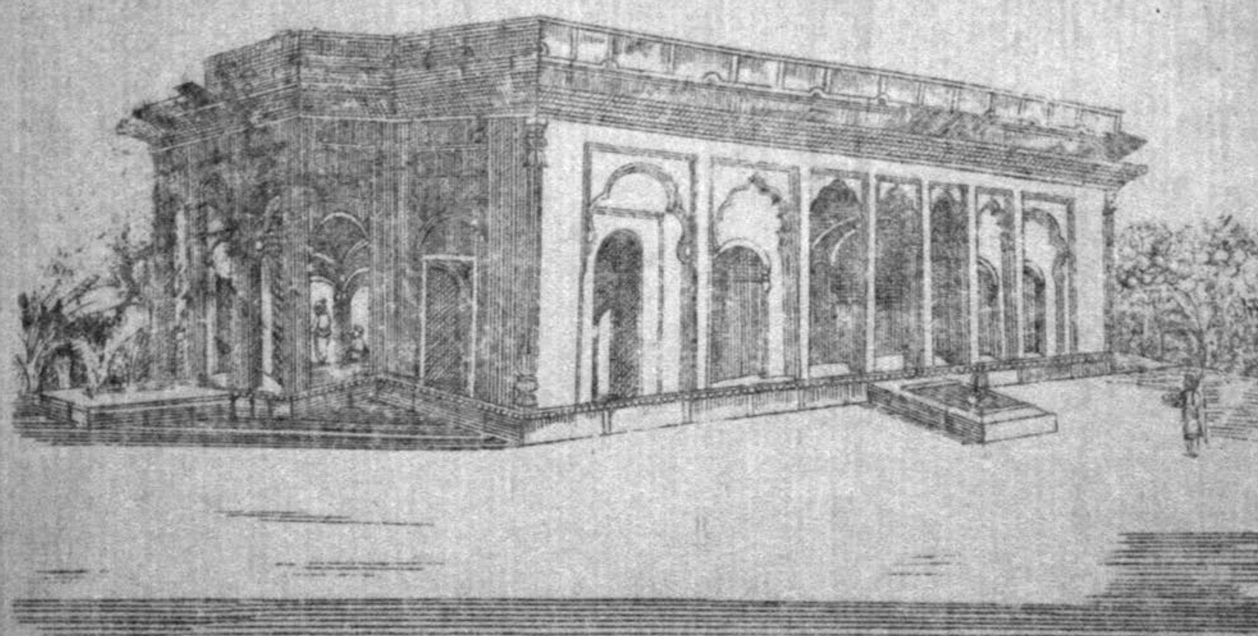
جنگ کیا تھا اور جنگ کرنے کی جگہ پر ہندؤن نے ایک چھتری تیار کی تھی کچھ عجب نہین کہ اوسی چھتری کو توڑکر ہمایون بادشاہ نے سلیم گڈھ کے نیچے نیلی چھتری بنائی ہو اور ہندؤن کا یہ بھی اعتقا ہی کہ اس گھاٹ پر اگر مردہ پھونکا جائے تو بہت تھوڑی لکڑیون مین پھنک جائے اور یقینی اوسکی مکت ہو جاتی ہی تخمیناً سنہ ۱۱۵۰ہجری مطابق سنہ ۱۷۳۷عیسوی سے اس مقام پر ہندؤن نے پختہ گھاٹ سنگ سرخ کے بہت اچھے بنائے ہین صبح کو نہانے والی عورتون اور مردون کا عجب ہجوم ہوتا ہی جنکے حسن کی خجالت سے آفتاب بھی زرد رنگ نکلتا ہی۔

مسجد روشن الدولہ

شہر شاہجہان آباد مین قاضی وارہ کے پاس پھول کی منڈی اور فیض بازار مین یہ مسجد ہی اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد مین سنہ ۱۱۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۵عیسوی کے بنایا تھا اس مسجد کے تینون برج سنہری تھے چند مدت ہوئی کہ یہان کے برج اوکھاڑ کر کوتوالی چبوترے کے پاس کی سنہری مسجد مین لگائے ہین یہ مسجد بہت نفیس بنی ہوئی تھی مگر اب بالکل شکستا اور خراب ہو گئی تھی اور قریب تھا کہ گر پڑے قاضی محمد فیض اللہ خان صاحب نے اپنی نیک نیتی اور عالی ہمتی سے اس مسجد کی بالکل مرمت کر دی ہی اس مسجد کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہی۔ دیکھو کتبہ نمبرہ



سنہری مسجد



نقشهٔ باغ ناظر

باغ ناظر

قطب صاحب کے نواح مین جھرنے سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہی سنہ ١١٦١ ہجری مطابق سنہ ١٧٤٨ عیسوی کے ناظر روز افزون خواجہ سرا نے محمد شاہ کے عہد مین یہ باغ بنایا تھا اسکے اندر چارون طرف سنگین چھوٹے چھوٹے مکان بنے ہوئے ہین بیچون بیچ مین سنگ سرخ کا ایک مکان بہت نفیس ہی اوسکے آگے حوض بھی ہی باغ کی آراستگی شاید محمد شاہ کے وقت مین بہت اچھی ہو پر اب تو صرف نام کو درخت رہ گئے ہین اس باغ کی چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہی اور اوسکے دروازے پر کتبہ لگا ہوا ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ٥

محجر محمد شاہ بادشاہ

مرآۃ آفتاب نما

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن مین یہ محجر ہی محمد شاہ بادشاہ نے سنہ ١١٦١ ہجری مطابق سنہ ١٧٤٨ عیسوی کے انتقال کیا اور یہان دفن ہوا مشہور ہی کہ یہ محجر محمد شاہ بادشاہ نے آپ بنایا تھا یہ محجر بہت تحفہ بنا ہوا ہی لطافت اور نفاست اسکی حد سے زیادہ اور خوبصورتی اور خوشنمائی اسکی بے اندازہ ہی سنگ مرمر اس محجر کا ایسا آبدار اور خوش رنگ اور خوش قماش ہی کہ موتی کی آب اوسکے آگے خاک ہی گل بوٹے بیل پتی منبت کاری کے ایسے ہین کہ نگار خانہ چین بھی اسکے آگے مات ہی یہ محجر بہت نامی ہی اور درحقیقت اپنا ثانی نہین رکھتا اس محجر کے دروازے مین دو پٹ نرے سنگ مرمر کے

ایک ڈال ایسے خوبصورت چڑھے ہوئے ہین کہ آدمی دیکھکر حیران رہ جاتا ہی
اس مجھر مین محمد شاہ کی قبر کے سوا نواب صاحبہ محل اونکی بیوی اور میرزا جگرو
محمد شاہ کے پوتے کی اور میرزا عاشوری کی بھی قبر ہی اور تین قبرین
اور بادشاہزادون کی ہین۔

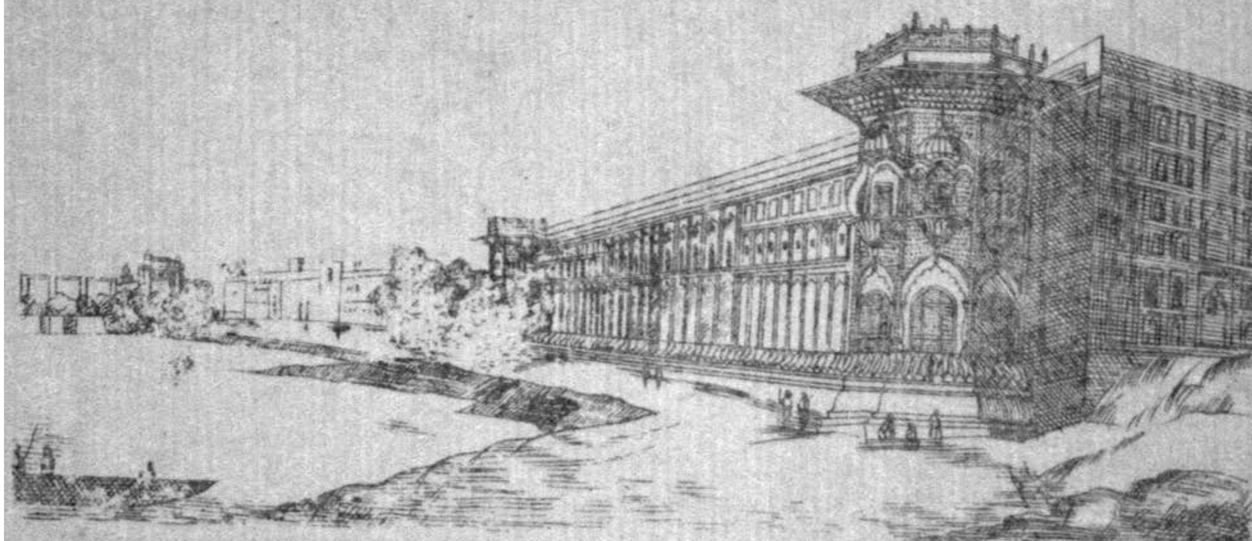
قدسیہ باغ

کشمیری دروازے کے باہر دریا کے کنارے یہ باغ ہی اور وہ ہم بائی زوجہ
محمد شاہ بادشاہ والدہ احمد شاہ کا جبکہ احمد شاہ بادشاہ ہوا تو اِن کو خطاب
نواب بائی کا ملا اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا چنانچہ
اونھون نے اپنے نام پر یہ باغ تخمیناً سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۸ عیسوی کے
بنایا اس باغ کا برج بہت خوشنما ہی اور اوسکے اندر ایک بارہ دری سنگین اور
ایک مسجد بہت خوبصورت بنی ہوئی موجود ہی۔

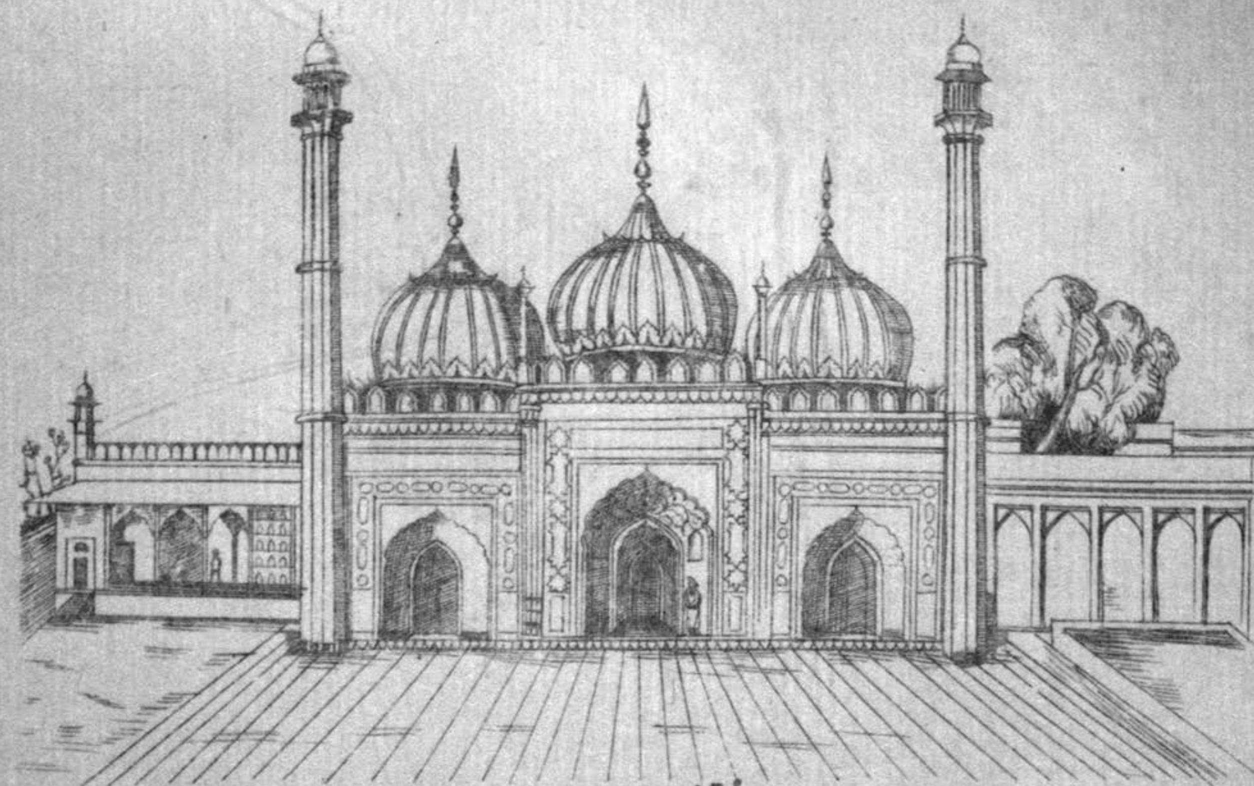
چوبی مسجد

یہ مسجد احمد شاہ بادشاہ نے سنہ ۱۱۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۰ عیسوی کے قلعہ شاہجہان
مین بنائی تھی اسکے ستون اور محرابین سب کے سب چوبی تھین اس سبب سے
چوبی مسجد کرکر مشہور ہی مگر وہ مسجد بالکل ٹوٹ گئی تھی سنہ ۱۸۵۰ عیسوی مطابق
سنہ ۱۲۶۷ ہجری یہ مسجد سرکار کی طرف سے پھر بنی ہی۔

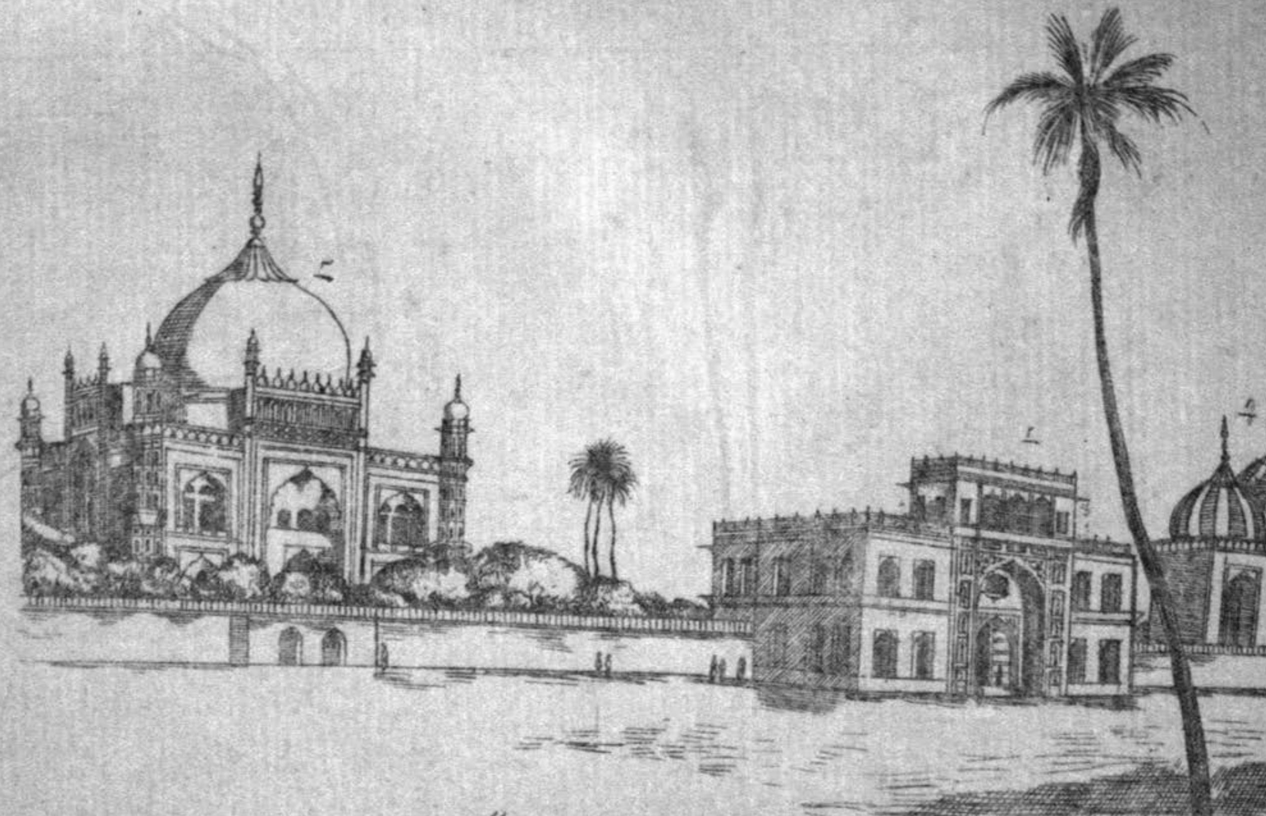
سنہری مسجد



نقشہ باغ قدسیہ



نقشۂ سنہری مسجد



نقشۂ مقبرۂ منصور عرف صفدر جنگ

۱ مسجد　۲ دروازہ　۳ مقبرہ

شہر شاہجہان آباد مین قلعہ کے نیچے یہ ایک مسجد ہی بہت خوبصورت سر سے پانؤن تک سنگ باسی کی بنی ہوئی اور دو مینار ہین اسکے وہ بھی نہایت خوبصورت ہین تمام کلسیان اسکی سُنہری ہین اور تینون برج بھی سُنہری تھے مگر وہ برج ٹوٹ گئے تھے اسواسطے سنہ ۱۲۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۲ عیسوی مین بہادر شاہ بادشاہ نے اون برجون کو اوتار کے سنگ باسی کے برج اوسکی جگہہ لگا دیے ہین اس مسجد کو سنہ ۱۱۶۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۱ عیسوی کے جاوید خان خواجہ سرا نے جو نواب قدسیہ احمد شاہ کی مان کا بہت مقرب تھا اور اسی سبب سے نواب بہادر اوسکو خطاب ملا تھا بنایا ہی اس مسجد مین ایک حوض بھی تھا مگر اب اوسمین پانی نہین آتا اس مسجد کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہی۔

مراۃ آفتاب نما

دیکھو کتبہ نمبر ۳۰

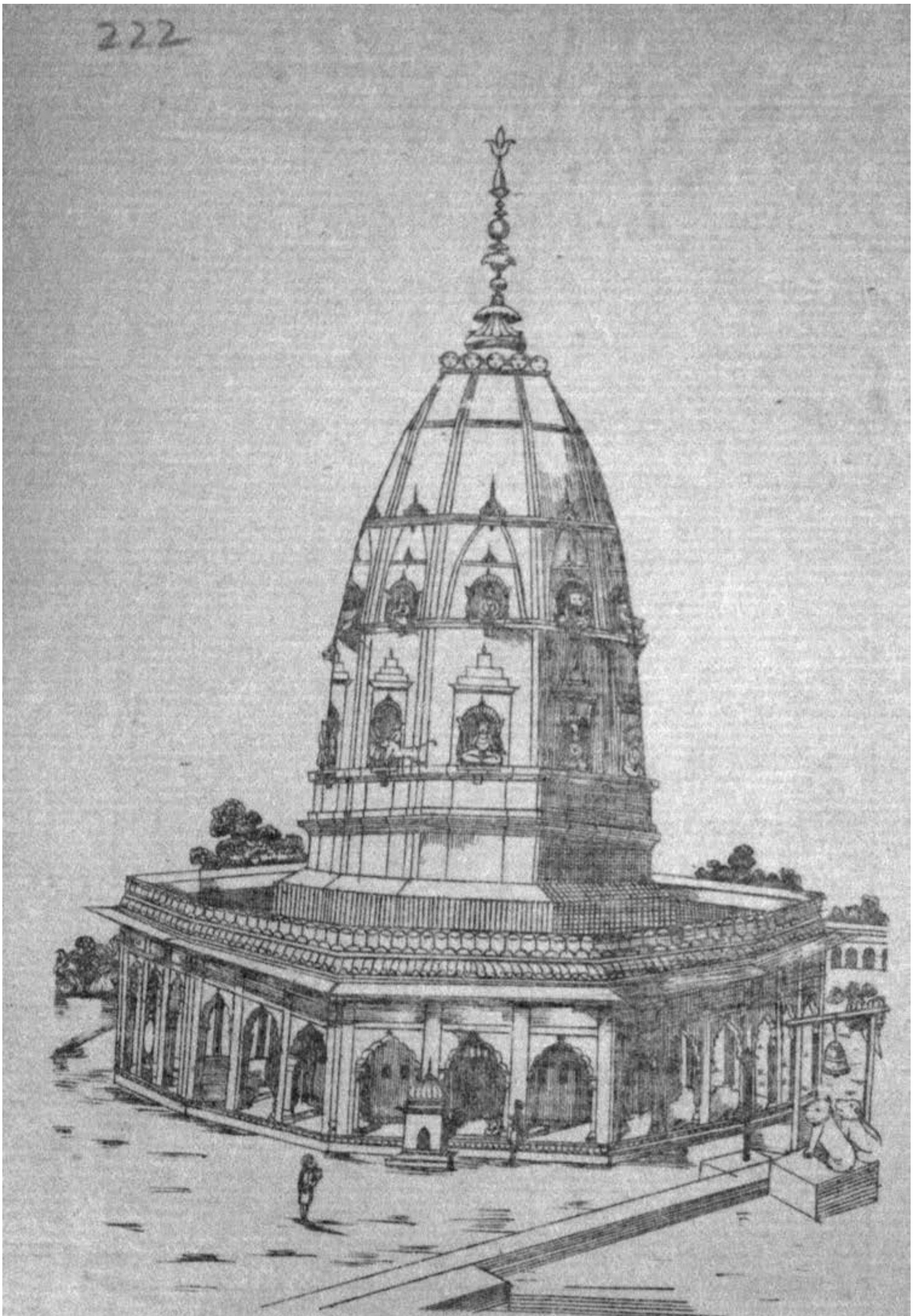
مقبرۂ منصور یا صفدر جنگ

یہ مقبرہ ہی ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کا جو احمد شاہ بادشاہ کے وزیر تھے جبکہ سترھوین ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۳ عیسوی کے انکا انتقال ہوا تو اس مقام پر اون کو دفن کیا اور نواب شجاع الدولہ اونکے بیٹے نے شیدی بلال محمد خان کے اہتمام مین تین ۳ لاکھ روپیہ خرچ کر کر یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ نہایت خوبصورت ہی سر سے پانؤن تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی اور جابجا سنگ مرمر کی دھاریان اور چوکے لگے ہوئے ہین برج اسکا تمام سنگ مرمر

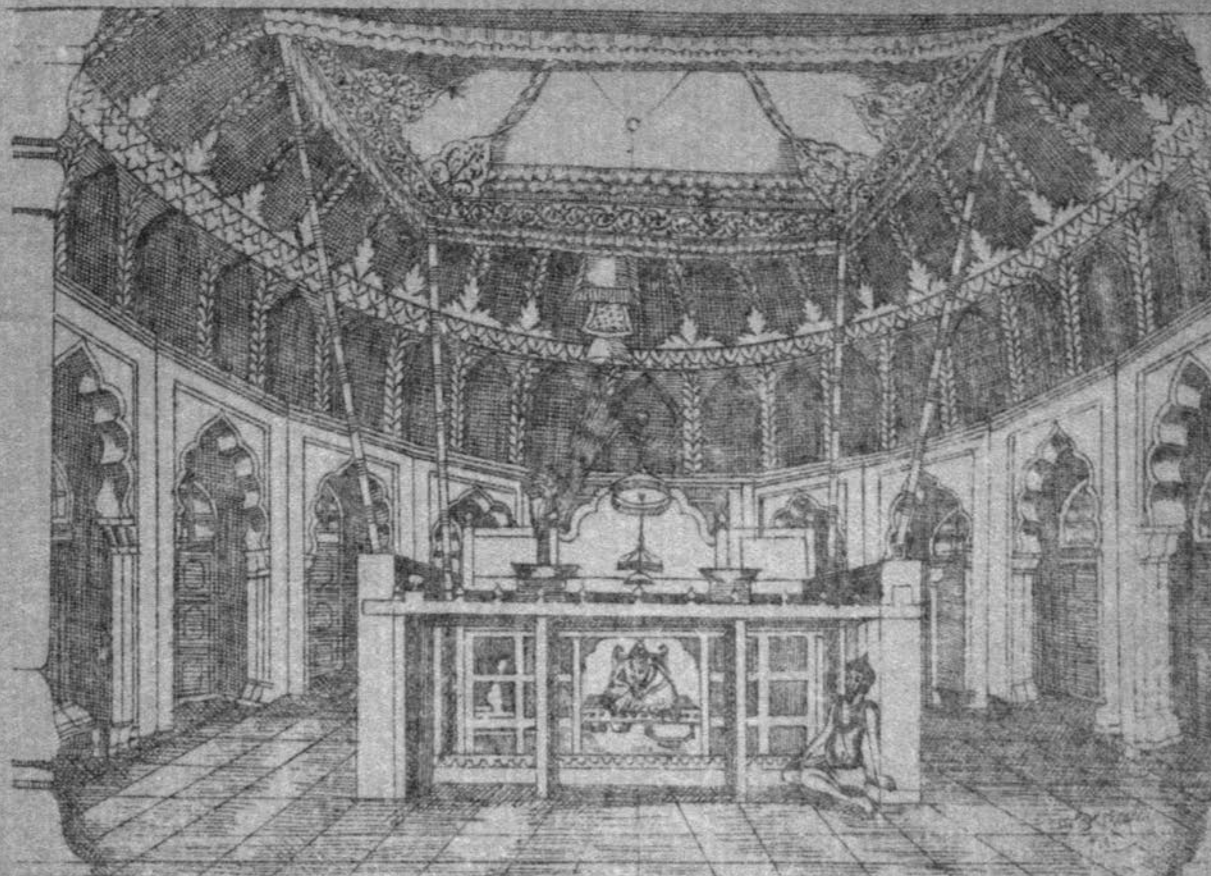
لگا ہی اور اندر بھی اجائے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہی قبر کا تعویذ بھی سنگ مرمر کا
ہی اوسکے نیچے ایک تہ خانہ ہی جسمین اصل قبر بنی ہوئی ہی عمارت اسکی ایسی
نازک اور باریک ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتی تقسیم مکانات کی بھی بہت اچھی طرح
پر کی ہی چار دیواری چونے اور پتھر سے کھینچی ہی اور اوسمین باغ آراستہ
ہی اور چارون طرف نہرین اور حوض بنے ہوئے ہین باغ کے تین طرف مکانات
دلکشا بنائے ہین جنوبی مکان موتی محل کے نام سے مشہور ہی اور غربی مکان
جنگلی محل کے نام سے اور شمالی مکان بادشاہ پسند کے نام سے ضلع شرقی
مین دروازہ ہی بہت بلند اور اوس دروازے مین طرح طرح کے مکانات اور
شہ نشینین بنی ہوئی ہین اور دروازے کے پاس ایک مسجد ہی نزی سنگ سرخ
کی چاردیواری کے چارون کونون پر چار برجیان ہین اور اونمین بہت
باریک جالی سنگ سرخ کی لگائی ہی کہ اوسکے سبب بہت بہار معلوم ہوتی ہی
مقبرے کے اندر تاریخ[1] کندہ ہی۔ — [1] دیکھو کتبہ نمبر

کالکا

موضع بہاپور کی سرحد مین شاہجہان آباد سے چھ کوس جنوب کیطرف یہ مندر
ہی ہندوؤن کے اعتقاد مین کسی فرضی زمانے[2] مین سنبھ اور نسنبھ دو راچھس — [2] مارکنڈی پران
تھے اونھون نے اوس زمانے کے دیوتاؤن کو بہت ستایا تھا جب برہما
تک فریاد کو گئے تو اوسنے کہا کہ مجھسے تو تمہاری رچھا نہین ہوتی تم مہامائی



اکاس مندر کالکا دیبی



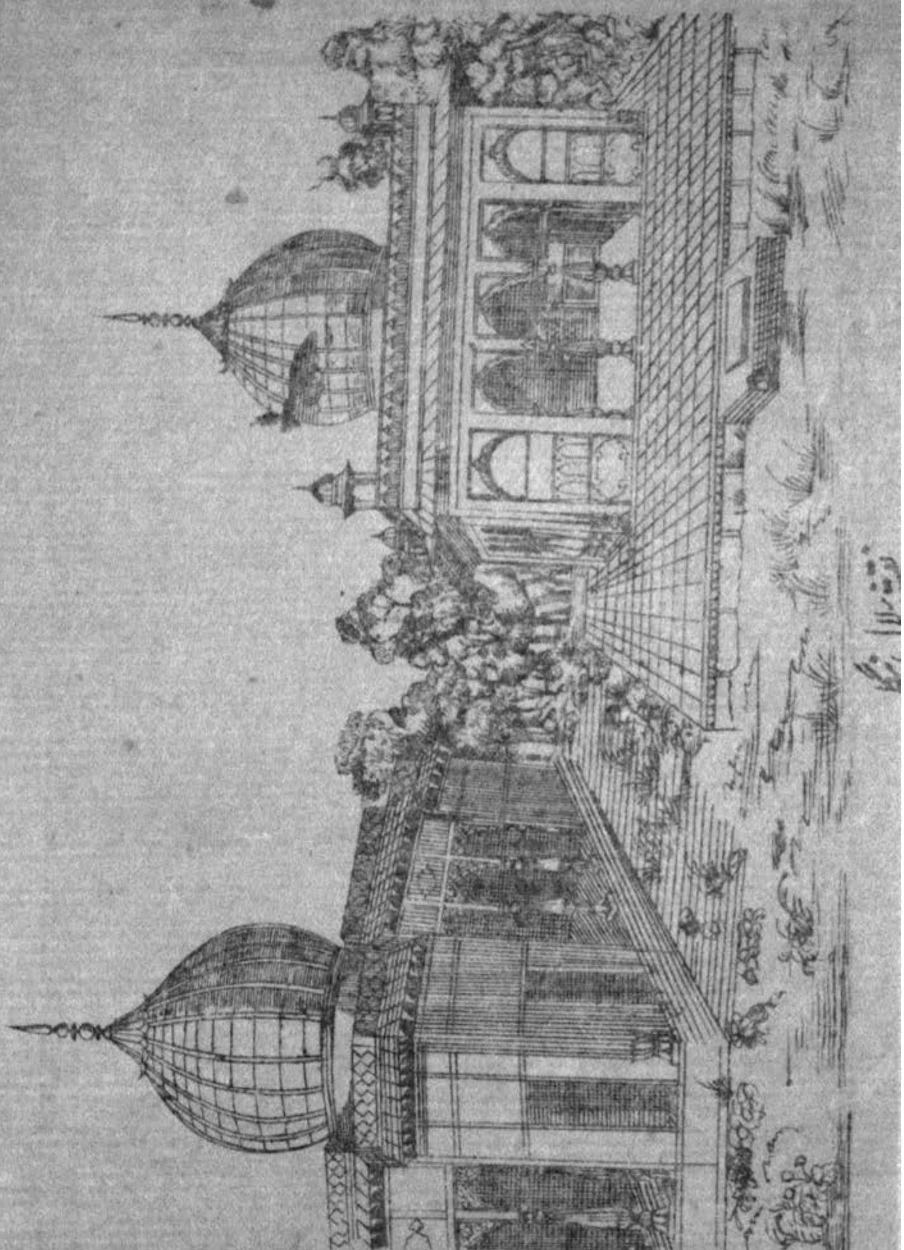
صورت مندر کا

یعنی پاربتی کا استوت کروہ تمہاری سہاتیا کریگی جب اون دیوتاؤن نے
مہامائی کا استوت کیا تو مہامائی کے مُنھ مین سے ایک دیبی پیدا ہوئی کوشکی
اوسکا نام تھا اوس دیبی نے دونون راچھسون کے ایک سردار کو جسکا
نام رکت بیج تھا مارا اوسکے لہو کی بوندون سے بے انتہا راچھس پیدا ہوگئے
تب کوشکی دیبی کی بھون مین سے کالی دیبی پیدا ہوئی اوسکا ایک ہونٹ
پربت پر تھا اور دوسرا آکاس مین جسکو کوشکی مارتی تھی کالی اوسکا لہو
زمین پر گرنے نہین دیتی تھی دواپر جگ کے اخیر مین جسکو آج تک
چار ہزار نو سو ترپن برس ہوئے کالی دیبی نے اس پہاڑ پر اپنا استھان کیا
جب سے یہان پرستش ہوتی ہے مگر یہ مندر سمت ۱۸۲۱ بکرماجیت مطابق سنہ ۱۱۷۸
ہجری موافق سنہ ۱۷۶۴ عیسوی کے بنا ہے پہلے پہل اس مقام پر لداؤ کی بارہ دری
تھی اور مورت کے گرد جو بن گڑھا پتھر ہے سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا کٹہرا
بنا اوسکے بائین طرف دیبی کا نام اور سمت کندہ ہین سنہ ۱۲۳۲ ہجری مطابق
سنہ ۱۸۱۶ عیسوی کے راجہ کدارناتھ نے جو محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے عہد
مین نظارت کے پیشکار تھے اوس لداؤ پر یہ برج لنبا بنایا اور چھتیس گز کی
غلام گردش اوسکے گرد بنوا دی اب اس مقام پر بہت مکانات مہاجنون
نے میلے مین اوترنے کے لیے بنائے ہین چیت کی اشٹمین اور اسوج کی اشٹمین
کو اس مقام پر چھائی کا بڑی دھوم سے میلہ ہوتا ہے اس مندر کے دروازے کے

آگے سنگ سرخ کے دو شیر اور ایک ترسول بنا ہوا ہی اور شیرون پر بڑا گھنٹا لٹکتا ہی جاتری اوس گھنٹے کو ہلاتے ہین اور دیبی مائی کی جَی کہکر چلاتے ہین ہندؤن کو اعتقاد ہی کہ شیرون کی رتھ پر سوار ہوکر دیبی جی یہان پدہاری ہین اس سبب سے شیرون کی مورت دروازے کے آگے بنائی ہی اس مندر کے پوجاری دونون وقت پوجا کرتے ہین اور گیارہ بجے دن کے دیبی جی کو بھوگ لگاتے ہین اس پتھر کو لال لال کپڑے گوٹہ کنارے لگے ہوئے پہنا رکھے ہین اور ایک پلنگڑی بنا رکھی ہی رات کو پلنگڑی سجا کر دیبی جی کے کٹہرے مین رکھدیتے ہین اور یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ دیبی جی رات کو اسپر سکھ فرماتی ہین کٹہرے کے اوپر دن رات بارہ مہینے گھی کا چراغ جلتا رکھتے ہین اور دیبی جی کی جوت اوسکو کہتے ہین اور چراغ کا بجھنا بہت برا جانتے ہین جاتریون کی جب مراد آتی ہی تو دیبی جی پر چھپتر اور شامیانے چڑھاتے ہین ع ہر قوم راست راہی دینی و قبلہ گاہی

لال بنگلہ

پرانے قلعہ کے قریب یہ مقبرہ ہی لال کنور شاہ عالم کی مان کا قریب ۱۱۹۳ھ ہجری مطابق ۱۷۷۹ء عیسوی کے شاہ عالم نے یہ مقبرہ بنایا چھوٹے گنبد مین تو لال کنور کی قبر ہی اور بڑے گنبد مین بیگم جان شاہ عالم کی بیٹی کی قبر ہی یہ دونون گنبد مع دالانون کے نرے سنگ سرخ کے ہین خواہ اس سبب سے اور خواہ



لال کنور کے دفن ہونے کے سبب سے لال بنگلے کے نام سے مشہور رہی اب اس نواح مین بہت سی قبرین خاندان تیموریہ ہو گئی ہین اسکے صحن مین ایک مجہر نواب فتح آبادی بیگم اور ایک مجہر میرزا ابلاقی کا حال مین بہادر شاہ بادشاہ ثانی نے بنایا ہی۔

مقبرہ نجف خان

شاہ مردان کے پاس نواب ذوالفقار الدولہ میرزا نجف خان بہادر کا مقبرہ ہی جو میرزا محسن صفدر جنگ کے بھائی کے سالے تھے جبکہ سنہ ۱۱۹۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۸۰ عیسوی مین انکا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا یہ مقبرہ کچھ نفیس نہین ہی چونے پتھر سے بنا ہوا ہی مگر اخیر زمانے کے ایک نامی سردار کی قبر ہی۔

جینیون کا بڑا مندر

شہر شاہجہان آباد مین دھرم پورے کے محلے مین لالہ ہرسکھ رائے اور لالہ موہن لعل مہاجنون نے یہ مندر بنایا ہی سمت ۱۸۵۷ بکرماجیت مطابق سنہ ۱۸۰۰ عیسوی موافق سنہ ۱۲۱۵ ہجری یہ مندر بننا شروع ہوا اور آٹھ برس کے عرصے مین بنکر تیار ہوا اور اُس مین گیون کی پہلی پوجا اس مندر مین متی بیساکھ سدی تیج سمت ۱۸۶۴ مطابق سنہ ۱۸۰۷ عیسوی کے ہوئی یہ مندر چونے اور اینٹ کا بنا ہوا ہی اور اسکے اندر اکثر سنگ مرمر لگا ہوا ہی کلس بالکل سنہری ہین پانچ لاکھ روپے اس مندر کی تیاری مین خرچ ہوئے ہین کہتے ہین کہ اس مندر مین سوا لاکھ روپے کی

تیاری کی صرف ایک بیدی ہی ہے

گرجا گھر

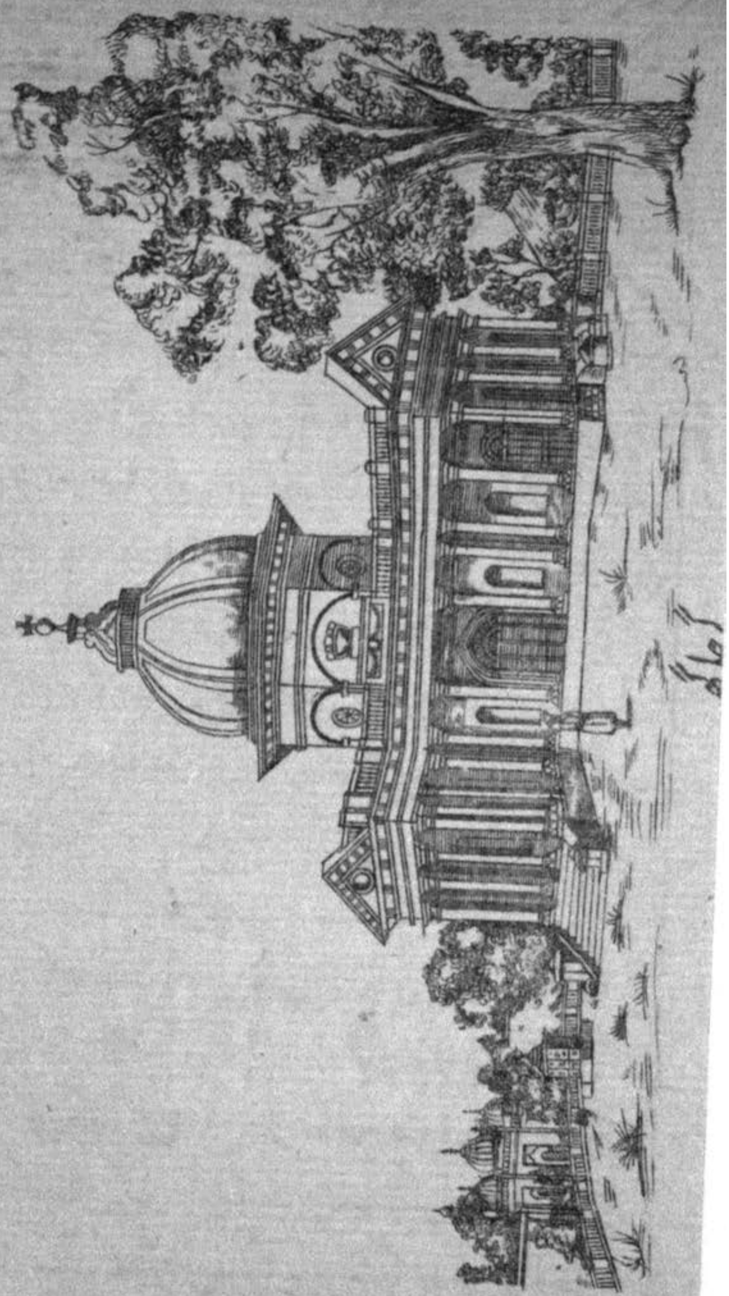
کشمیری دروازے کے پاس شہر شاہجہان کے اندر یہ گرجا گھر ہی اس مسیحی مسجد کو کرنیل جمس اسکنر صاحب بہادر نے بنایا ہی تعمیر اسکی ۱۸۲۶ سنہ عیسوی مطابق ۱۲۴۲ سنہ ہجری مین شروع ہوئی اور دس برس کے عرصے مین نوے ۹۰۰۰۰ ہزار روپیہ خرچ ہو کر تیار ہوا اور سنگ مرمر جو اسکے اندر بجاے فرش کے لگا ہوا ہی وہ اس لاگت سے علیحدہ ہی اسکی عمارت کی خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہی حقیقت مین یہ بات ہی کہ ایسا خوبصورت گرجا گھر بہت کم ہوگا اسکا کلس کہ شکل صلیب پر ہی بہت خوبصورت اور نرا سنہری ہی اور اسکا گنبد اور اندر کے کمرے بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اسی گرجا کے صحن مین ولیم فریزر صاحب کی قبر ہی اور اوسکے گرد نہایت خوبصورت آہنی کٹہرا لگا ہوا ہی۔

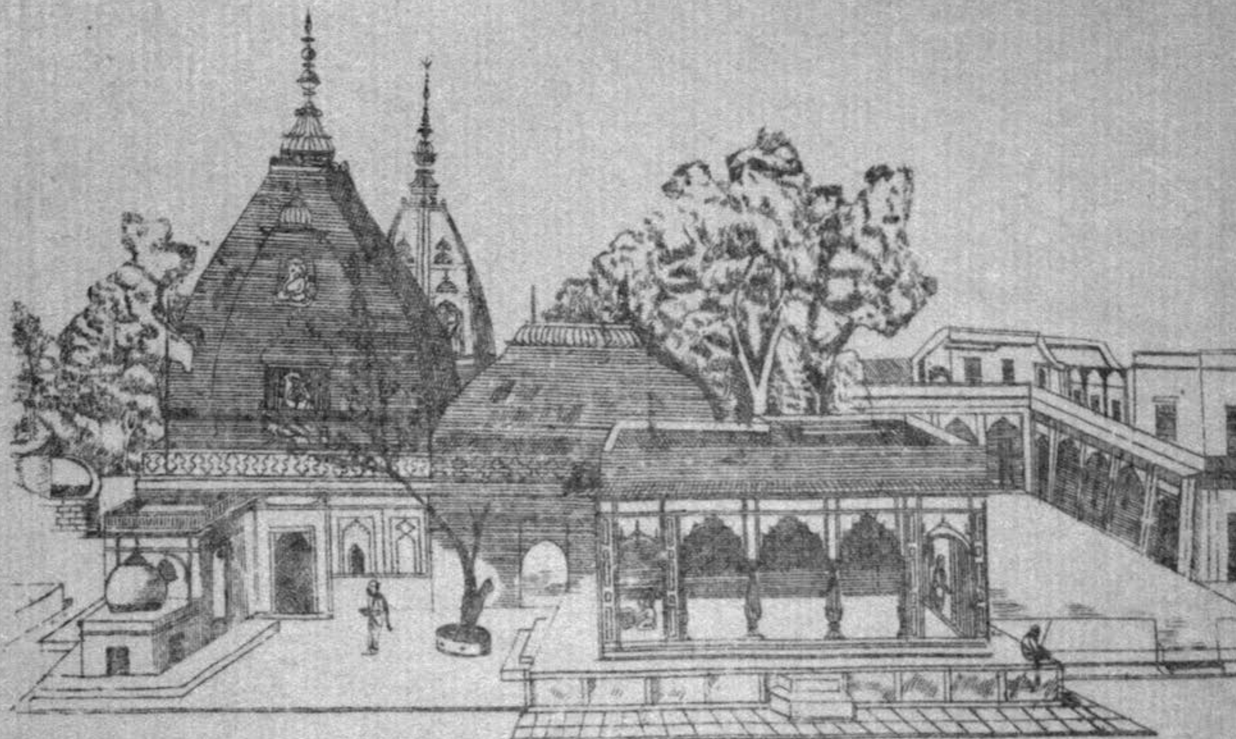
جوگ مایا

بھاگوت

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس یہ مندر ہی بہت نامی ہندؤن کے اعتقاد مین یہ بات ہی کہ جب کنس راکھس نے بہت سر اوٹھایا تو برہما نے کرشن اوتار ہونے کی خبر دی اخیر دواپر جگ مین جسکو ہندی حساب سے چار ہزار نو سو ترپن برس ہوئے بسدیو کے یہان دیوکی رانی کے پیٹ سے کرشن اوتار نے جنم لیا کنس کے ڈر کے مارے کرشن کو گوگل مین نند جا عرف جسودھا کے پاس

227





نقشہ مندر جوگ مایا

229

ڈال آئے اور جسودھا کی بیٹی کو متھرا مین اوٹھا لائے کنس نے اوس بیٹی کو
اوٹھا کر زمین پر دے مارنا چاہا کہ وہ بجلی ہو کر اوڑ گئی اور یہ اوسکا استھان ہی
مگر یہ مندر بہت قریب کا بنا ہوا ہی سنہ ۱۲۴۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۷ عیسوی مین
راجہ سیڈھمل نے جو اکبر شاہ ثانی کے نوکر تھے اس مندر کو بنایا یہ مندر
چونے اینٹ پتھر سے بنا ہوا ہی زمین سے چوٹی تک اکتالیس ۴۱ فٹ اونچا
ہی اور کلس پر آئینہ لگا یا ہی اس مندر مین کچھ مورت نہین ہی بن گڑھا پتھر
ہی اور اوسکے گرد سنگ مرمر کا تھانولہ بنا ہوا ہی اوسی پتھر کو پوجتے ہین
ہر ہفتے یہان میلہ ہوتا ہی بنیے اس مندر کو بہت مانتے ہین کیونکہ چڑھاوے
مین یہان جیو نہین چڑھتا۔

جینیون کا چھوٹا مندر

شہر شاہجہان آباد مین ستھ کی گلی مین یہ مندر ہی اس مندر کو سارے شہر
کے سراوگیون نے ملکر بنایا ہی اور پنچائتی مندر کہلاتا ہی اس مندر کی تیاری
پوہ سُدی دوج سمت ۱۸۸۵ مطابق سنہ ۱۸۲۸ عیسوی موافق سنہ ۱۲۴۴ ہجری کے
شروع ہوئی اور سات برس کے عرصے مین بن چکا متی منگسر بدی تیج ودشمی
سمت ۱۸۹۱ مطابق سنہ ۱۸۳۴ عیسوی کے سراوگیون کے مذہب کے موافق
اس مندر مین مہاراج براجوان ہوئے یہ مندر بھی چونے اینٹ کا بنا ہوا ہی
اور اندر اکثر جگہ سنگ مرمر لگا ہوا ہی اور کلس اس مندر کے بھی بالکل مجھے ھر مین

اس مندر کی تیاری مین بھی کئی لاکھ روپے خرچ ہوئے ہین۔

کوٹھی جہان نما

اس کوٹھی کو جو بیرون کشمیری دروازہ واقع ہی حاکم رئیس پرور معظم الدولہ امین الملک اختصاص یارخان فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی سرطامس سیافلس منٹکف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان دار الخلافت شاہجہان آباد نے ۱۸۲۶ عیسوی مطابق ۱۲۴۲ ہجری بنانا شروع کیا اور یہ کوٹھی نہایت خوبصورت اور خوش وضع بنی ہی اور درحقیقت اس شعر کے مصداق ہی

زہی صفای عمارت کہ در تماشایش　　بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار

مجبر میرزا جہانگیر

میرزا جہانگیر بیٹے ہین محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے جب الہ آباد مین اون کا انتقال ہوا تو لاش اونکی یہان لاکر متصل صحن درگاہ حضرت نظام الدین دفن کیا ۱۲۴۸ ہجری مطابق ۱۸۳۲ عیسوی کے نواب ممتاز محل اونکی مان نے یہ مجبر بنایا مجبر سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین بہت باریک کام کیا ہوا ہی جالیان بھی بہت خوبصورت ہین اسکے دروازے مین بھی دو پٹ ایک مٹی ال نرے سنگ مرمر کے چڑھے ہوئے ہین۔

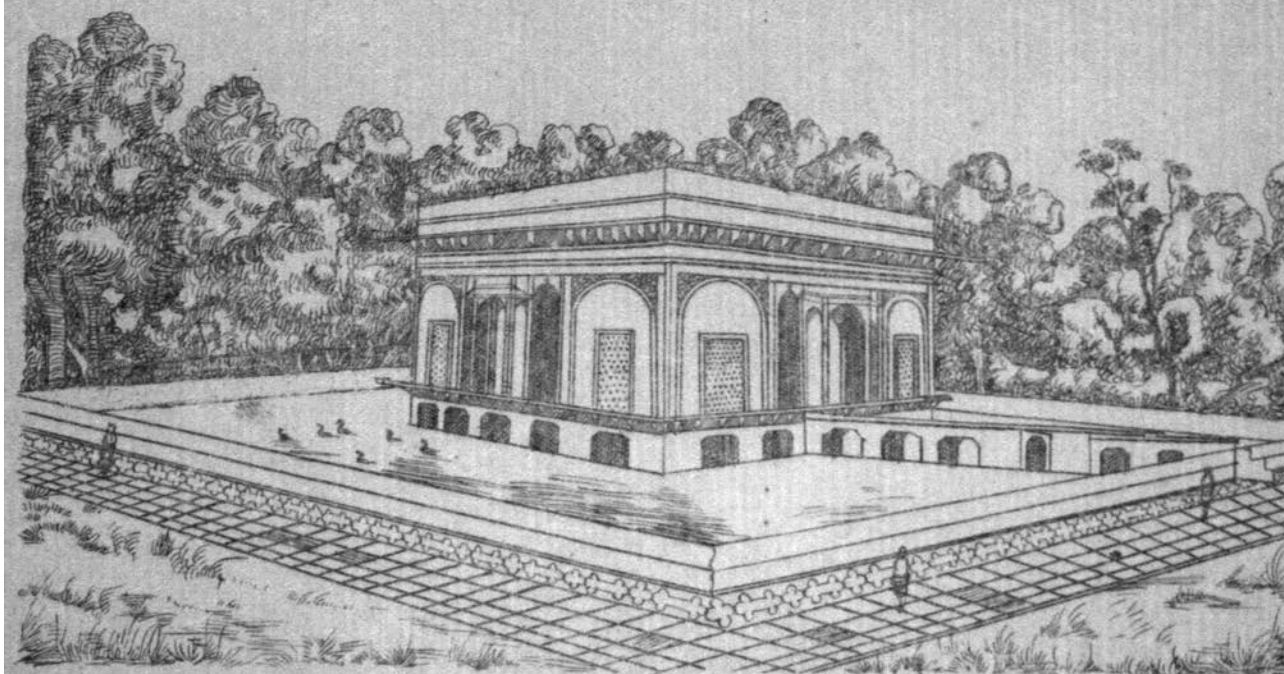
ظفر محل یا جل محل

قلعہ شاہجہان کے باغ حیات بخش مین جو حوض ہی اوسکے بیچون بیچ مین

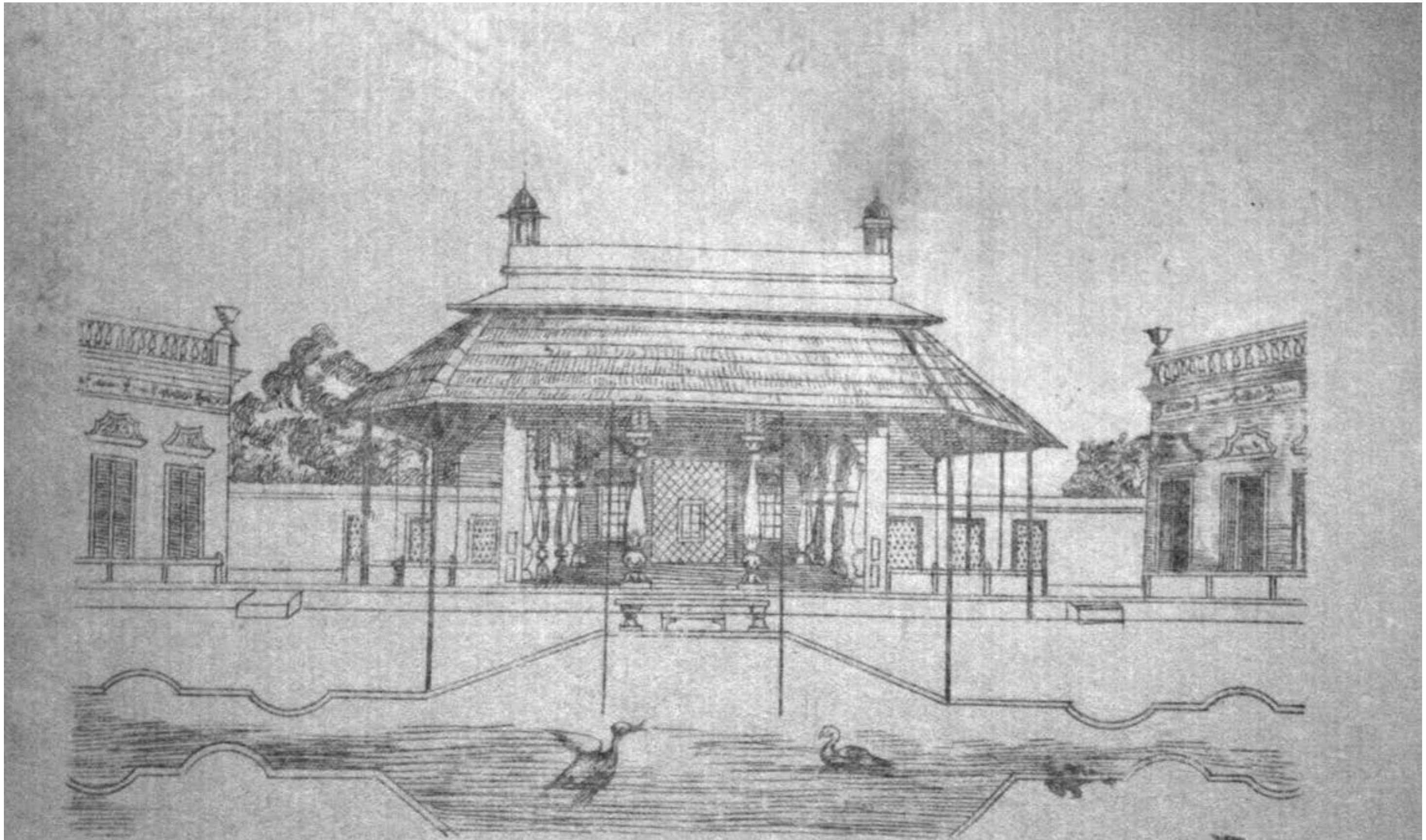
230



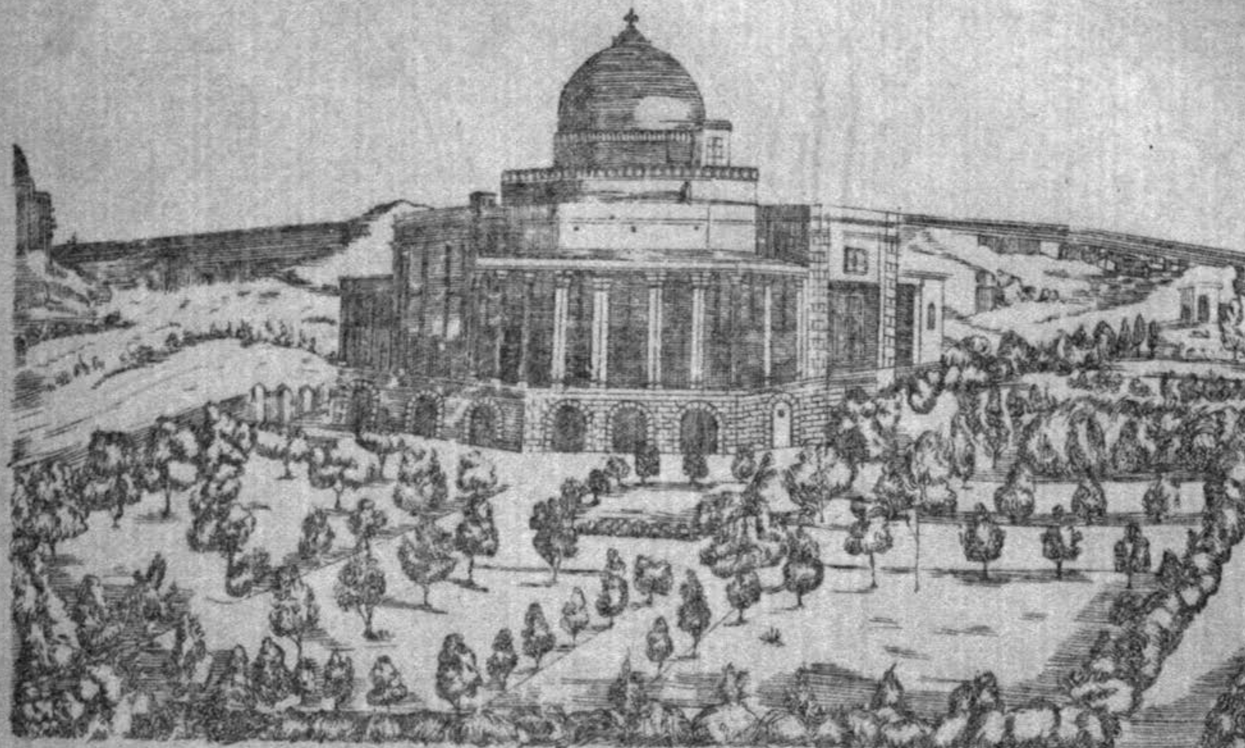
نقشۂ کوٹھی جناب صاحب کلان بہادر



نقشۂ ظفر محل مع حوضِ مہتاب باغ



نقشهٔ هیرا محل



نقشہ کوٹھی صاحب کلان بہادر

234

ابو الظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے سنہ جلوس مطابق ۱۲۵۸ھ ہجری موافق ۱۸۴۲ عیسوی ایک مکان بنایا ہی زرا سنگ سرخ کا اور ظفر محل اوسکے بننے کی تاریخ ہی اوسکے بیچ مین ایک درجہ ہی بطور کمرے کے اور چارو نطرف غلام گردش ہی اور کونون پر حجرہ اور چارون ضلعون مین شہ نشین ہین جانب شرق مکان کے ایک پل بنایا ہی اگرچہ یہ مکان بھی بہت اچھا بنایا ہی الا حوض کی وہ کیفیت نہین رہی۔

ہیرا محل

قلعہ شاہجہان مین موتی محل کے آگے نہر بہشت کے کنارے پر ۱۲۵۹ ہجری مطابق ۱۸۴۲ عیسوی کے ابو الظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے ایک بارہ دری نری سنگ مرمر کی بنائی ہی اور ہیرا محل اوسکا نام رکھا ہی اس محل کے آگے جو قدیمی نہر ماربیچ کی ہین اوسمین جو بیس فوارے چاندی کے تھے وہ تو اب نہین رہے ہے مگر نہر رہ گئی ہی یہ محل بھی اس زمانے کے لائق بہت اچھا بنا ہی۔

کوٹھی دلکشا

قطب صاحب کے نواح مین یہ ایک سیرگاہ اور مکان دلکشا ہی صاحب والامناقب عالی مناصب فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان سرطامس میا فلس متکف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان بہادر

شاہجہان آباد کا صاحب ممدوح نے اس کوٹھی کو سنہ ۱۲[illegible] ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۴ عیسوی
کے بنانا شروع کیا یہ کوٹھی نہایت نفیس و لطیف ہی اور یہ شعر اسی پر صادق آتا ہی

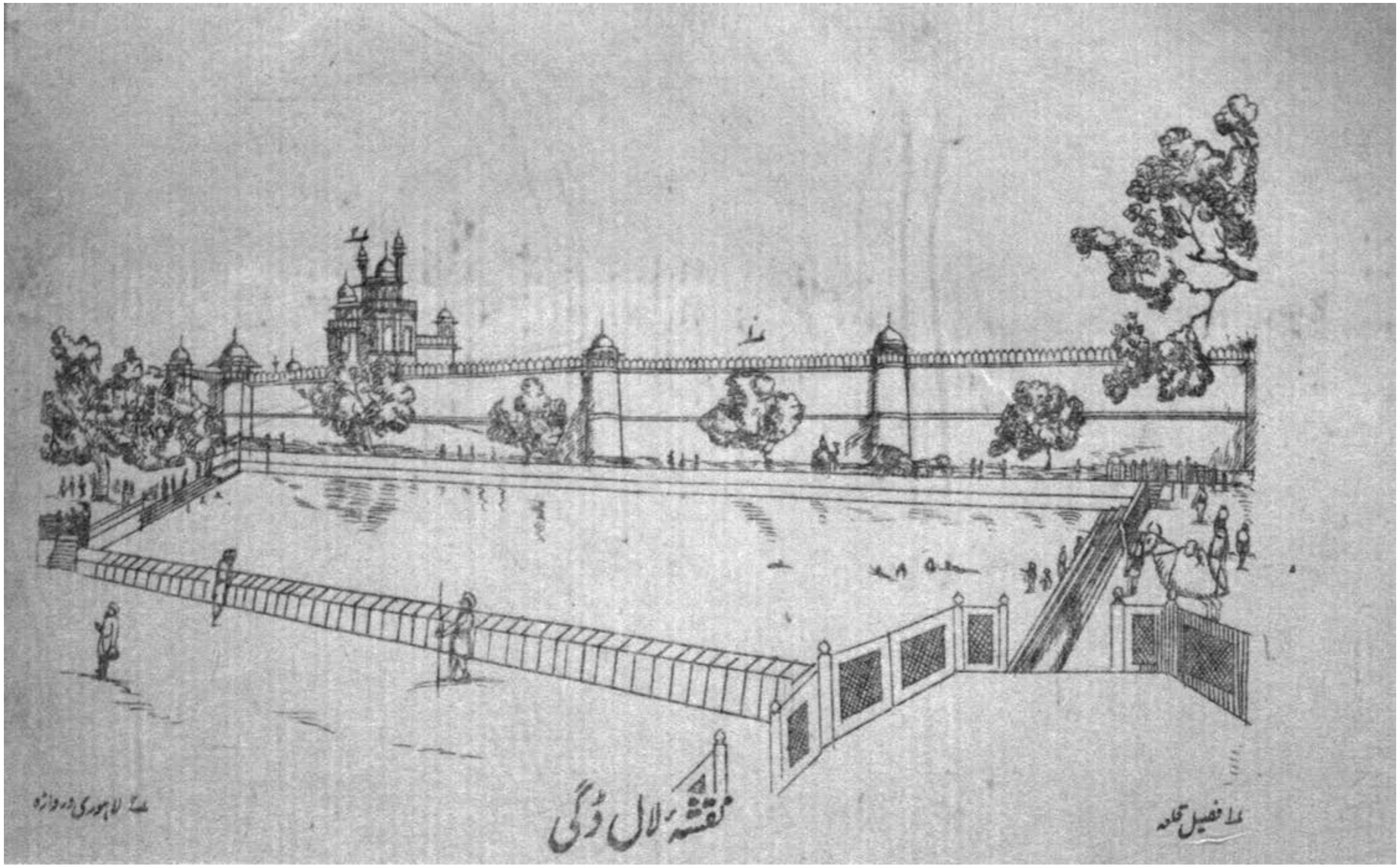
اگر فردوس بر روے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

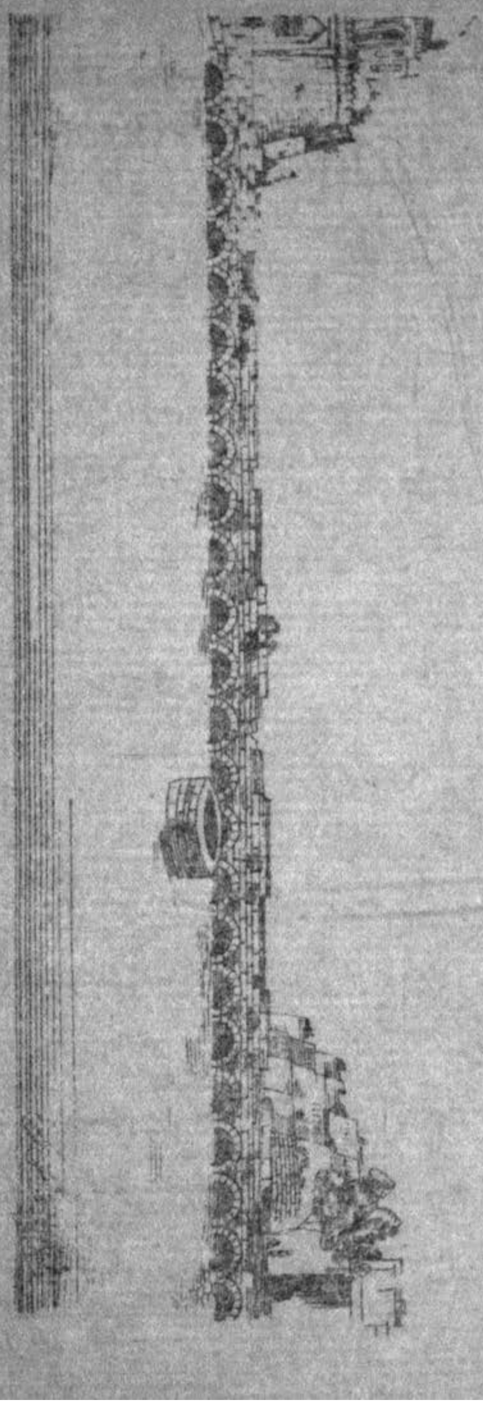
باؤلی درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس مسجد کے آگے ندیم الدولہ خلیفۃ الملک حافظ
محمد داؤد خان بہادر مستقیم جنگ نے سنہ ۱۲۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۲ عیسوی کے
یہ باؤلی بنانی شروع کی اور سنہ ۱۲۶۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۵ عیسوی کے یہ باؤلی
بن چکی باؤلی بھی بہت خوبصورت بنی ہی گچ چونے اور سنگ خارا
سے بنی ہوئی ہی قریب چودہ ہزار ۱۴۰۰۰ روپئے کے سوا ے قیمت پتھر کے
اس باؤلی کے بننے مین خرچ ہوئے ہین۔

آہنی پل ہینڈن

غازی آباد کے پاس ہینڈن ایک ندی ہی اوسپر سرکار انگریزی نے
سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے آہنی پل باندھا ہی یہ پل نہایت عجیب
ہی لوہے کی کمانیون پر عجب خوبصورتی سے لٹھے لٹکائے ہین اور اوپر
راستہ بنایا ہی ایسی ترکیب ان کمانیون کی رکھی ہی کہ جب کوئی وزنی چیز
آتی ہی تو بوجھ سہارنے کو کمانی جھک جاتی ہی ہر چیز کے چلنے سے
یہ پل لچکتا ہی اور کمانیان بوجھ بٹا لیتی ہین اس نواح مین اس قسم کا


فصیل قلعہ
نقشہ لال ڈگی
لاہوری دروازہ



237

پل عجائب روزگار سے ہی۔

لال ڈگی

شہر شاہجہان آباد مین قلعہ کے نیچے خاص بازار کے سامنے بموجب حکم لارڈ ڈالہوزی بہادر کے سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے یہ حوض تیار ہوا ہی اس حوض کو سرے پانوؤن تک سنگ سرخ کا بنایا ہی اور چارون کونون پر چار برج کٹہرے دار بہت خوشنمائی سے بنائے ہین دونون طرف عرض مین سیڑھیان بنی ہوئی ہین نہر کے پانی سے یہ حوض ہمیشہ بھرا رہتا ہی طول اسکا پانسو فٹ اور عرض ڈیڑھ سو فٹ ہی اس حوض کے بننے سے اکثر کنوئین میٹھے ہوگئے ہین اس سبب سے لوگون کو بہت آسایش ہی۔

پل جدید نگمبود

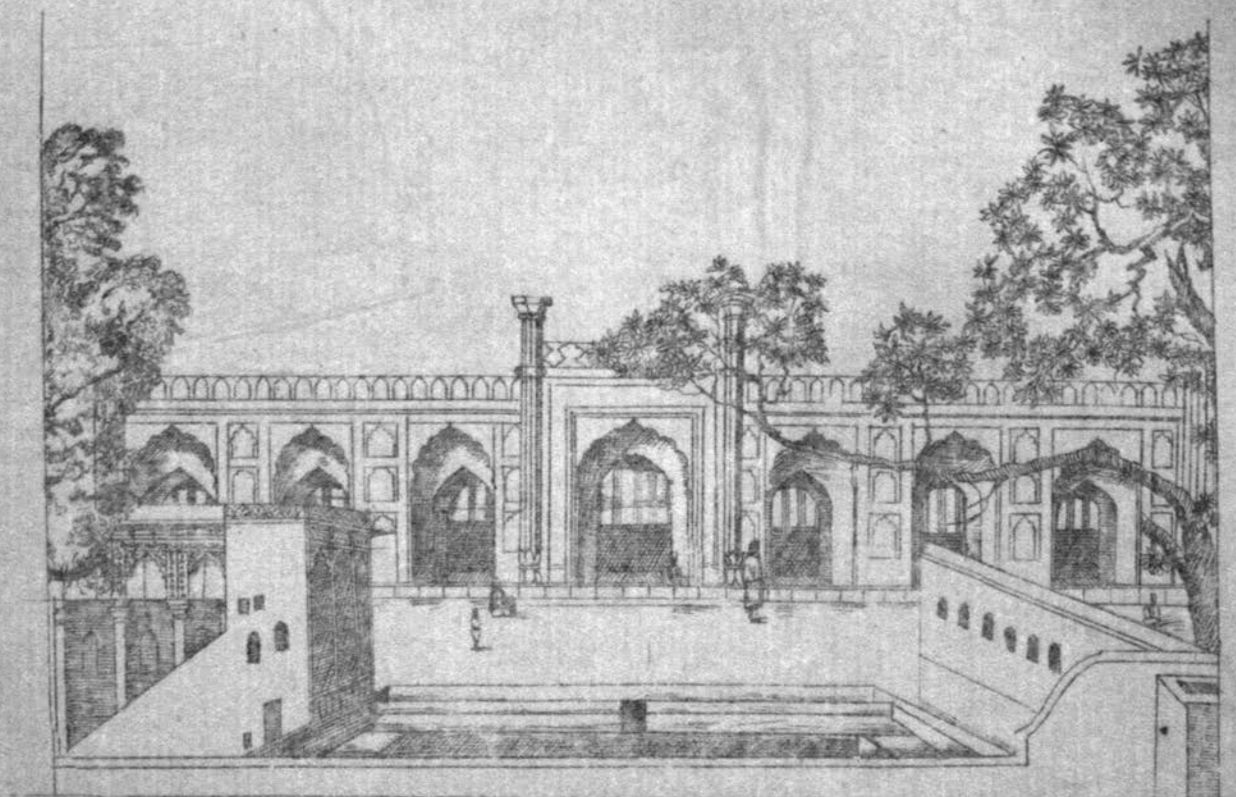
نگمبود کے گھاٹ کلکتہ دروازے کے سامنے اور سلیم گڈھ کے برابر سنہ ۱۲۶۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۲ عیسوی کے سرکار انگریزی نے دریا پر یہ پل بنایا ہی اگرچہ یہ پل چونے اور اینٹ کا ہی لیکن ایسی خوشنمائی اور مضبوطی سے بنایا ہی اور اُنیسے خوش قطع اور بڑے در لاٹے ہین کہ دیکھکر آدمی ششدر رہجاتا ہی اسکے بننے سے دریا کو اور بھی رونق ہوگئی ہی اور نگمبود کے گھاٹ اس پل سے بہت خوش معلوم ہوتے ہین برسات کے دنون مین صدہا آدمی سیر و تماشا دیکھنے کو جاتے ہین اور ہر روز میلہ رہتا ہی۔

خاتمہ

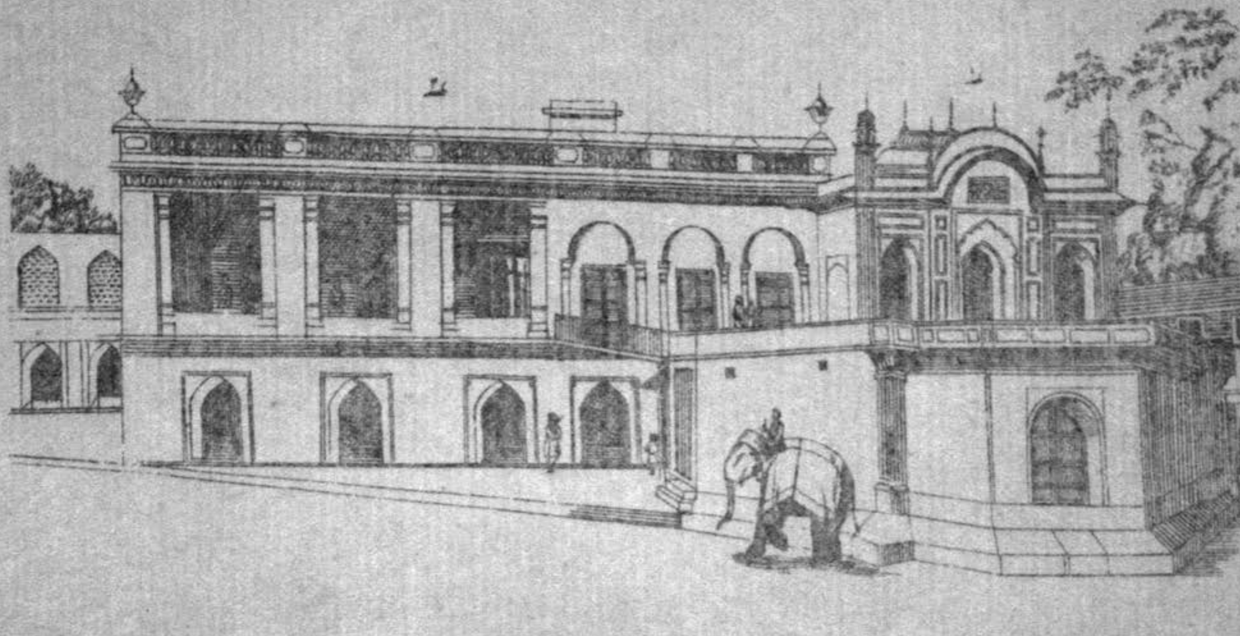
اردو زبان کے بیان مین

(۱) ہندؤن کے راج مین تو یہان ہندی بھاشا بولنے چالنے لکھنے پڑھنے
مین آتی تھی سنہ ۵۸۷ ہجری مطابق ۱۱۹۱ عیسوی موافق سمت ۱۲۴۸ بکرماجیت کے جب
مسلمانون کی سلطنت نے یہان قیام پکڑا تو بادشاہی دفتر فارسی ہو گیا مگر زبان
رعایا کی وہی بھاشا رہی سنہ ۸۹۴ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی تک بجز بادشاہی
دفتر کے رعایا مین فارسی کا رواج نہین ہوا اسکے چند روز بعد سلطان سکندر
لودھی کے عہد مین سب سے پہلے ہندؤن مین سے کائستون نے جو ہمیشہ
سے امورات ملکی اور ترتیب دفتر مین مداخلت رکھتے تھے فارسی لکھنا پڑھنا
شروع کیا پھر رفتہ رفتہ اور قومون نے بھی شروع کر لیا اور فارسی لکھنے پڑھنے
کا ہندؤن مین بھی رواج ہو گیا۔

(۲) اگرچہ بابر اور جہانگیر کے عہد تک ہندی بھاشا مین کچھ تغیر و تبدل نہین
ہوئی تھی مسلمان اپنی گفتگو فارسی زبان مین اور ہندو اپنی گفتگو بھاشا مین
کیا کرتے تھے پر جب بھی امیر خسرو نے خلجی بادشاہون ہی کے زمانے سے یعنی
حضرت مسیح سے تیرھوین صدی مین فارسی زبان مین بھاشا کے لفظ ملانے
شروع کیے تھے اور کچھ پہیلیان اور مکریان اور نسبتین ایسی زبان مین کہین
تھین جسمین اکثر الفاظ بھاشا کے تھے غالب ہے کہ رفتہ رفتہ بھاشا مین جب ہی



نقشۂ مسجد نخالی کٹرہ



۱ مسجد — نقشہ مکان و مسجد حکیم احسن اللہ خان بہادر — ۲ مکان

سے ملاپ شروع ہوا ہو مگر ایسا نتھا جسکو جدا زبان کہا جائے جبکہ شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۰۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۶۴۸ عیسوی کے شہر شاہجہان آباد آباد کیا اور ہر ملک کے لوگون کا مجمع ہوا اوس زمانے مین فارسی زبان اور ہندی بھاشا بہت مل گئی اور بعضی فارسی لفظون اور اکثر بھاشا کی لفظون مین بسبب کثرت استعمال کے تغیر و تبدیل ہوگئی غرضکہ لشکر بادشاہی اور اردو معلی مین ان دونون زبانون کی ترکیب سے نئی زبان پیدا ہوگئی اور اسی سبب سے زبان کا اردو نام ہوا پھر کثرت استعمال سے لفظ زبان کا محذوف ہوکر اس زبان کو اردو کہنے لگے رفتہ رفتہ اس زبان کی تہذیب اور آراستگی ہوتی گئی یہان تک کہ تخمیناً سنہ ۱۱۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۸۹ عیسوی کے یعنی اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین شعر کہنا شروع ہوا اگرچہ مشہور ہی کہ سب سے پہلے اس زبان مین ولی نے شعر کہا مگر خود ولی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہی کہ اوس سے پہلے بھی کسی نے اس زبان مین شعر کہا ہی کیونکہ اوسکے شعرون مین اور شاعرون کی زبان پر طنز نکلتی ہی مگر اوس زمانے کے شعر بہت پھیکے اور نہایت سست بندش کے تھے پھر دن بدن اِسکو ترقی ہوتی گئی یہان تک کہ میر اور سودا نے اوسکو کمال پر پہونچا دیا۔

(۳) میر کی زبان ایسی صاف اور شستہ ہی اور اوسکے شعرون مین ایسے اچھے محاورات بے تکلف بندھے ہین کہ آجتک سب اوسکی تعریف کرتے ہین

سوداکی زبان بھی اگرچہ بہت خوب ہی اور مضامین کی تیزی میر پر غالب ہی مگر میر کی زبان کو اوسکی زبان نہین پہونچتی۔

(۴) اردو نثر لکھنے والون مین میرامن جسنے باغ بہار لکھا سب پر فوق لے گیا حقیقت مین نظم لکھنے مین جیسا کمال میر کو ہی نثر لکھنے مین ویسا ہی کمال میرامن کو ہی۔

(۵) عربی زبان کا اردو مین ترجمہ سب سے پہلے مولوی عبدالقادر صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب نے کیا مولوی عبدالقادر صاحب کا اردو ترجمہ کلام اللہ کا اردو لغات کے لیے ایک بڑی سند ہی اور مولوی رفیع الدین صاحب کا ترجمہ تراکیب نحوی کے لیے ایک بہت عمدہ دستاویز ہی۔

(۶) اردو زبان کے شعرون کا بھی طریقہ فارسی شعرون کے قاعدے پر یون ہی آن پڑا ہی کہ گویا جوان مرد خوبصورت لڑکے کی تعریف مین شعر کہتا ہی۔

(۷) ہندی بھاشا مین دستور تھا کہ عورت کی زبان سے مرد کی نسبت شوقیہ شعر ہوتے تھے بعضی بعضی وقعہ اردو زبان مین اسیطرح پر بھی شعر کہا جاتا ہی اور اوسکو ریختی بولتے ہین غالب ہی کہ تخمیناً سنہ ۱۲۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۵ عیسوی کے انشاءاللہ خان نے اسکو رواج دیا۔

261

(۸) فارسی شعرون کی جو بحرین اور اقسام ہین وہ سب اردو شعرون مین مروج ہین الّا مُکری اور پہیلی کہتے کا وزن بھی اور ہر زبان بھی ایسی ہی جسمین اکثر بھاشا ملی ہوئی ہو۔

(۹) نسبتین جو مشہور ہین فقرے ہوتے ہین کہ اون مین دو یا تین یا زائد چیزین جسمین کچھ باعتبار ظاہر کے مناسبت نہین معلوم ہوتی ہی بیان کیجاتین ہین اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہی کہ ایسی ایک بات جامع بیان کرے جو سب مین پائی جائے۔

(۱۰) پہیلی مین کسی چیز کے اوصاف اور خصائص اور پتے بیان کیے جاتے ہین اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہی کہ وہ چیز کیا ہی بڑی خوبی پہیلی کی یہ ہی کہ اوسمین اوس چیز کا نام بھی آجائے جسکے اوصاف اور خصائص بیان کیے گئے ہین پھر اوسپر بھی مخاطب نہ سمجھے۔

(۱۱) مکری مین عورت کی زبان سے ذومعنی بات بیان کی جاتی ہی کہ جنمین ایک سے معشوق مراد ہوتا ہی اور دوسری سے اور کچھ قائل اوسکا جب چاہے معشوق کی بات سے مکر جائے۔

پہیلیان

بالا تھا تو سبکو بھایا　　　بڑا ہوا کچھ کام نہ آیا
مین نے دیا اسکا ناؤن　　　بوجھے تو بوجھ نہین چھوڑے گاؤن

دیا یعنی چراغ

فارسی بولی آئی نا ترکی بولی پائی نا
ہندی کہتے عارسی آوے منھ دیکھوں جولے بتاوے آئینہ

مکری

آپ ہلے اور موکو ہلاوے واکا ہلنا موکو بھاوے
ہل ہلا کے بھیا نکھا ای سکھی ساجن نا سکھی پنکھا پنکھا

نسبتین

گوشت کیون نہ کھایا ڈوم کیون نہ گایا گلا نہ تھا
انار کھایا کیون نہین وزیر رکھا کیون نہین دانا نہ تھا
سموسہ کیون نہ کھایا جوتہ کیون نہ پہنا تلا نہ تھا

ریختی

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم ای صنم اچھا لو مین بھی نہ بولون گی خدا کی قسم اچھا

شعر اردو

عشق کرتے ہین اوس پری رو سے میر صاحب بھی کیا دوانے ہین
میر اوس نیم باز آنکھون مین ساری مستی شراب کیسی ہی
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے اوسکی زلفون مین سب اسیر ہوئے

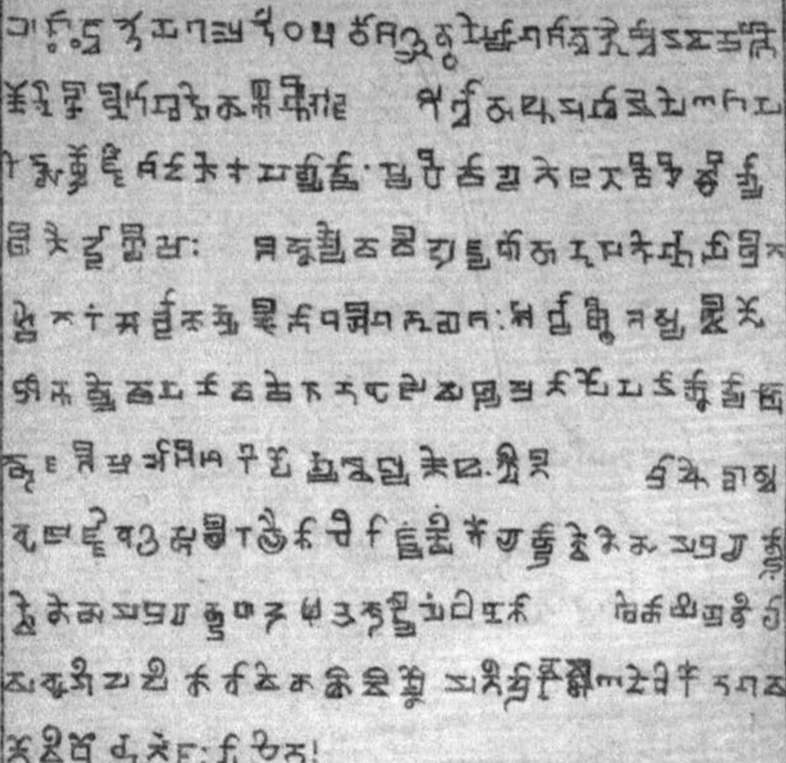
تمت بالخیر

242

کتاب

(۱) تتمہ - اصل (۱)

کتبہ لوہے کی لاٹھ کا



ترجمہ

اُس شخص نے کہ جسنے یہ خبر سنی کہ میرے دشمن اچھی سپاہ اور رفیقون کے ساتھ مجھسے لڑائی اور مورچہ بندی کی تیاری کرتے ہین ایک آلہ شہرت کا کھدوایا جسطرح کہ اُسکی تلوار کے زخم اعضاے دشمنون پر جو شخص کہ مالک سات سلطنت کا تھا اُسنے دریاے سندھ سے عبور کرکر سندھیون قوم دہلی کا زکو دبالیا اُسکی

243

باقاعدہ فوج اور اُسکی گھاتین جو بطرف جنوب اُس دریا کے تھین اس زمانے
مین بھی پاکیزگی کے ساتھ یاد ہین۔
جسطرح کہ شیر ایک شکار چھوڑ کر دوسرا شکار پکڑتا ہی اسیطرح اُسنے اس دنیا کو
چھوڑ کر اُس عالم پر قبضہ کیا یعنی مر گیا مگر اُسکی نام آوری ابتک ہی زمین پر
بسبب اُسکے پہلے کامون کی شہرت کے اگرچہ وہ اب مر گیا ہی لیکن اُسکے
ہتیار کرنے کی طاقت جو دشمنون کا تباہ کرنے والا تھا اب تک عالم مین
باقی ہی۔
اُس شخص نے کہ جس نے بوسیلہ اپنی تلوار کے مدت تک زمین کی بادشاہت
کی اور اُسنے اپنے مین سورج اور چاند کی خاصیتین اکٹھی کی تھین اور اُسکے
چہرے کی خوبصورتی مثل پورے چاند کے تھی اُسی راجہ دھاوا کا جسنے اپنا
سر جھکایا پاؤن وشنون مین اور لگایا اپنا دل اُسی وشنون پر تھا یہ اونچا
ہتیار یعنے لاٹھ وشنون کے نام پر جو قابل پرستش کے ہی بنایا ہوا دھاوا کا۔

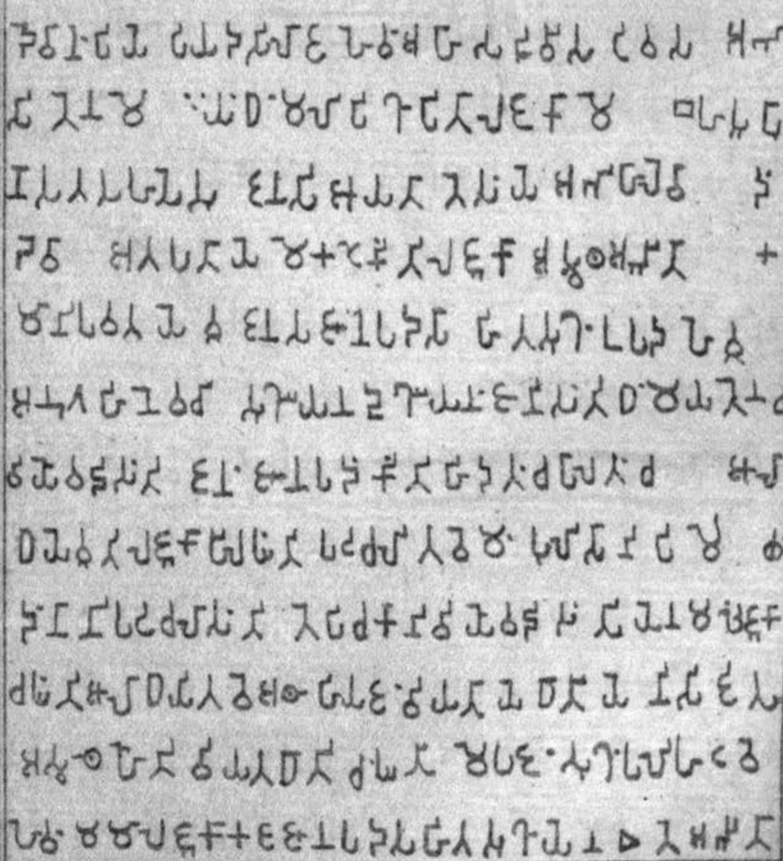
(۲) تتمہ اصل (۲)

کتبۂ لاٹھ اشوکا یا فیروز شاہ

१० संवत १२२० वैशाख सुति १५
शाकंभरीह वीह पति श्री मद्विग्रह
वासनाझ । श्री मद्वीसलदेव स्य॥

۱۰ سنت ۱۲۲۰ بیساکھ سدی پورنمی
ساکھمبری کا راجہ سری مان
یعنی ہمہ صفت موصوف انیل دیو
کا بیٹا سری مان یعنی ہمہ صفت موصوف
بیلدیو —

جانب غرب



244

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جانب جنوب

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

جانب شرق

[illegible]

[illegible]

جانب شمال

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مور

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] [redacted] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[redacted] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] [redacted] [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

جانب شرق

६॰ श्रीरल वा मनि पु प्रिया न य नघ्याः प्रयाथिं दंता न्न
पद्व य ध्वजाणि नृत्तानिवि रु वमि लक्ष्मांत्यसाज्ञां वर्क
मास्मीला क वि फ डु ▽ व किडु नः श्लथं म नौ वि द्वि षां
श्री मद्वि ग्रह्न ताड्ढ ाढ व ट व तः प्राप्त प्रयाणोत्सवे
ली लामंदिन ाणादेन्न ष्ठु स्व वज्रश्री त न्हृवा भ्रुवाथन्न
एं न्नृ न वि ष्ठु ह्न /द्दितिपरतथ्या ाण्ण श वा स स्र व ८ ।
शं का वा प्रु क ाा न्न न स्थ रु व ता ना स्रु व वालं ति वि
(न्निभि थ्या पद्ध त थ्रि यः कि ल्लु र वाल्हा ाह्न न निर्वायितः॥

جانب غرب

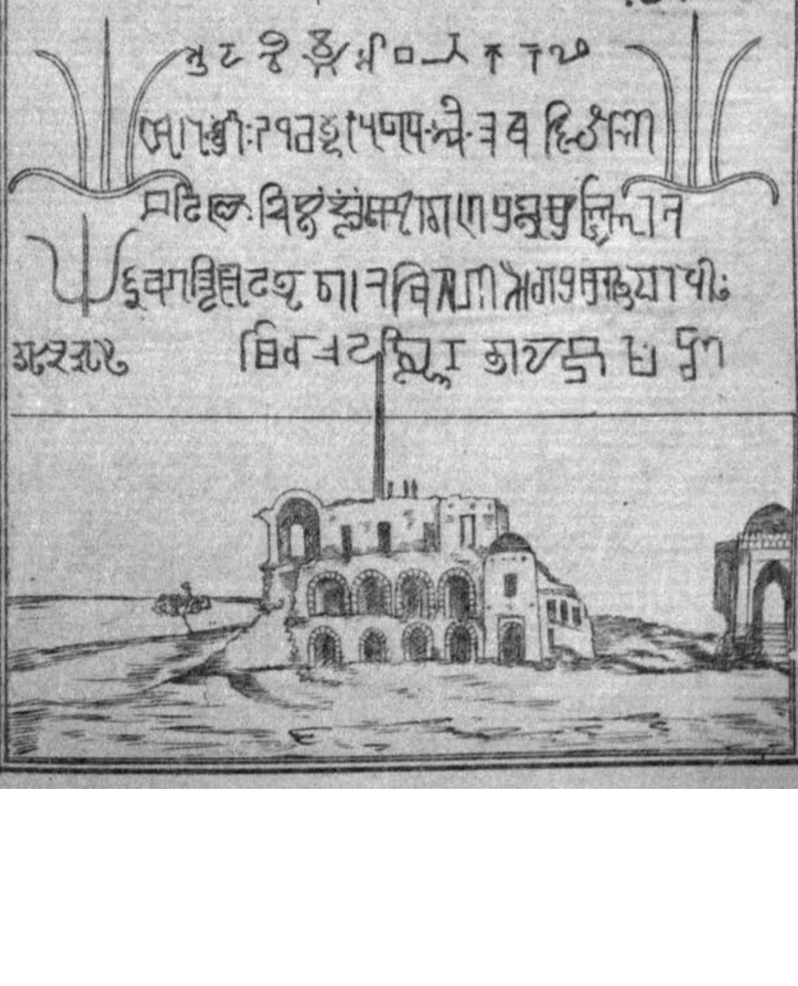
ऽ॥ ओा विंध्या दा हि माछ्र क्षिवि वि त वि द्र यत्त्री स्थिया त्रा प्र
सगा द्दु द्रीविह्न प्र हत्रां सृ पतिष्वृ वि न म क न्धे र ष्नृ प्रस न्नः
आर्यावर्त्तं य था र्थं पु न र पि कृ त वा न्म्ले च्छ वि च्छि दना
भिर्देवः शाकंभरीन्द्रो जगति विजयते वीसलः क्षोणिपालः॥

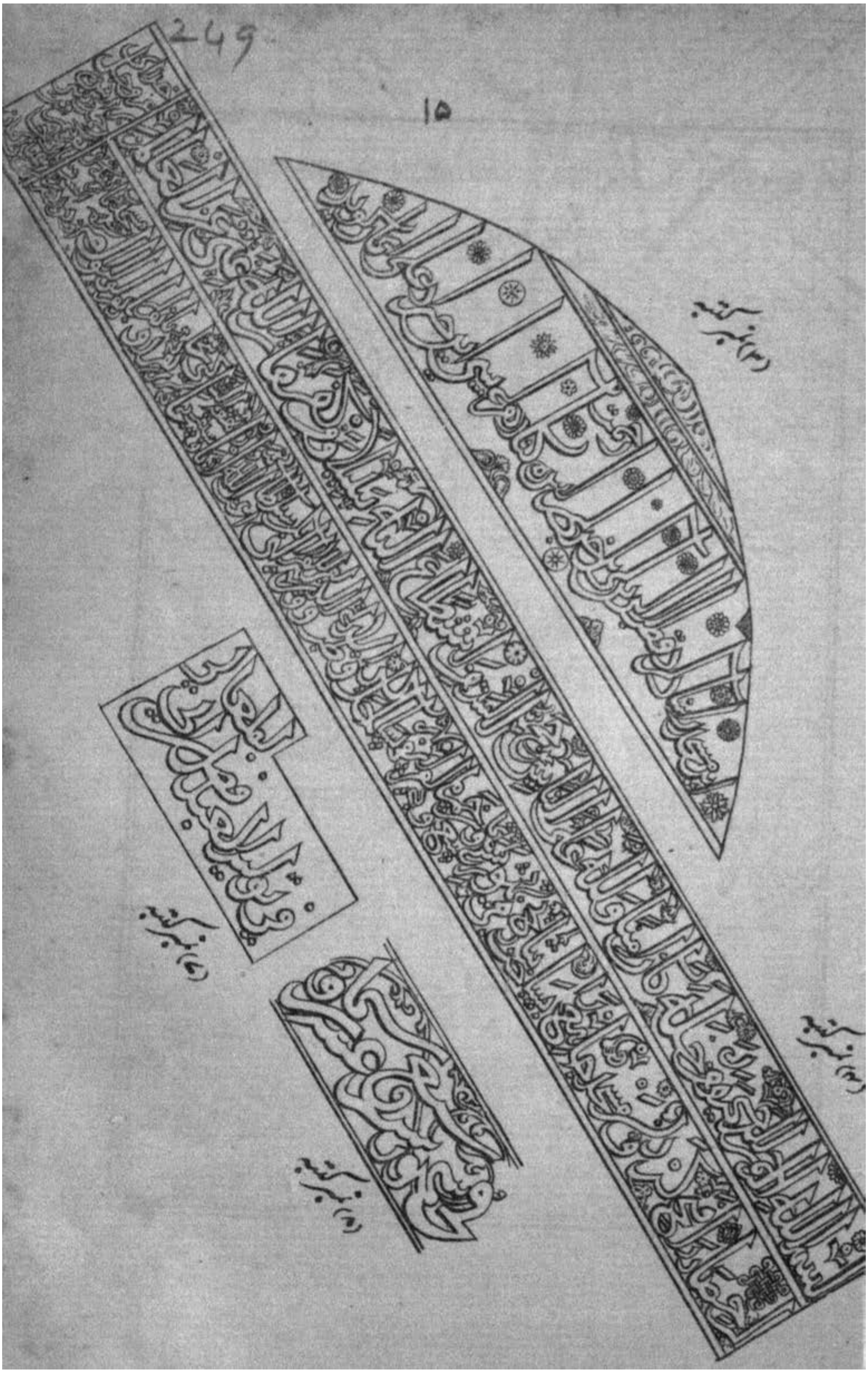
ज्ञातसप्तति चा रु मा न तिल क: शा क रू त्री रू प तिःश्री
मद्विमुद्भ्राड्र एरष विड्र यी मंतानह्राभाव:।
आह्माशि कच दृथ्य क्ष्ट्र यिद्रि म वह्वि थ्यां ततानड्व:
शिषस्वी क गणा त्व मास्तूर व ना स्तुह्मागस्त्रथं मन: ॥

اے بیسل راج دیوا یکی چلنے کے سامان مین دشمنون کی عورتون کی آنکھ مین پانی ہوتا ہی اور
دشمنونکے دانتونمین کھانس ہوتی ہی اور بڑی سی بڑی شاعری آپکی تعریف کرنیوالی ہوتی ہی اور رستہ
ایسا ہوتا ہی کہ جس سے گنہگار لوگ بھی بہشت کو چڑھ جاتے ہین اور دشمنونکے دل خالی ہوتے ہین۔
اے بلدیو دشمنونکی عورتونکے دل کہ جو کھیلنے کی جگہہ کی ماجائی ہین اُنمین آپکا رہنا ہوا اور تمھارے دلمین اُنکا
رہنا ٹھیک نہین اور دشمنونکے دلونمین تمھاری ہشت ہوا اور آپکو تو دشمنون کی دہشت ہی نہین
کسواسطے کہ پرشوتم کہ جسنے سمندر کو متھ کر لچھمین نکالی اُسکی گود مین آپ کیا نہین سوئے ہو۔
سالکھمیسر یکا راجہ دیوتا دنیا مین سب سے اونچا ہی کیسا کہ جسنے بندھیاچل سے ہمادری تلک تیرتھ جاترا
کرنے مین فتح کیا پھر کیسا کہ اونچی گردن کرنیوالون کو مارنے والا اور نیچی گردن والون سے خوشی
اور جسنے بے دھرمون کو مار کر آریاورت کو بامعنی کر دیا۔
یہ سالکھمیسر ی راجہ سریمان بلدیوا پنی اولاد سے کہتا ہی کہ اب ہمنے ہماچل اور بندھ کے بیچ
کی زمین خراج دینے والی کر لی اور باقی کی اپنا کرنے مین تمھارا دل ارادے سے مت ہو
کیسا ہی وہ راجہ کہ جو اچھے اخلاق والے ہین اُنکا سردار ہی۔

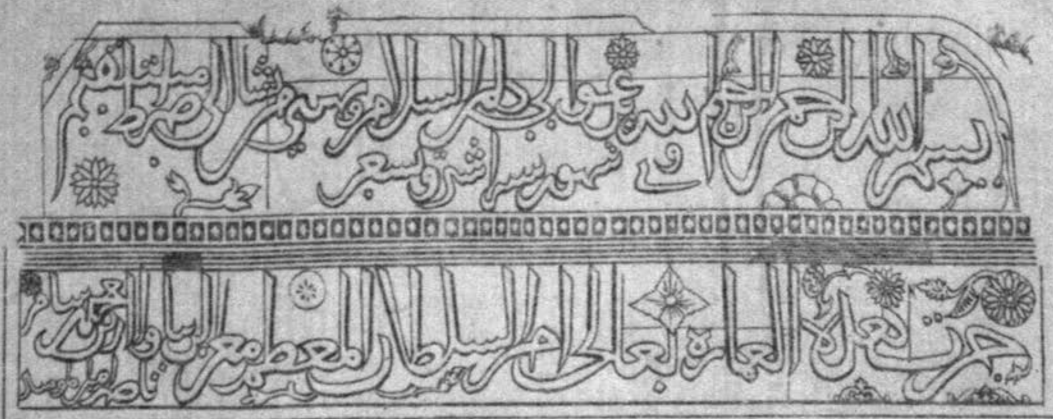
संवत् श्री विक्रमादित्य २३१० विशाख शुदि १५ सोमे लिखि
नमिदं सूत्रधार सरव शास्त्रोतिदिक श्री तिलक बाडु पत्य दे
गोराक्षय कायस्थ मारु व. पुत्र श्री पतिना॥ अत्र समये महा
मंत्री बाडु पुत्र श्री सल्लक्षणपालः॥

یہ لکھا کھودا راجہ کی مہربانی سے سری تلک راج کے حضور مین سری پت
بیٹی مہاپت کور بنس کایت سے اُسوقت مین کہ مہا سنتری یعنی وزیر راجپوت
سری سل کھمن پال ہی۔ ترجمہ ہوا باعانت مصر رام سرن پنڈت ساکن رہتک۔





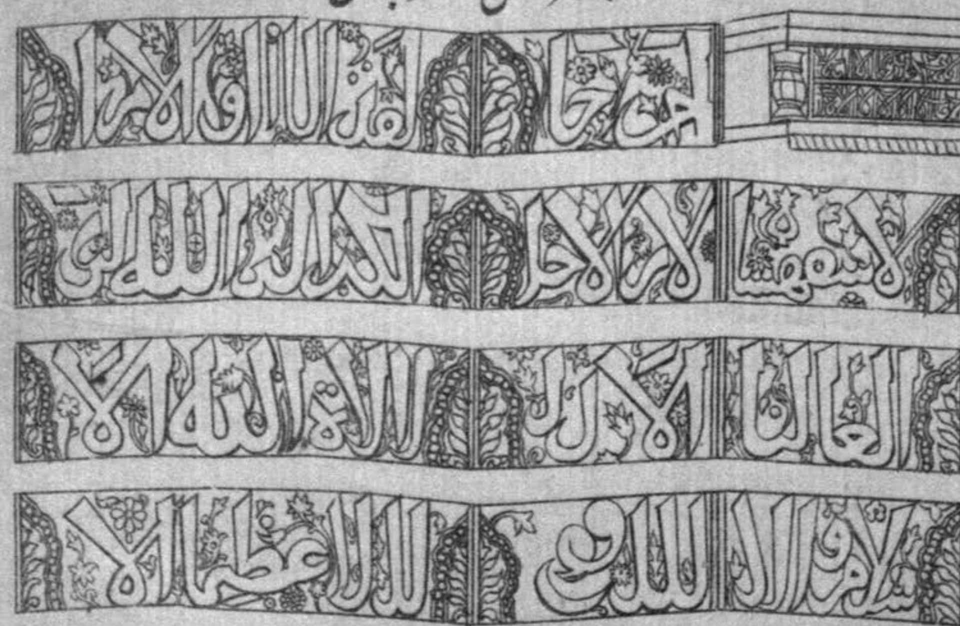
کتبہ نمبر (۵)



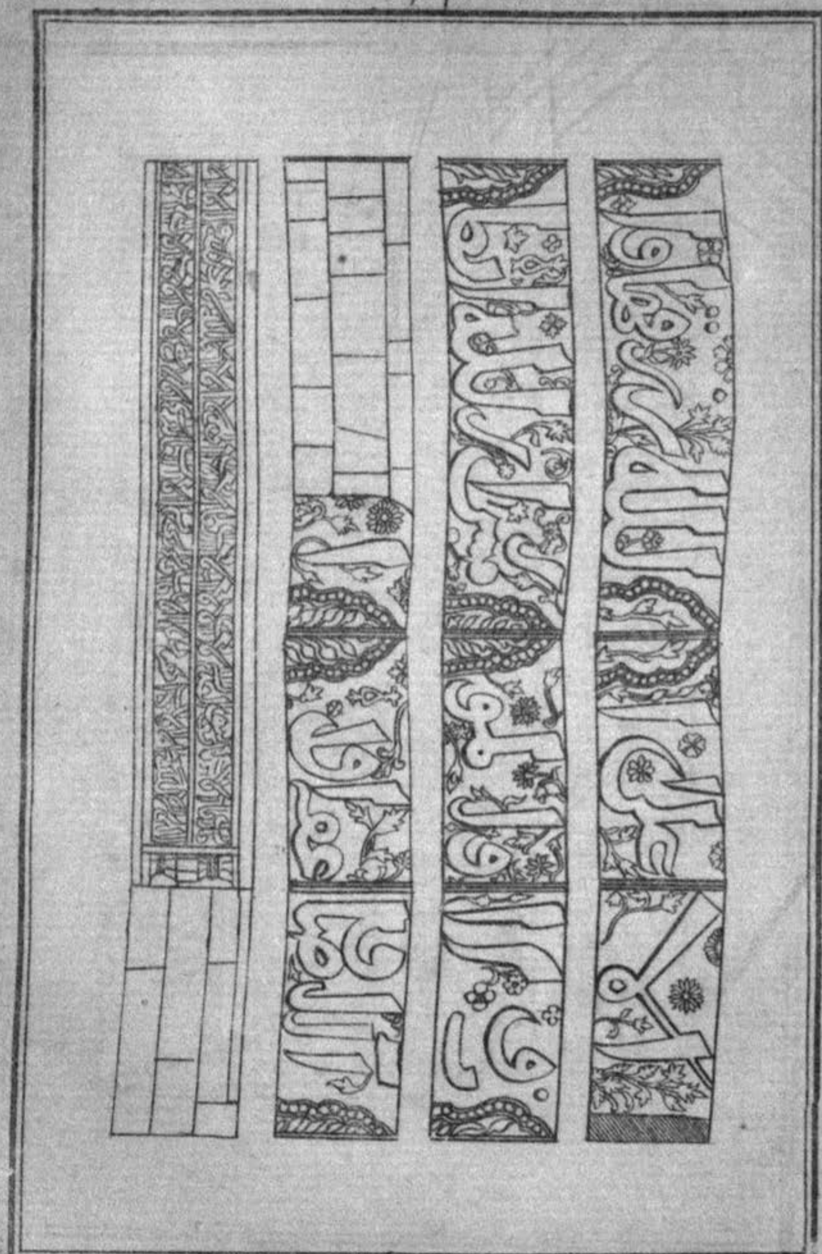
کتبہ نمبر (۶)



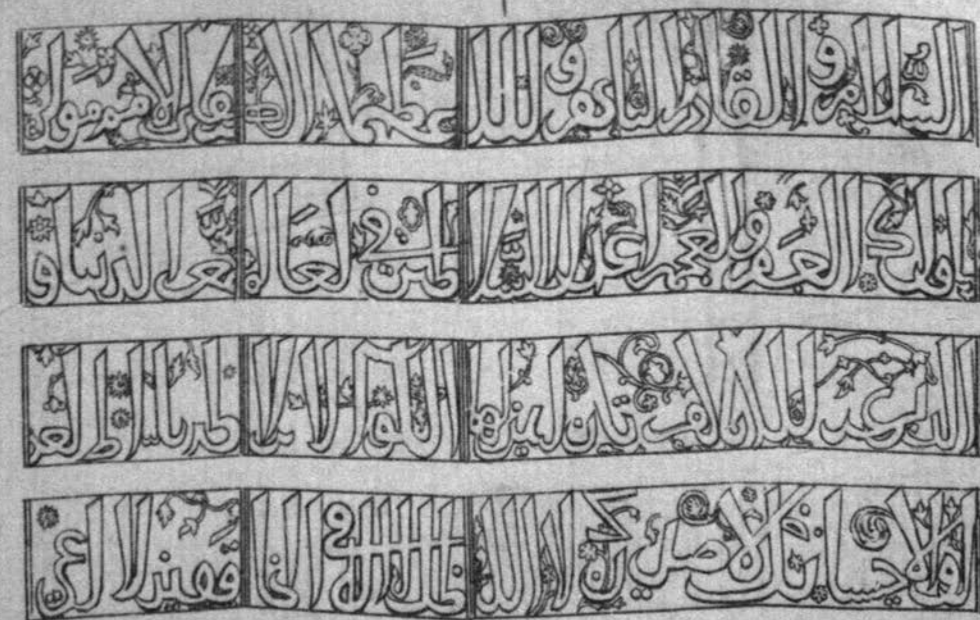
کتبہ نمبر ۹ یعنی لاٹھ درجہ اول



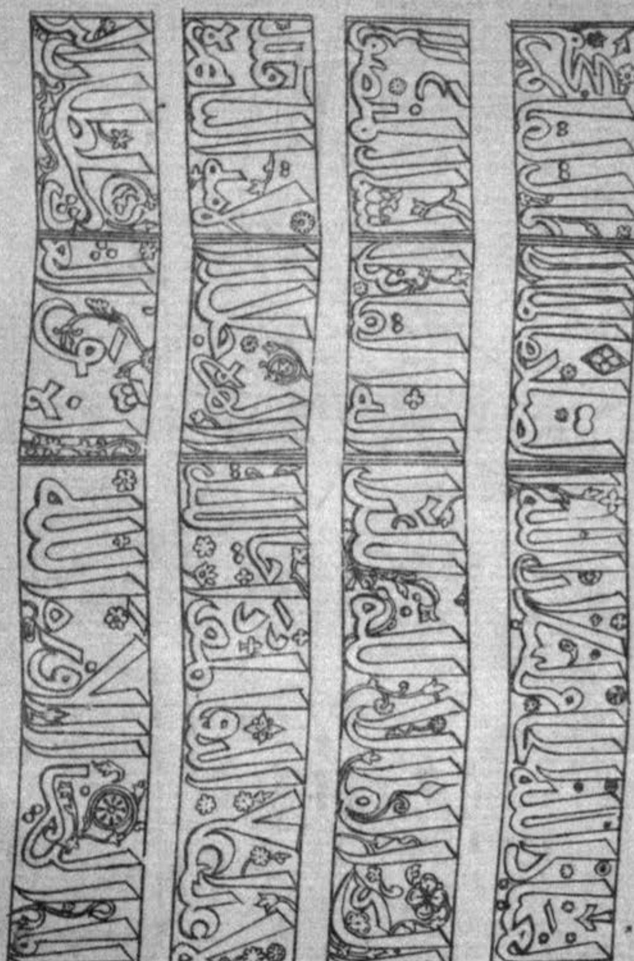


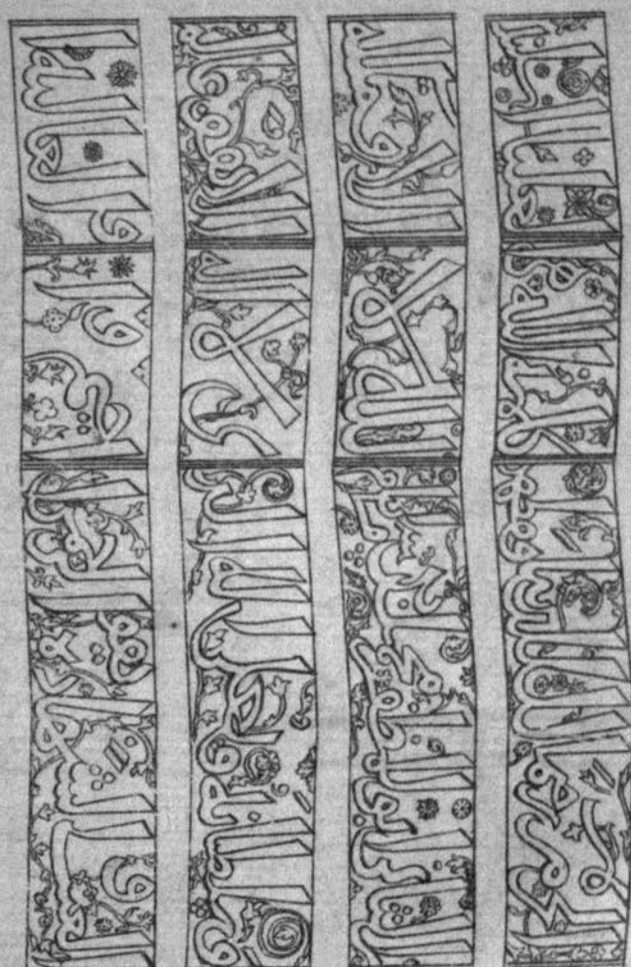


سطر دوم درجه اول

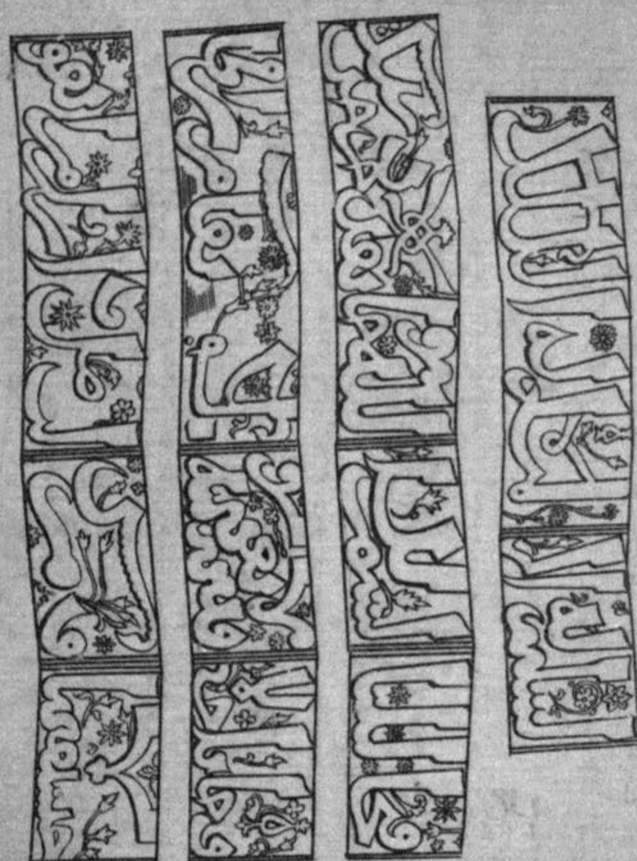


252

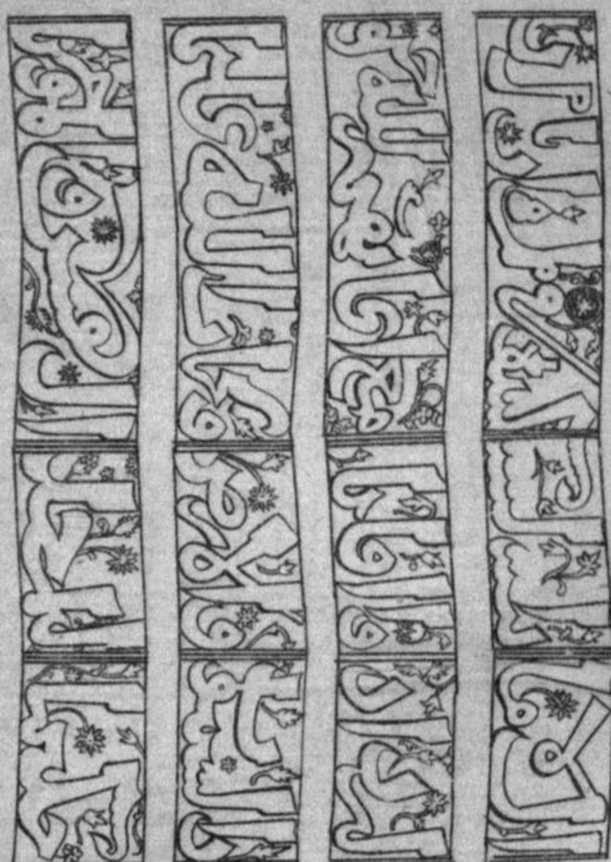


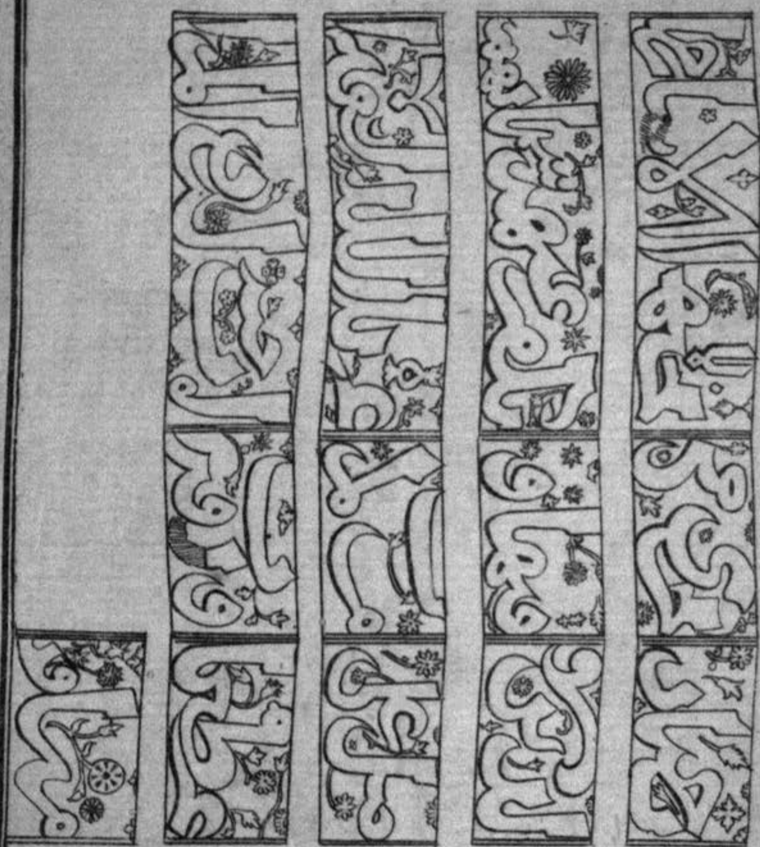


253

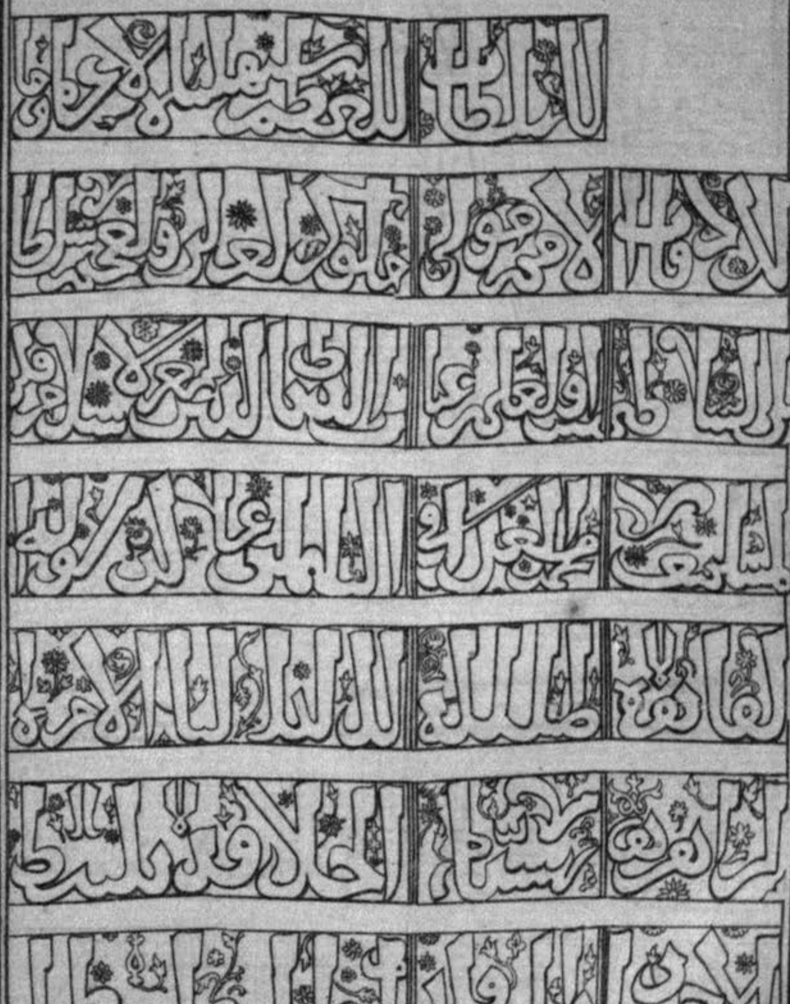


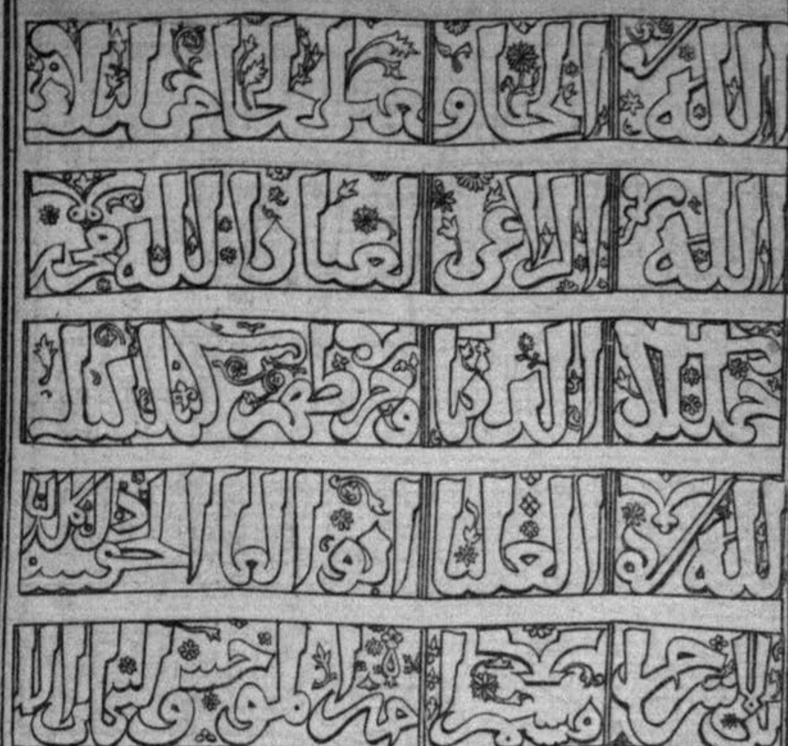
طرح در ایوان





سطر چهارم درجه اول

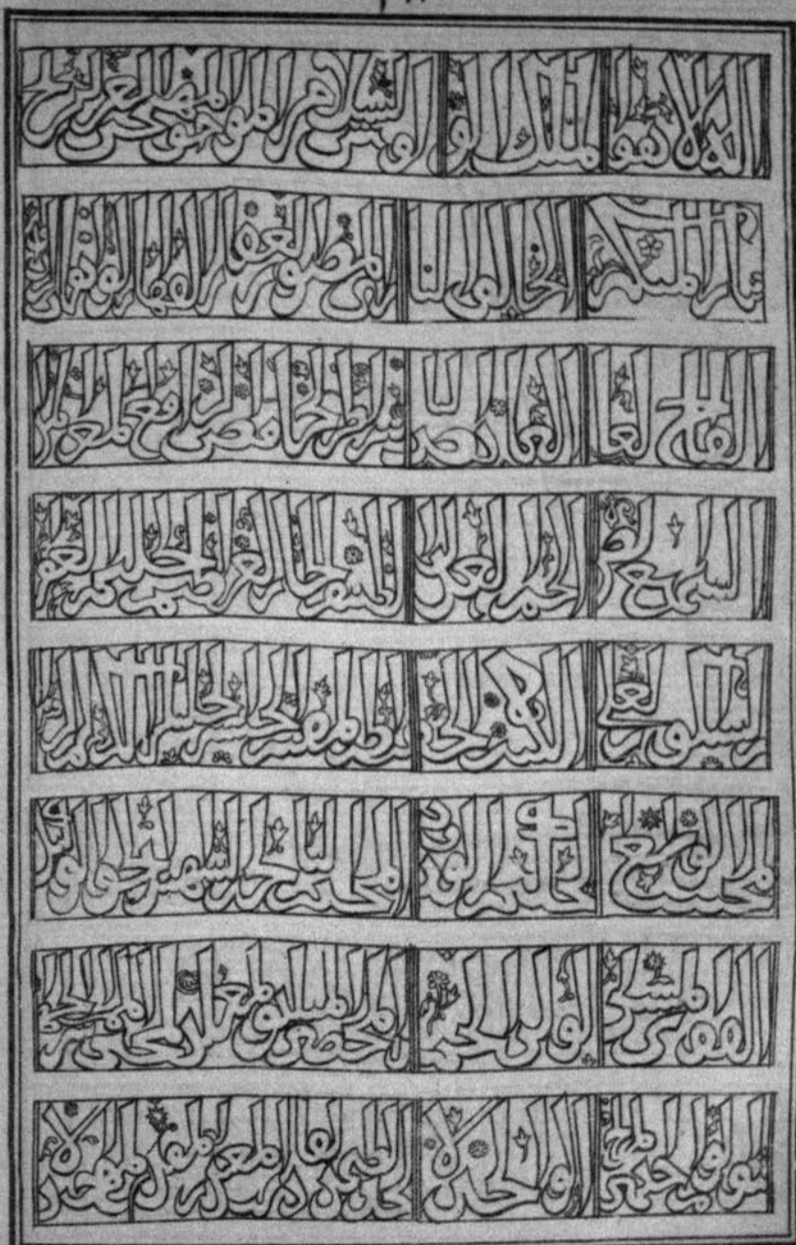


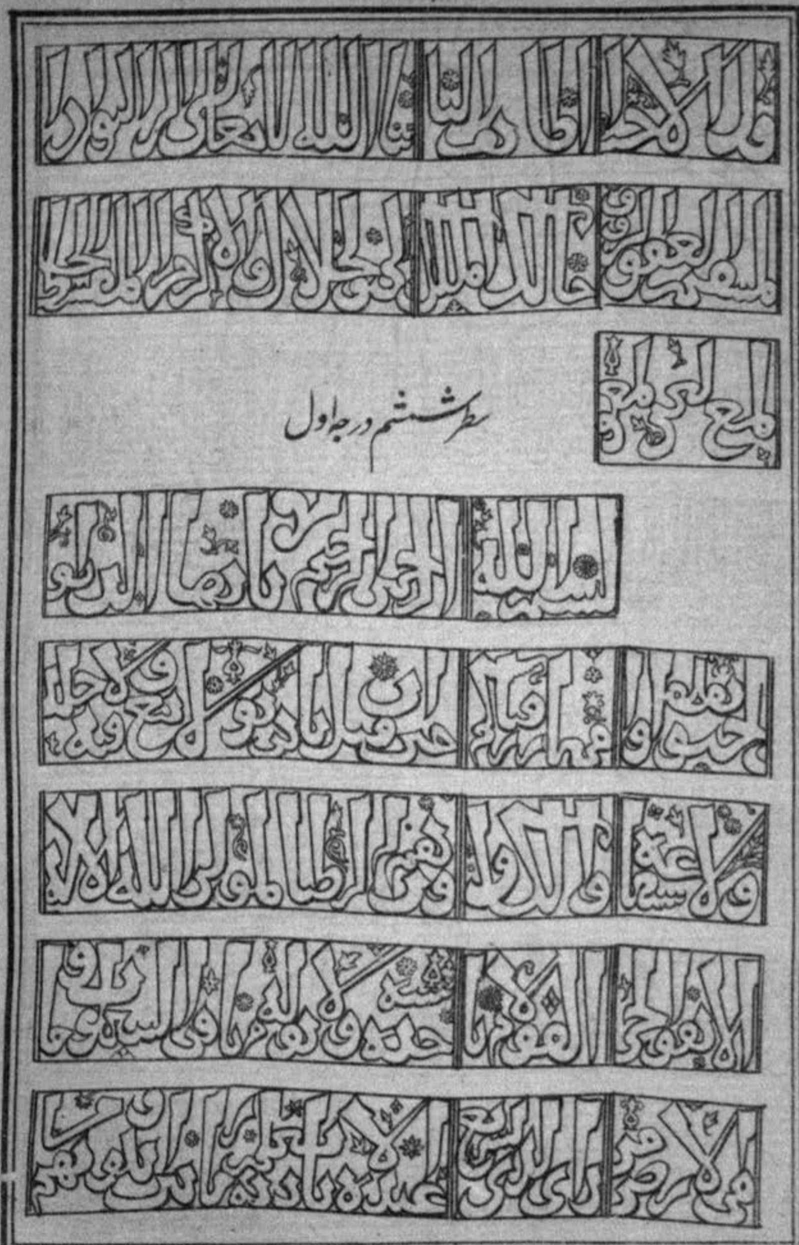




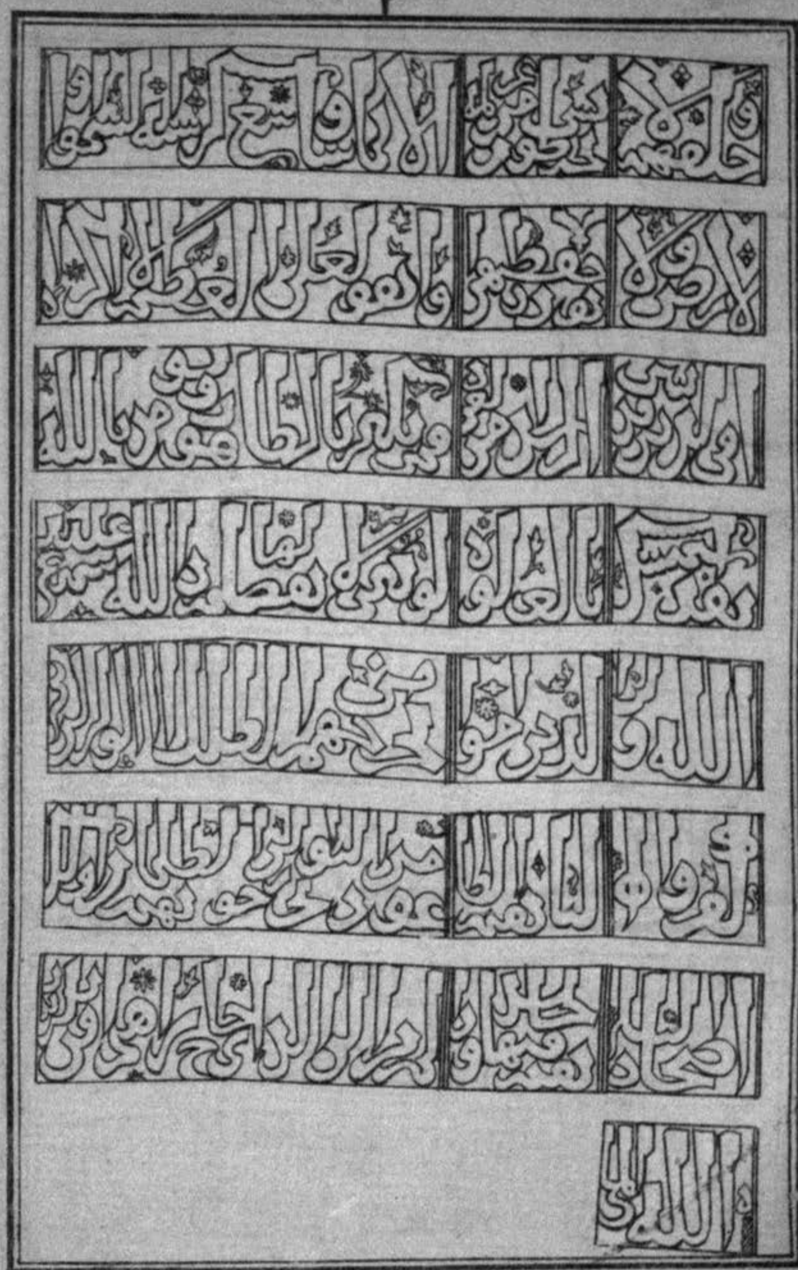
سطر پنجم درجه اول



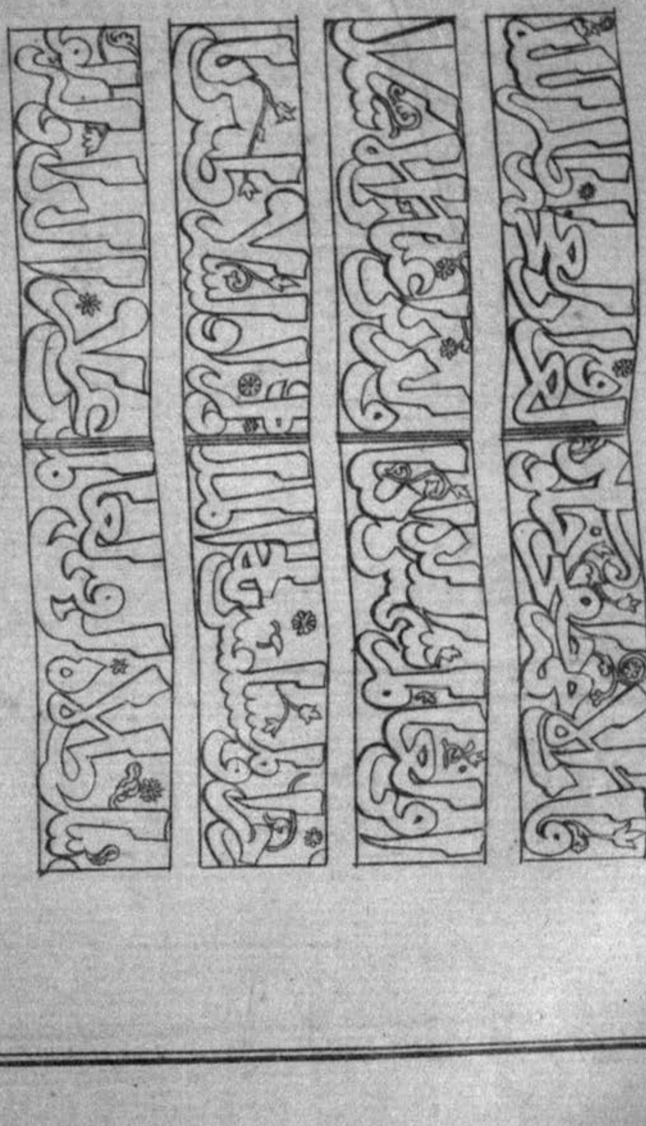


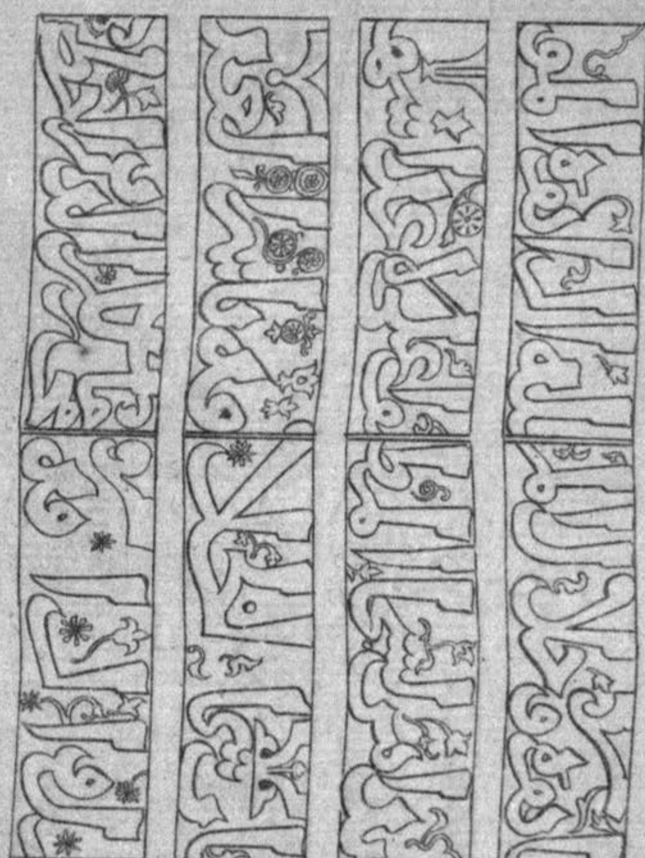


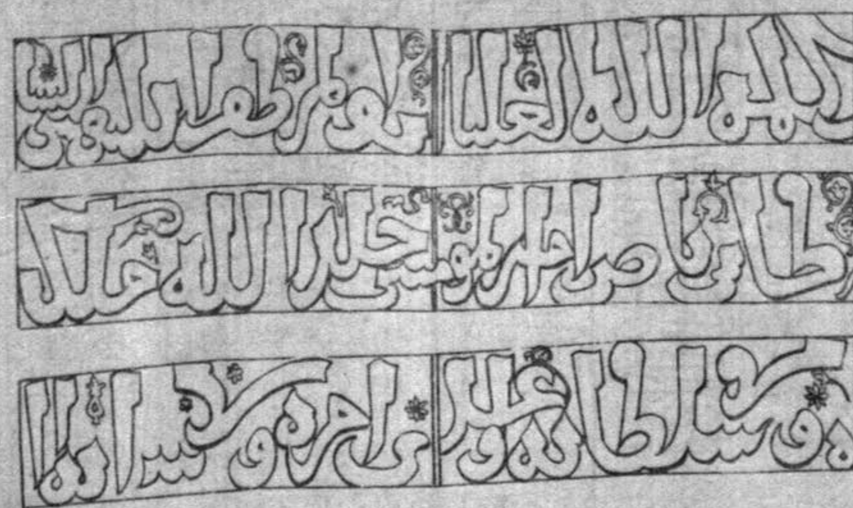
سطر ششم درجه اول



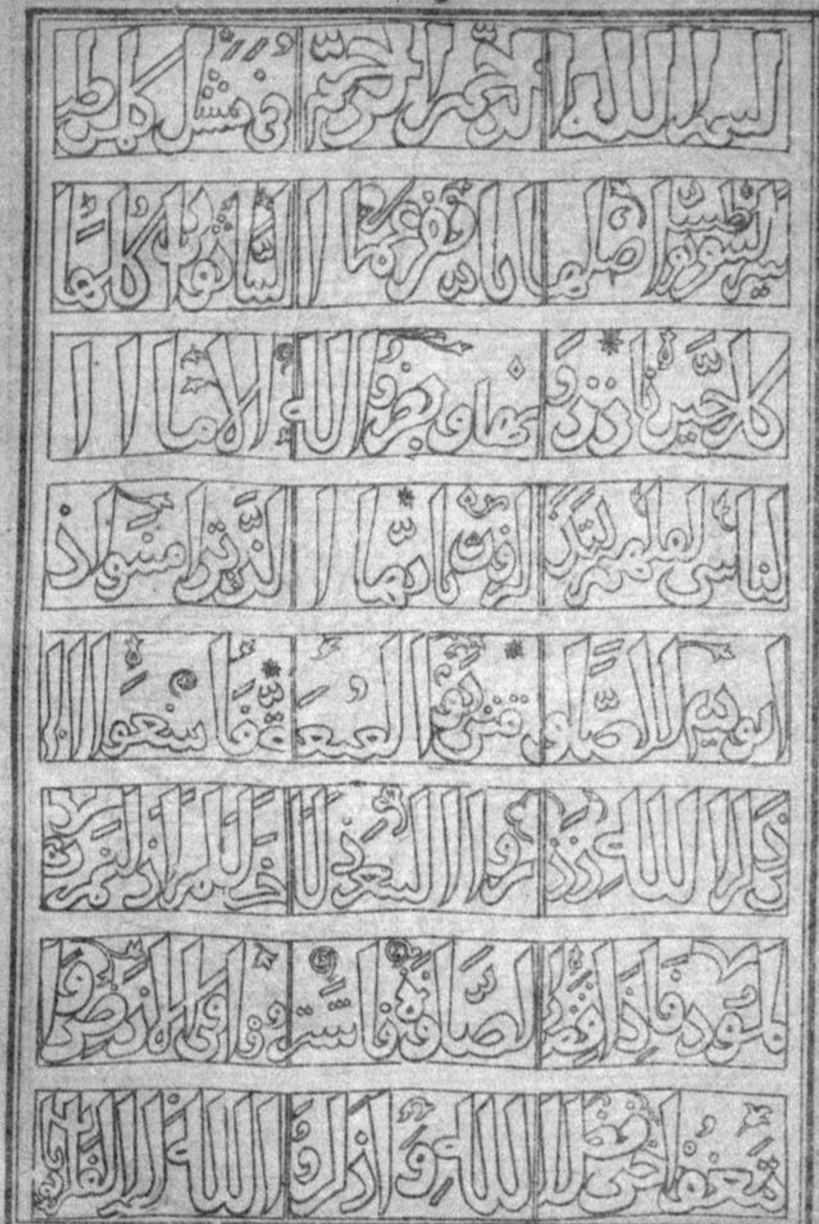




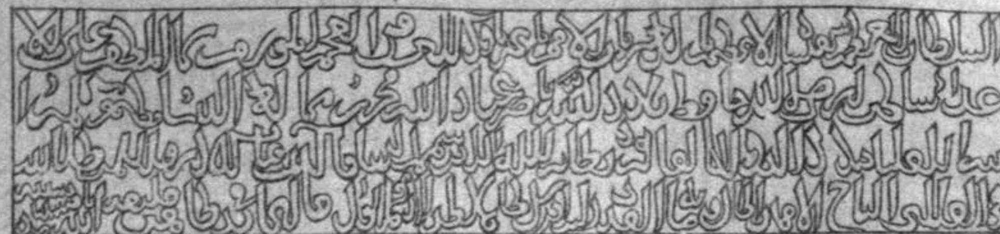




سطر دوم درجه دوم


بسم الله الرحمن الرحيم

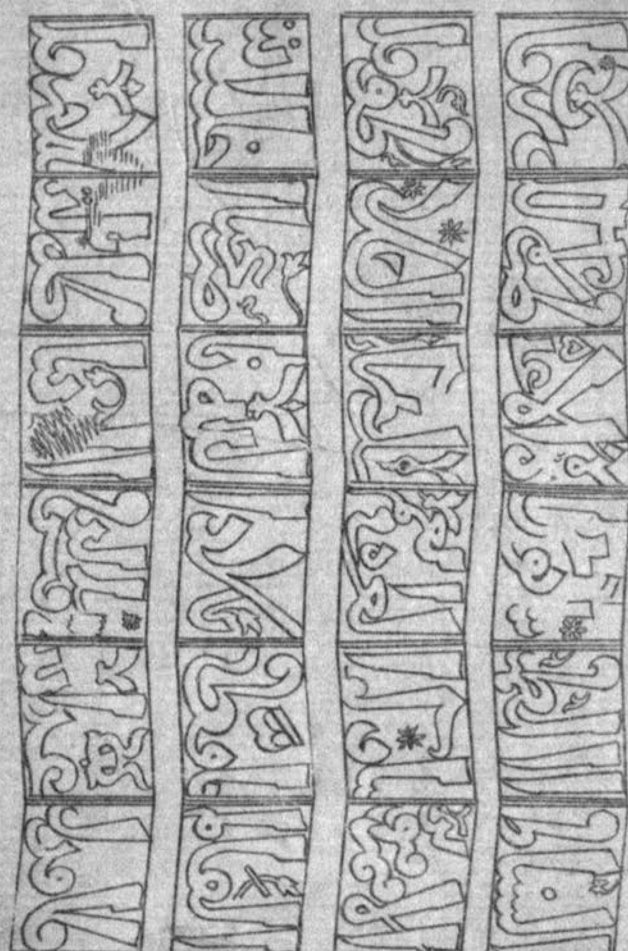
بالای دروازه درجه سوم

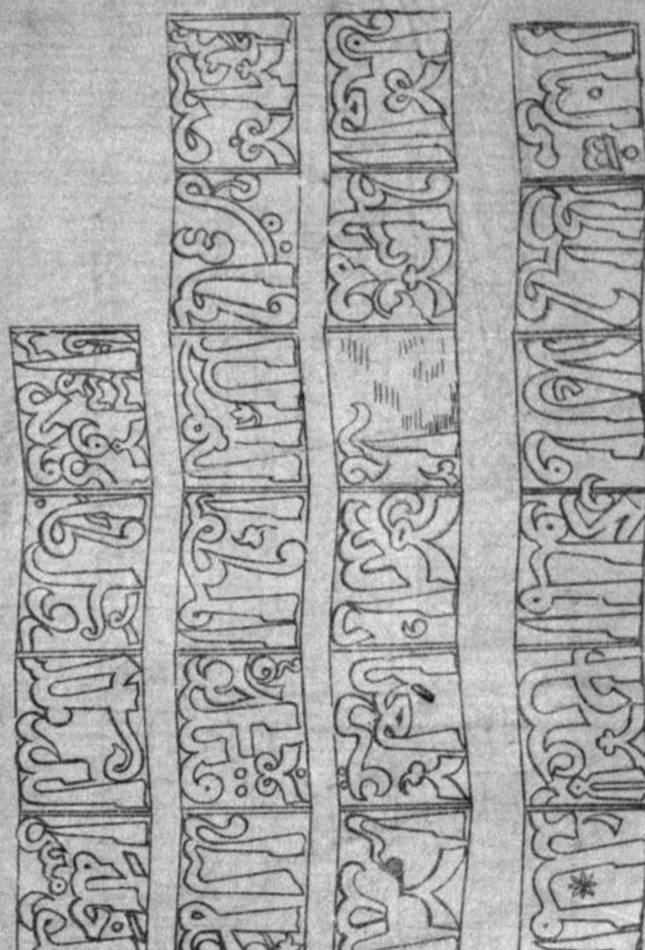


برپهلوی درجه سوم

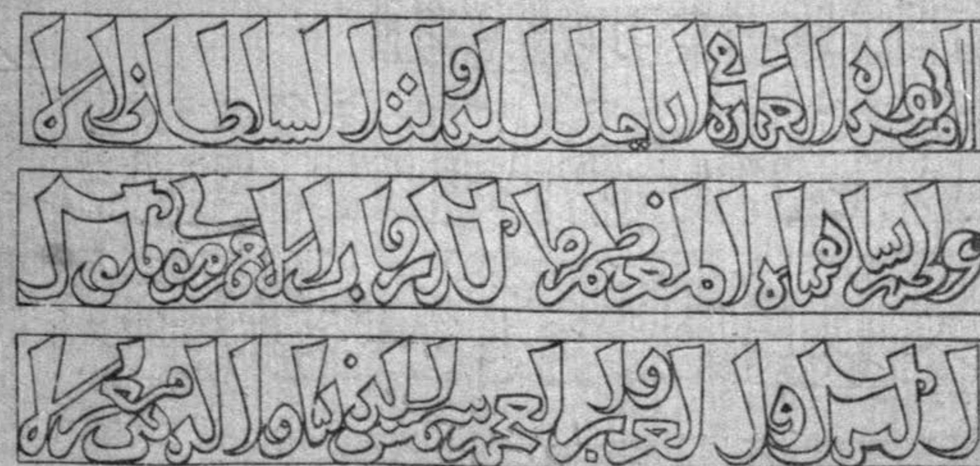


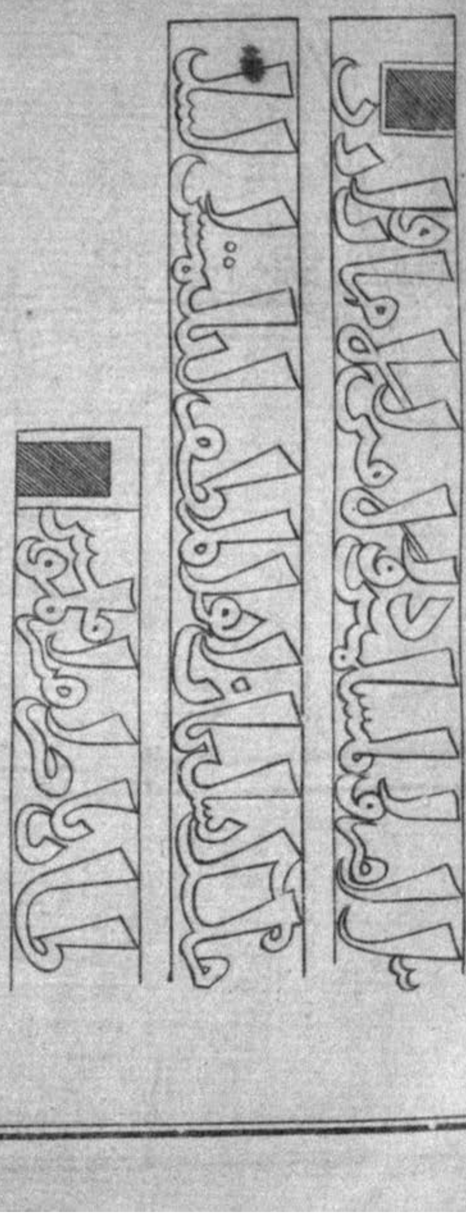
سطر درجه سوم



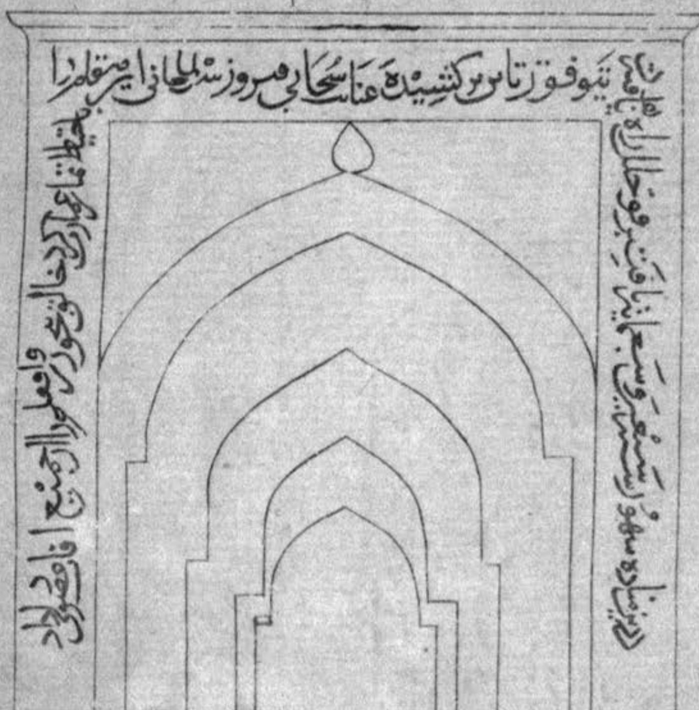


سطر درجهٔ چهارم

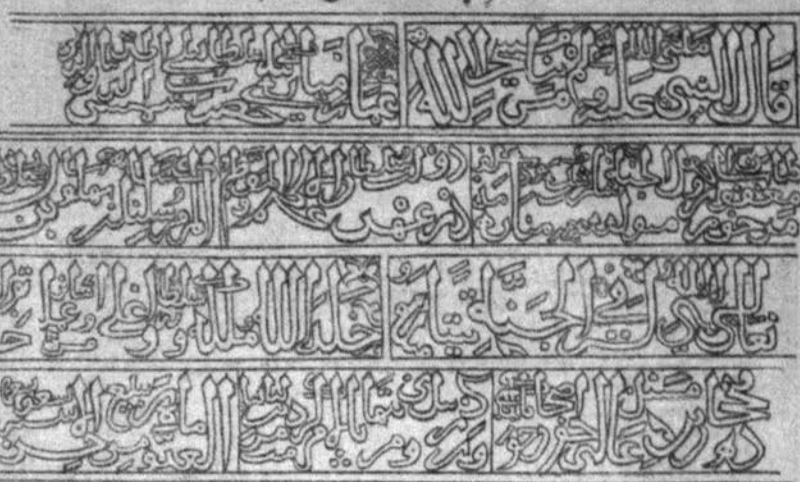




۱۳ نمبر درجہ پنجم لاٹھ



۱۴ نمبر کتبہ دروازۂ اول لاٹھ

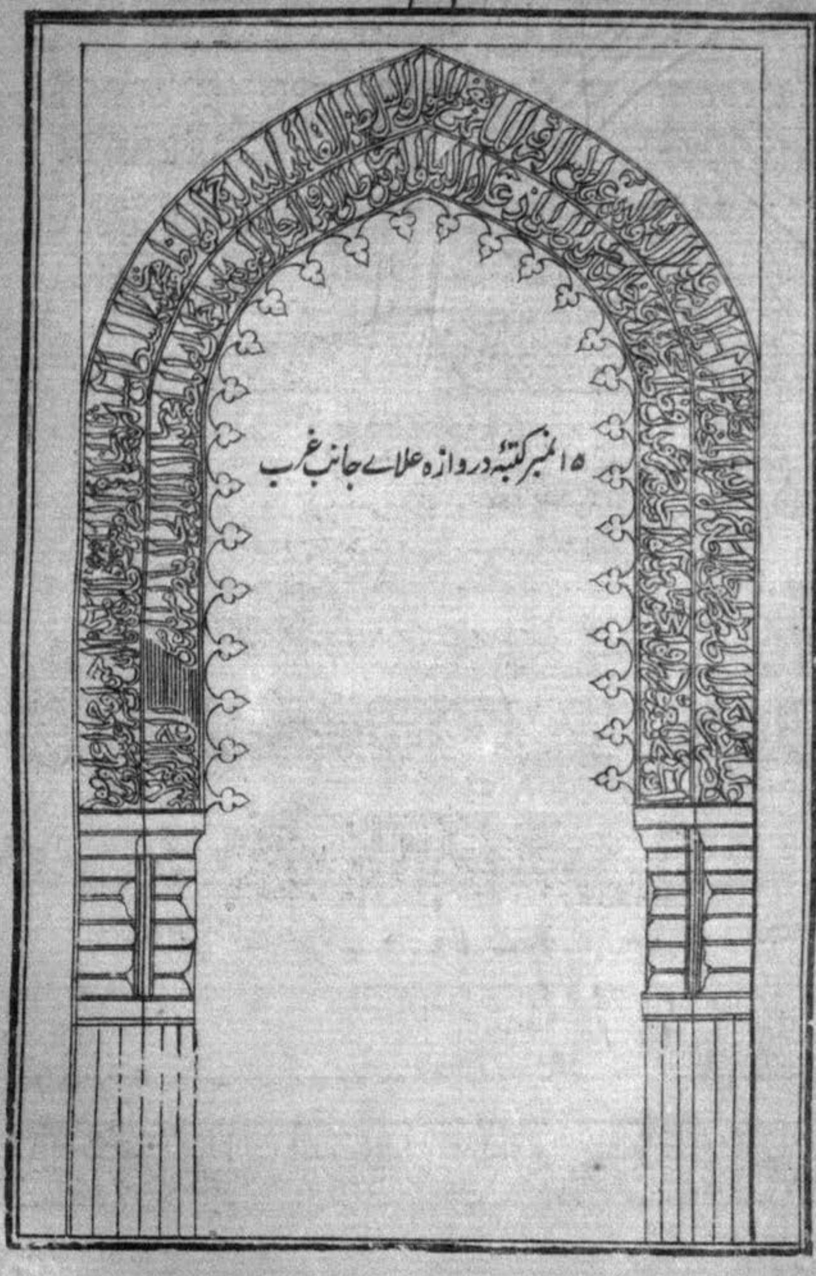


سطر متعلقۂ ۱۵ نمبر کتبہ دروازہ علائے جانب غرب



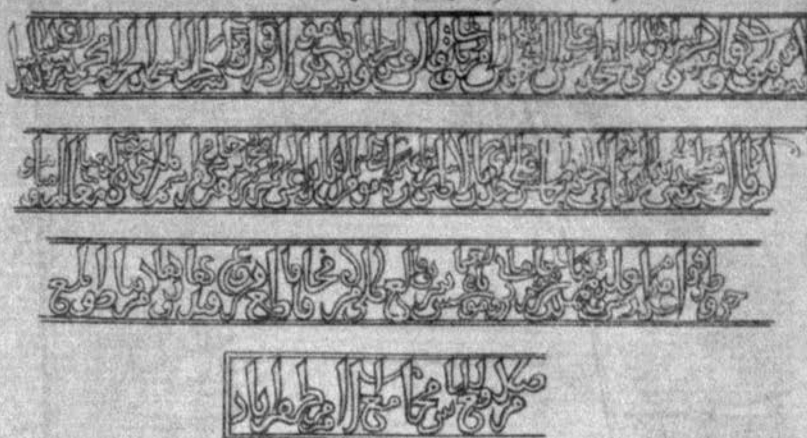
سطر ثانی متعلقۂ ۱۵ نمبر کتبہ دروازہ علائے جانب غرب



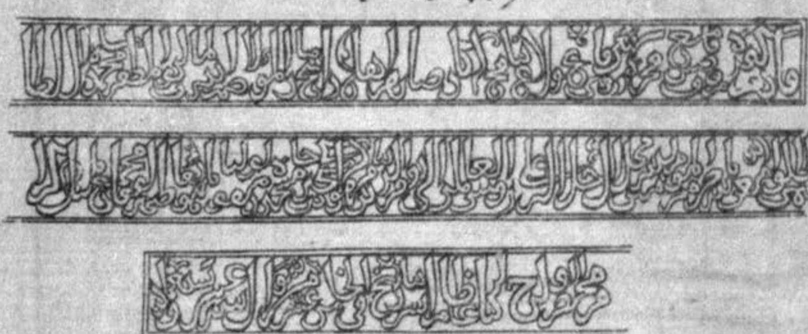


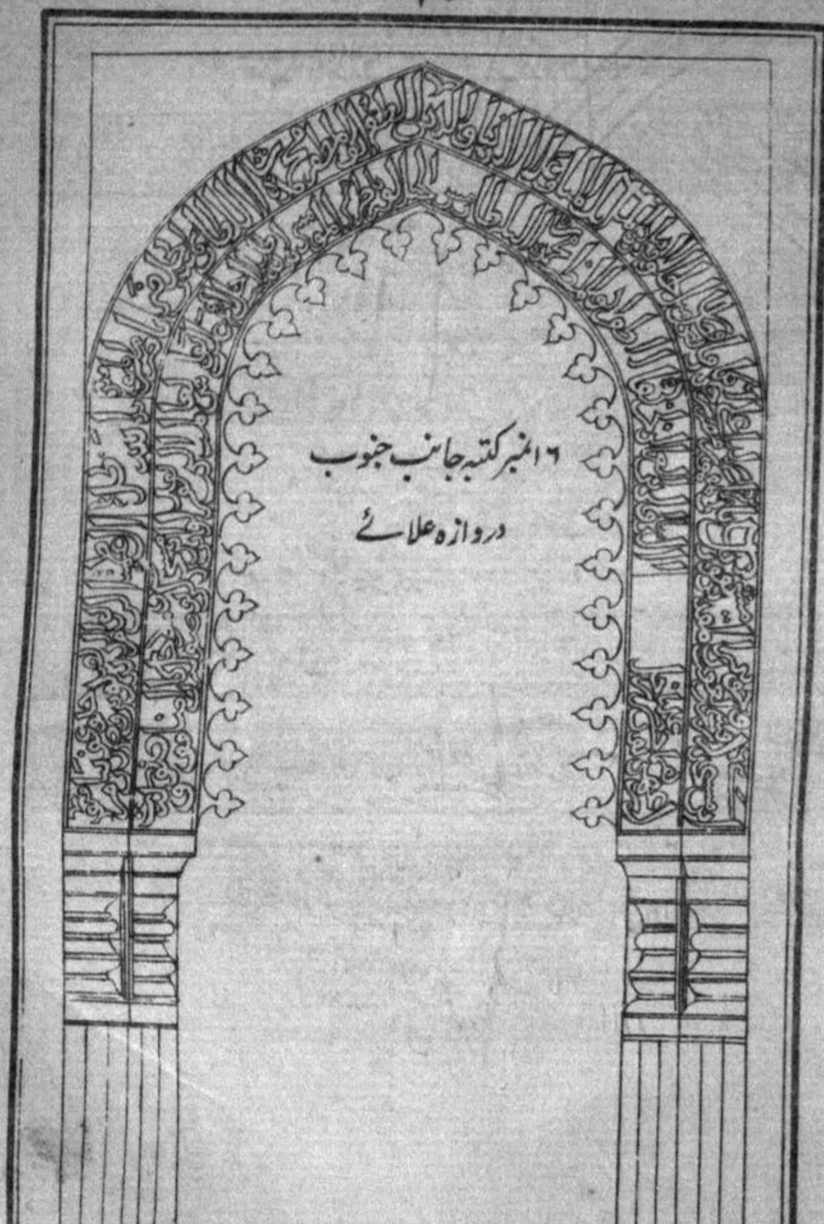
۱۵ نمبر کتبۂ دروازہ علائے جانب غرب

سطر متعلقہ ۱۶ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علائے



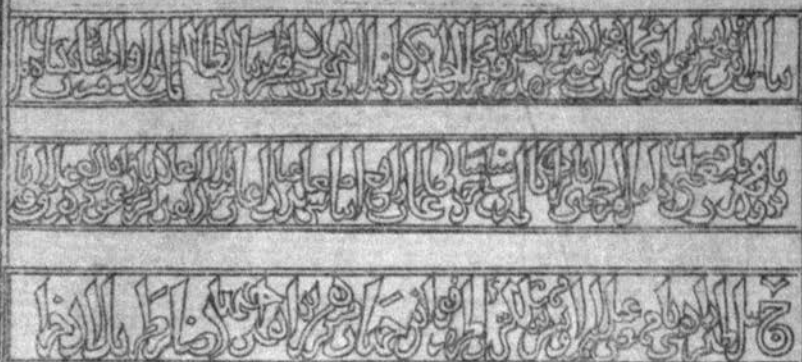
سطر متعلقہ ۱۶ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علائے



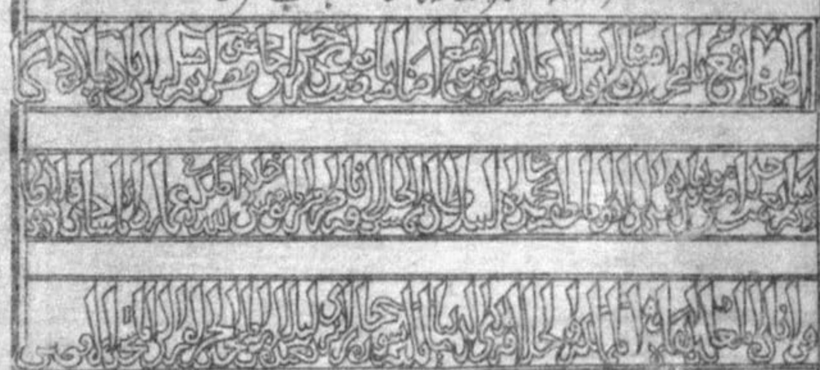


۱۶ نمبر کتبہ جانب جنوب
دروازہ علائے

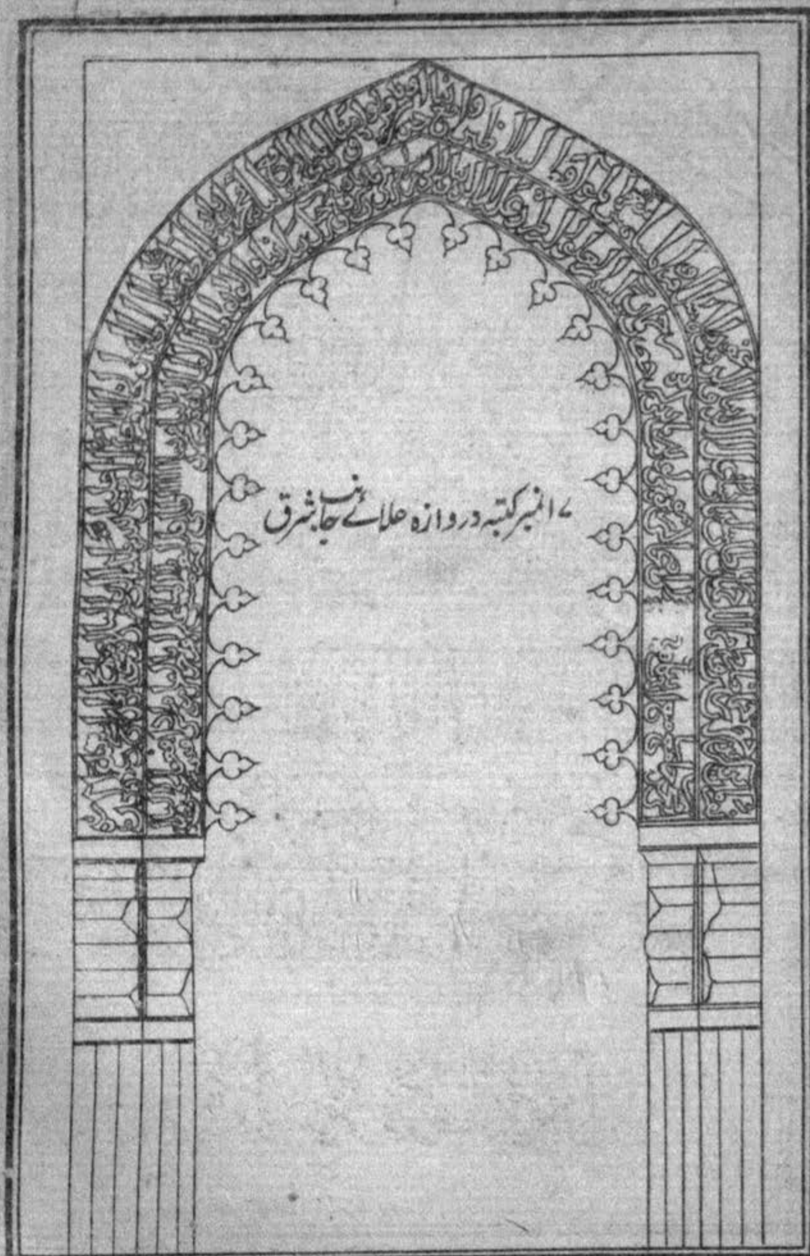
سطر متعلقۂ ۱۷ نمبر کتبہ دروازہ علائے جانب شرق



سطر متعلقۂ ۱۷ نمبر دروازہ علائے جانب شرق






۱۷ نمبر کتبہ دروازہ علائے جانب شرق

سطر متعلقۂ ۱۰ نمبر کتبہ درگاہ سلطان غازی





سطر متعلقۂ ۱۰ نمبر کتبہ درگاہ سلطان غازی



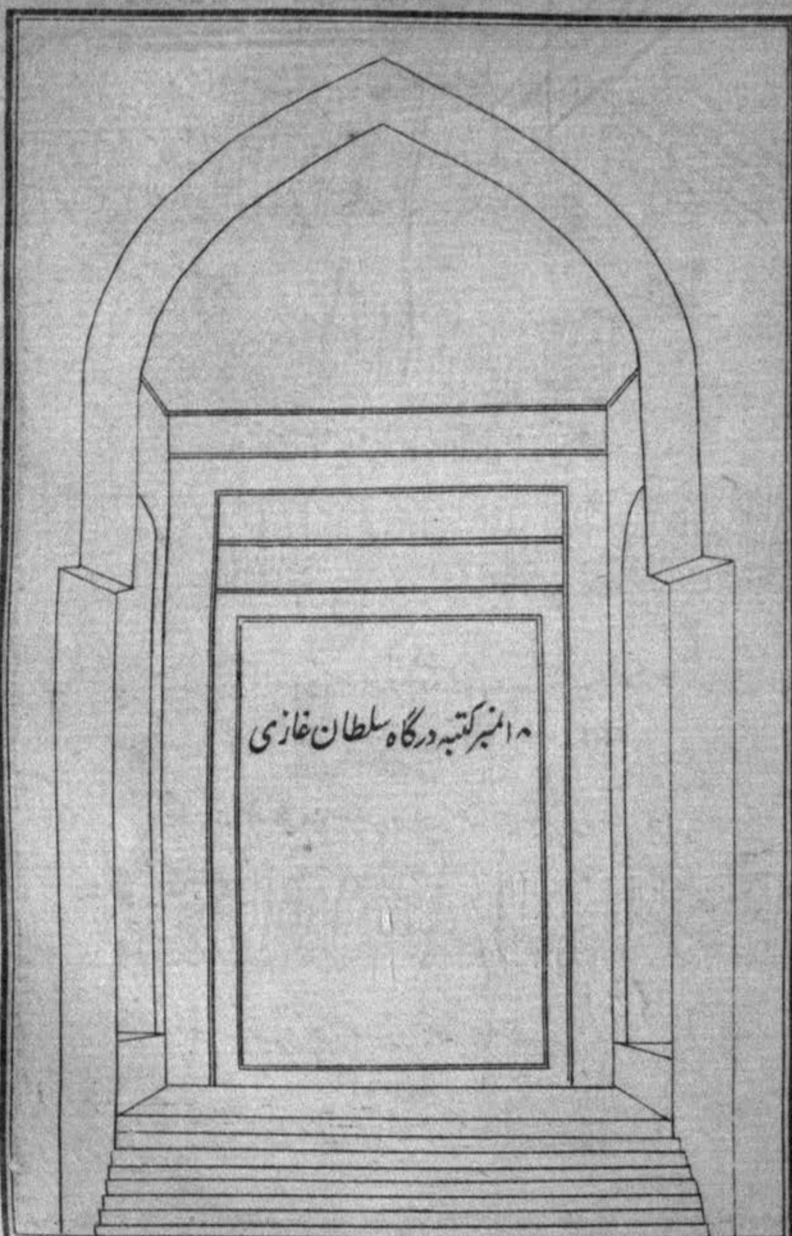


سطر متعلقۂ ۱۰ نمبر کتبہ درگاہ سلطان غازی

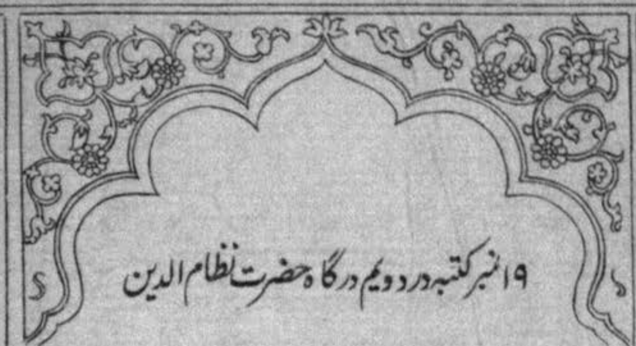




265-

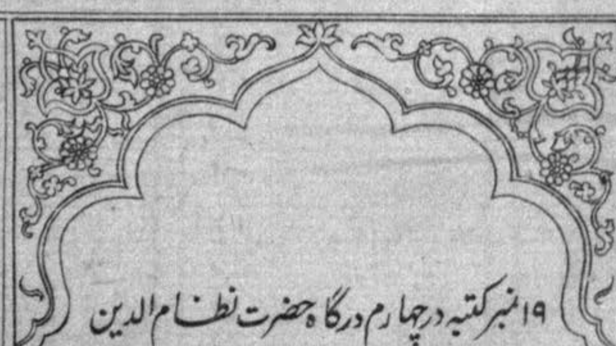


در عهد اعلیحضرت صاحبقران ثانی احقر العباد خلیل الله خان ابن میر میران الحسینی نعمت اللهی



۱۹ نمبر کتبه در دویم درگاه حضرت نظام الدین

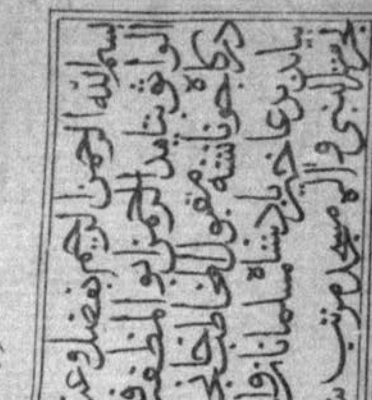
که حاکم شاه جهان آباد بود این فی سنه ۱۰۶۳ الوربرد در روضهٔ متبرکه مرتب نمود



۱۹ نمبر کتبه در چهارم درگاه حضرت نظام الدین

266

۲۰ نمبر کتبہ کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین*

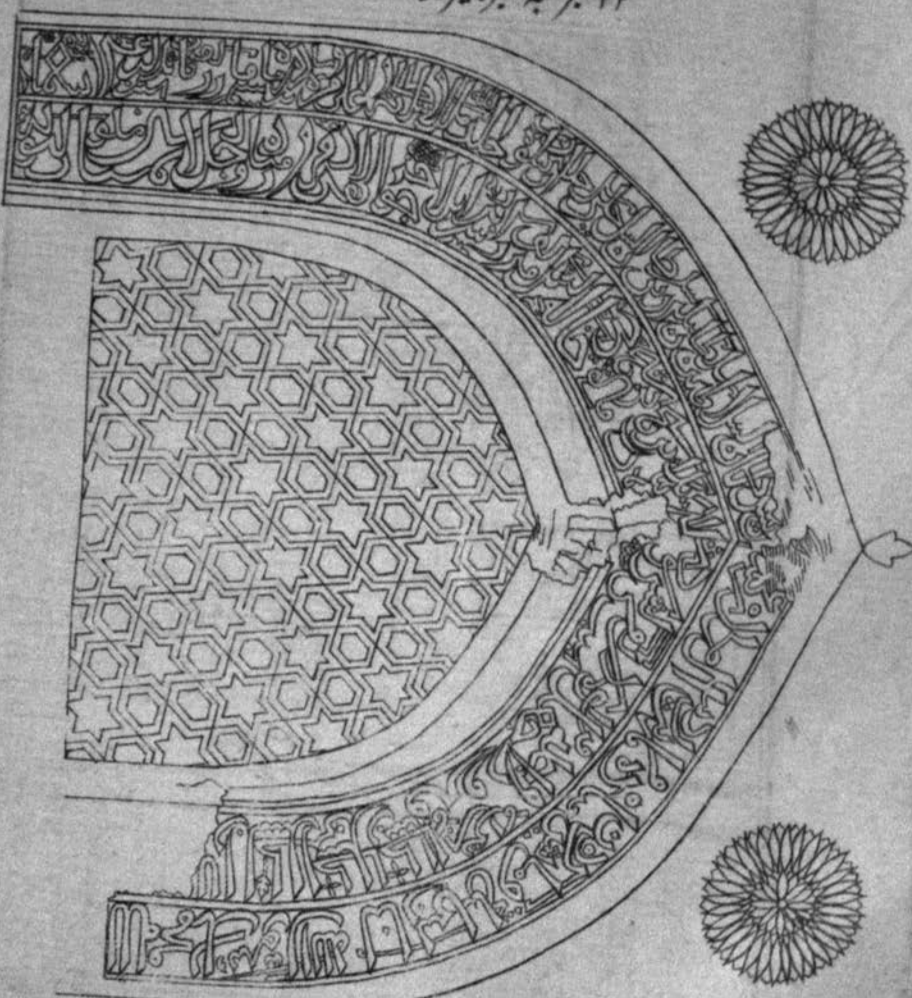


۲۲ نمبر کتبہ کالی مسجد شمس



* کتبہ نمبر ۲۱ صفحہ ۵۳ پر ملاحظہ ہو ۱۲

۲۳ نمبر کتبہ مقبرۂ فیروز شاہ



۲۱ نمبر کتبہ دروازہ روشن چراغ دہلی



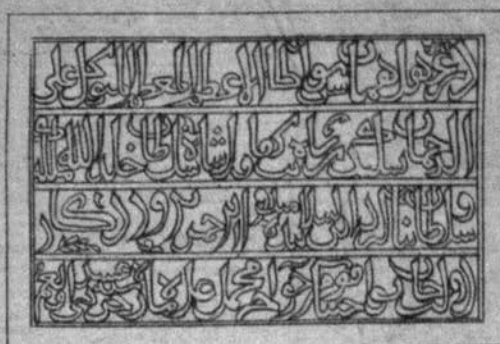
۲۴ نمبر کتبہ برج شہاب الدین تاج خان



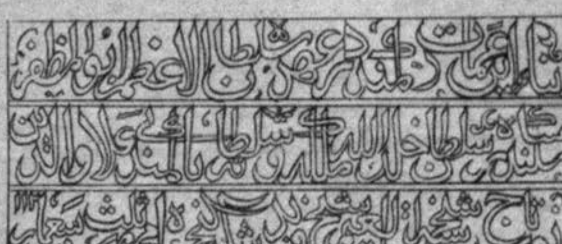
نمبر ۲۵ کتبہ چاہ مسجد موٹھ



نمبر ۲۶ کتبہ راجون کی بائین کا



نمبر ۲۷ کتبہ درگاہ یوسف قتال



۲۸ نمبر کتبہ ہائے نیلی چھتری

یا فتاح

وقتی کہ بادشاہ ہفت کشور نور الدین
جہانگیر بادشاہ غازی از دار الخلافہ
آگرہ متوجہ سیر کشمیر جنت نظیر بودند
این مطلع را بزبان الہام بیان گذرانیدند

اللہ اکبر

بدیہہ حضرت جہانگیر شاہ اکبر
عجب پر فیض جارے کامرانیست
نشیمن گاہ جنت آشیانیست
سنہ ۱۴ جلوس جہانگیری موافق سنہ ۱۰۲۸

۲۹ نمبر کتبہ ہائے نیلی چھتری

یا ناصر

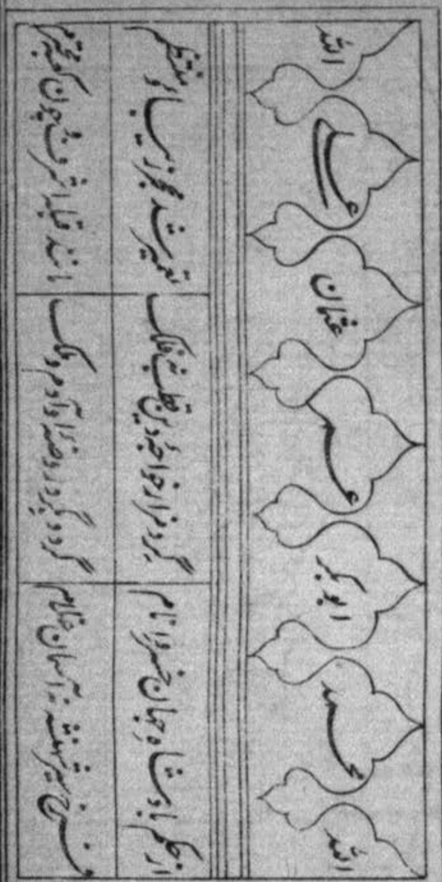
چون آن شہنشاہ گیتی پناہ از کشمیر دلپذیر
مراجعت نمودند و باین مکان فیض رسان
نزول اجلال فرمودند حکم کردند کہ
این حسن مطلع را نیز نقش نمایند

اللہ اکبر

ہمایون شاہ ابن شاہ بابر
کہ اصل پاکش از صاحب قرانیست
سنہ ۱۶ جلوس مبارک
جہانگیری موافق سنہ ۱۰۳۰



نمبر ۳۰ کتبه درگاه امام ضامن



نمبر ۳۱ کتبه دروازه قطب صاحب

۳۲ نمبر کتبہ دروازہ درگاہ قطب صاحب

اللہ — محمد — ابوبکر — عمر — عثمان — علی — اللہ

باہتمام کمترین غلامان ... فرخ عطائی

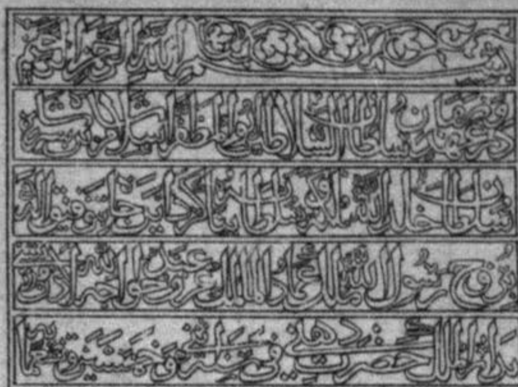
از سعی کمترین غلامان شہریار	رفتند قدسیان بدیارِ بہشت عدن
با اعتقاد معتقد کامل العیار	تاریخ یافتند حصار بہشت عدن

اتمام یافت ۱۱۳۰ ہجری رقمہ عبد ... [illegible]

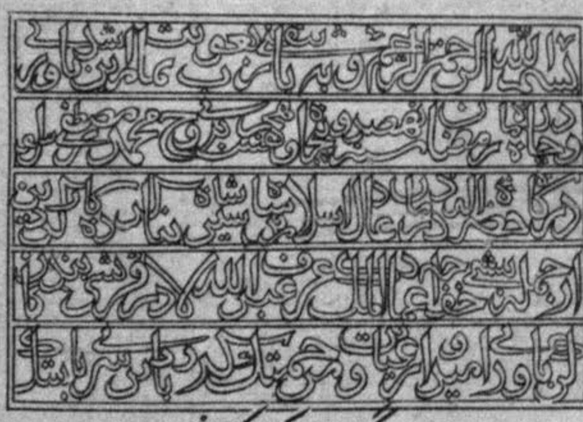
۳۳ نمبر کتبہ ہای مسجد پرانا قلعہ

تا جہان آباد باشد این مقام آباد باد × خلق عالم اندرو شہر خرم و شاد باد

الٰہی رحم کن [illegible] اللہ × [illegible]



۳۴ نمبر کتبه های کهاری باولی



سنگ این کتبه گم شد

270

۳۵ نمبر کتبہ مقبرہ عیسی خان

بنا کرد این روضه جنت پناه در عهد دولت شاه اسلام شاه بن شیر شاه سلطان خلد الله ملکه و سلطانه

مسند عالی عیسی خان ابن نیازی لغوانی حاجب فی تاریخ شهر شعبان سنه اربع و خمسین و تسعمائه

نمبر ۳۶ کتبہ خیر المنازل

بدوران جلال الدین محمد | که باشد اکبر شاهان عادل | چو ماهم بیگه عصمت پناهی | بنا کرد این بنا بهر افاضل
ولی شد ساعی این بقعه خیر | شهاب الدین احمد خان باذل | زهی خیریت این منزل خیر | که شد تاریخ او خیر المنازل

قایله سار حس

باهتمام درویش حسین

۳۷ نمبر کتبہ مقبرہ تکہ خان

تمت هذه العمارة الشريفة في سنة اربع و سبعين و تسعمائة بسعی استاد ... الاذل

نمبر ۳۸ کتبه درگاه امیر خسرو

ای شربت عاشقی بجامت ثبت — در دوستی آن زمان پیامت ثبت — شد سلک فرید از تو منظوم

زنسبت که شد لقب نظامت ثبت — جاوید بقاست شد به خسرو — چون شد بهزار جان غلامت ثبت

مرا نام نیک ست خوبهم اعلم — دو شین و دو لام و قاف و دو جیم — اگر نام یابی تو زین حرفها

بدانم که هستی تو مردی فهیم — کاتب بنده گو زبیره شیخ فرید شکر گنج

ای خسرو بی نظیر عالم — بارونه تو مرا نیاز است — تعمیر نمود طاهر ازرا

فیض ازلی همیشه بار است — تاریخ نباشد عقل گفتا — بارونه بگو که جای راز است

قائل این کلام و بانی این مقام سر محمد تاج الدین حسن ابن سلطان علی سبزواری هجری فی سنه ۱۰۱۲ اغفر له ذنوبه

بدست عبوبه الکاتب عبد النبی ابن ایوب

لا اله الا الله
محمد رسول الله

زمین را از رواج شد سرداری
بدوران شاهنشاه غازی

میر خسرو خسرو ملک سخن
آن محیط فضل و دریای کمال
نثر او دلکشتر از ماء معین
نظم او صافی‌تر از آب زلال
بلبل دستان سرای بی‌قرین
طوطی شکر مقال بی‌مثال
از پی تاریخ سال فوت او
چون نهادم سر بزانوی خیال
شد عدیم المثل یک تاریخ او
دیگری شد طوطی شکر مقال
[illegible]
[illegible]
مهدی خواجه سپهر جاه و جلال

شد بنا از حسن اساس سنه [illegible]
گنبد تسعمائه جمیل مهدی خواجه
تاریخ بنای این چو کردند سؤال
غره شهر الله المحرم

نمبر ۳ کتبه درگاه طاق امیر خسرو

الله — الله

نور الدین محمد
بدور شهنشاه عالم پناه ابو المظفر
بادشاه عادل جهانگیر بادشاه غازی
خلد الله ملکه و سلطانه و افاض
علی العالمین بره و احسانه

نمبر ۳۹ کتبه باره پله

الله اکبر

از جهانگیر شاه اکبر شاه	آنکه عدلش صباست عالم گل
دوستانرا بهر جهت افسر	دشمنانرا بسان فاخته غل
سندرا در زمان سلطنتش	عبدمی نوید اسطنبل
بوستانیست حضرت دهلی	بوی از گل گرفته رنگ از مل
سال ششم ز عهد سلطنتش	که بنالد ز جور گل بلبل
مخلص خاص مهربان آغا	خادم قهر شاه و مهر گل
کرد تعمیر این پل از شفقت	که شود دستگیرش از سر پل
سال تاریخش از خرد جستم	گشت رئیس خرد همی گل گل
گفت بردار خامه و بنویس	بسته از راه مهربانی پل

۴۱ نمبر کتبہ پل سلیم کدہ

الله اکبر	بحکم بادشاہ ہفت کشور	جل جلالہ	شہنشاہ بعدل و داد و تدبیر	یا فتاح
یا ناصر	جہانگیر ابن شاہنشاہ اکبر	یا فیاض	کہ شمشیرش جہان را کرد تسخیر	یا حی
سنہ	چو این پل گشت در دہلی مرتب	جلوس	کہ وصفش را نشاید کرد تحریر	جہانگیری
باہتمام	پی تاریخ اتمامش خرد گفت	حسین حلبی	پل شاہنشہ دہلی جہانگیر	[illegible]

۴۰ نمبر کتبہ پل سلیم کدہ

الله اکبر

شد بحکم شاہ نور الدین جہانگیر عظیم

سال عمر تاریخش مبارک این صراط المستقیم

سنہ ۱۰۳۱

نمبر ۲۴ کتبہ مسجد جامع در اول

بفرمان شهنشاهِ جهان بادشاه زمین و زمان کیهان خدیو کشورستان کیتی خداوند

کردون توان مؤسس قوانین عدل و سیاست مشید ارکان ملک و دولت بسیار دان

عالی فطرت قضا فرمان قدر قدرت فرخنده رای خجسته منظر فرخ طالع بلند اختر

اسمان حشمت انجم سپاه خورشید عظمت فلک بارگاه

در دویم

مظهر قدرت الٰهی مورد کرامات نامتناهی مظهر کلمة الله العلیا مروج الملة الحنفیة البیضا

ملجاء الملوک والسلاطین خلیفة الله فی الارضین الخاقان الاعدل الاعظم والقاان الاجل الاکرم

ابو المظفر شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاه جهان بادشاه غازی لازالت رایات دولته منصورة

واعدا حضراته مقهورة کردید که بصیرت حق بینش از شعشعه انوار هدایت انما یعمر مساجد الله

در سیوم

من امن بالله والیوم الاخر مستنیر ست و اینۀ ضمیر صدق گزینش از اشعۀ مشکوة روایت

احب البلاد الی الله مساجدها فروغ پذیر این مسجد که اساس گردون حماس که کریمه

لمسجد اسس علی التقوی بیان بنیان پایدار اوست و بینه و القی فی الارض رواسی ان تمید بکم کتابۀ ایوان

استوار و قمه و قبه فلک شانش از طبقات اسمان گذشته و شرفه طاق سپهر نشانش باوج کیوان سوده

در چهارم

کر ز طاق قبه مقصوره اش جوئی نشان   هیچ نتوان گفت غیر از کهکشان و آسمان

فرد بودی قبه گر گردون نبودی ثانیش   طاق بر د طاق اگر خشتش نبودی کهکشان

فروغ شمسه پیش طاق جهان نمایش روشنی بخش مصابیح سموات پرتو کلس گنبد
عالم آرایش نورافزای قنادیل جنات منبر سنگ مرمرش چون صخره مسجد اقصی مرقات

در پنجم

مقام قاب قوسین او ادنی محراب فیض گسترش مانند صبح صادق کشاده پیشانی بشارت رسان
وَلقد جاءهم من ربهم الهدی ابواب رحمت آیاتش صلای والله یدعوا الی دار السلام بمسامع
خاص و عام رسانیده منار سپهر مدارش ندای دلجوی الذین احسنوا الحسنی زنه
رواق گنبد فیروزه فام رکن رابیده سقف رفیع با صفایش تماشاه روحانیان کره افلاک

در ششم

صحن وسیع دلگشایش سجده گاه پاک نژادان معموره خاک روح فضای فیض
انتما و طیب هوای روح افزایش از روضه رضوان حکایت کرده و عذوبت ماء معین
حوض دلنشین نظافت امایش از چشمه سلسبیل خبر داده در روز جمعه دهم
شهر شوال سال هزار شست و هجری موافق سال چهار مرازدور سیوم جلوس میمنت
مانوس بساعت خجسته

در هفتم

وطالع شایسته سرمایه ابتنا و پیرایه تاسیس یافت و در عرض مدت شش سال بحسن سعی
کاربردازان کاردان کارگزار و فرط اعتنا و اهتمام کارفرمایان صنا اقتدار و بذل جد

وبجهد استادان ماهر دانشور و وفور کوشش پیشه کاران چابک دست صناعی هنر و انفاق
مبلغ ده لک روپیه صورت انجام و طراز اختتام پذیرفت و مقارن اتمام در روز عید فطر

در هشتم

بفر قدوم اقدس پادشاه ظل الله صافی نیت حق آگاه زیب و زینت گرفت و باقامت نماز عید
و ادای وظایف اسلام چون مسجد الحرام در روز عید اضحی مرجع طوایف انام گردید
و مبانی اسلام و ایمان را متانت کرامت فرمود سیاحان ربع مسکون و مسالک
نوردان کوه و هامون را آراسته عمارتی باین رفعت و حصانت در آئینهٔ بصر

در نهم

و مرات خیال مرتسم نگشته و حقایق گزاران وقایع دهر و فکرت پردازان نظم و نثر را
که سوانح نگاران بدایع ارباب ملک و دولت و صنایع شناسان اصحاب مکنت و قدرت
افراختن بنائی باین شکوه و عظمت ترجمان قلم و قلم زبان نگذشته فرازنده کاخ هستی
و طرازنده بلندی و پستی این بنیان رفیع را که قرة العین بینش و زینت بخش کارخانه آفرینش است
پاینده داشته صدای تسبیح مسبحان انس را آهنگ امداد بخواهی ذاکران مجامع ملکوت و زمزمهٔ تهلیل مهللان انس را
نشاط افزای معتکفان جوامع جبروت دارا د و روس منابر معمورهٔ جهان را بخطبهٔ دولت جاوید طراز این
پادشاه دادگر دین پرور که بیامن ذات مقدس بسازگش ابواب امن و امان بروی روزگار گشاده است استوار تا انقراض دهر و اهله

کتبهٔ مسجد اکبرآبادی

نمبر ۴۳

این مسجد فیض اتمام و سرای راحت جای حمام نظافت اما و حوالی دلکشا که عبادتگاه حق پرستان روزگار و روح

افزائی مترددان و قاطنان دُرّه مکرمه آسمانیان و دار النفع زمینیان است در عهد سعادت مهد پادشاه
اسلام کهف انام سایه والا پایه پروردگار خلیفه برگزیده کردگار مراحمت عمیم ذو الجلال
مظهر اثمر دادار ابو المظفر شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاه جهان
پادشاه غازی پرستار خاص پادشاهی پرستنده با اخلاص ظل اللهی موفقه
خیرات و مبرات محرزه سعادات و حسنات اعز النسا مشهوره باکبرآبادی
محل بفرمان معلی بنا کرد و بجهت ابتغاء رضاء الهی و اقتناء ثواب اخروی حاصل سری
محتوی بر مسجد با حقوق و مرافق داخله و خارجه وقف لازم شرعی نمود
و مقرر ساخت که اگر بمرمت این امکنه احتیاج افتد آنچه از حاصل موقوف
بعد الترمیم باقی ماند بخدمه مسجد و حفاظ و طلبه علم رسانند
و الا تمام را بجماعه مسطوره دهند این منازل منیعه در عرض
دو سال بصرف صد و پنجاه هزار روپیه آخر شهر رمضان المبارک
سال هزار و ششم هجری مطابق بیست و چهارم سال جلوس عالم آرا صورت
انجام پذیرفت ایزد تعالی اجر این خیر جاری و نفع باقی بروزگار
فرخنده آثار پادشاه دین پرور حق گزین حقیقت گستر
و بانیه این مبانی عامره مغانی عائد گرداند
آمین یا رب العالمین

۴۴ نمبر کتبۂ قبر جہان آرا بیگم

هو الحی القیوم

بغیر سبزه نپوشد کسے مزار مرا

که قبر پوش غریباں همین گیا بس است

الفقیرة الفانیة جهان آرا مرید

خواجگان چشت بنت شاه جهان

پادشاه غازی انار الله برهانه

سنه ۱۰۹۳

۴۵ نمبر کتبۂ قبر زیب النسا بیگم

بسم الله الرحمن الرحیم

کل من علیها فان

هذا مرقد النسمة الزکیة للعبد

المذنب العاصی المحتاج الی رحمة

الرحیم الاکرم الحاجة زیب النساء

المرجو من عباد الله الصالحین

یدعو لها بالغفران الرضوان

[illegible] سبحانه لدی حسنی

275

۲۴۶ نمبر کتبہ قبر زینت النسا بیگم

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی	انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ
ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا	انہ ہو الغفور الرحیم
مونس ما در لحد فضل تو تنہا بس است	سایۂ از ابر رحمت پوش ما بس است
والدہ فاطمہ جانت النسا بیگم میلاد حسن	بنت بادشاہ محی الدین عالمگیر غازی
انار اللہ برہانہ	سنہ ۱۱۲۲

۲۴۷ نمبر کتبہ مقبرہ نواب غازی الدین خان

نہ بر لوح نقشے بماند ولیک	جزای عمل ماند و نام نیک

بیاد حسنات نواب اعتماد الدولہ ضیاء الملک سید فضل علیخان بہادر سہراب جنگ

کہ یک ملک و ہفتاد ہزار روپیہ برای ترقی علوم در مدرسہ واقعہ دہلی خاص و وطن

خویش بصلاح رسانیدن کنسٹی انگریز بہادر تفویض نمودہ اند منقوش گردید ۲۹ ... عیسوی

کتبہ سید امیر رضوی

۲۴۹ نمبر کتبہ مسجد شرف الدولہ واقع دریبہ

زشاہ شہید سیر دربان حور	ناصر الدین محمد شاہ	شرف الدولہ بنا فرمود	از پی بیت علم و عمل	سال تاریخ بگفت خرد
ظل حق بادشاہ دین و زمان	تیغ او کفر شکن در دوران	مسجد و مدرسہ عالیشان	ہمچو سعدین فلک گردون قران	مبلغ حب ارادت کیشان ۱۱۳۵

۴۹ نمبر کتبہ سنہری مسجد کوتوالی

بعہد بادشاہ ہفت کشور	سلیمان فر محمد شاہ داور	بہ نذر شاہ ہیکہ آن قطب آفاق
شد این مسجد بزینت در جہان طاق	خدایا نیست لیک از رہ احسان	بنام روشن الدولہ ظفر خان
بتاریخش ز ہجرت تا شمار است	ہزار و یکصد و سی و چہار است	

۵۰ نمبر کتبہ باغ محلدار خان

خداداد و صد آرزو در جہان	بنا گشت از فضل حق این مکان
پی باغ تاریخ گفتم عیان	فدای محمد محلدار خان
بہ نذر خدا کردہ باغ جنان	غلام نبی ناظر محلدار خان

۱۲۲۵ ۱۲۲۵

برتر پولیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بفضل خدا و رسول زمان	چنان رستہ بازار و ترپولیہ	ز ہاتف ندا آمدہ ای تحسین	
بنا کرد ناظر محلدار خان	کہ ماند بدوران گیتی نشان	کہ باشد ابد مستقل این مکان	

۱۱۸۱

۵۱ نمبر کتبہ مسجد روشن الدولہ واقع قاضی دروازہ

شکر حق کز پی فیض سعید غازی شاہ	شاہ بیکہ این مسجد کالایت شکوہ	در زمان شاہ سکندر نشان جمشید قدر	معدلت گستر محمد شاہ غازی بادشاہ
روشن الدولہ ظفر خان صاحب جود و کرم	کرد تعمیر طلائی مسجد عرش اشتباہ	مسجدی کاندر فضای صحن قبہ زرش آسمان	کردہ از خط شعاع مہر چون بیگاہ
خوش صفا و خوش نشان این چشمہ کوثر بدید	ہر کہ از آبش وضو سازد شود پاک از گناہ	سال تاریخش رسانید ندا از الہام غیب	مسجد چون بیت اقصی محیط نور آلہ

۵۲ نمبر کتبہ باغ ناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ✕ بفرمان محمد شاہ عادل ✕ کہ بر فرقش بود تاج تبارک

بنائی گلشنی در قطب گردید ✕ کہ گلہایش زند رضوان تبارک ✕ بود سرسبز دایم روز افزون

بحق سورہ صاد و تبارک ✕ پی تاریخ سالش گفت ہاتف ✕ خدا باری بود اللہ مبارک

۱۱۶۱ سنہ ہجری مقدس مطہرہ ✕ سنہ ۳۱ جلوس مبارک محمد شاہی

۵۳ نمبر کتبہ سنہری مسجد زیر قلعہ

شکر حق در عہد احمد شاہ غازی بادشاہ
خلق پرور دادگر شاہان عالم را پناہ

مسجدی کرده بنا نواب قدسی منزلت
باد دایم فیض عام آن پاک سجدہ گاہ

سعی نواب بہادر صاحب لطف و کرم
ساخت تعمیر چنین جای و بد عالی دستگاہ

چاہ و حوض صاف صحنش آبروی زمزم است
ہر کہ از آبش طہارت کرد شد پاک از گناہ

سال تاریخش چہ خرم یافت از الہام غیب
مسجد بیت مقدس مطلع نور الہ

۵۴ نمبر کتبہ مقبرہ منصور

چو آن صفدر رعوصت مردمی	زدار فنا گشت حلت گزین
چنین سال تاریخ او شد رقم	که بادا مقیم بہشت برین ۱۱۶۷

۵۵ نمبر کتبہ قبر مکن پور پرگنہ شرقی جو پڑھا نہیں جاتا





277

نمبر ۲۵ کتبہ باؤلی متصل حویلی پالم جسکا پتھر موضع بوہر ضلع رہتک مین موجود ہے

स्वजति रक्षति संहरती ह्यास्त्रियति प्रति बोधयति प्रजाः सभवता भवतापहृते
हरो भवतु भावित भावुक भावकः १
अभोजि तोमरै राहौ चौहान्यौ स्त्वदनन्तरं
हरिवानक भूरेषा शाकेन्द्रैः शास्यतेधुना ३ आदौ साहवदीनस्ततः परं खुदव
दानभूपालः ज्ञातोथ समसदीन पेरुजसाहिब भूव भूमिपतिः ४ पश्चाज्ज
लालदीनस्तदनन्तरमजनि मौजदीनन्नृपः श्रीमान्नलावुद्दीनोन्द्रपति वरोनसर
दीनपृथ्वीन्द्र ५ आगौडाङ्गज्जराणान्तन्द्र विडजनपदान्सेतु बन्धात्समतादन्तस्स
न्तोषपूरी सकलजनपदे प्राज्यसौराज्ये यत्सेवायतया माक्षितिपति मुकुटो
घट्टुनभ्रष्टरत्न ज्वालाजाल प्रवालैर्वहति वसमती वन्यवासन्नलीलीम् ६
गंगासागर सङ्गमस्प्रतिदिनं प्राच्यांप्रतीच्यामपि स्नातुंसिन्धुसमुद्रसंगसम

ह्रीयत्सैन्यभाधावति ह्रोलान्दोलितपारिणाकंकरणरणत्कारेण वाराङ्गनाःस्या
न्ध्यायान्निचनिर्भया: यद्युयस्याच्छिन्नाम्बराडम्बराः ७ यत्सनाग्रसरत्तुरगन्दखुरप्र
क्षोभविक्षोभिताः शत्रूनत्रनिवारयन्ति पुरतो दूरेणभूरेणवा सोयंसप्रसमुद्रमुद्रित
मह्रीहारावलीनायक: श्रीहम्मीर गयासुदीन नृपतिः साम्राजमुज्जृम्भते ८ य
त्प्रारीवेगधावत्तुरगखुरपुटा पातसंचूर्णमान क्षोणीरेणुच्छटाभिः कवलितक
कुभिव्योम्निसच्छाद्यमानिं आदित्यस्य प्रतापः करनरविसरह्रीणशिभिःसाकमस्तं
यातिप्रायेण राजप्रभृतिखुगणानाकाचरणौ दिवावा ९ यस्मिन्दिग्विजयप्रयाण
कपरेगौडानिराडम्बरा रध्नारन्ध्रपरायणाःभयवशार्णिभ्केलयः केरलाः कर्णाटाश्च
चिकन्दराश्रयपराभ्रष्टामहाराष्ट्रका स्त्यक्तोर्ज्जाःकिल गुर्ज्जराःसमभवन् लाटाकि
राटाइव १० अस्मिन्नाजनिविभूतिक्षितितलंशेषोपिनिःशेषतो भूभारंसमपास्यवै
दनवमह्राशय्यापदेसंश्रितः लक्ष्मीवक्षसिसोपिविष्णुरधुनाप्रक्षिप्यरक्षाविधौ चिंत

संततिमाप्तदुःखजलधिं विद्राव्य निद्रायते ११ अस्यानेक महापुरीव्रातपतेराज्ञोमनोहारि
रणी ढिल्लीनाम महापुरीधिजयतेभल्लीवबिहेषिणां याप्रध्वी वविचित्र रत्ननिलयाद्यौ
रिनन्दिनी यापाताल पुरीवदत्यनिलयाभायेवयामालिनी १२ श्रीयोगिनीपुर
मिति प्रथिताभिधाने ढिल्लापुरे पुरपतिः सुकृतीबभूव श्रीमानवोय गुणरा
शिरपेतदोषो धीमानुदारमतिरुद्धरनामधेयः १३ विनष्टा विपाशा शतद्रू भिराभि
र्मिलित्वा मलाचन्द्रभागा विभागा पुरस्तादुदस्तैस्तरंगैररंगैः स्थितायत्र सिन्धुः
सुबन्धुः १४ सुधामधु सुधा सीधु सुधादि विसुधारसः येन सिन्धुसुधा पीतातस्य
ज्ञान सुधाम्बुधेः १५ तत्सिन्धु दिव्य सुधयापरि धौत भूमि द्वारस्थले सकलपा
पहरे पवित्रे उद्धैरुदञ्चतिह सत्य मरानवतीमा मुख्या पुरी सुरधुनीतटवासिनीसा
१६ तस्यामस्यापिताभूद्धरिपालस्तस्यपितायशोराजः हुल्लहरस्तज्जनकः किंतु
रस्यपितेतिपितृवंशः १७ उद्धरमाताचन्दीहर्षुपुत्री हर्षुपिता हरिश्चन्द्रः उद्धाहरणो

स्यजनकः सह्नदेवसुतः सतोलसुतः १८ तोलपिताथाश्वरः सिंहसुतो गौरपुत्र इतिवंश
बलीतिप्रथितेप्रबन्धेवंशाह्वयं पूर्वमभारि तस्म्यक् अत्रापितस्यस्सतये प्रशास्तौ नामा
न्निकामं प्रतिपादितानि १९ इच्छाज्ञानक्रियाशक्तिस्तपास्ति स्वोस्ययोषितः राजश्रि
यारत्नदेव्या आजलाज्येष्टगाहिनी २० तस्याश्च पुत्रो हरिराजनामा कायेन वाचा मन
सापविन्नः स्व्यातश्च तुष्षष्टिकलानिधानं प्रत्यक्षावद्दनुर्भुवनैकजिह्नु २१ अस्यानु
जौ चस्थिरराजजैत्रसंज्ञा समंवीरडया विभातः स्वस्त्रापरस्या आपमध्यमायाः पुत्री
पुरासूह्वनवत्सुदारा गुणराजभूपती अपिपुत्रौ हौतस्तनुरत्न देव्याश्च हरिदेवो नाथ
इतिख्यातः पुत्रोपकन्यान्या २३ उत्तमराजः पुत्रः साउली पुत्रिकेत्यपत्येच मूलल
ताशाखा फल कुडम्बकं कल्पविटपितोस्येत्थम् २४ स्थाने स्थाने धर्मशाला वि
शाला काकानेनाकारि सत्रादिकर्त्री किंतत्रापि आलपांथश्रमार्त्तिच्छेदे चैदेत्रा वापि
काकाप्यकारि २५ मालम्बग्राम पूर्वेच कुसुम्भपुरपाश्चिमे कृताच कृतिना वापी

कस्तमोह्रापहारिणी २६ पीनोत्तुंग पयोधरापरिलुवधारा व्यली विभूमा तत्र्या-
भूम्यदनेक कामुकजन विश्रामशांतिप्रदा फुल्लन्मौलि तरूप्रसूनपटल श्रेणी
श्रियामोहित्ता वापीकापि महामुदन्दि शतुवः कांतेवकान्ताहृशां मानसमधिहृ
तिसतानिजप्रसादेनकलुषमपि धितुषानिजविश्रांत विधावी विद्येवाध्यात्म
वेदिनांभवति २८ अस्तुस्वस्तिसमस्तवस्तु विषयाभोगयोप भोगात्मभिः भावैः पुत्र
कलत्र मित्रजननता सुक्तापि मुक्तात्मनो भक्तायो वरहक्कराय महते स्वर्गापवर्गोदया
नन्दायेन्दुकलावतंसचरण हुंहै कनिष्ठात्मते २६ अरवण्ड प्रकाशेनयोगी श्वरेण
प्रशस्तिः कृता पण्डितेनप्रशस्ता समस्ताशिषामेकपात्रस्य वापी विचित्रं सुवि
स्तारयत्त्युच्चरस्य ३० सम्वत्सरेस्मिन् श्रीन्रपविक्रमार्कस्य १३३३
॥ ठ १ कि भ्रुसुड़ी ᵐᵐ सरि उ ᵐᵐ रकि इरीम्रु ᵐᵐ ३०रेउ ॥ थै रा कासदि
। ली म्त्रुहु धं विधलं भयवेसउ ॥ रू ७ भां सिम्यढ वि मे ग्रा इसरि दारंड

੫ ਕ੍ਰਿਵਰਤ ੭੦ ਮੈਂਠਾਠਿਕਿਸ੍ਰਤਕਿਠ ੮੮ ਸੰਸਾਰਤ ਸਿਕ ੭੦ ਕੁਲੇਸਿਤਰਿ ੫
ਅਰਿ ੧੦ ਕਰ ਤੈਂ ਠੰਪੰਭਰਤਰ ਡੇਡ ਸ੍ਰਗਨ੍ਸੁਰਿ ਕੁਨੈਂਪਵਿਤ ॥ ਚ ੭੦ ਕੁਸਾ
ਸੈਂਨਸਤ

ترجمہ

جو شیو جگت کو رجی ہالی مارے بھُلاوے اور رجاوے سو شیو تہارا خواستہ سیار کی بخشو (۲) یہ ہر بانک ہو یعنی اندر پرست کی زمین کی اول تنور راجہ ہوئے
بعدہ چوہان اور حال مین یہان سلمان راج کرتے ہین (۳) اُن سلمانون مین اول شہاب الدین پہر قطب الدین پھر پال یعنی راجہ ہوئے بعدہ شمس الدین پہر فیروز شاہ
بھوم بت یعنی راجہ ہوئے (۴) پیچھے جلال الدین اور پہر معزالدین بعد اُسکے علاؤالدین راجاؤن مین سرمنش ہوئے (۵) گور بنگال اور دروڑ دیش اور سب ہند
رامیشور سے غزنین تک جتا ملک ہے بسبب خوبی سلطنت جس کے صبر سے پردل اور جس کی خدمتین پرانے ہوئے راجاؤن کے تاجون سے اُکھڑے
ہوئے جواہرات کی روشنی سے تمام زمین مثل بسنت رت ہو گئی (۶) جس کی فوج پورب کیطرف سمندر ملی ہوئی گنگا مین اور پچھم کو سمندر ہلے اٹک مین ہر روز
نہانے کو جاتی ہے اور جسکے طلوع ہونے یعنی اورنگ نشین ہونے سے پاتر لوگ بھی زنگار نگ لباس اور زیور پہنے ہوئے بطور رقص ہاتھون کو اُٹھاتے اور گھماتے
کنگنون کی جھنکار کرتے بے خطرہ آتے جاتے ہین (۷) جس کی فوجکے آگے چلنے والے گھوڑونکے سم سے اُٹھتی ہوئی گرد پہلے سے پہلے دشمنونکو دور کرتی تھی

280

سویہ سات سمندر والے جو زمین سے مثل ہار سات لڑکی اُس کا تا بک یعنی مالک میر غیاث الدین ہے اجاراج کرتا ہے (۸) جسکے دھاوہ مین دوڑسی
دوڑتے ہوئے جو گھوڑے اُنکے سم سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جو زمین اُسکی خود روانگی اجتماع تمیز اطراف عالم کا نہین رہتا اور جمیع آسمان چھایا جاتا ہے اُسوقت
روشنی آفتاب بہت نہین رہتی تو پھر اور راجاؤن کی کیا نوبت (۹) جسکے اطراف عالم کی فتح کرنیکو روانگی کیوقت کوردیش والے بیسامان ہو گئے
اور رندہر دیش والے واسطے اپنے بچاؤ کے سوراخ زمین تلاش کرنے لگے اور بسبب خوف کے کیرل دیش والے سب کھیل بھول گئے اور کرنات دیش کے پہاڑ کے
کھوہ مین جا رہے اور مہاراشتر یعنی مرہٹہ برہستہ یعنی بے طرق ہو گئے اور گجرات کے لوگون نے اناج چھوڑ دیا اور لات لوگ مثل کرات یعنی بنیون کے
(۱۰) جسوقت کہ اُسنے تمام روے زمین کا بار اُٹھایا یعنی پرورش و انتظام مین مصروف ہوا اُسوقت سے جو مہاراج نے بھی سب زمین کی بار کو چھوڑ کر قیامت کے
وقت کے بستر کو تکیہ کر کے میٹھ رہے اور وہی بشن بھگوان بھی پھن جیو کو اپنے سینے مین رکھکر دنیا کی پرورش کے تردد کو چھوڑ کر سوتے ہین (۱۱) اور صدہا
بڑے بڑے شہرونکا جو راجہ ہے اسکے دہلی نام ایک بڑے بوڑھے یعنی شہر سب سے غالب ہو رہا ہے کہ جو دشمنون کیواسطے مثل نیزہ کے اور جس طرح زمین
تمام جواہرون سے ویسی یہ دہلی کان سب جواہرات کی ہے جو بہشت کیطرح جوشی والے اور پاتال پورے کیطرح دیسون کے رہنے کا مکان ہے اور
قدرت کی طرح بہلانے والے (۱۲) اُس دہلی شہر مین جو جگہ جوگنی پور یعنی جوگی پورہ کہلاتا ہے وہان پورپتی یعنی زمیندار نیک بخت دولتمند ہمہ صفت
موصوف او بے عیب عقل مند مخیر اودر نام ہوا (۱۳) بستیا اور بہ پاشا یعنی بیا سا اور شت درو یعنی ستلج او چندر بھاگا یعنی چناب ان سے

ملکر سندھو یعنے اٹک جس جگھ پر بڑے بڑے مہر پرون سے ملو حقین بہتی ہے (۱۴) جسنے سندھو یعنی اٹک کا پانی کہ مثل آب حیات ہے پیا اُسکے
نزدیک شہد و شراب اور امرت کچھ حقیقت نہین بلکہ گیان امرت بہی (۱۵) اُس سندھو کے پانی سے دھوئی دھوئی جوز مین لایق حکب سب گناہونکے
دور کرنے والے اور پاک اُس پر ایک روح نام شہر ہے کہ جو گنگا کے نزدیک ہونے والی امراوتی یعنی بہشت کو ہنستا ہے (۱۶) اُس روح مین
الس اودر کا باپ ہری بال نام ہوا جسکا باپ بسوراج اُسکا باپ ددلہر اُس باپ کی یوہ ہوا یہ نسبت نام اودر کا ہے (۱۷) اودر کی ماکا نام چندی
سوپر تھوی دختر پر تھو کا باپ سرش چندر اُسکا باپ اوچا ہن اوچا ہن کا باپ سہدیو سہدیو کا باپ تول (۱۸) تول کا باپ شوہر وہ اشو ہر سکھ کا بیٹا اودر کو کا
پوتا ہوا یہ حسب نامہ یعنی ننہسال اودر کا اگرچہ میں ہنساولی نام کرنت یعنی کتاب مین درتو سس پہلے کہے ہین یہان بھی واسطے یادداشت کے نام لکھدیے
ہین (۱۹) جس امر کے جان نے کا ارادہ کرے اُسکے جان نیکی طاقت اور جس امر کے کرنے کا ارادہ کرے اُسکے کرنے کی طاقت اور جبا یہ تینون
جسکے مطیع اور تابعدار شل زوجہ کے راجتری اور رتن دیوی ان دو نورانیون سمیت جس کی بڑی رانی جاجلا نام ہے (۲۰) اس جاجلا کا
بیٹا سری راج نام کہ جو تن من بچن کرکے پاک اور چونسٹھ کلاون کا گھر مشہور ہے اور جسکی بشن طاہر اور اکیلا سے قابل فتح یا بی تمام ملک
کے (۲۱) اُسکے بھائی دو ایک بوا ستہر راج اور دوسرا جے انتربیر ا نام اپنی بہن سمیت سوبھا دیتی ہین اور جو مجھلی رانی راجتری
نام اُسکی ایک دھن وتی نام دختر پہلے ہوئی بہت مخیر (۲۲) اور اُس کے پیچھے کن راج اور بہوپتی دو بیٹے ہوئے اور رتن دیوی کے ہردیو

281

عرف ناتھ ایک بیٹا ہوا اور ایک دختر اور ہوئی (۲۳) اور اوتم راج بیٹا اور سادلی نام بیٹی رتن دیوی کی اور ہوی سواودنامی درخت طوبی
کی اس طور بیخ اور شاخ اور برگ اور برگا انشار ہو (۲۴) اس جگ وغیرہ کے کرنیوالا اوروڈ نے بہت سی جگہ بڑے بڑے دھرم سالا بنایاے اور اس جگہ بھی
تھکے ہوئے مسافرونکے رنج دور کرنے والے اور طلوع ہونے والے اور دہنے نی ناوڈے بنوائی (۲۵) پالم گانو کی پورب مین اور کسنبھ پور کے پچھم مین اس
نیکبخت نے باوڑی بنوائی سب دوکھ کے دور کرنے والے (۲۶) اونچی اونچی چوڑے چوڑے مین منیودھر یعنی جگہ پانی کے رکھنیکی جنکو کوٹھی اور کہل
کہتے ہین اور بھوڑتے ہوئے دھارا وتی یعنی لہرونکا مجمعہ جس مین اوپر پیاسے بھرتے ہوئے بہت لوگونکو قیام اور آرام دینے والے بھولے ہوئے
ہین سکھ جنکی ایسی درختون کے پھولونکے مجمع کی آرایش اور خوشبو سے خوش ہوے ہوے ایسی ایک نئی باوڑی مثل جوان عورت کے آنکھون کو
پیارے تم کو خوشی بخشو (۲۷) یہ باوڑے اپنی خوشی سے اچھے لوگونکے من کو ہنستی ہوئے مصفا اپنے لوگونکو آرام دیتے ہوے کہان ہین کیطرح یہ
باوڑے ہو (۲۸) بیٹا اور جورو اور رعایا اور مال خزانہ بمیعت اُس اوڈر کی جس نے واسطے بہشت اور مکت یعنی لامکانکے واسطے وہان شیو جیو
کے چرنون مین لگایا خیر ہو جیو (۲۹) اکھد پرکاش نام جوگیشور پنڈت نے یہ اشلوک جس سے تا ابد نام رہے بنائی سب دعایون کے لایق
ایک ظرف جو یہ اوڈر ہے اس کا چھپا ہوا جش یعنے نیکنامی کو یہ باوڑے ظاہر کرو سمبت ۱۳۱۳ بکرماجیت

نقول بعض کتبه ها

نقل کتبه نمبر ۸ این حصار را فتح کرد و این مسجد جامع را بساخت بتاریخ فی شهور سنه سبع و ثمانین و خمسمائة امیر اسفهسالار اجل کبیر قطب الدوله والدین امیر الامرا ای بك سلطانی اعز الله انصاره و بست و هفت اله تبخانه مرکبی در هر بتخانه دو بار هزار بار هزار دلیوال صرف شده بود درین مسجد بکار بسته شده است خدای عزوجل بران بنده رحمت کند هر که برینت بانی خیر دعاء ایمان گوید

نقل کتبه نمبر ۹ الامیر الامرا الاسفهسالار الاجل الکبیر الدوله قطب

نقل کتبه سطر دوم نمبر ۹ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالك رقاب الامم مولی ملوك العرب والعجم اعدل السلاطین فی العالم معز الدنیا والدین غیاث الاسلام والمسلمین تاج الملوك والسلاطین باسط العدل والاحسان فی الثقلین ظل الله فی الخافقین الراعی بعباد الله الحامی البلاد المرید من السماء المنصور علی الاعداء علاء الدولة القاهرة جلال الامة الباهرة فلك الملة الطاهرة سلطان البر والبحر محمد مالك الدنیا ومظهر کلمة الله العلیا اسکندر الثانی ابو المظفر محمد بن سام ناصر امیر المؤمنین خلد الله ملکه و سلطانه و اعلی امره و شانه

نقل سطر چهارم کتبه نمبر ۹ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالك رقاب الامم مولی ملوك العرب والعجم سلطان السلاطین فی العالم غیاث الدنیا والدین معز الاسلام والمسلمین محی العدل فی العالمین علاء الدولة القاهرة فلك الملة الطاهرة جلال الامة الباهرة شهاب الخلافة باسط الاحسان والرافة فی الثقلین ظل الله فی الخافقین الحامی لبلاد الله الراعی بعباد الله محمد مالك الدنیا ومظهر کلمة الله العلیا ابو المظفر محمد بن سام قسیم امیر المؤمنین خلد الله ملکه

نقل کتبہ نمبر ۱۰ متولے این منارہ فضل ابن ابو المعالی بردہ است

نقل کتبہ نمبر ۱۱ امر باتمام ھذہ العمارة الملک المؤید من السماء شمس الحق والدین ایلتمش السلطانی ناصر امیر المؤمنین

نقل کتبہ نمبر ۱۲ السلطان الاعظم شہنشاہ المعظم مالک رقاب الامم مفخر ملوک العرب والعجم ظل اللہ فی العالم شمس الدنیا والدین غیاث الاسلام والمسلمین تاج الملوک والسلاطین باسط العدل فی العلمین علاء الدولة القاہرة جلال الملة الباہرة المؤید من السماء المظفر علی الاعداء شہاب سماء الخلافة ناشر العدل والرافة مہر ز ممالک الدنیا ومظہر کلمة اللہ العلیا ابو المظفر ایلتمش السلطانی ناصر امیر المومنین خلد اللہ ملکہ وسلطانہ واعلی امرہ وشانہ

نقل کتبہ بالای دروازہ کتبہ نمبر ۱۲ السلطان المعظم شہنشاہ الاعظم مالک رقاب الامم خاتم ملوک العرب والعجم المؤید من السماء المظفر علی الاعداء سلطان ارض اللہ حافظ بلاد اللہ ناصر عباد اللہ محرز ممالک الدنیا والدین مظہر کلمة اللہ العلیا جلال الدولة القاہرة نظام الملة الباہرة شہاب الدنیا والدین غیاث الاسلام والمسلمین ظل اللہ فی العالمین التاج الامم والخلافة صاحب العدل والرافة سلطان السلاطین

نقل کتبہ پہلوی دروازہ کتبہ نمبر ۱۲ تمت ھذہ العمارة فی نوبت العبد المذنب محمد امیر کوہ

نقل سطر درجہ سوم کتبہ نمبر ۱۲ السلطان المعظم شہنشاہ الاعظم مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب والعجم سلطان السلاطین فی العالم حافظ بلاد اللہ ناصر عباد اللہ المظفر علی الاعداء المؤید من السماء تاج الاسلام والمسلمین غیاث الملوک والسلاطین الحامی لبلاد اللہ الراعی لعباد

الله یمین الخلافة باسط العدل والرافة ابو المظفر التمش السلطانی ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه وسلطانه واعلی امره وشانه

نقل سطر در جه چهارکتبه نمبر ۱۲ امر بهذه العمارة فی ایام الدولة السلطان الاعظم شاهنشاه المعظم
مالک رقاب الامم مولی ملوک الترک والعرب والعجم شمس الدنیا والدین معز الاسلام والمسلمین-
ذوالامن والامان وارث ملک سلیمان ابو المظفر ایلتمش السلطان ناصر امیر المومنین

نقل کتبه نمبر ۱۴ عمارت منارهٔ مبارک حضرت سلطان السلاطین شمس الدنیا والدین مرحوم
مغفور طاب ثراه وجعل الجنة مثواه شکست شده بود منارهٔ مذکور در عهد دولت سلطان
الاعظم والمعظم والمکرم سکندر شاه بن بهلول شاه سلطان خلد الله ملکه وسلطانه واعلی امره
وشانه عمل خانزاده فتح خان بن مسند عالی خواص خان جوناتا کنبکی و درز بندی مرتبها بالا مرمت
کرده مرتب کنانید العزة من ماه ربیع الاخر سنه تسع وتسعمائة

نقل کتبه نمبر ۱۵ چون ایزد تعالی علا اعلاءه وسمی اسماءه برای احیاء مراسم ملت واعلاء
معالم شریعت خدایگان جهان را برگزیده تا هر لمحه اساس دین محمدی استحکام می پذیرد و هر لحظه
بناء شریعت احمدی قوی میکردد از برای دوام مملکت و نظام سلطنت عمارت مساجد طاعات
بحکم کلام من لا رب سواه که انما یعمر مساجد الله من امن بالله ابو المظفر محمد شاه
السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المؤمنین خلد الله ملکه الی یوم القیام رفع فی بناء جوامع الاسلام
وابقاها مدی الزمان فی اشاعة الاحسان فی التاریخ الخامس عشر من شوال سنه عشر وسبعمائة
حضرت علیا خدایگان سلاطین مصطفی جاه الصادع لامر الله المخصوص بعنایت اکرم الاکرمین
علاء الدنیا والدین غوث الاسلام والمسلمین معز الملوک والسلاطین القایم بتائید الرحمن
ابو المظفر محمد شاه السلطان سکندر ثانی یمین الخلافة ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه
بناء این خیرات سنت وجماعت است عمارت فرمود
این مسجد که چون بیت المعمور در افواه جهانیان مذکور است بخلوص عقیدت تقاضا طویت
مجلس اعلی خدایگان سلاطین زمان علاء الدنیا والدین سلطان البر والرحمن الموید بتائید الرحمن

28 ق

ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المؤمنین خلد الله ملکه الی یوم الدین۔

نقل کتبه نمبر ۱۶ بتوفیق ایزد بیهمتا و معاونت فنشی نثرا شال المسجد اسس علی التقوی تعالی
رسول الله علیه السلام کما قال من بنی مسجد الله بنی الله له بیتا فی الجنة مجلس اعلی خدایگان سلاطین
امره و شانه و توالی عدله و احسانه بر مقتضی خیر مامور امر فول وجهك شطر المسجد الحرام محمد
زمان شهنشاه موسی فر سلیمان مکان داعی شرایط شریعت محمدی حامی مراسم ملت احمدی مولد
منابر معالم و مساجد و موطد قواعد مدارس و معابد و ممهد بنیان رسوم مسلمانی و موسس
مبانی مذهب نعمانی قالع اصول مرده فجار و قاطع فروع قید ه کفار و هادم مبناء صوامع اصنام
رافع اساس مجامع اسلام مظهر آیات قاهر کفره روف متین قامع فجره روی زمین فاتح قلاع
سامع امکان ضابط بقاع راسخ بنیان المعتصم بجلال الله المنان ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین
الخلافة مبین دین الله ناصر امیر المومنین مد الله ظلال جلاله علی روس العالمین الی یوم الدین
بناء فرمود این مسجد که مسجد جامع اولیاء و ملتم ملت اتقیا و مجمع ملایک کرام و محشر ارواح انبیاء عظام
است بتاریخ فی الخامس عشر من شوال سنه عشر و سبعمائة

در عهد همایون حضرت علیا خدایگان سلاطین جهان علاء الدنیا و الدین تعالی بجنود الظفر
ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المؤمنین مد الله ظلال الخلافة علی روس العالمین
الی یوم الدین این مسجد که بوصف و من دخله کان آمنا موصوف است

این مسجدی که در فسحت و رفعت چون بیت المقدس مشهور بلکه ثانی بیت المعمور است حضرت اعلی
خدایگان فایض فضل شامل احسان المؤید بتائید الملك المنان علاء الدنیا و الدین الظفر
ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافت ناصر امیر المؤمنین مد الله ظلال عظمته الی یوم الدین
بصدق نیت و خلوص عقیدت بنا فرمود

نقل کتبه نمبر ۱۷ ـ بناء این بقعه شریف و اساس این عمارت منیف بود در عهد سلطنت و ایام
مملکت خدایگان سلاطین جهان خسرو دارانشان سلطان کامل وافر احسان شهنشاه شامل و

و نافذ فرمان معلی منابر اسلام محیی آثار الحکام بانی منابر و مساجد طالما ارتفع اساس محکم عبادات
عامر بلاد هدایت خامر دیار غوایت   و سریر مملکت مظهر قوانین جهاد مبرهن براهین
اجتهاد ضابط بلاد   سلاطین رافع بناء محراب منابر اسلام کاسر اساس صوامع اصنام
ناصب علم خیرات حافظ حوزات عسکرات بادشاه کشورکشای سایه رحمت خدای
مرید تائید یزدان ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافت ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه
فی عمارت المساجد ایده سلطانه فی انارت المعابد و ابقاه فی المملکت و الخلافة مدی الدنیا ما تلیت
سورة سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی
بفرمان برگزیده حضرت رحمان ضابط ممالک جهان سلطان سلیمان نشان علاء الدنیا و الدین
غوث الاسلام و المسلمین معز الملوک و السلاطین جوامع بناء خیرات   و المصلین رافع اساس محراب و منبر
ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه الی یوم التناد این مسجد سالم عمارت
کرده شد   این مسجد جامع سامع   بفرمان برگزیده حضرت رحمان سکندر العهد و الزمان
علاء الدنیا و الدین خسرو خسروان آفاق قمر دقیق   ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین
الخلافة مظهر العدل و الرافة ناصر امیر المومنین
نقل کتبه نمبر ۱۰   امر به بناء هذه البقعة المبارکة السلطان المعظم شاهنشاه الاعظم مالک
رقاب الامم ظل الله فی العالم ذو الامان   سلطان السلاطین شمس الدنیا و الدین
المخصوص بعنایت رب العالمین ابی المظفر ایلتمش السلطان ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه
الی الفتح محمود تممها الله بغفرانه و اسکنه بحبوحته جناحه فی شهور سنه تسع و
عشرین و ستمائة
نقل کتبه نمبر ۲۰   بکرم و فضل حق سبحانه و تعالی در عهد دولت سلطان السلاطین الزمان الواثق
بتائید الرحمن ابو المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه و اعلی امره و شانه این مسجد بنا کرد
بندهٔ زاده درگاه آسمان جاه عالم پناه جوناشه مقبول الملقب بخان جهان این خان جهان در سال

هفتصد هفتاد در از هجرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم خدای بران بنده رحمت کند هر که
مسجد نماز بگذارد این بنده را بفاتحه و دعاء ایمان یاد کند

نقل کتبه نمبر ۲۱ بسم الله یتمنا بذکره عمارت این کنبه میمون در عهد همون الواثق بتائید
الرحمن ابو المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه سال هفتاد پنجم بر هفتصد از تاریخ هجرت
رسول صلی الله علیه وسلم

نقل کتبه نمبر ۲۳ لا اله الا الله محمد الرسول الله در عهد سلطان السلاطین
سلطان سکندر بن سلطان السلاطین سلطان بهلول خلد الله ملکه وسلطانه و اعلی
امره وشانه در بستم ماه مبارک رمضان سنه ثلث عشر وتسعمائة

سلطان السلاطین سلطان فیروز شاه طاب ثراه وجعل الجنة مثواه بسبب کشته بود

نقل کتبه نمبر ۲۴ بناء این عمارت در عهد دولت سلطان الاعظم سکندر شاه سلطان
خلد الله ملکه این کنبد میان شیخ شهاب الدین تاج خان سلطان ابو سعید بتاریخ بستم ماه
رمضان سنه ست وتسعمائة

نقل کتبه نمبر ۲۵ مسجد در عهد دولت بندگی حضرت سلطان سکندر شاه
بن بهلول شاه لودی خلد الله سلطانه شهاب ساکن قصبه سهارنپور

نقل کتبه نمبر ۲۶ در عهد دولت همایون سلطان الاعظم المعظم المتوکل علی الرحمن
سکندر شاه بن بهلول شاه سلطان خلد الله ملکه وسلطانه بنا کرد این کنبه بنده امیدوار
رحمت پروردگار دولت خان خواجه محمد غره ماه رجب سنه اثنی عشر
و تسعمائة

نقل کتبه نمبر ۲۷ بناء این عمارت کنبد در عهد سلطان الاعظم ابو المظفر
سکندر شاه سلطان خلد الله ملکه وسلطانه بانی کنبد علاء الدین نور تاج شیخ بسه
قطب عالم شیخ فرید شکر گنج ماه محرم سنه ثلث تسعمائة

نقل کتبہ نمبر ۳۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم وظیفہ حمد و دعا ئیکہ مجاوران حضیرہ قدس
وساکنان روضہ اش بان قیام نمایند شاخداوند کہ مقربان درگاہ او دنیا و آخرت را فداء راہ او نمو
ونقد جان و دل پیکران کل را صرف بارگاہ او فرمودہ و درود وافر و تحیات متکاثرہ بمشہد معظم و حضیرہ
منور شفیع روز حشر وال اصحاب الطہر او واصل و متواصل باد و بحضرت فخر الخیرات و منشی
البرکات توفیق ازل را رفیق حضرت ہدایت مرتبت محمد تصفوت محمد علی حسینی مشرب حسنی نسب
عمدۃ سادات عظام خلاصۃ اتقیاء کرام عیسی عالم تجرید موسی کوہ عزلت و تفرید المویہ من عند اللہ
العزیز قطب الملتہ والطریقۃ سید حسنی الحسینی کردانید تا این بقعہ شریف و منزل لطیف را احداث
فرمودہ وصیت فرمود کہ چون مدت حیاتش قیامت پیوند باد بسر آید و بتشریف ادخلوھا
بسلام آمنین مشرف کردیدہ بسوی حضیرہ قدس و روضہ انس پرواز نماید مقبرہ فایض الانوار
حضرت این نفعہ نامدار مان وکان اتمام ھذہ البقعۃ فی شہور سنہ اربع و اربعین و تسعمائۃ۔

نقل کتبہ ھا نمبر ۳۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم تمام شد این باوری چاہ در ماہ رمضان
در سنہ نہصد پنجاہ و ھشت ھجری بروح محمد مصطفی رسول درگاہ حضرت الہ در زمان
عادل اسلام شاہ بن شیر شاہ بنا کرد کارکن دین از جملہ بیشی خواجہ عماد الملک عرف
عبد اللہ لاذ رقریشی بندہ کارکن ماوری امید وار عنایت و مرحمت کردد

بسم اللہ الرحمن الرحیم در عہد و زمان سلطان السلاطین ابو المظفر اسلام شاہ بن
شیر شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ بنا کرد این چاہ بتوفیق الہ بروح رسول اللہ ملک عماد الملک
عرف خواجہ عبد اللہ لاذ رقریشی بدار الملک حضرت دھلی فی سنہ اثنی و خمسین و تسعمائۃ

Further—the Author also points out another error that it is erroneously stated in the History of "Futtoohaut Faezerhub," that the foundation of this Building was first laid by Sooltan Moouz-oodeen Mohomed, son of Saur. He shews this under the following grounds, *viz.*

1st. When Kootboodeen Abek, Commander-in-Chief conquered the Fort, and the Bunder—he had inscribed on the Eastern door, his achievement. There is no doubt, that in the first line of the first compartment was the same inscription of his achievement in the Arabic language. For the remains of the original letters of the inscriptions correspond with the first inscription—thence, if Moiz-oodeen was the founder, the achievement of his Commander-in-Chief would not be inscribed there.

2nd. At the time of Mooiz-oodeen only 5 entrances were made in the Musjid, at the place where the Iron Pillar stands. But that the Minaret stands beyond that place. Hence, if Moiz-oodeen had made the Minaret, he would have it erected by his Musjid, or at one end of it—and not in a quite separate place. It should be recollected however, that the Minaret now appearing within the compass of the Musjid, is this, that the Building of the Musjid was enlarged by Sooltan Shums-oodeen.

3rd. The first door of this Minaret faces Northward, as the Hindoos always have it—whereas the Mahomedans always have it Eastward. As it may be plainly seen, that when Sooltan Ala-oodeen commenced the second Minaret, he had his door facing Eastward.

4th. It is customary with the Hindoos, to commence such Buildings without any platform. But the Mahomedans first make a platform and then erect the Building, as shewn in the Building attempted by Sooltan Ala-oodeen.

5th. It is seen in all the Hindoo places of worship—at Kootub engravings of Bells hanging in chains—and the same are found, and seen on the first compartment of this Minaret. It is known that the Bells belong to the Hindoo worship. Hence, if Mahomedans were the Builder of this Minaret, they would never allow these engravings of Bells. But the other compartments built by Mahomedans do not contain these engravings—nor does it appears that the stones with the engravings of Bells have been extracted and brought from elsewhere and put here.

From these grounds, it is proved satisfactorily, that (as it is known) the first compartment or Khund, of the Minaret was made by Rae Pethowrah—on their conquest, the Mahomedans, had their names engraved on the first compartment of the Minaret as they had done on the several other Hindoo Buildings. It is not surprizing to think, that the Mahomedans have extracted the stones containing the engravings of figures there, and had substituted there, there other stones with their own engravings. After this, Sooltan Shums-oodeen erected five compartments more, on the first original compartment—and that Feroze Shah during his time, erected one compartment more—out of which two compartments have fallen down—and five remain to this day.

A BRIEF ACCOUNT OF THE MINARET WHICH STANDS AT KOOTUB.

—:o:—

The Mineret contains inscriptions on it in Arabic letters. An abstract explanation of which is as follows—

First compartment.—The 1st Line. From decay, the letter in the first line had dropped off—and on repairing the parts, the decayed letters were merely imitated or forged. They therefore bore the false appearance only. But no letters—only so much of the original remains, *viz.*—Ameer-ul-oomrah Ispha Sahlar Ujjulleel Kubbeer.

2nd. Line contains the name and praise of Moozuffer Mooiz-oo-deen Mohomed Bin Sam.

3rd. Line—contains a verse from the Koran.

4th. Line contains the name and praise of Mooiz-oodeen Abool Moozuffer Mohomed Bin Sam.

5th. Line contains 99 names of God Almighty, as are found in the Arbic language.

6th. Line of the first compartment—contains verses from the Koran.

On the side of the first Appartment or Khund, appears the name Fuzzeel, son of Abool Mooaly—Mutwully or High Priest there.

The head of the door or opening of the second compartment, contains this inscription—that Sooltan Shumsoodeen has ordered to complete this Building.

Second compartment.—1st. Line—contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen Altummis.

2nd. Line—contains verses from the Koran—respecting the summons to prayers on Friday.

Third compartment.—The head of the door—contains praises on Sooltan Shumsoodeen. The inscription there of one line only, contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen—at one side of this compartment contains the name of Mohomed Ameercho, Engineer.

Fourth compartment—contains an inscription signifying, that during the time of Sooltan Shumsoodeen, the building of this edifice was ordered.

Fifth compartment.—The head of the door contains an inscription in Arabic letters but Persian dialect—saying that this Mineret was broken by a thunderbolt, and repaired by Feroze Shah, in the Hijree year 770 corresponding with 1368 A. D.

At the head of the door of the first compartment, the inscription is this, *viz.*—that this Mineret of Sooltan Shumsoodeen was broken down—and that during the time of Secunder Shah, son of Bhylole, Futteh Khan, son of Khuwas Khan, repaired the damage—in the Hijree year 909—corresponding with the year A. D. 1503.

From these inscriptions it is proveable that it has been erroneously mentioned in the History of Feroze Shah (composed by Shums Seeraj Ufeef) and in the History of Tuqveem Mool Booldan &c. as well as in the inscription of the door of the 1st compartment the Minaret—that the original Builder of this Minaret was Sooltan Shumsoodeen—for the only completed the work.*

---

* *Vide*—Inscription on the head of the door of the 2nd compartment.

286

PREFACE.

That this work Asar-oos-Sunnadeed, was first composed by the Author, and published in the year, 1846 and 1847, A. D. The reason for composing the 2nd Edition was this—

That the first Edition of this work was taken by Mr. A. A. Roberts, to England, and presented to the Royal Asiatic Society, and met the approbation of its members—and Colonel Saxzon, a member of the Court of Directors, asked Mr. Roberts to translate the work into English. On that Gentleman's returning to his office in Delhi, made a Translation of the work with the aid of the Author—it then appeared necessary to render the work still better with additions and necessary corrections,

That the Author begs to offer respectfully, his humble gratitude, to Mr. Roberts and Colonel Saxzon, who have patronised him, and he considers that it is through their kindness, that he has been able to complete this work, which he thinks will maintain his name for ages to come.

That the author also considers his duty to offer his gratitude to Mr. Edward Thomas, through whose aid and kindness he has been able to put the work in Type.

That the present Edition, contains the following additions and ameliorations.

1st. The first chapter of this Edition is a new addition altogether (which the first Edition did not contain), and contains a brief History of the first population of all India—and particulars respecting the Capital or Seat of Empire, during the old and new reigns.

2nd. The second chapter of the first Edition contained only an account of the Fort built by Shah Jehan. But the 2nd Edition, contain a full account of that Fort, as well as of all the Fortresses erected ever since the City of Delhi was first populated.

3rd. What the 1st and 3rd chapters of the 1st Edition contained—are to be found, in the 3rd chapter of the 2nd Edition, together with additional particulars respecting the old Buildings.

4th. In the 1st Edition, there were 2 faults, *viz.*, one was this—that particulars respecting some of the old Buildings were not then satisfactorily ascertained—and 2ndly some errors existed in their description. The necessary corrections, &c., are however made in the 2nd Edition.

5th. In the first Edition, the description of the Buildings was given promiscuously; but in the new or 2nd Edition, the dates of the Buildings are regularly given.

6th. In the first Edition it was inserted from where the particulars were obtained or gathered. But on the margin of the present Edition—the Historical Books are quoted.

7th. This new Edition contains another thing of great moment, *viz.*—The Inscriptions found on the Buildings, are copied and inserted in the new Edition in their very original form.

THE FACTS CONNECTED WITH THE FAMILY OF THE AUTHOR OF THIS WORK.

—:o:—

The Native Place of the Anc[illegible] of the Author, is Arabia. They removed afterwards to Herat—and during the reign of Emperor Akbar Julaloodeen, they came into India. Ever since that period, they have enjoyed Royal titles and dignity.

It is almost useless to advert to particulars of times immemorial. I shall therefore recite a few of recent date. That during the time of Azeez-oodeen Alumgeer Sanee, the grandfather of the Author received the title of Jawud-ood-Dowlah—Jawud Ally Khan Bahadar, received the munsub of Hazareezat, and 500 horsemen—and that the brother of his grandfather received the same munsub with the title of Koobad Ally Khan Bahader. After the death of the Author's grandfather, the same degree of munsub at the time of Shah Allum, continued to Syed Mohomed Mootukee Khan Bahader, the father of the Author—and that after his demise, the same hereditary title was conferred on the Author.

That the maternal grandfather of the Author enjoyed the title of Nawab Dubbeer-ood-Dowlah Ameen-ool-Moolk Khwaja Furreed-oodeen Ahmud Khan Bahadar Moosleh Jung. That whilst the British were in Bengal, and their rule was not introduced in Upper India—when the Vakeel of the King of Persia was killed in Bombay in an affray—it became urgent for the British Government to send a Vakeel on deputation to Persia, and the Author's grandfather (abovenamed) was selected for this high office. On his return, after fully completing the trust, he was appointed a full Political Agent at Ava. After this, in latter times, he held the office of Prime-Minister to Akbar Shah, the King of Delhi.

That the Author's maternal grandfather was so much respected, that General Sir David Ochterlony always visited him on friendly terms—and on his demise, Sir Edward Colebrooke, Bart. paid the family a visit of condolence.

ASAR-OOS-SANADID,

i. e.

The first literary venture

OF

Jawad-ud-dowla Arif-i-Jang

Dr. Sir Syed Ahmad Khan,

the respective merits of the first and second edition of which have now been collected in this edition

BY

Mohammad Rahmatull[illegible]

PRINTED IN

THE NAMI PRESS, CAWNPORE.

1904.